محدثینِ اندلس

ایک تعارف

ڈاکٹر جمیلہ شوکت

Marfat.com

محدثینِ اندلس

ایک تعارف

ڈاکٹر جمیلہ شوکت

UMT PRESS

DATA ENTERED
M-29 T/26

Marfat.com

297.292
159214

©یو ایم ٹی پریس، 2017

پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ

محدثین اندلس: ایک تعارف!

مصنفہ: ڈاکٹر جمیلہ شوکت

طبع اول، 2017ء

ISBN: 978-969-9368-19-6

حرف سازی : سرفراز احمد

صفحہ سازی : حافظ محمد اویس خان

طابع : بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور

UMT PRESS

Marfat.com

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰی
یُبَلِّغَهُ غَیْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰی مَنْ هُوَ
أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَیْسَ بِفَقِیهٍ.

(ترمذی، الجامع، کتاب العلم)

Marfat.com

Marfat.com

خادمانِ حدیث کی کہکشاں کے منور و تابناک ستاروں کے نام
اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب

○ دیباچہ 21

○ مقدمہ 27

○ اختصارات مصادر 65

دوسری صدی ہجری

❖ معاویہ بن صالح بن حدیر الشامی 69

❖ محمد بن ابراہیم بن مزین الاودی 71

❖ زیاد بن عبدالرحمٰن بن زیاد اللخمی القرطبی 72

❖ محمد بن بشیر بن محمد المعافری 73

❖ الغازی بن قیس المقبری 75

❖ حبیب بن الولید بن حبیب القرطبی 76

تیسری صدی ہجری

❖ عیسیٰ بن دینار الغافقی القرطبی 81

❖ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر المصمودی القرطبی 82

❖ عبدالملک بن حبیب بن سلیمان القرطبی 85

Marfat.com

❖ عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عیسیٰ القرطبی 88
❖ سعید بن یحییٰ بن مزین القرطبی 89
❖ بقی بن مخلد بن یزید القرطبی 90
❖ قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن سیار 95
❖ یوسف بن یحییٰ بن یوسف المغامی القرطبی 97
❖ محمد بن عبدالسلام بن ثعلبہ الخشنی، القرطبی 99
❖ محمد بن وضاح المروانی القرطبی 100
❖ یحییٰ بن عمر بن یوسف الکنانی 102
❖ محمد بن غالب بن الصفار القرطبی 104
❖ عیسیٰ بن مسکین بن منظور الافریقی 105

چوتھی صدی ہجری

❖ محمد بن ابراہیم بن حیون الحجاری 111
❖ سعید بن عثمان بن سعید التجیبی 113
❖ یوسف بن مروان الوشقی 114
❖ احمد بن عمرو بن منصور الالبیری 115
❖ ثابت بن حزم السرقسطی 116
❖ محمد بن فطیس بن واصل الغافقی الالبیری 118
❖ احمد بن بقی بن مخلد القرطبی 120
❖ محمد بن قاسم بن محمد البیانی القرطبی 123
❖ محمد بن عبدالملک بن ایمن القرطبی 125
❖ الحسن بن سعد بن ادریس الکتامی القرطبی 127
❖ القاسم بن اصبغ بن محمد البیانی القرطبی 129

Marfat.com

❖ وھب بن مسرہ بن مفرج الحجاری 132
❖ محمد بن احمد اللؤلؤی القرطبی 134
❖ احمد بن سعید بن حزم الصدفی المنتجیلی 135
❖ خالد بن سعد القرطبی 136
❖ اسحاق بن ابراہیم بن مسرہ الطلیطلی 138
❖ مسلمہ بن القاسم بن ابراہیم القرطبی 139
❖ منذر بن سعید البلوطی 141
❖ محمد بن معاویہ المروانی القرطبی 143
❖ محمد بن اسحاق بن السلیم القرطبی 146
❖ یحیی بن عبداللہ بن یحیی المصمودی 148
❖ محمد بن حارث الخشنی القروی 150
❖ یحیٰی بن مالک بن عائذ القرطبی 153
❖ عبداللہ بن محمد بن علی الاشبیلی 155
❖ محمد بن الحسن بن عبیداللہ الحمصی الاشبیلی 157
❖ محمد بن احمد بن محمد بن یحیٰی القرطبی 159
❖ محمد بن یبقی بن زرب القرطبی 162
❖ احمد بن عبداللہ اللخمی القرطبی 163
❖ عبداللہ بن محمد بن القاسم القلعی الثغری 164
❖ اسماعیل بن اسحاق القیسی القرطبی 167
❖ عبداللہ بن ابی زید النفزی القیروانی 168
❖ عبداللہ بن ابراہیم الأصیلی 172
❖ خلف بن القاسم الدباغ القرطبی 174
❖ محمد بن عبدالملک بن ضیفون القرطبی 177

Marfat.com

❖ محمد بن یحییٰ بن زکریا القرطبی 178
❖ احمد بن عبداللہ اللخمی الاشبیلی 180
❖ محمد بن عبداللہ، المری، الالبیری 182
❖ احمد بن محمد الطلیطلی 185

پانچویں صدی ہجری

❖ احمد بن محمد بن احمد بن الحباب القرطبی 191
❖ ابراہیم بن محمد بن حسین بن شنظیر الطلیطلی 192
❖ احمد بن عبدالملک ابن المکوی الاشبیلی 194
❖ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن مسعود القرطبی 196
❖ عبداللہ بن محمد بن یوسف القاضی 197
❖ عبدالرحمٰن بن عثمان الصدفی الطلیطلی 201
❖ احمد بن فتح بن عبداللہ المعافری 202
❖ عبدالرحمٰن بن احمد المعافری 204
❖ عبدالرحمٰن بن احمد التجیبی 204
❖ عبدالرحمٰن بن عبدالوھرانی 206
❖ عبدالرحمٰن بن مروان الانصاری القنازعی 207
❖ محمد بن یحییٰ بن احمد التمیمی القرطبی 210
❖ عبدالرحیم بن احمد الکتامی، السبتی 211
❖ محمد بن عمر الفخار القرطبی 212
❖ عبدالرحمٰن بن احمد غرسیہ القرطبی 215
❖ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ذنین الصدفی 216
❖ یونس بن عبداللہ بن محمد المکی 217

Marfat.com

❖ احمد بن محمد بن عبداللہ المعافری الطلمنکی 220

❖ مہلب بن احمد التمیمی المری 223

❖ محمد بن عبداللہ البکری المرسی 225

❖ محمد بن عبدالرحمٰن الحجری 226

❖ مکی بن ابی طالب القیسی 227

❖ عثمان بن ابی بکر بن حمود السفاقسی 230

❖ عثمان بن سعید بن عثمان الدانی 232

❖ حکم بن محمد بن حکم الجذامی القرطبی 235

❖ محمد بن ابراہیم بن موسیٰ الطلیطلی 237

❖ سراج بن عبداللہ بن محمد القرطبی 239

❖ عبدالواحد بن محمد القبری 240

❖ علی بن احمد الظاہری القرطبی 241

❖ علی بن احمد بن اسماعیل المرسی 245

❖ احمد بن محمد بن عیسیٰ القرطبی 247

❖ محمد بن عتاب الجذامی القرطبی 248

❖ یوسف بن عبداللہ النمری القرطبی 250

❖ محمد بن احمد بن عیسیٰ القیسی الاشبیلی 254

❖ حاتم بن محمد بن عبدالرحمٰن الطرابلسی 256

❖ حیان بن خلف بن حسین الاخباری القرطبی 259

❖ سلیمان بن خلف الباجی القرطبی 263

❖ محمد بن شریح الرعینی المقری الاشبیلی 267

❖ احمد بن محمد بن رزق القرطبی 269

❖ احمد بن عمر العذری، الدلائی 271

Marfat.com

❖ عبداللہ بن اسماعیل اللخمی الاشبیلی 272
❖ طاہر بن مفوز المعافری الشاطبی 274
❖ عیسیٰ بن سہل الاسدی الجیانی 276
❖ محمد بن فتوح الحمیدی المیورقی 277
❖ ہشام بن احمد الکنانی الطلیطلی 280
❖ عبدالملک بن سراج بن عبداللہ القرطبی 282
❖ احمد بن سلیمان التجیبی الباجی السرقسطی 284
❖ محمد بن فرج بن یحییٰ القرطبی 286
❖ حسین بن محمد الغسانی الجیانی القرطبی 288

چھٹی صدی ہجری

❖ محمد بن حیدرہ المعافری الشاطبی 293
❖ احمد بن محمد الخولانی الاشبیلی 294
❖ حسین بن محمد بن فیرہ السرقسطی 296
❖ محمد بن الولید بن خلف الطرطوشی 300
❖ سفیان بن العاصی المربیطری 302
❖ عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب القرطبی 304
❖ عبداللہ بن احمد یربوع الشنترینی 307
❖ موسیٰ بن سعادۃ المرسی 308
❖ عبدالجلیل بن عبدالعزیز المقری القرطبی 310
❖ محمد بن احمد بن خلف التجیبی القرطبی 311
❖ محمد بن علی المازری 314
❖ سعدالخیر بن محمد بن سعد البلنسی 316

Marfat.com

❖ عبدالحق بن غالب المحاربی الغرناطی 318
❖ عبداللہ بن علی الرشاطی المری 321
❖ محمد بن عبداللہ المعافری الاشبیلی 323
❖ عیاض بن موسیٰ الیحصبی السبتی 327
❖ یوسف بن عبدالعزیز اللیثی اللخمی الاندی 331
❖ محمد بن الحسن المقری الدانی 333
❖ عبدالملک بن بونہ القاضی الغرناطی 336
❖ عبداللہ بن عیسیٰ الشلبی 337
❖ طاہر بن حیدرہ المعافری الشاطبی 339
❖ محمد بن عبداللہ مفرج الشلبی بالقنطری 340
❖ محمد بن علی الانصاری الجیانی 342
❖ علیم بن عبدالعزیز الشاطبی 344
❖ محمد بن یوسف القاضی المرسی 346
❖ علی بن عبداللہ المری، البلنسی 349
❖ عاشر بن محمد یناشتی الشاطبی 353
❖ محمد بن عبداللہ القیسی الاشبیلی 355
❖ محمد بن خیر الأموی الاشبیلی 356
❖ خلف بن عبدالملک بشکوال القرطبی 359
❖ یوسف بن ابراہیم المقری الغرناطی 362
❖ عبدالحق بن عبدالرحمٰن الازدی الاشبیلی 364
❖ عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی المالقی 367
❖ عبدالرحمٰن بن محمد المری، المرسی 369
❖ محمد بن سعید بن احمد بن زرقون المقری الاشبیلی 372

Marfat.com

❖ محمد بن عبداللہ بن الجد الفہری اللبلی	375
❖ عبدالرحمٰن بن محمد بن مغاور الشاطبی	378
❖ قاسم بن فیرۃ الرعینی الشاطبی	380
❖ عبدالمنعم بن محمد الخزرجی الغرناطی	383
❖ عبدالرحمٰن بن عبداللہ المرسی	387
❖ احمد بن یحییٰ الضبی المرسی	389
❖ محمد بن احمد بن عبدالملک بن ابی جمرہ المرسی	390

ساتویں صدی ہجری

❖ احمد بن ہارون النفزی الشاطبی	397
❖ محمد بن عبدالرحمٰن التجیبی الاشبیلی	399
❖ عبداللہ بن الحسن الانصاری المالقی	402
❖ عبداللہ بن سلیمان بن حوط اللہ الانصاری الاندی	405
❖ عتیق بن علی قنترال الاشبیلی	408
❖ محمد بن احمد بن جبیر الکنانی البلنسی	410
❖ احمد بن محمد القیسی البلنسی	414
❖ علی بن احمد الغافقی الشقوری	418
❖ محمد بن عبدالواحد الغافقی، الملاحی	420
❖ داؤد بن سلیمان بن حوط اللہ الاندی	423
❖ محمد بن احمد بن محمد الاندرشی البلنسی	425
❖ احمد بن یزید بن مخلد القرطبی	428
❖ عثمان بن حسن الکلبی الدانی السبتی	431
❖ سلیمان بن موسیٰ الحمیری الکلاعی البلنسی	433

Marfat.com

- ❖ محمد بن یوسف البرزالی الاشبیلی 437
- ❖ محمد بن اسماعیل بن خلفون الأونبی 440
- ❖ محمد بن علی الغسانی المالقی 442
- ❖ احمد بن محمد النباتی الاشبیلی 444
- ❖ محمد بن علی الطائی المرسی 448
- ❖ القاسم بن محمد الأنصاری القرطبی 450
- ❖ محمد بن سعید المقری النمیری الغرناطی 452
- ❖ علی بن محمد الشاری السبتی 455
- ❖ عبیداللہ بن عاصم الرندی 458
- ❖ علی بن عبداللہ الانصاری القرطبی 460
- ❖ محمد بن احمد بن خلیل السکونی 462
- ❖ عبدالرحیم بن احمد الخزرجی الشاطبی 465
- ❖ محمد بن عبداللہ السلمی المرسی 466
- ❖ احمد بن عمر الانصاری القرطبی 469
- ❖ محمد بن عبداللہ القضاعی البلنسی 472

آٹھویں صدی ہجری

- ❖ محمد بن محمد بن عبدالملک المراکشی 479
- ❖ احمد بن ابراہیم بن الزبیر الغرناطی 484
- ❖ محمد بن عمر بن رشید الفہری السبتی 487
- ❖ محمد بن یحییٰ الاشعری المالقی 490
- ❖ محمد بن احمد بن جزی الکلبی 492
- ❖ علی بن محمد الانصاری الغرناطی 495

Marfat.com

❖ محمد بن احمد الحسینی السبتی 497
❖ محمد بن عبداللہ بن سعید اللوشی الغرناطی 500
❖ ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی الغرناطی 504

محدثات

❖ ابنۃ فائز قرطبیہ 509
❖ اسماء بنت ابی داؤد سلیمان بن نجاح 510
❖ ام الحسن بنت ابولواء سلیمان بن اصبغ 510
❖ ام السعد بنت عصام بن احمد 511
❖ ام شریح بنت محمد بن شریح 512
❖ ام عبدالکریم فاطمہ بنت سعد الخیر 512
❖ ام العلاء، سیدہ بنت عبدالغنی 514
❖ ام الھناء امۃ الرحمٰن بنت عبدالحق 515
❖ ام الولید بنت النضر بن سلمہ 516
❖ حفصہ بنت محمد بن احمد السلمی 516
❖ حفصہ بنت موسیٰ بن حماد الصنہاجی 517
❖ حمیدہ بنت معاویہ بن صالح 518
❖ خدیجہ بنت عبداللہ بن سعید 518
❖ رضیہ مولاۃ عبدالرحمٰن بن محمد 519
❖ رقیۃ بنت تمام بن عامر 519
❖ زینب بنت یوسف بن عبداللہ 520
❖ عابدہ المدنیہ 520
❖ عائشہ بنت محمد بن احمد بن خلیل 521

Marfat.com

- ❖ فاطمہ بنت حسین بن محمد الصدفی 521
- ❖ فاطمہ بنت عبدالرحمٰن بن محمد الشراط 522
- ❖ فاطمہ بنت عبدالرحمٰن الوشقی 523
- ❖ فاطمہ بنت عتیق بن علی 524
- ❖ فاطمہ بنت یوسف بن یحیی 524
- ❖ لیلیٰ 525
- ❖ نزہت بنت محمد بن احمد الغسانی 525

○ مصادر و مراجع 527

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

ملتِ اسلامیہ کے زیرانتظام سرزمینِ اندلس بہت جلد اوج ثریا تک پہنچی۔ بعض حکام وامراء کی عیاشیوں، ظلم وستم اور افتراق وانتشار کے باوجود علم وادب کے میدان ویران وبرباد نہ ہوئے اور امور سلطنت خوبی سے چلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ نفسانفسی اور ظلم وزیادتی کے شکار معاشروں کو زیادہ دیر تک پنپنے نہیں دیتا۔ اسی سنت الٰہی کے مطابق اندلس، مسلمانوں کے لیے جنت گم گشتہ میں تبدیل ہوگیا۔

ایک عام انسان جب اندلس کی تاریخ پڑھنا شروع کرتا ہے تو اس کے اندر سے هل من مزيد کی صدا آتی ہے۔ آگے بڑھتا ہے بڑے ہی خوش کن مناظر وواقعات سے گذرتے گذرتے یکدم ایک موڑ ایسا بھی آتا ہے کہ اس سرزمین کے مکینوں پر ہونے والے مظالم اور علمی ورثے کو ملیامیٹ کرنے کی داستان پر اشک بار ہوجاتا ہے۔

راقمہ کا اندلس کی تاریخ وادب کا مطالعہ محدود وقلیل ہے لیکن ایک جذباتی سا تعلق ضرور محسوس ہوتا ہے۔ شاید اسی جذباتی تعلق کو باقی رکھنے کے لیے اللہ ذوالجلال نے یہ سبب پیدا فرمایا کہ ایم اے عربی کے تحقیقی مقالے کے لیے میرے استاذ محترم رانا احسان الٰہیؒ نے اندلس کے معروف عالم وادیب ابن عبدربہ (م ۳۲۸ھ) کی معروف کتاب العقد الفرید (جس کو اہلِ علم نے علم وادب کا موسوعہ تسلیم کیا ہے) کے ایک جزء کا اردو ترجمہ مع حواشی تجویز کیا، جس پر میں نے رضا مندی ظاہر کردی۔ اس پر مستزاد یہ کہ میرے مشرف استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سرمحمد شفیع رحمہ اللہ مقرر ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی کے قدیم کیمپس میں جب مرکزی لائبریری جانا ہوتا تو لائبریری کی عمارت کے

Marfat.com

سامنے لان میں ایک پردہ سا لگا ہوتا اور اس کے پیچھے ایک نہایت پرجلال و عظیم شخصیت کی جھلک پڑتی۔ یہی تھے میرے مشرف محترم، متنوع علوم کے ماہر اور ایک مستند محقق جو اس وقت دائرہ معارف علومِ اسلامیہ کے صدر نشین تھے۔ دورانِ تحقیق جب بھی رہنمائی کے لیے ان کے پاس حاضر ہوتی وہ نہایت شفقت سے پیش آتے۔ توضیحی و تشریحی مقامات کی وضاحت اور ان سے متعلق مصادر کی نشاندہی بھی فرماتے۔ اس طرح اندلس کے ورثے سے کچھ تعارف ہوا جو مزید مطالعہ کا باعث بنا۔ مقالہ ابھی تکمیلی مراحل میں تھا کہ وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ مجھے یاد ہے کہ بڑی تگ و دو کے بعد جنازہ میں شرکت کے لیے ان کی رہائش گاہ پہنچی تھی۔ اللہ کریم ان کو اور میرے دیگر تمام اساتذہ کرام کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)۔ علم و ادب کے شناور استاد محترم محمد شفیعؒ نے العقد الفرید کا اشاریہ (index) دو جلدوں میں تیار کیا، جو علمائے مغرب و مشرق میں مقبول ہوا۔ یہ اشاریہ پنجاب یونیورسٹی نے باپٹسٹ (Baptist) مشن پریس، کلکتہ سے ۱۹۳۷ء میں شائع کرایا تھا۔ کیمبرج یونیورسٹی قیام کے دوران میرے مشرف پروفیسر سارجنٹ (Serjeant) نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ: ''ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی اسے دوبارہ شائع کرے''۔ جب واپس آئی تو اس وقت کے وائس چانسلر صاحب کی خدمت میں یہ عرض داشت پہنچائی، لیکن افسوس کوئی مثبت کارروائی نہ ہو سکی۔

جب ایم اے تاریخ کرنے کا ارادہ کیا تو اختیاری پرچوں میں تاریخ اندلس کو اختیار کیا۔ اس طرح یہ جذباتی تعلق سرد نہ ہونے پایا۔ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران جو علمی و تحقیقی سرگرمیوں کی سرپرستی کے لیے معروف ہیں، انہوں نے اساتذہ سے تحقیقی منصوبے طلب کیے، تو راقمہ کو خیال آیا کہ اندلس کے علمی ورثے پر کام کیا جائے۔ لہٰذا، اندلس کے محدثین سے متعلق منصوبہ پیش کیا، جو اربابِ اختیار کی طرف سے منظور ہو گیا۔ تحریر مقالہ کے لیے جب مواد اکٹھا کرنے کی ابتداء کی تو اندازہ ہوا کہ اس موضوع پر اردو/عربی/ انگریزی زبانوں میں کوئی خاص علمی و تحقیقی کام موجود نہیں، سوائے ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد کا خصوصی شمارہ اندلس نمبر مختلف موضوعات پر اہلِ علم کے قابلِ قدر مقالات کا مجموعہ ہے۔ محمد احمد زبیر کی کتاب ''اندلس میں علم حدیث کا ارتقاء'' (ایم فل کا مقالہ) میں تقریباً بیس/ بائیس محدثین کا مختصر تذکرہ ملتا ہے۔ عربی

۱۵۹۷۱۶
Marfat.com

زبان میں اس موضوع سے متعلق مواد جابجا بکھرا پڑا ہے۔

راقمہ نے بکھرے مواد کو اکٹھا کر کے مرتب کرنے کی کوشش کی۔ ابتدا میں کام بہت سست رفتاری کا شکار رہا جب کچھ آگے بڑھا تو معلوم ہوا کہ جو کام بظاہر آسان نظر آ رہا تھا، وہ خاصی محنت وہمت اور وقت کا متقاضی ہے۔ اپنی کم ہمتی اور کمزوری کے سبب کئی بار اس منصوبے کو ترک کرنے کا ارادہ کیا، لیکن صدرِ شعبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی کی ترغیب وتشویق نے کام جاری رکھنے کا حوصلہ دیا۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء

قارئین محترم، علماء اندلس کی علمی میراث، کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے قابلِ تحسین ہے۔ گو اس بیش بہا علمی سرمائے کا بیشتر حصہ تو زمانے کی دست برد کے ہاتھوں تباہ وضائع ہو چکا ہے۔ لیکن مشرق ومغرب کے علماء کے کثرت سے علمی اسفار کی بدولت کچھ سرمایہ محفوظ رہا۔ اہلِ اندلس کی یہ علمی میراث علومِ دینیہ اور عقلیہ دونوں میں تھی۔ عرب محققین اور مستشرقین ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مختلف افراد اور مکتبات سے قلمی نسخوں کو حاصل کیا، محنت وتندہی سے ان کی تدوین وترتیب کی اور شائقین علم کے استفادے کے لیے میسر بنایا۔

پاکستان میں یہ مرتب شدہ کتب وذخیرہ کمیاب ہے اور اس کا حصول مشکل تر ہے۔ انٹرنیٹ کے اسرار ورموز سے باخبر لوگوں نے مشورہ دیا کہ نیٹ سے مدد لی جائے کہ بعض مکتبات نے مختلف علوم پر مدون کردہ اور شائع شدہ کتب کو استفادے کے لیے مہیا کر دیا ہے۔ راقمہ انٹرنیٹ کے استعمال سے بھی نابلد ہے، اللہ تعالیٰ ان عزیزان محترم (میری بیٹیاں اور بیٹے) کو اجرِ جزیل سے نوازے، جنھوں نے مطلوبہ مواد وکتب کو تلاش کیا۔ بہت سی تالیفات download کر کے دیں اور اس طرح مجھے ان سے استفادے کا موقع ملا۔

جب حاصل شدہ مواد سامنے رکھا تو اسے بحرِ بیکراں پایا۔ اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا ادراک ہوتے ہوئے اس سمندر سے موتی چننے اور الفاظ کا روپ دینے کے لیے اپنی سی کوشش جاری رکھی۔ بالآخر، اہلِ علم کے سامنے ہزاروں محدثین وعلماء میں سے یہ ایک انتخاب پیشِ خدمت ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ دوسری صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک کے ایسے بعض علماء کرام کا بالخصوص تذکرہ کیا جائے، جو بطور محدث معروف ہوئے، ہر چند کہ ان میں ایک معتدبہ

Marfat.com

تعداد ان صاحبان علم کی بھی ہے، جو علوم حدیث کے علاوہ علوم قرآن میں بھی مرجع خلائق تھے۔ شاید اس روش کے عام ہونے میں علمائے اندلس کے اس مقولے: من لا یستظهر القرآن عن ظهر قلب فهو ناقص نے بھی مہمیز کا کام کیا ہو، جس کے نتیجے میں محدثین کرام بالعموم نہ صرف حافظ قرآن ہوتے بلکہ قرآن حکیم کے مفاہیم و مطالب اور اسرار و رموز سے بھی واقف ہونے کے علاوہ صاحبِ تالیف بھی ہوئے۔

اس انتخاب میں ایسے اہلِ علم کا ذکر بھی ملے گا، جو حدیث کی نسبت فقہ میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچے۔ علوم دینیہ سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والا بھی اس حقیقت سے باخبر ہے کہ ایک ماہر فقیہ بننے کے لیے قرآن و حدیث اور اس سے متعلقہ علوم میں مہارت لازمی ہے۔

اہل علم کے مختصر سوانحی خاکے لکھنے کے دوران ایک اہم پہلو یہ بھی سامنے آیا کہ یہ عظیم شخصیات علومِ دینیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کا عمدہ ذوق رکھتی تھیں۔ انھیں خطابت اور نظم و نثر دونوں میں برجستہ اظہارِ خیال پر خوب قدرت حاصل تھی۔

اندلس کے بعض خانوادے علم حدیث کی خدمت کے لیے بڑے معروف ہوئے، مثلاً: قرطبہ کے بنو مغیث اور اشبیلیہ کے بنو باجی، قرطبہ کے یحییٰ مصمودی، اور ان کے ابناء و احفاد و اقرباء فحص البلوط کے قاضی سعید اور ان کا خاندان۔ ان کے علاوہ بعض اور اہلِ علم خاندان کا پتہ چلتا ہے کہ جن کے آباء و ابناء کئی نسلوں تک اپنے علم و فضل سے لوگوں کو مستفید کرتے رہے، مثلاً: مرسیہ کا ابو جمرہ کا خاندان۔ ایسے گھرانے بھی کثیر تعداد میں ہیں جن کے اجداد، ابناء اور احفاد نے اس علم کی خدمت کی۔ اور اگر صاحب ترجمہ کے آباء و ابناء میں سے کسی نے علم و ادب کی کسی صنف میں ممتاز مقام حاصل کیا تو حاشیہ میں اس کا نام مع تحدید مصدر ذکر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ میسر مواد کو صاحبان تراجم کے نام و نسب و خاندان، شیوخ و تلامذہ، علمی مقام، اگر صاحب تالیف ہیں تو ان کی بعض تالیفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان سوانحی خاکوں / تراجم کو سنین وفات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ مصادر کے لیے بالعموم اختصارات استعمال کیے گئے ہیں۔

اس مبارک علم کی خدمت میں اندلس کی خواتین پیچھے نہ رہیں۔ ہم نے سنت رسول ﷺ اور اسلاف کی روایت کے مطابق بعض خواتین محدثات کا آخر میں ذکر کیا ہے اور یہ روایت ان

Marfat.com

کے مقام عالی کے عین مطابق ہے۔

ان عظیم شخصیات کے علمی خاکوں کو دیکھ کر ایک قاری شاید یہ محسوس کرے کہ یہ تشنہ اور نامکمل ہیں۔ درحقیقت اس عاجزانہ تالیف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اندلس کے محدثین پر کام کرنے والوں کے لیے راستہ کھلے۔ امید ہے کہ یہ کاوش ایک فہرست کا کام دے گی۔ اور اس موضوع پر تحقیق کرنے والوں کے لیے معاون ثابت ہوگی۔ پاکستان کے تعلیمی ادارے بالخصوص جامعات کے اساتذہ محترم اور طلبہ عزیز علمائے اندلس کی علمی خدمات کو وسیع پیمانے پر منظرِ عام پر لائیں۔ ان علماء کے موضوعات تحقیق میں بڑا تنوع اور توسع ہے۔ بعض عرب علماء اور مستشرقین نے اس سمت میں مساعی کی ہیں اور بعض اہم مخطوطات کو مرتب و مدون کر کے شائقین علم کے استفادے کے لیے شائع کیا ہے۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے تعلیمی اداروں نے بھی اس طرف توجہ کی ہے اور جامعات میں اس نایاب علمی ورثے پر تحقیقات ہو رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی جامعات بھی اس خطے کے علمی ورثے کے احیاء کی کوشش میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو خیر کثیر کا باعث بنائے اور اندلس کے ورثے پر کام کرنے والوں کے لیے راستے وا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ

میں شکر گزار ہوں ان تمام اہل علم کی جنھوں نے کسی نہ کسی طور اس تالیف کی تحریر و ترتیب میں اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور پروف ریڈنگ میں تعاون کیا۔ میرے شکریہ کے مستحق عزیزم سرفراز احمد بھی ہیں جنھوں نے مشکل مسودہ کو کمپوز کیا اور بڑے صبر و تحمل سے اس کی تصحیح بھی کرتے رہے۔ کتاب کے ناشر یو ایم ٹی پریس کے مہتمم مرزا محمد الیاس صاحب کی بھی ممنون ہوں جنھوں نے کتاب کو جدید طرز پر چھاپنے کی ذمہ داری باحسن ادا کی۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین اجر سے نوازے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ اس کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنے زریں مشوروں سے نوازیں۔ میری علمی کمزوریوں اور لغزشوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

Marfat.com

دعا ہے کہ اللہ کریم خاتم المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے خادمین ومحافظین کے قافلے میں مجھ ناچیز کو بھی شامل فرمائے اور اس کاوش کو شرفِ قبولیت حاصل ہو۔ اللہ کریم، روزِ محشر اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے اور اپنے محبوب بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عطا فرمائے۔ آمین

خاکِ پائے ابرار
جمیلہ شوکت
پروفیسر امریطس، شعبہ علومِ اسلامیہ
جامعہ پنجاب، لاہور

Marfat.com

مقدمہ

اندلس، یورپ کے جنوب مغرب میں ایک جزیرہ نما ہے جس کے تین طرف سمندر اور ایک طرف خشکی ہے۔ مشرق میں بحیرہ روم یا بحیرہ متوسط (Mediterranean Sea) اور مغرب میں بحیرۂ محیط یا بحیرہ اوقیانوس (Atlantic Sea) ہے۔ آبنائے جبرالٹر (Gibraltar) یا آبنائے جبل طارق یا بحر زقاق اندلس کے جنوبی گوشے اور افریقہ کے شمالی گوشے میں ہے۔ یہ یورپ کو افریقہ سے جدا کرتی ہے۔ شمال مشرق میں کوہستانی سلسلہ (Pyrenees Mountains) یعنی جبال البرانس یا البرتات کا ہے۔ یہ اندلس کی ایک قدرتی سرحد ہے جو اسے ملک فرانس سے جدا کرتی ہے۔ ازمنہ وسطیٰ میں اندلس کا اطلاق اندلس اور پرتگال دونوں پر ہوتا تھا جبکہ موجودہ دور میں یہ دونوں علیحدہ سلطنتیں ہیں۔

اندلس کو مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا۔ یونانیوں نے اسے آئبیریا (Iberive) کے نام سے پکارا۔ رومیوں نے اس کو ہسپانیہ (Hispania) کہا۔ اس کے بعد جب عرب اس ملک میں آئے تو انھوں نے اندلس سے موسوم کیا۔

اندلس کی قدیم اقوام: زمانہ قدیم میں اندلس کی مقامی آبادی کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختلف اقوام سرزمینِ اندلس پر حملہ آور ہوتی رہیں۔ ان قوموں میں معروف فینیقی، یونانی، کلٹ (Celt)، رومی وانڈال، فرنیک، گوتھ وغیرہ تھیں ان میں سے کچھ اقوام مستقل طور پر اندلس بس گئیں اور بعض علاقوں میں اپنی حکومتیں بھی قائم کیں جبکہ بعض دوسرے علاقوں کی طرف منتقل ہو گئیں۔ فینیقیوں کے علاوہ ان تمام اقوام کا تعلق وسطی اور مشرقی یورپ سے تھا۔

Marfat.com

بحیرہ روم کے مشرقی ساحل سے تعلق رکھنے والے فینیقی اپنے وقت کی دنیا کی بڑی بحری طاقت تھے جن کی تجارت ہندستان اور چین کے ساتھ ساتھ جبل الطارق کے ذریعے یورپ تک پھیلی ہوئی تھی۔ انھوں نے اندلس میں نوآبادیاں قائم کیں اور بعض شہر اور قصبے بھی ان کے زیر تسلط رہے۔ جب ان کی حکومت کمزور ہوئی تو فینیقیوں کی ایک شاخ نے قرطاجنہ (تیونس) میں حکومت قائم کی۔ ان کی حکومت میں اندلس بھی بطور ایک صوبے کے ان کے قبضے میں آ گیا۔ اہلِ قرطاجنہ کا صدر مقام اشبیلیہ تھا۔ یہ لوگ بالعموم آتش اور ستارہ پرست تھے۔

اسی زمانے میں یونانیوں نے بھی اندلس کے مشرقی ساحل پر اپنی آبادیاں قائم کیں۔ اندلس میں موجود قوموں میں باہم کشمکش اور لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا اور اس طرح وہاں موجود بعض اقوام نے حکومتیں قائم کیں تاہم ان جنگوں میں رومیوں کو غلبہ حاصل ہوا جو اپنے وقت کی متمدن اور زبردست بحری قوت تھی اور بلاشبہ رومی دور قدیم اندلس کا شاندار دور تھا۔ تاہم رفتہ رفتہ یہ بھی زوال کا شکار ہوئی۔ جرمن وحشی اقوام نے فرانس اور دیگر رومی مقبوضات کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا تو فرانس کے بادشاہ نے ان کو اندلس کی طرف دھکیل دیا۔ جب یہ اندلس آئے تو یہاں بھی لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کیا لیکن کچھ عرصہ بعد اندلس کی دوسری لاطینی اقوام کے ساتھ گھل مل گئیں اور عیسائیت کی طرف رجوع کیا۔

پانچویں صدی عیسوی میں ایک اور قوم جو بحر اسود کے شمال سے اُٹھی اور اس نے دیکھتے ہی دیکھتے یورپ کی متمدن حکومتوں کو تہ و بالا کر ڈالا۔ یہ قوم قوط/قوطیہ (Goth) تھی جس نے اندلس میں موجود وحشی اقوام کو مغلوب کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ قوطیوں نے تقریباً تین سو سال حکومت کی۔ ان کا مذہب عیسائیت تھا قوطی حکمران بھی زوال پذیر ہوئے۔ ان کے دور میں کلیسا اور حکمران طبقہ نے اندلس میں موجود کمزور طبقات پر ظلم و زیادتیاں کیں، ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ اس حد تک ڈالا کہ ان کے لیے زندہ رہنا مشکل ہو گیا۔ تجارت، زراعت تباہی و بربادی کا شکار ہوئیں۔ بے روزگاری عام ہوئی، لوٹ مار کا بازار گرم ہوا۔ اہلِ کلیسا اور امراء و جاگیردار عیش و عشرت میں پڑے رہے اور حالات کو سدھارنے کی طرف بالکل توجہ نہ کی۔ یہود جو اندلس کی تجارت میں اہم مقام رکھتے تھے ان پر بھی

Marfat.com

ناروا مظالم ڈھائے گئے۔

مسلمانوں کے اندلس داخلے سے پہلے قوطی بادشاہ ویٹیزا (Vitiza) تخت سے دست بردار ہوا تو قوطی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ لیکن قوطی حکومت کا ایک غیر قوطی قائد رزریق (Roderick) اس کا جانشین ہوا لیکن یہ بھی اپنے پیشرؤں کے نقشِ قدم پر چلا جس کی وجہ سے عوام کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ قوط خاندان کے شہزادوں کے لیے اندلس اور بیرون اندلس ہمدردی کے جذبات جاگے اور ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جو رزریق کو ہٹا کر شاہی خاندان کے کسی فرد کو برسرِ اقتدار لانے کی خواہش مند تھی۔

مسلمانوں کی اندلس آمد: آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے قسطنطنیہ (استنبول) کی فتح اور اس مہم میں حصہ لینے والوں کے اجر وثواب کی نوید سنائی تھی۔ صحابہ کرام جلد از جلد اس اعزاز کو حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن پہلے دو خلفاء یعنی حضرات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں دیگر مہمات میں مشغولیت کے باعث قسطنطنیہ کی طرف کوئی خاص پیش قدمی نہ ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۲۷ھ میں ایک لشکر براستہ افریقہ اندلس پر چڑھائی کرنے کے لیے بھیجا جس کا بنیادی مقصد قسطنطنیہ کو فتح کرنا تھا۔ یہ لشکر اندلس کے بعض شہروں پر قابض ہوا اسی دوران بربری قبائل مرتد ہو گئے اور جو مجاہدین اندلس آئے تھے وہ وہیں رہ گئے اور پیش قدمی نہ ہو سکی، مستشرقین نے بھی اس حملے کا اعتراف کیا ہے۔ امیر معاویہ نے ۴۸ھ میں قسطنطنیہ کی طرف ایک عظیم الشان لشکر بحری اور بری دونوں راستوں سے بھیجا جس میں کبار صحابہ بھی تھے۔ حملہ ہوا لیکن بظاہر کامیابی حاصل نہ ہوئی اور مجاہدین کا لشکر واپس آ گیا۔

فتح اندلس: ولید بن عبد الملک (۸۵ھ-۹۶ھ) کے دور میں موسیٰ بن نصیر افریقہ کا گورنر تھا۔ جو نہایت زیرک اور بیدار مغز منتظم اور سپہ سالار تھا۔ اندلس کے کچھ لوگ موسیٰ کے پاس رزریق کے مظالم کی شکایت لیکر آئے اور اس سے درخواست کی کہ وہ اندلس کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیں۔ طارق بن زیاد جو اس وقت موسیٰ بن نصیر کی طرف سے طنجہ کا والی تھا، اس کے پاس بھی سبتہ (Ceuta) کا والی جولین نے اسی قسم کی درخواست کی۔ موسیٰ بن نصیر قیروان سے

Marfat.com

خود سبتہ آئے جولین نے اس کے سامنے اندلس کی شادابی، زرخیزی اور معدنی ذخائر کا ذکر کیا اور ہر طرح کی معاونت کی پیش کش کی۔ موسیٰ بن نصیر نے مختلف پہلوؤں سے معاملے پر غور کیا۔ اور جب ہر طرح اس بات کا اطمینان کر لیا کہ جولین مسلمانوں کے ساتھ مخلص ہے تو موسیٰ نے طنجہ کے والی طارق بن زیاد کو اس مہم کا ذمہ دار بنایا۔

طارق بن زیاد عربوں اور بربروں پر مشتمل فوج لے کر عازم اندلس ہوا اور ۹۲ھ میں ایک پہاڑی (جبلِ طارق) پر اترا۔ مختلف علاقوں کی طرف فوجی دستے روانہ کیے اور مشہور شہر قرطاجنہ، جزیرۃ الخضراء وغیرہ مسلم سپاہ کے قبضے میں آ گئے۔ راڈرک (غیر قوطی گورنر) کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو بہت گھبرایا لیکن ایک لشکر جرار لے کر مقابلے کے لیے نکلا شکست سے دوچار ہوا۔ قوطی شہزادے جو اپنے خاندان کی حکومت کا احیاء چاہتے تھے انھوں نے بھی بعض شرائط پر مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔ تالیف قلب کے لیے ان کو جاگیریں دی گئیں (جو عموماً فتح کے بعد ضبط کر لی جاتی تھیں) اور سابق بادشاہ کے بھائی کو طلیطلہ کا حاکم بھی مقرر کیا۔ مجاہدین کا یہ لشکر جو اپنے وطن سے بہت دور اللہ کی وحدانیت کا پیغام پہنچانے سر پر کفن باندھ کر نکلا تھا، سرخرو ہوا اور ان تمام مزاحمتوں کو جو راہ میں نظر آ رہی تھیں، انھیں زیر کرتا برابر پیش قدمی کرتا رہا۔ جنوبی اندلس کے کچھ شہروں پر کنٹرول سنبھال کر فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے مختلف صوبوں میں پھیلا دیے۔ موسیٰ بن نصیر سے آگے بڑھنے کی اجازت چاہی جو نہ مل سکی لیکن طارق نے پیش قدمی جاری رکھی اور شمال مغربی حصے کی طرف بڑھا جلیقیہ آیا جہاں اندلس کے بہت سے امراء جمع ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کی۔ قرطبہ، غرناطہ، مالقہ، تدمیر، طلیطلہ، لورقہ، اور یولہ فتح کیے۔ خراج کی ادائیگی پر ان سے صلح ہوئی۔

طارق بن زیادہ ایک سال کے مختصر عرصے میں جنوبی اور وسط اندلس پر اپنا اقتدار جما چکا تھا۔ مسلمان لشکر جہاں گیا وہاں کے گورنر کو ہتھیار ڈالنے اور جزیہ دینے کی پیشکش کی جو بالعموم مان لی گئی۔ موسیٰ بن نصیر بھی ۹۴ھ میں اندلس آ گئے اور طارق کے ساتھ مل کر نئی مہموں کا آغاز کیا، شمالی اندلس پر کامل اقتدار حاصل ہو گیا۔ جس طرف جاتے بالعموم لوگ خود امان طلب کرنے آتے بعض شرائط کے ساتھ انھیں امان دے دی جاتی۔ طارق اور موسیٰ دونوں مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے

Marfat.com

ساتھ نرمی سے پیش آتے تا کہ مسلمانوں سے نفرت نہ ہو اور ملک میں امن و امان قائم رہے۔ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد دربارِ خلافت سے طلبی پر دمشق کے لیے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد اسلامی حکومت کی تاسیس عمل میں آئی۔ موسیٰ بن نصیر نے اپنے دو صاحبزادوں کو افریقہ میں اہم ذمہ داریاں سونپیں اور اندلس میں تیسرے بیٹے عبدالعزیز کو ۹۵ھ میں امور اندلس کا نگران بنایا۔

دورِ ولایت: یہ دور ۹۵ھ میں عبدالعزیز بن موسیٰ سے شروع ہوا، اور یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری پر ۱۳۸ھ میں ختم ہوا۔ تقریباً بیالیس (۴۲) چوالیس (۴۴) سال میں بیس (۲۰) والی متعین ہوئے۔ ان ولاۃ کی تقرری مرکز خلافت (دمشق) یا افریقہ میں موجود وائسرائے/گورنر کی طرف سے ہوتی۔ بعض وقت جب نئے والی کے آنے میں تاخیر ہوتی تو اندلس میں موجود عرب اور بربر رؤساء خود اپنے درمیان سے کوئی والی مقرر کر لیتے اور اس کی اجازت حاصل کر لیتے۔ اندلس کے یہ والی کسی حد تک داخلی و خارجی معاملات میں حالات کے مطابق معاملات چلانے کے مجاز تھے لیکن آئینی طور پر افریقہ کے گورنر کے ماتحت ہوتے۔

اندلس میں مسلمانوں کے آنے سے قبل رعایا مسائل و مصائب کا شکار تھی وہ ظلم و تعدی اور جبر و تشدد کا نشانہ تھے۔ صاحبانِ اقتدار (بادشاہ اور کلیسا) مختار کل تھے۔ زراعت، صنعت و تجارت ہر میدان میں ابتری تھی۔ مسلمانوں نے جب اندلس کا انتظام سنبھالا تو انھوں نے غلامی کو ختم کیا۔ عدل و انصاف کا بول بالا ہوا۔ مظلوم طبقے کو حقوق دلائے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کیا اور اس کے مطابق امور سلطنت بھی چلائے۔ اہلِ اندلس نے جب اسلام کے خصائص و امتیازات بچشم خود دیکھے اور تجربہ کیے تو جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ایک بار پھر یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا منظر تازہ ہوا۔ بقول ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ) ان المسلمین الأولین لم ینقلوا الاسلام الی الأمم ولکن نقلوا الأمم الی الاسلام۔ ان داعیان اسلام نے ان کو شریعت کی تعلیم دی، اخوت و مساوات اور رواداری کا درس دیا۔

جبراً مذہب کی تبدیلی ممنوع قرار پائی۔ کمزور مزارعین کو زمین کا مالک بنایا گیا۔ ہر مذہب والے کو ملکیت کا حق ملا۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے معاملات نمٹانے کے لیے علیحدہ علیحدہ نظم قائم

Marfat.com

ہوا۔قصہ مختصر یہ کہ ان ولاۃ کی سیاست بالعموم حکیمانہ تھی، جس کے نتیجے میں مالی اور تنظیمی معاملات کو استقرار حاصل ہوا۔ دیگر مذاہب کے لوگ اہم عہدوں پر متعین ہوئے جو اسلام لائے ان میں نامور اہلِ علم پیدا ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں غیر مسلم اقلیت بن گئے جن کو تمام آئینی حقوق حاصل تھے۔ غیر مسلم بھی امن و آشتی کے ساتھ رہتے۔ عربی زبان سیکھی اور زندگی کے معاملات میں عربوں کے اطوار وطریقے اختیار کیے۔ ۹۷ھ میں دار الخلافہ اشبیلیہ سے قرطبہ منتقل ہوا۔

اس دور میں جہاد بھی جاری رہا۔ شمال میں واقع عیسائی حکمرانوں کے علاوہ سلسلہ جبل برتات کے پیچھے واقع ملک، فرانس کے بعض علاقے بھی فتح کیے۔ ان مہمات میں بعض والی شہید بھی ہوئے۔

ہر شہر اور علاقے میں مساجد، مکاتب، مدارس اور مکتبات قائم ہوئے۔ رفاہ عامہ کے کاموں کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ پل، فصیلیں، باغات، شاہراہیں تعمیر ہوئیں اور مسافروں کو ضروری سہولتیں پہنچانے کا اہتمام ہوا۔

بعض مؤرخین نے اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا کہ اندلس کی فتح محض سیاسی اور عسکری فتح نہ تھی بلکہ اعلیٰ انسانی اقدار کی فتح تھی، ایک مختصر عرصے میں ایک نئی حضارت اور تمدن وجود میں آیا جو یورپ اور اندلس کے لیے مشعل راہ بنا۔ ایک مؤلف سکاٹ لکھتے ہیں کہ اندلس، اسلامی حکومت کے تحت پچاس (۵۰) سال کے اندر اندر تہذیب وتمدن کے اس نقطہ پر پہنچ گیا جہاں تک اٹلی کو پہنچنے میں ہزار برس لگے تھے۔

ڈوزی لکھتے ہیں کہ اندلس میں مسلمانوں کی فتح ملک کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی۔ اس انقلاب نے وہ بہت سی خرابیاں جن کی وجہ سے اہلِ اندلس صدہا سال سے تکلیف کی حالت میں تھے، دور کیں، پادریوں کا زور توڑا، امراء کی قوت کو منتشر کیا۔ غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں مثبت تبدیلیاں آئیں بالخصوص کمزوروں اور غلاموں کے حقوق کی طرف خصوصی توجہ ہوئی۔

عیسائی رؤساء اور عوام نے بالعموم بظاہر مسلمان ولاۃ کی اطاعت قبول کی لیکن بعض ایسے واقعات بھی رونما ہوئے جو نتائج کے اعتبار سے آئندہ ادوار میں سنگین ثابت ہوئے۔ ان ہی میں سے ایک اہم واقعہ پلیو (Plio) نامی باغی عیسائی کا ہے جو بہت بڑا راہزن اور لٹیرا تھا اس نے اطاعت قبول

Marfat.com

نہ کی اور جان بچا کر جبل برتات کے ایک تنگ درہ میں پناہ گزیں ہوا۔ آہستہ آہستہ یہ مقام عیسائی مخالفین کا مرکز بنا اور وقت گذرنے پر ایک مضبوط عیسائی ریاست اسٹریاس وجود میں آئی۔

اندلس کی اموی حکومت: اموی حکومت دو ادوار پر مشتمل ہے جو ۱۳۸ھ۔ ۱۷۱ھ صقر قریش عبدالرحمن الداخل سے شروع ہو کر ۳۱۶ھ عبدالرحمن الناصر کے کچھ دور تک رہتا ہے۔ اسے دور امارت کہا جاتا ہے۔ دوسرا دور عبدالرحمٰن ثالث الناصر (۳۰۰ھ۔ ۳۵۰ھ) سے شروع ہوتا اور هشام بن محمد بن عبدالملک المؤید کے دور یعنی ۴۲۲ھ تک رہتا ہے، جسے دورِ خلافت سے موسوم کیا گیا۔ اس کے بعد اندلس سے اموی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ان امراء و خلفاء کی تعداد سولہ (۱۶) ہے جن میں تین خلفاء دو، دو مرتبہ تخت خلافت پر بیٹھے۔ اس میں بنو حمود (بربر، جو طنجہ اور سبتہ کے حاکم تھے) کا عرصہ بھی شامل ہے، جو تقریباً دس بارہ سال بنتا ہے، یہ خاندان امیر المومنین کے لقب سے تخت قرطبہ پر بیٹھا۔

تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ دمشق کی اموی حکومت ۱۳۲ھ میں بنو عباس نے ختم کی۔ عباسی حکومت نے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے خاندان بنو امیہ اور ان کے حامیوں پر ظلم و ستم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے افراد تو اپنی جانیں کھو بیٹھے لیکن کچھ چھپتے چھپاتے مختلف علاقوں میں چلے گئے اور بچ گئے۔ ان ہی روپوش لوگوں میں اموی شہزادہ عبدالرحمن بن معاویہ بھی تھا جو مصائب و آلام سے گذر کر افریقہ اور پھر وہاں سے اندلس پہنچا اور اپنے حامیوں کی مدد سے اندلس میں اموی حکومت قائم کی۔ عبدالرحمن بہترین انتظامی اور عسکری صلاحیتوں کا مالک تھا۔ اس نے تھوڑے ہی عرصے میں اندلس کا بیشتر حصہ اپنا مطیع بنایا۔ حکومت کا نظم و نسق سنبھالا اور عوام کے مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ دی۔ مختلف بغاوتیں ہوئی۔

بہتر کارکردگی کے لیے عبدالرحمٰن نے ملک کو صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبے کو گورنر کے ماتحت کیا جن کے ماتحت وزراء و عمال ہوتے۔ ان سب کا مرکز سے براہِ راست تعلق ہوتا۔ وہ اپنی کارگزاریوں کی رپورٹ بھیجنے کے پابند تھے۔ مرکز میں مختلف شعبے قائم کیے۔ امیر نے اہم امور میں مشاورت کے لیے عمائدین پر مشتمل ایک مجلس قائم کی۔ عبدالرحمن بردبار پختہ ارادے کا مالک

Marfat.com

تھا۔ راحت و آرام سے دور بڑا متحرک اور فعال تھا۔ دوست دشمن سب پر ایک دھاک تھی اور وہ اس سے ڈرتے تھے۔ صاحب علم و فضل تھا، اہل علم کا قدردان تھا۔ افریقہ اور دیگر علاقوں میں مقیم اعزہ واقربا کو اندلس بلایا اور ان کو جاگیریں وغیرہ دیں۔ عبدالرحمٰن الداخل نے اپنے آپ کو قبائلی عصبیت سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ فوج میں بھی عربوں کی طاقت کم کرنے کے لیے موالی کی تعداد بڑھائی۔ قرطبہ کی عظمت کو چار چاند لگائے، جامع مسجد کی تعمیر کی، باغات لگائے، پُل اور فصیلوں کو مضبوط کیا۔ اندلسی مؤرخ ابنِ حیان اس کے صفات حمیدہ اور اخلاق جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> عبدالرحمٰن حلیم الطبع، پختہ عزم وارادے کا مالک، بہادر ونڈر، عالم وادیب، فصیح وبلیغ اور بلند آواز خطیب تھا۔ عوام کے دکھ درد میں شریک ہوتا اور ان سے میل جول رکھتا۔

عبدالرحمٰن الداخل کے بعد اس کا بیٹا ہشام بن عبدالرحمٰن (۱۷۱ھ۔۱۸۰ھ) تخت نشین ہوا۔ ہشام نیک سیرت، صلح پسند، سخی، صائب الرائے اور کثرت سے جہاد کرنے والا تھا، اندرونی بغاوتیں فرو کیں۔ عیسائیوں سے بھی جھڑپیں ہوئیں۔ کچھ علاقے ان سے واپس لیے۔ ہشام کی فوج عیسائی علاقوں میں مقیم مسلمان آبادی کی حفاظت کا انتظام کیا۔ جو قیدی ان کے پاس تھے انھیں آزاد کرایا۔

ہشام کی وفات پر اس کا بیٹا حکم اول (۱۸۰ھ۔۲۰۶ھ) تخت نشین ہوا۔ حکم اپنے والد کے برعکس عیش وعشرت کا دلدادہ تھا۔ اُسے معزول کرنے کی سازشیں ہوئیں، حکم نے ان سب پر قابو پایا۔ عیسائیوں کی بغاوت وسرکشی کی طرف بھی توجہ دی۔ امیر حکم صاحب عزیمت تھا۔ اس نے اندلس میں فتنوں کی آگ کو بھڑکنے نہ دیا، اہل کفر سے مقابلہ کیا اور انھیں زیر کیا۔ اہلِ قرطبہ نے جب اس کے خلاف بغاوت کی تو فوراً متوجہ ہوا اور سختی سے نمٹا۔ اس نے فوج میں کثرت سے ممالیک بھرتی کیے۔ فوجی دستے بنائے، جاسوسی کا نظام بہتر بنایا، جو اسے تمام حالات سے آگاہ رہنے میں معاون ہوا۔ اس کی وفات پر اندلس معاشی وسیاسی طور پر اچھی حالت میں تھا۔

حکم کے بعد اسکا بیٹا عبدالرحمٰن الاوسط (۲۰۶ھ۔۲۳۸ھ) مسند خلافت وامارت پر بیٹھا۔

Marfat.com

حکومت کے آغاز ہی میں بغاوتوں کا زور ہوا۔شاہی خاندان کے ایک شہزادے نے تخت کے استحقاق کا دعویٰ کیا اور قرطبہ پر قبضہ کے لیے نکلا۔عبدالرحمٰن کی سپاہ نے اس کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوا۔

طلیطلہ اور ماردہ میں اکثریت عیسائیوں کی تھی عیسائی حکومتیں ان کو بھڑکاتی رہتیں کبھی بغاوت کرتے لیکن پھر صلح بھی ہو جاتی۔ نارمن قزاقوں نے ساحلی علاقوں میں لوٹ مار مچائی تو ان سے مقابلہ ہوا اور انھیں مار بھگایا۔مرشلونہ کی نوزائیدہ عیسائی حکومت Spanish March نے حملے کئے،لوٹ مار کی اور شاہی فوجوں نے محاصرہ کیا،عیسائی آبادی نے جزیہ دینے کی شرط پر اطاعت قبول کی۔ عبدالرحمٰن نے عیسائیوں کی قید میں تمام مسلمانوں کو رہا کرایا۔ لیون (مضبوط عیسائی ریاست) تک پہنچے کچھ قلعے فتح کیے اور اردگرد کے علاقوں میں تباہی مچادی۔

قرطبہ میں عیسائیوں کی جنونی تحریک نے زور پکڑا جو پرانا کلیسائی نظام واپس لانا چاہتے تھے۔انھوں نے اسلام اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر سب وشتم کا آغاز کیا جو قانوناً ممنوع تھا اور اس کے مرتکب کی سزا موت تھی۔ اس کے نتیجے میں کچھ عیسائی قید اور بعض قتل بھی کئے گئے اور بظاہر یہ تحریک اس وقت دب گئی۔

عبدالرحمٰن الاوسط کا جانشین اس کا بیٹا محمد بن عبدالرحمٰن (۲۳۸ھ۔ ۲۷۳ھ) ہوا، اس نے طویل عرصہ حکومت کی۔ اس کا دور شورشوں اور بغاوتوں کا دور رہا۔ اس کا کردار احمقانہ تھا۔ قرطبہ میں عیسائیوں کی جنونی تحریک ایک بار پھر فعال ہوئی۔ وہ دشنام طرازی اور توہین رسالت کے مرتکب ہوئے اور مرتکبین کو پھانسی دی گئی۔

نومسلموں کی حکومتوں کے سربراہ بھی متحرک ہوئے۔ ارغون اور ماردہ کے نومسلم حکمرانوں نے بغاوت کی، شاہی فوج نے شکست دی لیکن عیسائی ریاستوں کے حکام کے ساتھ گٹھ جوڑ ہوا اور پھر فساد پر اتر آئے۔

شاہ فرانس نے عبدالرحمٰن سے جو امن کا معاہدہ کیا تھا اس سے روگردان ہوا اور مرکزی حکومت کے خلاف شورش شروع کی لیکن ۲۵۱ھ میں ایک بار پھر صلح ہوگئی۔ابن حفصون پرانا باغی نومسلم جس نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا تھا اس سے مڈبھیڑ ہوئی اور فوری طور پر اس نے غلبہ حاصل کیا۔

Marfat.com

دوسرا بیٹا منذر (۲۷۳ھ۔ ۲۷۵ھ) ایک بہادر اور مدبر حاکم تھا اس کا عرصہ حکومت بہت مختصر ہے۔ لیون، قشتالہ، ارغونہ جو عیسائیوں کے قبضے میں تھے، ایک بار پھر بغاوت ہوئی لیکن شرائط پر وقتی طور پر مرکز کے مطیع ہو گئے۔

منذر کا جانشین اس کا بھائی عبداللہ (۲۷۵ھ۔ ۳۰۰ھ) ہوا۔ جس نے سازش سے تخت حاصل کیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ عبداللہ کمزور اور بزدل انسان تھا۔ مرکز انتشار کا شکار ہوا اور پورے ملک میں شورشوں اور بغاوتوں کی ہوا چلی۔ عرب قبائل کے درمیان جنگ ورسہ کشی نے ایک بار پھر زور پکڑا تو دوسری طرف نومسلم اندلسی امراء نے اپنے اپنے شہروں میں مرکز کے خلاف شورش کی۔ بقول لین پول:

> Every Chief, were he Arabs, Berber, or Spaniards seized the opportunity to appropriate a portion of the land for his own exclusive benefit, and behind his ramparts to defy the Sultan.

عبداللہ کا تقریباً پورا عرصہ حکومت سوائے آخری چند برسوں کے شورشوں اور بغاوتوں سے نمٹنے میں گزرا۔ معروف اندلسی مؤرخ ابن حیان اس وقت کے حالات کچھ یوں بیان کرتا ہے۔

''سلطنت تباہ ہو چکی ہے، مصیبت پر مصیبت نازل ہو رہی ہے۔ لوٹ مار اور ڈاکہ چوری کا بازار گرم ہے، ہمارے اہل وعیال غلام بنائے جا رہے ہیں''۔

۲۸۹ھ ابن حفصون سے صلح کا معاہدہ ہو، الیکن دیر پا ثابت نہ ہوا۔ اس نے پھر تخت قرطبہ کے خلاف جنگ چھیڑ دی اور والی اشبیلیہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب امیر اشبیلیہ نے اس کی حمایت سے ہاتھ اٹھایا تو اس نے امیر عبداللہ کی اطاعت قبول کر لی۔

آخری نو سالوں میں ملک کے جنوبی اور شمالی حصے میں واقع علاقے امیر عبداللہ کے زیر تسلط آئے باقاعدہ خراج کی وصولی بھی شروع ہوئی۔ حکومت کے مردہ جسم میں زندگی کے کچھ آثار نظر آنا شروع ہوئے کہ امیر کا انتقال ہو گیا۔

تجزیہ نگار لکھتے ہیں کہ اس دور میں یعنی عبدالرحمٰن الاوسط سے لیکر عبداللہ بن محمد تک عربی اور

Marfat.com

اسلامی تہذیب کو زوال آیا اور ایک مسلم اندلسی تہذیب کی داغ بیل پڑی تو دوسری طرف سلاطین بنوامیہ کو یہ سبق بھی ملا کہ عرب، بربر اور دیگر اقوام پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ آئے دن کے فتنوں، ہنگاموں اور باہم خون ریزی نے عزم و استقلال، شجاعت و دلیری ایسے اعلیٰ اوصاف صیقل ہونے کا موقع ملا۔

عبداللہ کی وفات کے بعد ۳۰۰ھ میں پوتا عبدالرحمٰن الثالث (۳۰۰ھ۔۳۵۰ھ) الناصر کے لقب سے جانشین ہوا۔ قرطبہ کا تخت اس وقت کانٹوں کا تخت تھا۔ ملک اندرونی اور بیرونی بغاوتوں کا شکار تھا۔ اس کی عملداری قرطبہ تک محدود ہوگئی تھی۔ عبدالرحمن عزم و استقلال کا پیکر تعصب سے دور، حلیم المزاج اور عادل تھا۔ لین پول اور ڈوزی مستشرقین نے اس کی ان صفات کی تعریف کی۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے وہ تمام محصولات جو جبراً عوام پر لگائے گئے تھے ان کو ختم کیا۔ اعلان کیا کہ حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والے کی تمام خطائیں اور تقصیرات معاف کردی جائیں گی۔

ملک کو بدامنی اور بغاوتوں سے پاک کرنے کے لیے بذاتِ خود نکلا۔ وہ تمام علاقے جو قزاقوں اور لٹیروں کا مسکن بن گئے تھے ان کے خلاف فوج کشی کی۔ بعض عرب، بربر اور نومسلم عیسائی والیوں نے قرطبہ کے خلاف بغاوت کر دی تھی ان کی طرف متوجہ ہوا۔ استجہ، البیرہ، اشبیلیہ، تدمیر، ماردہ، طلیطلہ، سرقسطہ سب نے اطاعت قبول کی۔ شمال میں عیسائی ریاستیں بہت منہ زور ہوگئی تھیں اور مسلمانوں کی کمزور حکومت کی وجہ سے اپنی حدود سلطنت اور طاقت میں بہت بڑھ گئی تھیں۔ لیون کے بادشاہ شانجہ کے خلاف کئی بار لشکرکشی کی۔ نبرہ کا عیسائی حاکم بھی نواحی بستیوں میں مقیم مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور لوٹ مار میں مصروف رہتا تھا۔ عبدالرحمٰن ایک زیرک سپہ سالار تھا، ۳۱۲ھ میں نبرہ کا رُخ کیا، عیسائیوں نے خوف سے وہ تمام قلعے جو ان کے قبضے میں تھے خالی کر دیئے۔ شمال میں واقع عیسائی ریاستوں میں ۳۱۷ھ میں خانہ جنگی ہوئی۔ عبدالرحمٰن الناصر نے اس موقعے سے فائدہ اٹھایا اور ان سب کو اطاعت پر مجبور کیا۔ اس طرح شاہ لیون شانجہ اور شاہ نبرہ کو شکست دی۔

Marfat.com

ابن حفصون مسلسل عیسائی بادشاہوں کی شہ پر مسلمان آبادیوں پر حملے کرتا رہتا اور تخت قرطبہ کو ہر طرح کمزور کرنے کے طریقے اختیار کرتا۔ عبدالرحمٰن الناصر سے پہلے تین خلفاء نے اس کے خلاف فوج کشی کی لیکن وہ پھر فتنہ وفساد پر اُتر آتا۔ عبدالرحمٰن الناصر نے اس کی طرف بھی فوج کشی کی ،وہ مارا گیا۔ اس کے بیٹوں نے تخت قرطبہ کی اطاعت کا وعدہ کیا۔ عبدالرحمٰن الناصر نے جب دیکھا کہ عباسی حکومت کی عملداری صرف بغداد تک رہ گئی ہے تو ملکی سیاست کے تقاضے کے تحت اس نے ۳۱۶ھ میں اپنے آپ کو بجائے امیر کے خلیفہ کہلوایا اور اب خطبہ اس کے نام کا پڑھا جانے لگا۔

فوج میں عربوں کا اثر ورسوخ کم کرنے کے لیے صقالبہ اور موالی بھرتی کیے۔ عرب سردار جواب تک بہت سے فوائد اٹھا رہے تھے ان کے اندلس کی دیگر اقوام یعنی بربر اور اندلس کے نومسلم سرداروں کی سطح پر رکھا۔ افریقہ میں فاطمی برسر اقتدار تھے۔ خلیفہ الناصر نے ایسی تدابیر کیں کہ وہ اندلس کے کسی علاقے کو اپنے قبضے میں نہ لے سکیں۔

خلیفہ الناصر کے دور کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور غیر جانبداری کا سلوک کیا۔ بہت سے ممالک سے سفراء اور بادشاہ قصرِ خلافت آئے۔ ۳۴۷ھ میں ملکہ طوطہ اپنے بیٹے اور نواسے کے ساتھ دربار قرطبہ فریادی بن کر حاضر ہوئی۔ الناصر نے ملکہ کی فریادرسی کی اور لیون کی ریاست شانجہ کو دلوائی۔ الناصر کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ شہنشاہ قسطنطنیہ کی طرف سے ۳۳۶ھ میں سفیر اور قیمتی ہدایا آئے۔

الناصر نے دشمن سے مقابلے کے لیے بحری اور بری قوت میں اضافہ کی طرف توجہ کی۔ کہا جاتا ہے کہ اندلس کا بیڑا اس زمانے کے تمام جنگی بیڑوں سے طاقتور ہوگیا۔ تجارت میں سہولت پیدا ہوئی۔ مسجد قرطبہ کی وسعت وزیب وزینت کی طرف توجہ دی گئی۔ اپنی بیوی زہراء کے لیے مدینۃ الزہراء تعمیر کیا۔ یہ محل تقریباً پچیس سال میں تیار ہوا۔ اس کے حسن اور وسعت کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ دنیا بھر کے ماہر کاریگروں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔

غرضیکہ عبدالرحمٰن الناصر کا زمانہ اندلس کی اسلامی حکومت کا نہایت تابناک زمانہ تھا۔ جہاد کرنے اور کفار سے بذات خود لڑنے میں ہمیشہ سرگرم رہا۔ رفاہ عامہ کے بے شمار کام ہوئے۔ ہر شہر

Marfat.com

میں بالخصوص قرطبہ میں باغوں کی کثرت تھی، مساجد، حمام، مکاتب، مدارس لاتعداد تھے۔ اہلِ علم کی قدردانی تھی۔ طلبہ کو تمام ضروریات فراہم کی جاتیں۔ بقول لین پول:

> The great Khalif brought about such a change in the conditions of Spain as the wildest imagination could hardly conjure up.

خلیفہ الناصر تمام اندلس کو اپنے ماتحت کر کے ۳۵۰ھ میں انتقال کر گیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے ایک مضبوط حکومت چھوڑ گیا۔

حکم ثانی بن عبد الرحمٰن الناصر (۳۵۰ھ۔ ۳۶۶ھ) حکم المستنصر باللہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ الناصر کی زندگی ہی میں اس نے حکومت کے معاملات میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ عوام میں ایک ذہین اور عقلمند شہزادے کے طور پر شہرت رکھتا تھا۔ جب تخت خلافت پر بیٹھا تو اپنے اعلیٰ اخلاق اور عدل وانصاف سے عوام پر حکومت کی۔ حکم خود علوم وفنون کا ماہر تھا لہٰذا علوم وفنون کے ماہرین کا قدردان تھا۔ انکساری وعفوودرگذر ایسی عمدہ صفات کا حامل تھا دیندار اور شریعت کا پابند تھا۔

خلیفہ عبد الرحمٰن الناصر کے دور میں عیسائی ریاستوں کے بادشاہوں نے معاہدہ امن کیا اور اطاعت قبول کر لی تھی، لیکن الناصر کی وفات کے بعد بادشاہ شانجہ اور غرسیہ اپنے معاہدوں سے پھر گئے۔ ان کا خیال تھا کہ حکم کو علم وادب سے لگاؤ ہے اور جنگجوئی اس کے مزاج میں نہیں۔ حکم نے شانجہ سے تمام علاقے اور قلعے مانگے جو معاہدے کی رو سے اس نے دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن شانجہ ٹال مٹول کرنے لگا۔ اسی طرح غرسیہ نے بھی معاہدوں سے روگردانی کی۔ فرڈی نینڈ مسلمان علاقوں میں جا کر فتنہ وفساد پھیلانے لگا۔ ۳۵۱ھ میں حکم خود فوج لے کر نکلا اور عیسائیوں کو اسلامی حدود سے نکال باہر کیا۔ اردون چہارم تخت لیون حاصل کرنے کے لیے خلیفہ سے مدد کا طلبگار ہوا۔ امن وصلح کا ایک معاہدہ ہوا جب شانجہ کو اس معاہدے کا علم ہوا تو اُس نے دربار خلافت سے رابطہ کیا اور تمام معاہدے پر عمل درآمد کی یقین دہانی کرائی۔ اردون چہارم سے معاہدہ کا مقصد یہی تھا کہ شانجہ کو سزا دی جائے، اسی اثناء میں اردون کا انتقال ہو گیا اور شانجہ نے پھر سرکشی کا رویہ اختیار کر لیا۔ عیسائیوں کے خلاف دوبارہ جنگ ہوئی جس میں غرسیہ کو شکست ہوئی۔ قشتالہ کے بادشاہ اور غرسیہ

Marfat.com

نے ایک بار پھر حکم کے ساتھ معاہدے کیے اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔

نارمن قزاقوں کی طرف سے ساحلی علاقوں میں لوٹ مار ہوئی ان پر قابو پایا۔ افریقہ کے بربر قبائل مطیع ہوئے۔ اندرونی بیرونی علاقوں میں امن وامان قائم کرنے کے بعد خلیفہ حکم نے پوری توجہ علم وادب کی ترقی وترویج پر مرکوز کر دی۔

حکم ثانی علم وادب کا دلدادہ اور مطالعہ کا شوقین تھا، اندلس کے ہر علاقے میں ہر سطح کے تعلیمی ادارے قائم کیے۔ جامع قرطبہ میں وسیع پیمانے پر درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ان اداروں میں نہ صرف مسلمان طلباء بلکہ ہر رنگ ونسل اور علاقے کے طالبعلم داخلہ لے سکتے تھے۔ غریب طلباء کے لیے مدارس کھولے جن کے اخراجات کی تمام تر ذمہ داری حکومت کی تھی۔ امراء اور خوشحال طلبہ کے لیے علیحدہ مدارس تھے جہاں ان سے فیس وغیرہ لی جاتی تھی۔ ہر بڑے شہر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعات قائم کیں۔ حکم نے مشرق کی جامعات اور اداروں سے مختلف علوم وفنون میں معروف علماء وفضلاء کو بھاری مشاہروں پر عزت واکرام سے بلایا۔ خلیفہ بننے سے پہلے ہی حکم کا ذاتی کتب خانہ تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد والد کے کتب خانے میں ضم کیا۔ نادر ونایاب کتب خریدنے اور نقول حاصل کرنے کا بطور خاص اہتمام ہوتا اور اس مد میں کثیر سرمایہ صرف کیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے ذاتی کتب خانے میں چار لاکھ کتب تھیں۔ خلیفہ کا شوق کتب بینی اور کتاب داری رعایا میں بھی عام ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ بالعموم ہر شخص (مرد وعورت) ایک لائبریری رکھنے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کرتا۔ کسی نے خوب تبصرہ کیا کہ حکم کے زمانے میں پورا قرطبہ کتب کے عظیم بازار میں تبدیل ہو گیا تھا۔

حکم ثانی کو ذوق علمی کے ساتھ ساتھ فلاح وبہبود کے کام کرنے کا بھی بے حد شوق تھا۔ راہ گیروں کی خاطر کنویں، چشمے کھودے گئے اور سرائے اور ہسپتال قائم ہوئے۔

خلیفہ حکم ثانی کا دور تہذیب وثقافت کے اعتبار سے مسلم اندلس کا زریں دور تھا لیکن یہ تہذیبی و ثقافتی عروج ان کی ترقی واستحکام کا ضامن نہ بن سکا اور زوال میں تبدیل ہو گیا جس نے اندلس کی مضبوط حکومت کو ملیامیٹ کر دیا۔

Marfat.com

حکم ثانی جیسا دانا و حکیم انسان بھی موروثی وراثت کے خول سے باہر نہ آسکا اور اس نے اپنا نابالغ بیٹا ہشام المؤید کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ اس کا یہ اقدام گویا اندلس سے اموی حکومت کا خاتمہ تھا جیسا کہ آنے والے واقعات نے ثابت کیا۔

ہشام بن حکم الثانی (۳۶۶ھ۔۳۹۹ھ) حکم کی وفات کے بعد حسب وصیت اس کا نابالغ بیٹا ہشام المؤید کے لقب سے تخت قرطبہ پر بیٹھا۔ قصرِ خلافت میں صقلبی امیر، حکم کے بھائی مغیرہ کی تخت نشینی چاہتے تھے جبکہ حاجب و وزیر مصحفی اور سلطانہ صبح (مادر ہشام)، ہشام کی تخت نشینی چاہتے تھے۔ ان دونوں نے ہشام کی تخت نشینی میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا اور اس کی بیعت لے لی گئی۔ سلطانہ صبح سرپرست، مصحفی حاجب اور محمد بن ابی عامر (اتالیق ہشام) وزیر مقرر ہوئے۔ ابن ابی عامر کا تعلق ایک عام علمی گھرانے سے تھا۔ نہایت زیرک تھا، شوق لگن سے تعلیمی مراحل طے کیے۔ حکم کے دور میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ ایک مرحلے پر وہ عرضی نویس بھی رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی دکان قصرِ خلافت کے قریب تھی۔ دربار کے لوگوں سے رابطہ ہوا اور اس کی ہنرمندی کا چرچا محل کے اندر تک پہنچا۔ ابن ابی عامر بچپن ہی سے اعلیٰ عہدوں کا آرزومند تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہشام الثانی کے وزیر کے عہدے پر فائز ہوا۔ مختصر عرصے میں اپنی عمدہ کی کارکردگی کی بنا پر عوام و خواص میں مقبول ہوا۔ گو وہ سلطان یا بادشاہ تو نہ تھا لیکن بادشاہ کی طرح اختیارات حاصل کرنے کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کیا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے راستے سے حاجب مصحفی کو ہٹایا۔ اس کے بعد امیر لشکر، غالب جو ایک معروف شخصیت تھی، پہلے اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کی اور اس کی تمام ہمدردیاں حاصل کیں لیکن بہت جلد اس سے نجات پانے کی بھی تدبیریں کیں آخر وہ ایک معرکے میں ختم ہو گیا۔ اب ابن ابی عامر کے لیے راستہ صاف تھا۔ معاملات حکومت میں ہشام اور ملکہ کا عمل دخل برائے نام تھا اس کو بھی ختم کرنے کے لیے مدینۃ الزہراء کے مقابل ایک اور عالی شان شہر، مدینہ الزہرہ تعمیر کیا۔ تمام انتظامی دفاتر، اسلحہ خانہ اور عملے کی رہائش گاہیں یہاں منتقل کیں اور ہشام کی حیثیت محل میں ایک قیدی کی سی ہو گئی جس تک رسائی اس وزیر باتدبیر کی اجازت کے بغیر ناممکن تھی۔

Marfat.com

ابن ابی عامر نے نہایت ہنرمندی اور جرأت سے امور سلطنت چلائے۔ شمال میں واقع عیسائی ریاستوں مثلاً لیون، برشلونہ، قشطلہ وغیرہ کے بادشاہوں نے بغاوت کی، ابن ابی عامران کی سرکوبی کے لیے خود نکلا اور ان کو اطاعت پر مجبور کیا۔ اسی طرح وہ مسلم امراء جو مرکز کے خلاف بغاوتیں کرتے اور عیسائی بادشاہوں سے مدد کیلئے رجوع کرتے، ان کی طرف توجہ کی اور ان کی خلاف سخت تادیبی کاروائی کی۔ افریقہ کی طرف بھی متوجہ ہوا اور حدود سلطنت کو وسیع کیا۔ دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے ممکنہ تدابیر عمل میں لایا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے پچاس دفعہ سے زیادہ جہاد کیا اور ہر معرکے میں کامیاب وسرخرو ہوا۔ ابن ابی عامر علم اور اہلِ علم کا قدردان تھا۔ اس کے دربار میں علماء وشعراء کی ایک بڑی تعداد موجود رہتی۔

فوج کی تنظیم نو کی، عربوں کے اثر ورسوخ کو کم کرنے کے لیے فوج میں بربر اور عیسائیوں کی بڑی تعداد شامل کی۔ وہ فوجیوں کی تمام ضروریات کا بہت خیال کرتا اور وہ بھی اس کو اپنا مربی اور خیر خواہ تسلیم کرتے تھے۔ عادل و منصف تھا، دوستی اور قرابت داری بالعموم عدل وانصاف میں آڑے نہ آتی۔ رفاہ عامہ کے بے شمار کام کیے۔ سڑکیں، سرائیں بنوائیں، کنویں کھدوائے، مساجد، مکتبات، پل، قلعے تعمیر کرائے، مسجد قرطبہ کی توسیع وآرائش کی۔ ابن ابی عامر اپنی فتوحات اور کارناموں کی بدولت منصور اعظم کے لقب سے معروف ہوا۔ وہ اپنے ہم عصر سپہ سالاروں پر فائق تھا، ایک خود مختار حاکم تھا۔ ملک کے استحکام، بقا اور باہم جوڑے رکھنے کی اس نے بھرپور کوشش کی۔ رعایا خوشحال ہوئی اور باہر کی دنیا پر ایک رعب ودبدبہ قائم ہوا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سِکوں پر بھی اس کا نقش کندہ ہوا۔ حاجب المنصور ۳۶۶ھ میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔

اس کے بعد بیٹے عبدالملک نے المظفر کے لقب سے ۳۶۶ھ میں وزارت کا عہدہ سنبھالا اور بظاہر ہشام کا نائب ہوا تو عوام کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ ہشام کو خود امورِ سلطنت سنبھالنے چاہییں لیکن اس آواز کو دبا دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خود انکار کر دیا۔

عبدالملک ایک اچھا سپہ سالار اور منتظم تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ملکی معاملات میں اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کی۔ شمالی عیسائی ریاستوں کے خلاف کئی بار جنگ کی اور کامیاب رہا۔

Marfat.com

قشتالہ کی مہم کے بعد ۳۹۷ھ میں المظفر کا خطاب اختیار کیا۔ اس کے دور میں ملک میں خوش حالی کا دور دورہ تھا۔ علوم وفنون، تجارت وصنعت، زراعت وغیرہ نے خوب ترقی کی۔ اس کے دور میں خاندان بنو عامر کے خلاف مخالفت زور پکڑتی گئی کیونکہ یہ بات اب پوشیدہ نہ تھی کہ المنصور نے خلیفہ کے اختیارات حاصل کر کے ہشام کو بے دست و پا بنا کر دراصل اپنے خاندان کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ المظفر نے ایسی تمام مخالفتوں کو طاقت اور حکمت سے دبایا۔ المظفر کا ۳۹۹ھ میں انتقال ہو گیا۔

المظفر کے انتقال کے بعد اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن منصور ناصر لدین اللہ کے لقب سے اس کا جانشین ہوا جو شنجول کے نام سے معروف تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک آوارہ اور بدکردار انسان تھا۔ جب اس نے ہشام سے اپنی ولی عہدی کی خواہش ظاہر کی تو اس نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اس نامزدگی کے بعد اس نے سات برس تک آزادانہ حکومت کی۔ اہلِ قرطبہ اور بالخصوص خاندان بنی امیہ میں غم وغصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔

اسی سال ۳۹۹ھ میں لیون کے بادشاہ کی بغاوت فرو کرنے گیا۔ واپسی میں اطلاع ملی کہ اہلِ قرطبہ نے اس کے خلاف بغاوت کر کے خاندان بنو اُمیہ کے ایک فرد محمد بن ہشام المھدی کو اپنا خلیفہ بنالیا اور ہشام المؤید کو معزول کر دیا ہے۔

دورِ ملوک الطوائف: مھدی کو تخت پر لانے والے بربر تھے لہٰذا انھوں نے بنو عامر سے دشمنی میں قصر الزاھرہ کو خوب لوٹا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ قرطبہ میں قتل و غارت کو ہوا دینے کا ذمہ دار مھدی تھا۔ اس کے اس فتنہ نے نہ صرف قرطبہ شہر بلکہ مضافاتی علاقوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ لوگوں کے جان و مال اور عزت محفوظ نہ رہی۔ شرفاء اور علماء نے اپنے آپ کو گھروں میں محصور کر لیا لیکن فتنہ پردازوں نے انہیں وہاں بھی نہ چھوڑا اور بہت سے علماء کو شہید کر دیا۔ مرکز میں ۴۰۰ھ تا ۴۲۲ھ خاندان بنو امیہ اور بنو حمود کے تقریباً بارہ افراد تخت قرطبہ پر بیٹھے لیکن مرکز نہ سنبھل سکا اور اس کی کمزوری اور انتشار کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سردار، موالی اور بربر رؤساء نے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختاری کا اعلان کر دیا اور کاروبار سلطنت مختلف طبقوں اور

Marfat.com

گروہوں میں بٹ گیا۔ ہر علاقے کا رئیس و سردار دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش میں ایک دوسرے کا دشمن بن گیا۔ اتحاد و اتفاق کی جگہ انتشار و افتراق نے لی۔ شمال میں عیسائی ریاستوں کے بادشاہوں کو اندلس دوبارہ فتح کرنے کا عزم پختہ ہوا۔ بقول سید امیر علی:

مالا ٹوٹ گئی اور موتی بکھر گئے۔ چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اپنی اپنی آزاد حکومتیں قائم کر لیں۔

پروفیسر ہٹی لکھتے ہیں: ۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء میں قرطبہ کی اموی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا، اسکے کھنڈروں سے چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کا ایک جھرمٹ پیدا ہوا جنہوں نے ایک دوسرے سے جنگ و قتال کر کے اپنی طاقت کھو دی۔

خلافت ختم ہونے کے بعد تقریباً بیس (۲۰) چھوٹی چھوٹی ریاستیں وجود میں آئیں جن میں سے چند اہم یہ تھیں:

قرطبہ میں بنو جھور کے اموی وزیر ابو الحزم نے ۴۲۲ھ میں قرطبہ کی امارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس نے معاملات کو دیانت داری سے چلانے کا عزم کیا، ایک مجلسِ مشاورت قائم کی، اپنا رہن سہن سادہ رکھا، قصرِ خلافت میں منتقل نہ ہوا۔ جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو مشاورتی کونسل میں پیش کر کے مشورہ کرتا۔ قرطبہ جو فتنہ و فساد کا گڑھ بن گیا تھا وہاں امن و امان قائم ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دور میں قرطبہ ہر شخص کے لیے ایک پناہ گاہ بن گیا تھا۔ خاندان بنو جھور نے قرطبہ پر ۴۲۲ھ تا ۴۶۱ھ حکومت کی۔

اشبیلیہ میں بنو عباد (۴۱۴ھ۔ ۴۸۴ھ) صاحب اختیار تھے۔ انہوں نے توسیع سلطنت کی ہوس میں قرطبہ، غرناطہ اور بعض دوسرے علاقوں کو بھی اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔

سرقسطہ اور بلنسیہ دو اہم شہروں میں بنو ہود (۴۳۱ھ۔ ۴۴۰ھ) کی حکمرانی تھی۔ یہ سلطنت بڑی وسیع اور طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ شمال میں عیسائی سلطنت کے ہمسائے میں تھی اور بوقتِ ضرورت مسلمان حکمرانوں کے خلاف ان سے مدد بھی لیتی۔

غرناطہ میں بنو زیری اور بطلیوس میں بنو افطس خود مختار حکمران ہوئے، کچھ عرصہ طلیطلہ بھی ان

Marfat.com

کے قبضے میں رہا۔

بنو ذوالنون طلیطلہ کے بے تاج بادشاہ بنے۔ قرمونہ میں بنو برزال برسرِ اقتدار ہوئے۔ ان ریاستوں میں بعض بہت کمزور تھیں لہٰذا طاقتور ہمسائے انہیں جبراً اپنے ساتھ ملا لیتے۔ یہ بے چینی اور اضطراب کا زمانہ عہد ملوک الطوائف کے نام سے معروف ہے۔ ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے بادشاہوں کے درمیان سیاسی اور ملکی جھگڑے رہتے اور بعض صورتوں میں جنگ وقتال تک نوبت پہنچ جاتی۔ یہ سردار باہمی جنگوں اور دشمنی وعناد کے بھیانک عواقب ونتائج سے بے نیاز اپنی بدتدبیری اور ذاتی مفاد کے حصار میں ایسے محصور ہوئے کہ دشمن کے لیے ان سے اندلس لینا بہت آسان ہو گیا۔

عیسائی بادشاہوں نے اپنی بکھری ہوئی طاقت کو مجتمع کیا اور مسلمانوں کے شہروں، قلعوں اور سرحدوں پر یلغار شروع کر دی۔ وہ جس شہر کا رُخ کرتے وہاں کی آبادی کا قتلِ عام کرتے، اداروں کو تباہ و برباد کرتے اور مال ودولت لوٹتے اور انہیں کسمپرسی کے حالت میں چھوڑ دیتے۔

دورِ مرابطین (۴۸۰ھ۔۵۴۰ھ): مسلم حکمرانوں کے باہم خلفشار اور سیاسی کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ شمال اندلس کے عیسائی بادشاہ اندلس کی طرف پیش قدمی کرتے رہے اور مسلمان ہر محاذ پر مغلوب ومقہور ہوئے۔ عیسائی بادشاہ اتنے طاقتور ہو گئے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں، دونوں کے بادشاہ کہلانے لگے۔ یہ تھے اندلس کے پراگندہ حالات جن کی وجہ سے بعض علاقوں کے بادشاہ اور قاضی پریشان تھے۔ اشبیلیہ کے بادشاہ معتمد اور بطلیوس کے بادشاہ متوکل اور بعض فقہاء کے مشورے سے افریقہ میں مراکش کے بادشاہ یوسف بن تاشفین، جو ایک صاحب عزیمت شخص تھا اور جس نے دشمنان اسلام کی طاقت کو توڑا تھا اس کے پاس ایک سفارتی وفد بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ اس وفد نے یوسف ابنِ تاشفین کو اندلس کے حالات سے باخبر کرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کے خلاف مدد کی درخواست کی۔ یوسف ایک مردِ مجاہد تھا جو عیسائیوں کی چیرہ دستیوں کی داستان سن کر اہلِ اندلس کی مدد کے لیے تیار ہو گیا۔ ۴۸۰ھ میں امیر یوسف اپنی فوج لے کر جزیرہ خضراء آیا جہاں شاہانِ اندلس کی افواج بھی اس کے ساتھ آملیں۔ دوسری اطرف

Marfat.com

انفانسو ششم نے تمام عیسائی ریاستوں کی فوج جمع کی۔ ۴۸۰ھ میں میدان زلاقہ میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا اور عیسائیوں کو شکست ہوئی۔ یوسف کو اس فتح کے بعد مراکش جانا پڑا۔ مسلمان حکمران اب بھی متحد نہ ہوئے عیسائیوں نے اپنی طاقت کو بحال کیا اور مسلم علاقوں پر اور تیزی کے ساتھ حملے شروع کر دیئے۔ ۴۸۳ھ میں یوسف کو دوبارہ بلانا پڑا۔ ان حالات میں بھی شاہانِ اندلس کا حال **تحسبهم جميعاً و قلوبهم شتى** کی عکاسی کر رہا تھا۔ یوسف نے علماء وفقہاء کی خواہش پر ملوک الطوائف کو ختم کرنے کے لیے اندلس کو اپنی حکومت کا ایک صوبہ بنانے کا عزم کیا تاکہ لوگوں کے جان و مال محفوظ ہوں۔ امیر اور اس کے نائب نے تقریباً تمام بادشاہوں کو معزول کیا اور جلد ہی یوسف نے اندلس سے ان ملوک الطوائف کا عمل دخل ختم کیا اور ۴۸۵ھ تک تقریباً تمام اندلس یوسف بن تاشفین کے ماتحت آ گیا۔ ۵۰۰ھ میں یوسف کا انتقال ہو گیا اور بیٹا علی بن یوسف (۵۰۰ھ۔ ۵۳۸ھ) تخت نشین ہوا جو بڑا زاہد و عابد شخص تھا۔ اس نے اندلس کے انتظامی امور کو ازسرِ نو مرتب کیا لیکن جلد ہی افریقہ جانا پڑا جہاں موحدین قوت حاصل کر رہے تھے۔ اس کی غیر موجودگی میں عیسائی ریاستوں نے بعض مسلم علاقوں پر قبضہ کر کے ان کو تاخت و تاراج کیا۔

علی کے بعد ۵۳۸ھ میں بیٹے تاشفین بن علی نے زمام حکومت سنبھالی، جو نڈر اور بہادر تھا، مسلمان امراء اور حکام نے ایک بار پھر عیسائی حکمرانوں کا ہر طرح ساتھ دیا اور یوسف کے نائب کے ساتھ عدم تعاون کا عملی ثبوت فراہم کیا۔ مراکش میں موحدین کی تحریک زور پکڑ گئی اور مرابطین موحدین سے مغلوب ہوئے اور ۵۴۰ھ میں مرابطین نے موحدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

عہدِ موحدین (۵۴۱ھ۔ ۶۲۴ھ): موحدین کا سردار اور مذہبی رہنما ابن تومرت تھا جو مھدی کے نام سے معروف ہوا۔ اس کا مشن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھا۔ اس نے اپنے ارادت مندوں میں سے عبد المومن اور عبد الواحد کو اپنا شریک بنایا۔ افریقہ کے مختلف شہروں میں نفاذ شریعت کی کوشش کی اور مرابطین کی حکومت کو غیر شرعی قرار دیا۔

علی بن یوسف مرابطی نے ابن تومرت کے خلاف فوج کشی بھی کی لیکن مھدی کے

Marfat.com

پیروکاروں کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ ۵۲۴ھ میں ابن تومرت المھدی نے انتقال کیا اور عبدالمومن اس کا جانشین ہوا۔ اس نے فوراً ہی وسعت سلطنت کی طرف توجہ کی۔ علی بن یوسف المرابطی کے بعد اس کے جانشین عبدالمومن کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور جلد ہی افریقہ کے اہم شہران کے ماتحت آ گئے۔ مرابطین کی گرفت اندلس پر بھی ڈھیلی پڑ چکی تھی اور وہاں کے حالات دن بدن خراب ہو رہے تھے جس کے نتیجے میں بہت سے دعویداران حکومت پھر پیدا ہو گئے۔ مرابطین کو موحدین سے خطرہ محسوس ہوا لہٰذا ان کو بھی موحدین کے خلاف عیسائیوں سے مدد کی درخواست کرنا پڑی اور اس طرح مرابطی نائب اور عیسائیوں نے قرطبہ کو تباہ و برباد کیا جس سے اندلس کے حالات بد سے بدتر ہوئے۔ دوسری طرف عیسائی ریاستوں کے بادشاہوں کے اندلس دوبارہ فتح کرنے کے عزائم اور پختہ ہوئے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اندلس اس سے زیادہ کمزور ہو گیا جتنا کہ وہ یوسف بن تاشفین کے آنے سے پہلے تھا۔ اس موقعہ پر اندلس کے کچھ مسلمانوں نے ایک بار پھر افریقہ کی حکومت یعنی موحدین کو مدد کے لیے بلایا۔ عبدالمومن نے فوراً فوج بھیجی۔ ساحل پر اترتے ہی غرناطہ پر موحدین کا قبضہ ہوا اور اس کے بعد مختلف شہروں مثلاً لبلہ، اشبیلیہ وغیرہ کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا، جو یکے بعد دیگرے اس کے قبضے میں آتے گئے۔ عیسائی جو بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے ان کو بھی پیچھے دھکیل دیا گیا۔ عبدالمومن نے اندلس کی تنظیم نو کی اپنے بیٹوں کو اندلس چھوڑا اور خود افریقہ چلا گیا۔ بیٹا ابو یعقوب یوسف (۵۵۸ھ۔۵۸۰ھ) بہترین مدبر اور داعی تھا، اس نے جلد ہی اندلس کے حالات پر قابو پایا لیکن ۵۷۱ھ میں افریقہ واپس جانا پڑا۔ اس کی غیر موجودگی میں اندلس کے گورنروں نے ایک بار پھر اپنی آزاد حکومتیں قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ جب یوسف کو پتہ چلا تو ایک زبردست فوج لیکر اندلس آیا حالات سدھرنے لگے لیکن ۵۸۰ھ میں عیسائیوں کے خلاف ایک جنگ میں زخمی ہوا اور وفات پا گیا۔

۵۸۰ھ میں بیٹا ابو یوسف یعقوب المنصور باللہ کے لقب سے جانشین ہوا۔ ادب و فنون لطیفہ کا شوقین تھا۔ اہلِ علم و ادب اس کے دربار کی رونق تھے۔ بے شمار رفاہ عامہ کے کام کیے۔ صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی کی مدد کی۔

Marfat.com

مرابطین کے طرفداروں اور عیسائیوں کی ملی بھگت سے اندلس کے بعض علاقے پھر عیسائیوں کے قبضے میں آ گئے۔ مسلمانوں کی املاک کو تباہ و برباد کیا۔ ابو یوسف پھر ان کے مقابلے پر آیا اور مقام ارک/ ارکہ میں انفانسو ہشتم کی سربراہی میں عیسائیوں کو عبرتناک شکست دی۔

محمد بن یعقوب ۵۹۴ھ میں الناصر لدین اللہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ شرق اندلس کے جزیرے ایک بار پھر بغاوتوں کا مرکز بنے۔ قشتالہ کے بادشاہ انفانسو نہم نے بھی مسلم علاقوں پر حملے شروع کر دیئے۔ ۶۰۸ھ میں صلیبی جنگوں کا اعلان کر کے میدان العقاب میں صف آراء ہوئے۔ دونوں فوجوں میں زبردست مقابلہ ہوا۔ محمد کو شکست ہوئی لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔ محمد مراکش واپس چلا گیا۔ کہا جاتا ہے اس جنگ کے بعد لاکھوں مسلمان ہجرت کر کے افریقہ چلے گئے۔ محمد کے جانشین کمزور ثابت ہوئے۔ اندلس کے مسلمانوں نے موحدین کے خلاف بھی بغاوت کر دی جس کے نتیجے میں اندلس کی مملکت اس حصار سے بھی محروم ہوگئی جو موحدین نے قائم کیا تھا۔ ان حاکموں نے ایک متحد حکومت قائم کرنے کے بجائے ہر ذی اقتدار سردار ایک بار پھر اپنے زیر اثر علاقے کا خودسر بادشاہ بن بیٹھا۔ ان خودسر امیروں میں محمد الاحمر خوش نصیب نکلا، جس نے غرناطہ میں ۶۳۶ھ میں ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جو نویں صدی ہجری کے آغاز تک عرب تہذیب و تمدن کا مرکز رہی، غرناطہ مسلمانوں کی آخری سلطنت تھی جو تقریباً ڈھائی سو سال (۶۲۹ھ۔ ۸۹۸ھ) برسرِ اقتدار رہی، اس پورے عرصے میں بنو احمر عیسائیوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔

دورِ بنواحمر (۶۲۹ھ۔ ۸۹۸ھ): خاندان بنو احمر یا بنو نصر، صحابی رسول علیہ الصلاۃ والسلام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اس خاندان کا پہلا بادشاہ محمد بن یوسف تھا جو الغالب باللہ کے لقب سے برسرِ اقتدار آیا اور ۶۷۱ھ تک حکومت کی۔ محمد بن یوسف نے اپنی بادشاہت کے آغاز میں خود کو مضبوط کرنے اور بنو ھود کو زیر کرنے کے لیے بعض عیسائی ریاستوں کے بادشاہوں سے ان کے خلاف مدد طلب کی۔ ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ غرناطہ اور اس کے نواح پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ محمد بن یوسف نے اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے لیے عیسائیوں کے ساتھ معاملات بنا کر رکھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ تقریباً تمام اندلس عیسائی بادشاہوں کے قبضے میں آ گیا تھا اور محمد بن یوسف

Marfat.com

کا یہ اقدام اس لیے تھا کہ کم از کم غرناطہ مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ بن جائے۔

غرناطہ میں محل الحمراء تعمیر کیا۔ غرناطہ کا دربار اہل علم و ہنر کی آماجگاہ بن گیا صنعت وحرفت کو دوبارہ منظم کیا۔ بندرگاہوں سے برآمدات ودرآمدات کے سلسلے کا احیاء ہوا۔ عوام الناس خوشحال ہو گئے۔ مساجد کی تزئین کی، نئے مدارس، کتب خانے قائم کیے جہاں ہنرمند اساتذہ متعین ہوئے۔ انصاف عام آدمی کو بھی ملنے لگا یوں نظر آتا تھا کہ محمد بن یوسف نے مردہ تہذیب کو غرناطہ میں زندہ کیا۔ اپنی حکومت مستحکم کرنے کے بعد مریہ، شذونہ کے مظلوم مسلمان جو عیسائیوں کی مظالم کا نشانہ تھے ان کی طرف توجہ کی، عیسائیوں کو شکست فاش دی لیکن وہاں کے مسلمانوں نے عیسائیوں سے صلح کرلی۔ جس پر محمد کو عیسائیوں سے کئی لاکھ دینار پر صلح کرنی پڑی۔

محمد دوم (۶۷۱ھ۔ ۷۰۱ھ) جانشین ہوا۔ علم و ادب کا زبر دست سرپرست تھا۔ عیسائیوں کے خلاف کئی معرکے ہوئے جن میں عیسائی بالعموم پسپا ہوئے۔

محمد سوم المخلوع (۷۰۱ھ۔ ۷۰۸ھ) والد کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کا دور فتنوں اور جنگ و جدال میں گذرا۔ الحمراء کی شاندار مسجد تعمیر کی۔ محمد کے بعد اس کا بھائی نصر بن محمد (۷۰۸ھ۔ ۷۱۴ھ) جانشین ہوا۔ جنگ و جہاد سے رغبت نہ تھی علوم وفنون کی ترقی پر خاص توجہ دی۔ قشتالہ کے عیسائی بادشاہ نے بغاوت کی اور الخضراء کا محاصرہ کرلیا، جس کو بچانے کے لیے نصر نے عیسائیوں کو سالانہ خراج دینے پر صلح کی۔ محلاتی سازشوں کا شکار ہوا اور ابوالولید نصر بن محمد تخت سے دستبردار ہو گیا۔ ابوالولید اسماعیل بن فرج جو بنو احمر کے بانی محمد اول کے بھائی اسماعیل کا پوتا (۷۱۴ھ ۔۷۲۶ھ) تھا، برسر اقتدار آیا۔ اس نے بدعات کی بیخ کنی کی۔ عیسائیوں کے خلاف کئی معرکے ہوئے۔ اس کا دور امن کا دور تھا، قتل ہوا۔

محمد چہارم (۷۲۶ھ۔ ۷۳۵ھ) جو ابھی نابالغ تھا، تخت نشین ہوا۔ وزیر ابن محروق نے محمد کو کمزور کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے، لوگ اس کے خلاف ہو گئے، ابن محروق ۷۲۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔ محمد ذہین و شجاع آدمی تھا۔ اس کے دور میں عدل و انصاف عام ہوا۔ عیسائیوں سے کئی لڑائیاں ہوئیں جبل الطارق ان کے قبضے سے چھڑایا۔ مراکش کے بادشاہ نے

Marfat.com

الخضر اء، رندہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ شاہ غرناطہ نے تمام علاقے شاہ مراکش سے واپس لیے تو دوسری طرف اس سے دوستی کا پیمان بھی کیا۔ عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تو اس نے شاہ مراکش ابوالحسن سے مدد طلب کی۔ حاسدوں نے اسے قتل کر دیا۔

مقتول بادشاہ کا بھائی ابوالحجاج یوسف (۷۳۵ھ۔ ۷۵۴ھ/۷۵۵ھ) تخت نشین ہوا۔ جب عیسائیوں نے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تو شاہِ مراکش کے بیٹے عبدالملک کے تعاون سے الخضر اء، جبل الطارق اور بہت سے علاقے عیسائیوں سے خالی کرائے۔ اسی اثناء میں عبدالملک قتل ہوا، تو باپ ابوالحسن خود اندلس آیا اور قشتالہ کو اپنے ماتحت کیا۔ ۷۴۱ھ میں طریف قلعے کا عزم کیا۔ عیسائیوں نے متحد ہو کر مسلم سپاہ کا مقابلہ کیا لیکن مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان کا قتل عام ہوا۔ یوسف سے عیسائیوں کا دس سالہ معاہدہ امن ہوا۔ اس کے بعد اس نے اصلاحات کی طرف توجہ کی۔ انتظام حکومت عدل و رواداری پر مبنی تھا، رعایا خوشحال ہوئی۔ ادب و فنون، تعمیرات اور سائنس کا مربی تھا۔ نئی مساجد تعمیر کرائیں جس کے ساتھ یتیم خانے اور خیرات خانے بھی تھے۔ ۷۵۵ھ میں ایک جنونی نے نماز کی حالت میں شہید کر دیا۔

بیٹا محمد پنجم الغنی باللہ کے لقب سے (۷۵۵ھ۔ ۷۷۰ھ) تخت نشین ہوا۔ ۷۶۰ھ میں محمد کو قتل کرنے کی سازش ہوئی اور وہ جان بچا کر شاہِ مراکش ابوسالم مرینی کے پاس چلا گیا تا کہ اس کی مدد سے غرناطہ پر قبضہ کر سکے۔ محمد کی غیر موجودگی میں غرناطہ کے حالات عدم استقرار کا شکار ہوئے۔ عیسائی حکمرانوں کے حملے جاری رہے۔ غرناطہ کے عوام نے محمد پنجم کو دوبارہ تختِ غرناطہ پر لانے کی کوششیں کیں جو کامیاب ہوئیں۔

محمد پنجم (۷۶۲ھ۔ ۷۹۳ھ): محمد پنجم الغنی باللہ عوام کی تائید سے دوبارہ تختِ غرناطہ پر متمکن ہوا۔ نسبتاً پر امن دور تھا لیکن پھر بھی عیسائیوں سے ٹکر لینی پڑی کہ انہوں نے کئی قلعے پھر واپس لے لیے تھے۔ محمد پنجم جرأت مند، ثابت قدم، دلیر اور رحم دل تھا۔ کثرت سے صدقہ خیرات کرتا، عدل و انصاف میں کسی چھوٹے بڑے کا خیال نہ کرتا اور مظلوم کو اس کا حق دلاتا۔ جہاد کا بہت شوقین تھا۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں مشغول رہتا۔ بہترین منتظم اور علم و ادب کا مربی تھا۔ محمد بنو نصر کا

Marfat.com

آخری بادشاہ تھا جس نے غرناطہ کی حکومت کو مضبوط و مستحکم کیا اور دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ بعد میں آنے والے جانشین غرناطہ کو نہ سنبھال سکے۔

۷۹۳ھ سے لے کر ۸۸۸ھ تک شاہی خاندان کے متعدد افراد تختِ غرناطہ پر بیٹھے، عیسائیوں سے جھڑپیں جاری رہیں۔ ارغون کا بادشاہ فرڈی نینڈ بنا تو دوسری طرف قشتالہ کا تخت و تاج ملکہ ازابیلا کو ملا۔ دونوں یعنی شاہ ارغون اور ملکہ قشتالہ نے شادی کر لی۔ اس شادی نے عیسائی ریاستوں کے آپس کے اختلافات ختم کر کے ان کو متحد کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کی دشمنی میں اضافہ ہوا اور ان دونوں نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

۸۸۸ھ میں محمد الزغل تخت نشین ہوا۔ الزغل ایک بہادر، اچھا منتظم اور مدبر شخص تھا۔ ابوعبداللہ محمد (الزغل کا بھتیجا جو عیسائیوں کی قید میں تھا) نے غداری کی اور شاہ قشتالہ نے اسے غرناطہ پر قبضہ کرنے کے لیے خوب استعمال کیا۔ عیسائیوں نے بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ ایک بڑی فوج ابوعبداللہ کو دے کر غرناطہ روانہ کی اور اعلان کیا کہ جو ابوعبداللہ کی اطاعت کرے گا اسے امان ملے گی۔ الزغل نے ابوعبداللہ کو سمجھانے کے لیے موقع تلاش کیا لیکن شاہِ قشتالہ آڑے آیا۔

ابوعبداللہ محمد شاہ قشتالہ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہا۔ الزغل پامردی اور بہادری کے ساتھ ۸۹۲ھ تک عیسائیوں کا مقابلہ کرتا رہا لیکن بھتیجے کی غداری سے مجبور ہو کر تمام علاقہ عیسائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر مراکش چلا گیا۔

الزغل کے بعد غرناطہ پر ابوعبداللہ محمد عیسائیوں کے اشارے پر کٹھ پتلی بنا حکومت کرتا رہا۔ الزغل کے معزول ہونے کے بعد عیسائیوں نے ایک معاہدے ۸۹۵ھ کے مطابق ابوعبداللہ محمد کو الحمراء ان کے حوالے کرنے کا کہا۔ اہلِ غرناطہ بے یار و مددگار ہونے کے باوجود شاہ قشتالہ کا مقابلہ کرتے رہے۔ عیسائیوں نے غرناطہ کو تباہ و برباد کیا۔ ان سے کئی معرکے ہوئے۔ شہر کا محاصرہ ہوا تو شہری پریشان ہو گئے۔ انھوں نے ایک صلح نامہ مرتب کر کے عیسائیوں کے پاس بھیجا، شاہِ قشتالہ نے اس پر دستخط کیے اور ابوعبداللہ نے ۸۹۷ھ میں الحمراء کو خالی کر کے عیسائیوں کے حوالے کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صلح نامہ کی چند شرائط یہ تھیں:

Marfat.com

۱۔ ابوعبداللہ اپنے تمام عہدہ داران اور شہریوں کے شاہِ قشتالہ اور ملکہ کے وفادار رہوں گے اسے بشارات (پہاڑی سلسلہ) میں جاگیر دے دی جائے گی۔

۲۔ مسلمانوں کے جان ومال کی حفاظت کی جائے گی۔ تمام مسلمان قیدی آزاد کر دیے جائیں گے۔

مسلمان ایک مقررہ مدت میں اندلس چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ منقولہ سامان لے جا سکیں گے۔ مسلمان اپنے رسوم ورواج اور روایات کو اختیار کرنے کے مجاز ہوں گے نیز ان کو اپنی زبان اور لباس کے استعمال کی بھی اجازت ہوگی۔

معاہدہ پر عمل درآمد کے لیے دو ماہ دیئے گئے اس کے بعد شہر غرناطہ عیسائیوں کے حوالے کرنا تھا۔ عیش وعشرت کے عادی عوام محاصرہ سے بہت جلد تنگ آ گئے۔ اس اثناء میں وہ عالم اسلام کے سربراہوں سے بھی امداد کے طالب ہوئے لیکن کسی طرف سے کوئی مدد نہ آئی۔ غرناطہ پر بزور طاقت وقوت قبضہ ہوا اور مسلمانوں پر مظالم اور مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

لاکھوں قتل ہوئے۔ کچھ افریقہ چلے گئے۔ صلح نامے پر کوئی عمل نہیں ہوا اور گیارہویں صدی ہجری کے آغاز تک اندلس سے تمام مسلمانوں کو ذلیل وخوار کر کے نکال دیا گیا یا پھر وہ خود نکلنے کے لیے محفوظ راستے ڈھونڈنے پر مجبور ہوئے۔ جبراً عیسائی بنایا گیا۔ بچوں کو والدین سے چھین لیا گیا۔ یہ انجام ہوا اس دیومالائی کہانی کا۔ وہ ملک جس کو مسلم سپاہ نے بڑی جرأت وہمت سے فتح کیا، علوم وفنون اور جو تہذیب وتمدن میں اقوام عالم کا امام بنا لیکن نہایت کسمپرسی کی حالت میں ان فاتحین کو نکال دیا گیا۔

علمی ترقی: مسلمانوں نے جب اندلس فتح کیا تو یہاں بھی دیگر نو مفتوح علاقوں کی طرح سب سے پہلے قرآن حکیم اور حدیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیم کا، سرکاری اور عوامی ہر دو سطح پر بطور خاص اہتمام ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے شرح تعلیم بہت بلند ہوگئی۔ ہر شہری پر (بغیر جنسی امتیاز) علم کا حصول لازمی تھا۔ ترغیب وتشویق کے لیے وظائف اور دیگر علمی ضرورتوں کے پورا کرنے کی طرف توجہ ہوئی۔ اندلس کی درسگاہیں علومِ دینیہ اور عصریہ کی تعلیم کا مرکز بنیں جن

Marfat.com

کے دروازے دور و نزدیک سے آنے والے ہر مذہب و مسلک کے طلباء کے لیے کھلے تھے۔

اس شاندار علمی تحریک کے پسِ پردہ اندلس کے امراء و خلفاء تھے جو بالعموم خود بھی صاحب علم و فضل تھے اور انھوں نے اہلِ علم و فن کی سرپرستی و قدردانی دل کھول کر کی۔ اطراف واکناف عالم سے اہلِ علم اندلس آنا پسند کرتے۔ ان حکمرانوں میں عبدالرحمٰن الناصر، حکم اور حاجب المنصور ابن ابی عامر نمایاں ہیں۔ الناصر کے دور میں سائنسی ترقی عروج پر تھی حکم الثانی کے دور میں عوام میں کتب بینی کا شوق عام ہوا۔ ہر شہر اور ہر محلے میں عوامی اور نجی لائبریریاں قائم ہوئیں۔ حکم قیمتی اور نادر کتب جمع کرنے کا شوقین تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے کتب خانے میں چار لاکھ کتب تھیں جن کا وہ مطالعہ کرتا اور ان میں سے بعض پر اپنے تاثرات و تبصرے بھی تحریر کرتا۔ نثر و نظم میں نئے اسلوب و اصناف کا تعارف ہوا۔

دعوت قرآن کا بنیادی محور تفکر انفس و آفاق ہے لہٰذا علمائے اندلس کے نہایت مختصر عرصے میں علومِ دینیہ کے ساتھ ساتھ عصری و طبیعی علوم کی طرف توجہ کی۔ انھوں نے یونان و سکندریہ کے اہلِ علم کی ابتدائی اور نامکمل کاوشوں کی آبیاری کی اور مختلف سائنسی علوم میں قابلِ رشک عمارت تعمیر کی۔ علوم و فنون کی ہر صنف میں خوب ترقی ہوئی۔ نئی تحقیقات و تجربات کیے گئے۔ علم ہیئت و فلکیات، جغرافیہ، علم طب و ادویات نباتات و زراعت ہر میدان میں تجربات ہوئے۔ صنعتی اور معدنی ترقی کی طرف بھی بھرپور توجہ دی گئی۔ مختلف آلات حرب و دفاع ایجاد ہوئے۔ اندلس چونکہ تین طرف سمندر سے گھرا ہوا ہے لہذا بیرونی دشمن کے مقابلے کے لیے جہاز و کشتی سازی کی صنعت عروج پر پہنچی۔ شمال میں عیسائی حکومتوں سے تحفظ کے لیے نئے قلعے تعمیر ہوئے اور پرانوں کی تعمیرِ نو ہوئی۔ فصیلیں بنائی گئیں، متعدد شہر آباد ہوئے۔ اندلس کی مساجد، باغات، محلات و قصور کا ذکر تو آج بھی زندہ ہے۔ عبدالرحمٰن الداخل نے قرطبہ میں معروف زمانہ مسجد قرطبہ تعمیر کی۔ عبدالرحمٰن الناصر کے زمانے میں عدیم النظیر قصرِ زہراء کی تعمیر ہوئی اور پھر حاجب المنصور نے سیاسی مصالح کی بنیاد پر زہراء کے مقابلے میں مدینہ زاہرہ تعمیر کیا۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ اہم نکتہ سامنے آتا ہے کہ جب ریاست و حکومت کمزور پڑ جائے اور

Marfat.com

اس میں انتشار وافتراق راہ پالے تو علمی وثقافتی سرگرمیاں ماند پڑ جاتی ہیں۔ اندلس کا معاملہ مختلف ہے کہ جب وہاں طوائف الملوکی کا راج ہوا تب بھی تہذیبی وثقافتی اقدار اور علمی وادبی ترقی اپنے عروج پر رہی۔ سید امیر علی تاریخ اسلام میں اس دور کی علمی ثروت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

گو چھوٹے چھوٹے امراء نے اپنی آزاد حکومتیں قائم کرلیں۔ لیکن اس گئے گزرے دور میں بھی علم وحکمت کا چراغ روشن رہا۔ علوم وفنون پر زوال آنے کے بجائے انھیں اور بھی فروغ حاصل ہوا۔

ایک عربی ضرب المثل: ان کل نقمة فی طیها نعمة کے مصداق، فتن وشرور سے بھرا یہ دور بھی اندلس کے اسلامی اور عربی ادب کے لیے بے پایاں رحمت ثابت ہوا۔ علماء وفضلاء اور ماہرین فنون، قرطبہ سے نکل کر اندلس کے مختلف شہروں میں پھیل گئے، جس کے نتیجے میں عوام الناس میں بھی غور وفکر، تجسس وتفحص کی ایک لہر دوڑ گئی۔ غرضیکہ عصرِ ملوک الطوائف کی مثال اور نظیر تاریخ انسانی میں ملنی مشکل ہے۔ یہ دور ہر قسم کے علم وفن کے اعتبار سے سرسبز وشاداب تھا۔ بنوعباد، بنوجھور وغیرہ کے دور میں یہ علمی تحریک بلندیوں کی انتہاء تک پہنچ گئی۔ افریقہ سے آنے والے دونوں خاندان یعنی مرابطین اور موحدین کے دور میں بھی علم وادب میں ترقی ہوئی۔ اندلس کا آخری حکمران خاندان بنواحمر کے دور میں تو پورے اندلس کا علمی خزانہ یہاں جمع ہوگیا۔ علم وادب کا شہ سوار لسان الدین الخطیب، مؤسسِ علومِ عمرانیات ابن خلدون وغیرہ قصرِ احمر ہی کے وہ تابناک ستارے تھے جو آج بھی اہلِ علم کی توجہ کا مرکز ہیں۔

اندلس کی خواتین نے بھی اس علمی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دین وادب دونوں میں ان کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔

اندلس کی اس ہمہ گیر علمی تحریک کے مغربی دنیا پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ مسلمان اہلِ علم حتیٰ کہ مستشرقین بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یورپ کی علمی وصنعتی ترقی کا مدار اندلس کی ترقی سے منسلک ہے۔ اس ہمہ گیر علمی تحریک نے یورپ کو ایک نئے تمدن وتہذیب سے آشنا کیا اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ترقی کی شاہراہ پر ڈالا جس کے باعث اندلس کو یورپ کی تہذیب

Marfat.com

میں منبع و سرچشمہ کی حیثیت دی گئی۔

اندلس کی علمی وادبی، سائنسی وتکنیکی، تہذیبی وتمدنی ہر میدان میں ترقی کا دائرہ اتنا وسیع اور متنوع ہے کہ اس کا ہر پہلو خصوصی توجہ چاہتا ہے لیکن ہم نے صرف اپنے موضوع کے پسِ منظر میں صرف نمایاں پہلوؤں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔

علومِ دینیہ سے متعلق علماء کی کاوشیں بلاشبہ ایک روشن باب ہے۔ درج ذیل صفحات میں علوم قرآن، علومِ سیرت، فقہ اور آخر میں بالخصوص علم حدیث پر نسبتاً تفصیل سے بات کریں گے۔

علومِ دینیہ: تمام علوم بالخصوص علومِ دینیہ کا سرچشمہ قرآن حکیم اور ذاتِ رسالت مآب ﷺ ہیں۔ علم تفسیر، حدیث، فقہ اور متعلقہ علوم کی داغ بیل آپ ﷺ کے زمانے ہی میں پڑ چکی تھی اور ترتیب وتدوین کا عمل دورِ بنو اُمیہ اور بالخصوص دورِ بنو عباس میں ہوا جو علومِ دینیہ وعصریہ کی ترقی کا سنہری دور کہلاتا ہے۔

۱۔ قرآن وعلومِ قرآن: قرآن حکیم کی تفسیر اس کے لغوی، اعرابی اور نحوی پہلو، غریب ومبہم اور مشکل الفاظ کی تشریح وتوضیح، ناسخ ومنسوخ پر علمائے مشرق کی کاوشیں موجود تھیں۔ اندلس کے علماء نے بھی قرآن حکیم کی تفسیر اور اس کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تحقیق وتوجہ کا مرکز بنایا۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اندلس کے خادمان قرآن میں نومسلم اہلِ علم نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تفسیر کے میدان میں کلی وجزوی تفاسیر مرتب ہوئیں۔ ابتدائی مفسرین میں سے چند مثلاً ابراہیم بن حسین بن مرتیل القرطبی (م ۲۴۹ھ)، بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)، قاسم بن محمد البیانی، بکر بن سھل (م ۲۸۹ھ)، قاسم بن اصبغ (م ۳۷۰ھ)، مجاہد بن اصبغ (م ۳۸۲ھ) وغیرہم ہیں۔

علمِ قراءت پر اہلِ علم نے خصوصی توجہ دی ان اہل علم میں مکی بن ابی طالب (م ۴۳۷ھ)، قاسم بن فیرہ (م ۵۹۰ھ) کا نام نمایاں ہے، جن کی چند تالیفات زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور عصرِ حاضر میں بھی مرجع خلائق ہیں۔ عبدالملک بن حبیب الالبیری (م ۲۳۸ھ)، قاسم بن اصبغ البیانی (م ۳۷۰ھ)، ابن العربی (م ۵۴۳ھ)، مکی بن ابی طالب وغیرہ نے قرآن کے ناسخ ومنسوخ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور تالیفات مرتب کیں۔ قرآن حکیم کے مشکل، مبہم مقامات،

Marfat.com

اعجاز قرآن، اعراب قرآن، متشابہات اور مختلف سورتوں کے خواص وغیرہ پر بھی کتب تالیف ہوئیں۔ اہلِ علم کا قول ہے کہ احکام القرآن پر اولین تالیف کا شرف اندلس کو حاصل ہے۔ اہلِ علم کی اس میدان میں بھی کاوشیں اور تالیفات دست بردِ زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہوگئیں لیکن بعض اہم تفاسیر مطبوعہ صورت میں موجود ہیں، جن میں نمایاں ابن العربی (م ۵۴۳ھ) کی احکام القرآن اور قرطبی (م ۶۷۱ھ) کی الجامع لاحکام القرآن، ابن عطیہ (م ۵۴۶ھ) کی المحرر الوجیز، ابوحیان الغرناطی کی البحر المحیط اور ابن عربی (م ۶۳۸ھ) وغیرہ کی تفاسیر ہیں۔

اندلس اور مشرق کے بعض مفسرین کی تفاسیر کے اختصارات بھی مرتب ہوئے۔ غرضیکہ قرآن حکیم کے مختلف پہلو اور متنوع موضوعات پر بیش قیمت تالیفات منظرِ عام پر آئیں جن میں سے بیشتر کا ذکر اب صرف کتب مصادر میں پایا جاتا ہے۔

۲۔ **علمِ سیرت:** اندلس نے دیگر علوم کی طرح سیرت نگاری کے علم وفن میں بھی توسیع وترقی کے مراحل طے کیے۔ ان کتب سیرت کا انداز واسلوب جدا تھا اور ضخامت میں بھی یکساں نہ تھیں۔ یہ بات بڑی اہم ہے کہ بالعموم سیرت نگاروں نے روایت کے ساتھ درایت کے پہلو پر خصوصی توجہ دی۔ ابتدائی سیرت نگاروں میں مشہور ادیب ابن عبدربہ (م ۳۲۸ھ) تھے۔ ان کی کتاب العقد الفرید ایک موسوعہ ہے جس میں مختلف علوم وفنون کے علاوہ سیرت پر بھی معلومات موجود ہیں۔ ابن حزم (م ۴۵۶ھ) جو اپنے ظاہری مسلک کے لیے معروف ہیں، انھوں نے جوامع السیرۃ مرتب کی جو بڑی مقبول ہوئی۔ حافظ مغرب ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) اپنے وقت کے عظیم محدث وفقیہ تھے انہوں نے الدرر فی اختصار المغازی و السیر لکھی۔ بعض اہلِ علم نے ابنِ ھشام کی السیرۃ النبویۃ کو اپنی تحقیق کا مرکز بنایا جن میں ابن الوقشی (م ۴۸۹ھ)، ابو القاسم السھیلی (م ۵۸۱ھ) اور ابوذر خشنی الجیانی (م ۶۰۶ھ) کے نام نمایاں ہیں۔ سھیلی کی کتاب الروض الأنف ابن ھشام کی السیرۃ النبویۃ کی ایک ضخیم، معروف اور متداول شرح ہے۔ قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے کتب حدیث کی شروح کے علاوہ سیرت پر الشفاء تحریر کی۔ یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی۔ متعدد علماء نے اس کی شروح لکھیں اور اختصارات بھی مرتب کیے۔

Marfat.com

عمر بن حسن ابن دحیہ (م ۶۳۲ھ) نے میلادِ رسول پر ایک تالیف بعنوان **التنویر فی مولود سراج المنیر** مرتب کی۔ ابن سید الناس (م ۶۷۱ھ) نے **عیون الأثر** اور اس کا خلاصہ **نور العیون** میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

۳۔ فقہ وعلومِ فقہ: آغاز میں اندلس میں فقہ اوزاعی مروج تھا لیکن بہت جلد فقہ مالکی نے غلبہ حاصل کیا اور حکومتی سطح پر بھی اس کو نافذ کیا گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ علماء اندلس جب حجاز مقدس جاتے اور روضہ رسول پر حاضری دیتے تو اس وقت امام مالک (م ۱۷۹ھ) حیات تھے لہٰذا وہ ان سے اخذ واستفادہ کرتے اور ان کے زہد وورع، تواضع اور سادگی سے بے حد متاثر ہوتے۔ ان تلامذہ میں زیاد بن عبد الرحمٰن (م ۲۰۴ھ)، یحییٰ بن یحییٰ مصمودی (۲۳۴ھ)، عبد الملک بن حبیب (م ۲۳۸ھ) وغیرہ ہیں جنھوں نے اندلس میں مذہب مالک کی ترویج وتشہیر میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اندلس کے وہ علماء جو فقہ میں مہارت رکھتے تھے وہ قرآنِ حکیم اور بالخصوص علم حدیث میں بھی رسوخ رکھتے تھے۔

مسلک مالکی کا تعارف نیا نیا ہوا تھا، اندلس میں دیگر مذاہب کے لوگ تیزی سے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے لہٰذا لابدی تھا کہ اس نئی حضارت وتمدن میں پیدا ہونے والے مسائل نو کا فقہ مالکی کی روشنی میں حل تلاش کیا جائے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فقہ مالکی پر مختصر ومطول کتب مدون ہوئیں جن میں عبد الملک بن حبیب کی **الواضحة** العتبی کی **العتبية** عبد السلام بن سحنون (م ۲۴۰ھ) جو سحنون کے نام سے معروف ہوئے اور مالکی فقہ کے اہم شارح قرار پائے اور **المدونة** تحریر کی۔ ابو الولید ابن رشد نے **النهاية** اور دیگر کتب تالیف کیں۔ اصول فقہ پر الباجی کی **الاشارة** اور ابن العربی (م ۵۴۳ھ) کی **الاحکام فی اصول الأحکام** آج بھی اہلِ علم کی مرجع ہیں۔ نت نئے مسائل پر استنباط واجتہادات ہوئے اور **النوازل** کے عنوان سے کتب مرتب ہوئیں۔ مسائل فقہ پر تالیفات کا سلسلہ اندلس میں مسلمانوں کی حکومت کے آخر تک جاری رہا۔

۴۔ تاریخ وتذکرہ نگاری: علمائے اندلس نے اندلس کی واقعاتی تاریخ کے علاوہ مختلف علوم وفنون میں ماہر اہلِ علم کے حالات محفوظ کرنے کی طرف بھرپور توجہ دی۔ اس سلسلے

Marfat.com

میں ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ)، جو ایک معروف محدث و فقیہ تھے بڑے معروف ہوئے۔ انھوں نے اپنی کتاب الصلة فی تاریخ علماء الاندلس کے آغاز میں اندلسی خلفاء کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کیں۔ اس کتاب کے تکملے بھی مرتب ہوئے جن میں ابن ابار (م ۶۵۸ھ) کا تکملة لکتاب الصلة اور المراکشی (م ۷۰۳ھ) کا الذیل والتکملة، ابن زبیر (م ۷۰۸ھ) کا صلة الصلة اور لسان الدین ابن الخطیب (م ۷۷۶ھ) کا عائد الصلة وغیرہ نمایاں ہیں۔ ان اصحاب نے اپنی کتب میں معلومات درج کرتے وقت انھیں جرح وتعدیل کے اصولوں پر پرکھا اور بالعموم کتب کے مقدمات میں اپنی معلومات کا ماخذ اور منابع کا ذکر کیا۔ یہ تمام کتابیں شخصیات کے بارے میں معلومات کے ساتھ ساتھ اس دور کی سیاسی، علمی اور معاشرتی حالات کی عکاسی بھی کرتی ہیں۔

علمائے اندلس میں بعض اصحاب ایسے بھی ہیں جنہوں نے تاریخی معلومات بیان کرنے میں صحت وضبط کے اصولوں کے اہتمام کے ساتھ ساتھ مشاہدہ پر مبنی اپنے دور کی عکاسی کی۔ ان میں رازی خاندان اور ابن حیان (م ۴۶۹ھ) کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ابن حیان نے دورِ ملوک الطوائف کا آغاز، قرطبہ کی تباہی، عوام الناس کی ہلاکت وغیرہ کا قرطبہ میں رہ کر مشاہدہ کیا اور بلاکم وکاست بیان کردیا۔ ان میں سے بیشتر کتب ضائع ہوگئیں لیکن بعد میں آنے والے اہل علم نے ان سے خوب اخذ واستفادہ کیا۔ محمد الرازی (م ۲۷۳ھ) نے کتاب الرایات میں اندلس کی فتح پر تفصیل سے لکھا پھر ان کے صاحبزادے احمد الرازی (م ۳۴۴ھ) نے دو کتب تاریخ الاندلس جس میں اندلس کی فتح سے لے کر اپنے عہد تک کے حالات مفصل بیان کیے ہیں اور صفة قرطبة، قرطبہ شہر کی تاریخ پر مشتمل ہے تالیف کیں۔ احمد الرازی کے صاحبزادے عیسیٰ بن احمد الرازی (م ۳۷۹ھ) نے کتاب الوزارۃ اور کتاب الحجاب للخلفاء لکھی۔ یہ ان شخصیات کے تذکرے پر مشتمل ہے جو اہم مناصب پر متعین ہوئے۔

۵۔ حدیث وعلومِ حدیث: قرآن حکیم اور سنت رسول کا علم حاصل کرنا، اسے محفوظ کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے کہ وہ انھی دو صافی چشموں سے حیات مستعار

Marfat.com

گذارنے کے لیے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔عربوں کا حافظہ بے مثل تھالیکن قرآن کے ساتھ ساتھ انھوں نے احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے حافظے اور کتابت کے ذریعے محفوظ کیا۔ایک امتی کا یہ بھی فرض ٹھہرا کہ اس کے پاس آپ ﷺ کے جو ارشادات ہیں وہ انہیں صحت کاملہ کے ساتھ آگے منتقل کرے اور ایسا کرنے والے کے لیے آپ ﷺ نے بشارت بھی سنائی۔

مسلمان انفرادی یا اجتماعی طور پر جب بھی دنیا کے کسی حصے میں گیا، ان دو کی تعلیم اور تعمیل کا اہتمام کیا۔تواریخ کے مآخذ و مصادر سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ خلیفہ وقت جب کسی علاقے کی طرف لشکر روانہ کرتا تو اس کے ساتھ معلمینِ قرآن و شریعت بھی ہوتے۔اموی دور میں بھی اس پر عمل ہوا، حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۱۰۱ھ) نے تو افریقہ اور اندلس کے ولاۃ کو باقاعدہ ہدایات دیں کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو دین سکھانے کا اہتمام کریں اور قرآن وسنت کے مطابق لے کر چلیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ افریقہ کے بربر قرآن وسنت کی تعلیم کی بدولت دین کے خادم بن گئے۔اندلس کی فتح کے موقع پر طارق بن زیاد کے لشکر میں ایک بڑی تعداد بربروں کی تھی، جنھوں نے اپنے امیر لشکر کا بھرپور ساتھ دیا اور سرزمین اندلس میں پیغام الٰہی پہنچانے کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت عثمان کے زمانے میں ایک لشکر قسطنطنیہ کی فتح کے غرض سے براستہ اندلس بھیجا گیا تھا یہ مقصد اس وقت تو حاصل نہ ہوا لیکن اسلامی لشکر کا بڑا حصہ اندلس میں مقیم ہوا کیونکہ سیاسی حالات کی وجہ سے اس وقت افریقہ واپسی ممکن نہ تھی۔یہ بات متعدد اہلِ علم نے لکھی ہے کہ منذرؓ صحابی رسول علیہ الصلاۃ والسلام، موسیٰ بن نصیر کے ساتھ یا اس سے بھی پہلے اندلس تشریف لائے۔تابعین کی ایک اچھی تعداد بھی اندلس آئی۔لشکر کے ساتھ دیگر معلمین قرآن بھی تھے۔یہ تابعین اندلس کے جس علاقے میں گئے وہاں باجماعت نماز کی ادائیگی اور تعلیم دین کے لیے مسجد بنائی۔موسیٰ بن نصیر (م ۹۷ھ) خود ایک جلیل القدر تابعی تھے اور ان کے ساتھ حنش بن عبداللہ الصنعانی (م ۱۰۰ھ)، علی بن رباح (م ۱۱۴ھ)، حیوہ بن رجاء وغیرہم اندلس آئے، اپنے اپنے علاقے میں مسجد بنائی اور

Marfat.com

وہاں تعلیم قرآن وحدیث کی مسند سنبھالی۔

ابن ابار نے اندلس آنے والے بعض اور تابعین کا بھی ذکر کیا ہے جو اندلس آئے اور دین کی تعلیم میں مشغول رہے۔ صعصعہ بن سلام الشامی (م ۱۸۰ھ/ ۱۹۲ھ) کے بارے میں ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ وہ پہلے دو امراء اندلس کے دور میں مشہور فقیہہ رہے اور فتوی کا مدار ان ہی پر ہوتا۔ نیز وہ لکھتے ہیں: أول من أدخل الحديث الأندلس۔ شاید اس سے مراد حدیث کا کوئی مجموعہ ہو جو وہ مشرق سے لائے ہوں ورنہ قال اللہ و قال رسول اللہ کی آوازیں یعنی زبانی روایت تو پہلے سے موجود تھی۔ معاویہ بن صالح (م ۱۵۸ھ) جو ۱۲۳ھ میں اندلس آچکے تھے امیر عبدالرحمن کے زمانے میں اندلس کے قاضی رہے اور انھوں نے احادیث بھی روایت کیں۔

آغاز میں اندلس میں مذہب ابوحنیفہ اور اوزاعیؒ مروج تھے لیکن علمائے اندلس جب حجاز جاتے تو وہ امام مالک سے ضرور استفادہ کرتے۔ انہوں نے اہل اندلس کے لیے مالکی مسلک کو زیادہ مناسب اور بہتر خیال کیا۔ غیر مسلموں کی بڑی تعداد اسلام لا رہی تھی، نئے مسائل کا سامنا تھا جن کے حل کے لیے قرآن وسنت کی متون میں تفکر اور اجتہاد ہو رہا تھا۔ احادیث کے مجموعوں سے پہلے کتب فقہ مرتب ہو رہی تھیں۔ مشرق میں تیسری صدی ہجری میں کتب ستہ مدون ہو کر قبولیت حاصل کر چکی تھیں۔ علماء اندلس جب فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ جاتے تو وہاں مقیم اور اقطار عالم سے آئے ہوئے اہل علم سے کتب احادیث بالخصوص امام بخاری کا مجموعہ حدیث الجامع اور حرم مدینہ میں امام مالک (م ۱۷۹ھ) سے ان کی الموطأ کا ضرور سماع کرتے۔

جب بلاد مشرق اور بلاد مغرب کے اہل علم نے ایک دوسرے کے علاقوں میں بغرض طلب علم آنا جانا شروع کیا تو اندلس کے اہل علم مشرق سے استفادے کے بعد جب واپس آتے تو حاصل کردہ علم کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اپنے شہروں اور علاقوں میں درس وتدریس کے حلقے قائم کرتے۔ ایسا اس لیے بھی ہوتا کہ اندلس کے نصاب تعلیم میں قرآن حکیم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدریس وتعلیم بنیادی حیثیت رکھتی تھی اور ذریعہ تعلیم عربی تھا۔

ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ) اور حمیدی (م ۴۸۸ھ) کی تالیفات کے سرسری جائزے سے

Marfat.com

یہ بات سامنے آتی ہے کہ دوسری صدی ہجری سے ہی قرآن وحدیث کی تدریس ہر چھوٹے بڑے شہر، قصبے میں زور شور سے ہو رہی تھی۔ ان میں نمایاں نام معاویہ بن صالح (م ۱۵۸ھ) صعصعہ بن سلام (م ۱۹۲ھ)، زیاد بن عبد الرحمٰن اللخمی (م ۱۹۳ھ/ ۲۰۴ھ)، محمد بن بشیر المعافری (م ۱۹۸ھ)، الغازی بن قیس (م ۱۹۹ھ) وغیرہ کے ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں تدریس حدیث کے عمل میں تیزی آئی۔ اس دور کے نمایاں محدث و فقیہ یحییٰ بن یحییٰ المصمودی (م ۲۳۴ھ)، عیسیٰ بن دینار (م ۲۱۲ھ)، سعید بن یحییٰ بن مزین (م ۲۷۱ھ) اور ان کا خاندان، بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)، قاسم بن محمد بن سیار (م ۲۷۷ھ)، محمد بن عبد السلام الخشنی (م ۲۸۶ھ)، محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ) وغیرہ نے علمائے اندلس سے استفادے کے بعد بلادِ مشرق کا سفر کیا اور وہاں سے علم کثیر اندلس لائے۔ ان کی مجالس علمی سے مختلف شہروں کے سینکڑوں طالبان حدیث مستفید ہوئے۔ بقی کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) کی المصنف اندلس لائے لیکن جب اس کی تدریس کا آغاز کیا تو معروف محدث ابن وضاح معترض ہوئے کیونکہ یہ اہلِ اندلس کے مسلک کے مطابق نہ تھی۔ معاملہ حاکمِ وقت کے دربار میں پہنچایا گیا جب اس نے کتاب دیکھی تو تعریف کی اور اس کی تدریس جاری رکھنے کی اجازت بھی دی۔ مذکورہ بالا محدثین کے تلامذہ کا تعلق تدمیر، البیرہ، وشقہ، وادی الحجارہ، سرقسطہ، شذونہ، طلیطلہ، قبرہ وغیرہ سے تھا۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد یہ تمام اپنے اپنے علاقوں میں واپس جاتے تو اپنے تلامذہ کے لیے روایت حدیث کے اسی قسم کے حلقے قائم کرتے۔

قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)، ابن الدباغ (م ۳۹۳ھ)، ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ)، ابن حزم (م ۴۵۶ھ)، حافظ مغرب ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ)، حمیدی (م ۴۸۸ھ) وغیرہم کی حدیث کے حوالے سے خدمات بڑی نمایاں ہیں۔ مصادر کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ابن وضاح، بقی بن مخلد، ابن حزم، ابن عبد البر اور ان کے تلامذہ نے نہ صرف دارالخلافہ یعنی قرطبہ بلکہ اندلس کے ہر قریہ اور شہر میں حدیث کی تدریس و روایت کے لیے ابتدائی اور اعلیٰ مدارس کا ایک جال بچھا دیا۔ علم حدیث کے ان شائقین کے اخذ و استفادے کا سلسلہ آئندہ

Marfat.com

صدیوں میں جاری رہا اور مشرق و مغرب کے طالبان علم نے فیض اٹھایا۔

تالیفات: محدثین نے احادیث روایت کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اس علم کی بذریعہ تحریر بھی خدمت کی۔ ان کی خدمات کا محور کتب حدیث کی شروح، ان میں وارد غریب الفاظ کی تشریح و توضیح، ان کے رجال، علل وغیرہ تھا۔ بعض کتب حدیث کے اختصارات مرتب ہوئے۔ کتب زوائد مستخرجات، اربعین کے عنوان سے بھی بے شمار مجموعے مدون ہوئے۔ ان کتب کی فہرست طویل ہے ہم چند اہم کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔ یہاں اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اہلِ اندلس امام مالک کی الموطأ کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے لہٰذا، علماء نے الموطأ کی مختلف پہلوؤں سے خدمت کی۔ کتب ستہ میں امام مسلم کی الجامع کی ترتیب ان کے ذوق کے مطابق تھی اس کی بھی خدمت کی، نیز دیگر کتب ستہ کے مختلف پہلوؤں پر بھی مفید تالیفات مرتب کیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اندلسی علماء کی یہ کاوشیں بعض مشرقی علماء کی نسبت زیادہ وقیع قرار پائیں، اکثر کتب ضائع ہوگئیں لیکن جو باقی بچیں ان میں سے کچھ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں جن سے آج بھی اہلِ علم استفادہ کر رہے ہیں۔

الموطأ سے متعلق جو کتب مرتب ہوئیں ان میں سے چند یہ ہیں:

- عبدالملک بن حبیب (م ۲۳۸ھ)، شرح الموطأ
- ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن مروان (م ۴۱۳ھ)، شرح الموطأ
- یونس بن عبداللہ الصفار (م ۴۲۹ھ)، الموعب فی تفسیر الموطأ
- احمد بن محمد الطلمنکی (م ۴۲۹ھ)، رجال الموطأ
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)، الاستذکار اور التمہید لما فی الموطأ۔۔۔
- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ)، المنتقی شرح الموطأ، الاستیفاء اور الایماء
- ابوبکر بن العربی القاضی (م ۵۴۳ھ)، کتاب القبس، کتاب المسالک
- ابن خلفون (م ۶۳۶ھ)، مختصر الموطأ
- محمد بن عبداللہ المرسی (م ۶۵۵ھ)، التعلیق علی الموطأ

Marfat.com

علماء اندلس نے کتب ستہ کو بھی اپنی تحقیق کا مرکز بنایا، چند کاوشیں درج ذیل ہیں:

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)، مستخرج سنن ابی داود
- حمیدی (م ۴۸۸ھ)، الجمع بین الصحیحین
- ابن یربوع (م ۵۲۲ھ)، الارشاد الی معرفۃ رجال البخاری؛ المنهاج فی رجال مسلم
- مازری (م ۵۳۶ھ)، المعلم بفوائد مسلم
- القاضی ابن العربی (م ۵۴۳ھ)، عارضة الأحوذی شرح جامع الترمذی
- قاضی عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ)، اکمال المعلم شرح مسلم
- ابن النعمہ علی بن عبداللہ (م ۵۶۵ھ)، الامعان فی شرح مصنف النسائی
- ابن حبیش عبدالرحمٰن بن محمد (م ۵۸۴ھ)، الجمع بین سنن الترمذی وسنن ابی داؤد
- ابن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)، رجال کتب خمسة (ابن ماجہ کو چھوڑ کر)
- ابن خلفون (م ۶۳۶ھ)، المعلم فی شیوخ البخاری
- احمد بن عمر بن مزین (م ۶۵۶ھ)، مختصر الصحیحین؛ المفهم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم؛ المفهم فی شرح غریب مسلم
- ابن رشید (م ۷۲۱ھ)، افادة النصیح بالتعریف باسناد الجامع

علم اصول حدیث پر امام قاضی عیاض کی ایک مختصر و مفید کتاب الالماع فی ضبط الروایة و تقیید السماع اور ابن خلفون (م ۶۳۶ھ) کی التقریب فی علوم الحدیث ہیں اور دونوں مطبوع ہیں۔ بعض رواۃ جو کنیتوں سے معروف ہیں یا جن کے ناموں میں کسی وجہ سے مشابہت پیدا ہو گئی ہو اس پر بھی متعدد تالیفات منظرِ عام پر آئیں۔

کتب رجال بھی مدون ہوئیں۔ ان کے مؤلفین میں نمایاں نام ابن الفرضی، ابوالولید الباجی، ابن ابار، المراکشی الاوسی وغیرہ کے ہیں، جنہوں نے اپنی تالیفات میں علومِ دینیہ اور ادب کی مختلف

Marfat.com

اصناف میں ماہرین کے بارے میں قیمتی معلومات فراہم کیں۔ ابن یربوع (م ۵۲۲ھ) نے امام بخاری اور امام مسلم کے رجال، الطلمنکی (۴۲۹ھ) نے الموطأ کے رجال اور ابن خلفون (م ۶۳۶ھ) نے بھی بخاری کے شیوخ پر کتب تالیف کیں۔

غرض یہ کہ علوم حدیث کی ہر نوع پر مفید کتب تحریر ہوئیں جس میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ بھی کیا گیا جو علمائے مشرق سے رہ گئے تھے، گویا علمائے اندلس فرمان الٰہی فاستبقوا الخیرات کا عملی مظاہرہ پیش کرنے میں ہمہ وقت مصروف تھے۔

Marfat.com

اختصارات مصادر

- الاحاطة،لسان الدین ابن الخطیب،الاحاطة فی أخبار غرناطة
- الاستیعاب،ابن عبدالبر،الاستیعاب فی معرفة الأصحاب
- الأعلام، زرکلی، الأعلام قاموس تراجم
- برنامج، علی بن محمد الرعینی،برنامج شیوخ الرعینی
- بغیة الملتمس،الضبی احمد بن یحیٰی،بغیة الملتمس فی تاریخ رجال الاندلس
- تاریخ ذھبی، ذھبی محمد بن احمد،تاریخ الاسلام و وفیات المشاھیر
- تاریخ علماء الأندلس، ابن الفرضی،تاریخ علماء الأندلس
- تذکرة، ذھبی،محمد بن احمد،تذکرة الحفاظ
- ترتیب، قاضی عیاض،ترتیب المدارک
- تکملة ابار، ابن الابار،التکملة لکتاب الصلة
- تکملة منذری، عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری،التکملة لوفیات النقلة
- جذوة،حمیدی محمد بن فتوح،جذوة المقتبس فی ذکر ولاة الأندلس
- الحلة السیراء، ابن الابار،الحلة السیراء
- الدرر الکامنة، ابن حجر العسقلانی،الدرر الکامنة فی أعیان المئة الثامنة
- الدیباج، ابن فرحون،الدیباج المذھب

Marfat.com

- ذیل اوسی، الاوسی محمد بن عبدالملک المراکشی، الذیل و التکملة
- الرشاطی، ابومحمد الرشاطی، الأندلس فی اقتباس الأنوار
- سیر أعلام، ذہبی محمد بن احمد، سیر أعلام النبلاء
- شجرة النور، محمد بن محمد مخلوف، شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة
- شذرات، ابن العماد الحنبلی، شذرات الذهب
- الصلة، ابن بشکوال، کتاب الصلة فی تاریخ أئمة الاندلس
- صلة زبیر، ابن زبیر احمد بن ابراہیم، کتاب صلة الصلة
- العبر، ذہبی محمد بن احمد، العبر فی خبر من غبر
- قضاة الأندلس، النباحی، ابوالحسن المالقی، تاریخ قضاة الأندلس
- قضاة قرطبة، خشنی محمد بن الحارث، قضاة قرطبة
- کشف الظنون، حاجی خلیفہ، کشف الظنون من اسامی الکتب و الفنون
- المعجم، ابن الابار، المعجم فی اصحاب الصدفی
- معجم البلدان، یاقوت حموی، معجم البلدان
- معرفة القراء، ذہبی محمد بن احمد، معرفة القراء الکبار علی الطبقات و الأعصار، دا طیار آلتی قولاچ استنبول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء
- النجوم الزاهرة، ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة
- نفح الطیب، المقریٰ احمد بن محمد، نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب
- وفیات الأعیان، ابن خلکان، وفیات الأعیان و انباء ابناء الزمان

Marfat.com

دوسری صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

۞

ابوعمرو، معاویہ بن صالح بن حدیر بن سعید بن سعد الحضرمی الشامی (۸۰ھ-۱۵۸ھ)

ابوعبدالرحمن/ابوعمرو کا تعلق شام سے تھا وہیں پیدا ہوئے۔ معاویہ بن صالح کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کی پیدائش کے وقت کچھ صحابہ حیات تھے اور عبدالملک بن مروان اموی کا دور حکومت تھا۔ معاویہ بن صالح نے بچپن ہی سے روایت حدیث کا شہرہ سنا۔ اخذ حدیث کے لیے شیوخ کی مجالس میں جانے لگے۔ ۱۲۵ھ میں اندلس منتقل ہو گئے۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی فہرست طویل ہے چند یہ تھے:

- سلیم بن عامر (م ۱۱۲ھ)
- شریح بن عبید الحمصی (م ۱۰۸ھ)
- مکحول الشامی (م ۱۱۶ھ)
- یونس بن سیف الحمصی (م ۱۲۰ھ)
- ربیعہ بن یزید (م ۱۲۳ھ)
- ازھر بن سعید (م ۲۰۳ھ)
- راشد بن سعد الحمصی (م ۱۱۳ھ)
- زید بن الحباب الکوفی (م ۲۰۳ھ) معاویہ سے سماع حدیث کے لیے اندلس گئے

تلامذہ: اجل شیوخ سے سماع کے بعد ان احادیث کو اپنے شاگردوں تک پہنچانے کے لیے مجالس علمی منعقد کیں۔ ان کے چند تلامذہ درج ذیل تھے۔

Marfat.com

ابوعبداللہ زیاد بن عبدالرحمن بن زیاد اللخمی الاندلسی القرطبی (م ۱۹۳ھ)

شبطون کے نام سے معروف تھے۔ اندلس کے ممتاز فقیہ وقاضی تھے۔ ان کا خاندان اہل علم کا خاندان تھا[1]۔ بلادمشرق کا سفر کیا اور اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں ممتاز درج ذیل تھے:

- اللیث بن سعد المصری (م ۱۷۵ھ)
- سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ)
- سلیمان بن بلال (م ۱۷۲ھ)
- یحیی بن ایوب (م ۱۶۸ھ)
- عبدالرحمن بن القاسم (م ۱۲۶ھ)
- ابومعشر السندی (م ۱۷۰ھ)
- موسی بن علی بن رباح اللخمی المصری (م ۱۶۳ھ)
- قاسم بن عبداللہ بن اسماعیل
- امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) طویل صحبت اور استفادے کے سبب صاحب مالک کہلائے۔
- معاویہ بن صالح القاضی (م ۱۵۸ھ) شبطون نے ان کی صاحبزادی کو اپنے نکاح میں لیا

تلامذہ: اندلس کے تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے اخذ واستفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- عبدالملک بن حبیب (م ۲۴۰ھ)

۱- زوجہ حمیدہ کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۴/ ۲۴۰ نیز کتاب ھذا
صاحبزادے محمد بن زیاد (م ۲۴۰ھ) قرطبہ کے قاضی رہے، دیکھیے: جذوة، ۵٦؛ تاریخ علماء الاندلس، ۲۹۵؛ قضاة قرطبة، ۱۲۸؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۵۵۔
دوسرے صاحبزادے احمد بن زیاد بھی قرطبہ کے دوبار قاضی رہے۔ دیکھیے: قضاة قرطبه، ۱۴۲، ۲۰۴
پوتے زیاد بن محمد (م ۲۷۳ھ) بھی صاحب علم تھے۔ دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۱۳۳؛ جذوة، ۲۱۹
دوسرے پوتے حبیب احمد بن محمد بھی صاحب علم وفضل تھے۔ دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۲۹٦؛ قضاة قرطبة، ۲۰۴

Marfat.com

○ محمد بن زیاد (م ۲۴۰ھ) صاحبزادے
○ یحیی بن یحیی اللیثی (م ۲۳۴ھ) فقہ کی تعلیم ان سے حاصل کی۔

علمی مقام: مدینہ منورہ دوبار گئے۔ امام مالک سے الموطأ کا سماع کیا۔ زاہد و عابد تھے۔ امیر ھشام بن الحکم نے قاضی بنانا چاہا تو روپوش ہو گئے۔ امیر نے حفاظت کی ذمہ داری لی تو واپس آ گئے۔

حمیدی ان کے اوصافِ حمیدہ کی تعریف میں کہتے ہیں:

كان رجلاً صالحاً، عرض عليه القضاء فلم يقبله۔

ذھبی کہتے ہیں:

هو اول من أدخل الأندلس فقه مالك وكانوا قبل ذلك على مذهب الأوزاعي۔

ذھبی مزید لکھتے ہیں:

كان اماماً عالماً، ورعاً ناسكاً، مهيباً كبير الشأن۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

وكان اهل المدينة يسمون زياداً فقيه الاندلس ـــ وكان واحد زمانه، زهداً وورعاً۔

وفات: ابوعبداللہ ۱۹۳ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے ان کے تذکرہ نگاروں نے سال وفات میں اختلاف کا ذکر کیا ہے۔[1]

محمد بن بشیر بن محمد المعافری (م ۱۹۸ھ)

اصلاً مصر کے علاقے جند باجہ سے تعلق تھا۔ ابن حارث کہتے ہیں کہ محمد بن بشیر نے قرطبہ میں علم

۱۔ قضاة قرطبة، ۲۸؛ جذوة، ۲۱۸؛ تاريخ علماء الاندلس، ۱۳۱؛ بغية الملتمس، ۳۷۲/۱ ترجمہ ۷۵۳؛ الديباج، ۱۹۳؛ سير اعلام، ۳۱۱/۹؛ تاريخ ذهبی، ۱۷۷/۱۳؛ شجرة النور، ۶۳/۱

Marfat.com

حاصل کیا اور اعلیٰ مقام تک پہنچے۔ ابن حارث ہی کا قول ہے کہ جوانی میں قاضی مصعب بن عمران کے کاتب بھی رہے۔ حج کے لیے گئے، امام مالک کی مجالس علمی میں شریک ہو کر استفادہ کیا۔ مصر گئے وہاں کے شیوخ سے بھی سماع کیا۔ اندلس واپس آئے اور باجہ چلے گئے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

کان رجلاً صالحاً و بعدله تضرب الامثال۔

حکم بن ھشام (۱۸۰ھ۔۲۰۶ھ) نے مصعب بن عمران کے بعد ان کو قرطبہ کا قاضی مقرر کیا۔ دوران قضا مقتدر شخصیات کے خلاف مقدمے ان کے پاس آئے۔ لیکن انہوں نے عدل وانصاف کے تقاضے پورے کیے اور بعض مواقع پر امیر وقت حکم بن ہشام کے مرتبے کا لحاظ تک نہ کیا اور مدعی کو انصاف فراہم کیا۔ قاضی بشیر فیصلوں میں ایک گواہ کے ساتھ اتہام کو جائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ دو گواہوں کا ہونا ضروری سمجھتے تھے قاضی بشیر کی فراست اور عدل گستری معروف تھی۔ بقی بن مخلدان کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ اندلس اور بلاد مغرب میں ان سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی ایسا قاضی گزرا جو ان کی طرح معاملہ فہم اور مختلف مذاہب کے نقطہ نظر پر دسترس رکھتا ہو وہ کہتے ہیں:

کانت له، فی قضایاه، مذاهب و دقائق۔ لم تکن لا حد قبله بالاندلس، ولا بفاس ولا یمن تقدم من صدور هذه الامة، رحمه الله و ارضاه۔

قاضی محمد بن بشیر نے اپنے فیصلوں میں اپنے زاہد و عابد دوست کی وصیت یعنی اکل حلال، امراء و حکام کے زیر اثر نہ ہونا، ہر فیصلہ میں لوگوں کی مدح و مذمت کو نظر انداز کرنا، کو مدِ نظر رکھا۔ محمد بن بشیر المعافری کے دو صاحبزادے سعید بن محمد بن بشیر المعافری (م۲۱۰ھ) (۱) اور مسرور بن محمد بن بشیر (م۲۸۸ھ) (۲) بھی قرطبہ کے قاضی ہوئے دونوں صاحبزادے اخلاق و عادات اور عدل گستری میں اپنے والد کی طرح تھے۔

وفات: محمد بن بشیر کا ۱۹۸ھ میں انتقال ہوا۔ (۳)

۱- سعید بن محمد کے لیے دیکھیے: قضاة قرطبة، ۸۹؛ تاریخ علماء الاندلس، ۱۳۷

۲- مسرور بن محمد کے لیے دیکھیے: قضاة قرطبة، ۱۰۲؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۹۷

۳- تکملة ابن ابار، ۲۸۴/۱، ترجمہ ۹۷۴؛ قضاة قرطبة، ۴۳؛ ذیل اوسی، ۱۴۴/۶ ترجمہ ۳۷۲؛ ۲۰۸/۶ ترجمہ ۵۹۹؛ قضاة الأندلس، ۴۷؛ بغیة الملتمس، ۸۸/۱ ترجمہ ۶۹؛ نفح الطیب، ۳۵۸/۲

Marfat.com

ابو محمد، الغازی بن قیس الاندلسی المقبری (م۱۹۹ھ)

ابو عمرو الدانی کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق اصلاً قرطبہ سے تھا جبکہ قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ وہ اصلاً افریقہ سے تھے۔ علم حدیث سے خصوصی رغبت تھی۔ علمائے اندلس سے استفادہ کیا اور بلاد مشرق کا سفر بھی کیا تاکہ وہاں مقیم اجل شیوخ سے استفادہ کیا جاسکے۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں چند درج ذیل تھے۔

- امام مالک بن انس (م۱۷۹ھ)
- ابن جریج عبدالملک بن عبدالعزیز (م۱۵۱ھ)
- اوزاعی ابو عمرو الشامی (م۱۵۱ھ)
- ابن ابی ذئب ابو الحارث القرشی (م۱۵۸ھ)
- نافع بن ابی نعیم الاصفہانی (م۱۶۹ھ) مدینہ منورہ میں ان سے قرآن پڑھا۔

تلامذہ: وہ اندلس میں مشرق سے علم کثیر لائے۔ تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- عثمان بن ایوب (م۲۴۶ھ)
- اصبغ بن خلیل، ابو القاسم الاندلسی (م۲۷۳ھ)
- عبدالملک بن حبیب (م۲۴۰ھ)

علمی مقام: قرآن حکیم کے بہترین قاری تھے۔ نافع کی قراءت پر انہیں ملکہ حاصل تھا۔ ابو عمرو الدانی کا قول ہے کہ غازی بن قیس پہلے عالم تھے جنہوں نے اندلس میں قراءت نافع کا آغاز کیا۔ امام مالک کی الموطأ کے حافظ تھے اور یہ کتاب اندلس میں ان کے ذریعے آئی۔ ذہبی کہتے ہیں:

کان کبیر الشأن مجاب الدعوة۔

وفات: قرطبہ کا یہ عالم ۱۹۹ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

۱۔ جذوة، ۳۲۴؛ تاریخ علماء الاندلس، ۲۷۲؛ بغیة الملتمس، ۲/۵۷۵ ترجمہ ۱۲۷۶؛ الدیباج، ۳۱۴؛ شجرة النور، ۱/۶۳؛ سیر اعلام، ۹/۳۲۲؛ تاریخ ذہبی، ۱۳/۳۳۱۔ صاحب جذوة اور صاحب بغیة نے ان کا نام الغاز بن قیس لکھا ہے

Marfat.com

ابوسلیمان، حبیب بن الولید بن حبیب بن عبدالملک بن عمر بن الولید (م بعد ۲۰۰ھ)

قرطبہ سے تعلق تھا۔ دحّون کے نام سے معروف تھے۔ اندلس میں مقیم اپنے وقت کے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ استفادے کے لیے مشرق کا سفر بھی کیا۔ مشرق کا سفر عبدالرحمن بن الحکم (۲۰۶ھ۔۲۳۸ھ) کے زمانے میں کیا۔ حج کا فریضہ ادا کیا اور وہاں اہل حدیث سے خوب سنا اور لکھا۔ اندلس واپس آئے تو شائقین علم نے ان سے استفادہ کیا۔ جامع قرطبہ میں مجالس علمی قائم کرتے اور اس میں احادیث بیان کرتے۔

دوبارہ دمشق آئے اس وقت وہاں کا گورنر معتصم خلیفہ عباسی کی طرف سے عمر بن فرج الرخجی تھا۔ ان ہی دنوں وہاں قحط اور بھوک کی وبا پھوٹ پڑی۔ دمشق کے لوگوں نے الرخجی، (عامل دمشق) کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ وہ شہر میں باہر سے آنے پر پابندی لگائے اور جو وہاں موجود ہیں وہاں سے ان کو نکالے۔ شہر میں منادی کرادی گئی کہ جو بھی شہر میں مسافر ہے وہ تین دن میں شہر چھوڑ دے ورنہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ دحون بھی ان ہی دنوں آئے تھے، اعلان سنا لیکن شہر سے نہ نکلے۔ آخر تین دن گزرنے کے بعد الرخجی کے روبرو پیش کیے گئے تو اس نے حکم عدولی کا سبب دریافت کیا اور پوچھا کیا تمہیں اس اعلان کا پتہ نہیں چلا۔ دحّون نے جواب دیا کہ مجھے اس اعلان نے رکنے پر مجبور کیا عامل بولا کس طرح؟ دحون نے دمشق سے اپنا تعلق بیان کیا۔ عامل (گورنر) خاموش ہوگیا اور کہنے لگا کہ تم اس شہر میں قیام کے زیادہ مستحق ہو لہذا جب تک چاہو رہو اور جب چاہو چلے جانا۔

کہا جاتا ہے کہ دحّون نے مدینہ منورہ کی ایک زاہدہ وعابدہ سے نکاح کیا تھا جس سے ایک عالم بیٹا [۱] اور عالمہ پوتی [۲] پیدا ہوئیں۔ ابن ابار ان کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان فقيهاً عالماً، اديباً و شاعراً محسنا

کہا جاتا ہے کہ وہ صاحب کرامات تھے۔ قرطبہ کے لوگوں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔

۱- صاحبزادے کا نام بشر بن حبیب تھا قرطبہ کے معروف عالم تھے۔ تکملۃ ابار، ۱/ ۱۸۲ ترجمہ ۶۰۳؛ نفح الطیب، ۲۵۱/۳

۲- بشر کی ایک صاحبزادی عبدہ بنت بشر تھیں۔ انہوں نے والد سے روایت کیا (نفح الطیب، ۳/ ۵۱ ترجمہ ۲؛ تکملۃ ابار، ۴/ ۲۴۳ ترجمہ ۶۷۶)۔

Marfat.com

وفات: ۲۰۰ھ کے بعد قبرہ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن کیے گئے۔(۱)

۱- تکملۃ ابار، ۱/۲۲۸ ترجمہ ۷۵۷؛ نفح الطیب، ۳/۲۵۰: قبرہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۴/۳۰۵

Marfat.com

Marfat.com

تیسری صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

ابومحمد، عیسیٰ بن دینار بن واقد الغافقی القرطبی (م ۲۱۲ھ)

علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اندلس کے ممتاز عالم وفقیہ تھے۔ اندلس اور بلادِ مشرق کے شیوخ سے کسب فیض کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنے وقت میں اندلس کے ممتاز فقیہ تھے۔

شیوخ: جن اساتذہ سے علم اخذ کیا ان میں سے چند یہ تھے:

- عبدالرحمن ابن القاسم العتقی (م ۱۹۱ھ)
- ابوزید عبدالرحمن بن ابراہیم التمیمی القرطبی (م ۲۵۸ھ)

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

- ابان بن عیسیٰ بن دینار (م ۲۶۲ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- عبدالرحمن بن عیسیٰ بن دینار (م ۲۷۰ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[2]
- ابوزید عبدالرحمن بن ابراہیم (م ۲۵۸ھ)
- یحییٰ بن ابراہیم بن مزین (م ۲۵۱ھ)

علمی مقام: اہل علم کا اس امر پر اتفاق رہا کہ اندلس میں فقہ مالکی کی اشاعت اور ترویج میں یحییٰ بن یحییٰ اللیثی اور عیسیٰ بن دینار بنیادی ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعض اہل علم نے

۱- عیسیٰ بن دینار کے صاحبزادے ابان بن عیسی (م ۲۶۲ھ) مشہور عالم وفقیہ تھے۔ اپنے والد اور سحنون سے استفادہ کیا۔ (تاریخ علماء الاندلس، ۲۷؛ جذوة، ۱۷۱)

۲- صاحبزادے عبدالرحمن بن عیسیٰ نے فقہ میں مہارت حاصل کی۔ اپنے وقت کے مشہور فقیہ تھے۔ ۲۷۰ھ میں انتقال ہوا۔ (تاریخ علماء الاندلس، ۲۱۳؛ جذوة، ۲۷۶)

Marfat.com

عیسیٰ بن دینار کو یحییٰ سے زیادہ فقیہ تسلیم کیا۔

محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ) کا قول ہے:

کان عیسیٰ بن دینار عالماً متفنناً هو الذی علم المسائل اهل مصرنا و فتقها، و کان أفقه من یحیی بن یحیی علی جلالة قدر یحیی بن یحیی و عظمه۔

محمد بن وضاح کا قول ہے:

هو الذی علم اهل الأندلس الفقه۔

ابن حارث کہتے ہیں:

کان عیسیٰ فقیها بارعاً غیر مدافع و من متقدمی العلماء بالأندلس خیر أفاضلاً عابداً ناسکاً ورعاً۔

طلیطلہ میں قاضی کے عہدہ پر رہے اور قرطبہ میں مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔

ان کے شیخ جن سے انہوں نے فقہ مالکی کو سیکھا اور سمجھا وہ ان کی بہت تکریم کرتے تھے۔ ایک موقع پر انہیں عاقل الاندلس کا خطاب دیا۔ جب عیسیٰ اندلس واپس جانے لگے تو از رہ محبت و تعظیم تین فرسخ تک ان کے ساتھ گئے۔

تالیفات: عیسیٰ بن دینار نے ابن القاسم سے جو علم حاصل کیا اس کو مدون بھی کیا جو بیس (۲۰) کتب پر مشتمل تھا۔

- کتاب الهدایة مرتب کی جو دس اجزاء پر مشتمل تھی

وفات: فقہ مالکی کا یہ ستون ۲۱۲ھ کو طلیطلہ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابو محمد، یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس اللیثی المصمودی القرطبی (۱۵۲۔۲۳۴ھ)

طلب علم کا آغاز اندلس سے کیا۔ بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ امام مالک سے استفادے کے لیے

۱۔ جذوة، ۲۹۸؛ تاریخ علماء الأندلس، ۲۶۲؛ بغیة الملتمس، ۵۲۵/۲ ترجمہ ۱۱۴۷؛ الدیباج، ۲۷۹؛ سیر اعلام، ۴۳۹/۱۰؛ شجرة النور، ۶۴/۱؛ تاریخ ذهبی، ۳۳۴/۱۵

Marfat.com

مدینہ منورہ دو بار گئے دوسری بار جب پہنچے تو امام مالک کی زندگی کے آخری ایام تھے۔ ان کی موجودگی میں انتقال ہوا اور جنازہ میں بھی شریک ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ اٹھائیس (۲۸) سال تک علمائے مشرق سے استفادہ کرتے رہے ازاں بعد اندلس آئے۔

شیوخ: ان کے بعض شیوخ درج ذیل تھے:

- مالک بن انس (م ۱۷۹ھ)
- زیاد بن عبدالرحمٰن شبطون (م ۱۹۹ھ)
- یحییٰ بن مضر القیسی القرطبی (م ۱۸۹ھ)
- اللیث بن سعد مصری (م ۱۷۵ھ)
- سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ)
- قاسم بن عبداللہ العمری (م ۲۰۰ تقریباً)
- انس بن عیاض اللیثی (م ۲۰۰ھ)
- عبداللہ بن وھب (م ۱۹۷ھ) طویل عرصے تک ان کے ساتھ رہے
- عبدالرحمٰن بن القاسم العتقی (م ۱۹۱ھ) سے سوالات پر مشتمل صحف حاصل کیے

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند یہ ہیں:

- ابومروان عبیداللہ بن یحییٰ بن یحییٰ (م ۲۹۸ھ) صاحبزادے [1]
- اسحاق بن یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر (م ۲۶۱ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے [2]
- محمد بن وضاح المروانی الاندلسی (م ۲۸۷ھ)
- عمر بن موسیٰ الکنانی البیری (م ۲۵۴ھ)
- اصبغ بن الخلیل (م ۲۷۳ھ)

۱۔ صاحبزادے ابومروان کے لیے رجوع کیجئے: تاریخ علماء الاندلس، ۲۰۶

۲۔ ابواسماعیل اسحاق بن یحیی کے لیے رجوع کیجئے: تاریخ علماء الاندلس، ۶۷

Marfat.com

- یحییٰ بن حجاج اندلسی (م ۲۶۳ھ)
- زیاد بن محمد بن زیاد شبطون (م ۲۷۳ھ)
- بقی بن مخلد الاندلسی القرطبی (م ۲۷۶ھ)
- صباح بن عبدالرحمٰن الاندلسی المرسی (م ۲۹۴ھ)
- محمد بن العباس بن الولید الغسانی الدمشقی (م ۳۰۳ھ)

علمی مقام: متعدد علمائے اندلس نے امام مالک سے الموطأ کا سماع کیا اور انھوں نے اپنے اپنے تلامذہ کو آگے منتقل کیا۔ یحییٰ بن یحییٰ الموطأ کے اندلسی رواۃ میں اہم مقام رکھتے ہیں۔

امام مالک نے ان کی عقل وذہانت کی تعریف کرتے ہوئے عاقل الاندلس کا خطاب دیا۔ اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ نے مذہب مالکی کو فروغ دیا۔ وہ خود قاضی کے عہدہ سے دور رہے لیکن سلطان وقت اقطار اندلس میں قاضی کی تعیناتی کے موقع پر ان سے مشورہ لیتے۔ افریقہ میں جب قاضی سحنون بن سعید قاضی مقرر ہوئے تو وہاں بھی مالکی مسلک کو اشاعت اور قبولیت حاصل ہوئی۔ حمیدی لکھتے ہیں:

انتهت الرياسة بالاندلس وبه اشتهر مذهب مالك في تلك الديار۔

ابوعمر کا قول ہے:

كان يحييٰ بن يحييٰ امام اهل بلده، والمقتدى به منهم، والمنظور اليه۔۔۔ كان ثقة، عاقلا، حسن الهدى والسمت يشبه في سمته بسمت مالك۔

حمیدی کہتے ہیں:

كان مع امامته ودينه مكيناً عند الامراء معظماً، وعفيفاً عن الولايات۔۔۔ فكان اعلى قدراً من القضاة عند ولاة الأمر هنالك لزهده في القضاء۔

احمد بن خالد بن الحباب کا قول ہے:

لم يعط احد من أهل العلم بالأندلس من الحظوة وعظم القدر وجلالة الذكر ما أعطيه يحييٰ بن يحييٰ۔

Marfat.com

ذہبی لکھتے ہیں:

فقیه الاندلس، کان کبیر الشأن، وافر الجلالة، عظیم الهیبة، نال من الرناسة والحرمة مالم یبلغه احد۔

وفات: فقہ مالکی کی اشاعت اور فروغ کے لیے سرگرداں رہنے والا یہ عالم ۲۳۴ھ میں دارِفانی سے دار بقاء منتقل ہو گیا۔(۱)

ابومروان، عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمی الدمشقی القرطبی (۱۷۰ھ۔۲۳۸ھ)

عبدالملک بن حبیب کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عباس بن مرداسؓ سے جا ملتا ہے۔البیرہ سے تھے لیکن قرطبہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔حکم اور پھر اس کے بیٹے عبدالرحمن الثانی کا دور تھا۔تحصیل علم اندلس کے شیوخ کے علاوہ بلادِ مشرق میں مقیم اجل اہل علم سے بھی کی۔مشرق کا سفر تقریباً ۲۱۰ھ میں شروع کیا۔فریضہ حج بھی ادا کیا۔

شیوخ: ان کے اساتذہ میں سے چند یہ ہیں:

- الغازی بن قیس (م ۱۹۹ھ)
- زیاد بن عبدالرحمٰن شبطون (م ۱۹۳ھ)
- عبدالملک بن ماجشون (م ۲۱۳ھ)
- اسد بن موسیٰ (م ۲۱۲ھ)
- اصبغ بن فرج (م ۲۲۵ھ)
- صعصعہ بن سلام (م ۱۹۲ھ)
- مطرف بن عبداللہ الھلال (م ۲۱۴ھ)

۱۔ جذوة، ۳۸۲؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۳۱؛ بغیة الملتمس، ۲/۶۸۵ ترجمہ ۱۵۰۲؛ ترتیب، ۴/۵۳۴؛ الدیباج، ۲۳۱؛ نفح الطیب، ۲/۲۲۹؛ شذرات، ۲/۸۲؛ سیر اعلام، ۱۰/۵۱۹؛ شجرة النور، ۱/۶۳؛ تاریخ ذہبی، ۱۷/۲۱۴

Marfat.com

- ابراہیم بن المنذر الغامی (م ۲۳۶ھ)
- امام مالک (م ۱۷۹ھ) غالباً ان کی زندگی کے آخری ایام میں مدینہ میں ملاقات کی۔

تلامذہ: ابن حبیب سے طالبان علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ان کے چند شاگرد یہ ہیں:

- عبیداللہ بن عبدالملک بن حبیب (۲۹۲ھ)۔صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- سعید بن عبدالملک بن حبیب۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- محمد بن عبدالملک بن حبیب۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۱)
- مطرف بن قیس (م ۲۸۶ھ)
- بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)
- محمد بن وضاح القرطبی (م ۲۸۷ھ)
- سعید بن نمیر الاندلسی (م ۲۶۹ھ)
- یوسف بن یحییٰ الازدی المغامی القرطبی (م ۲۸۳ھ) مصر گئے تو وہاں تلامذہ کو اپنے شیخ ابن حبیب کی کتاب الواضحۃ سنائی۔

علمی مقام: خلیفہ عبدالرحمٰن کے زمانے میں فتویٰ کا مدار بالعموم ان کے قول پر ہوتا۔علم فقہ پر دسترس کا اعتراف اہل علم نے کیا۔محمد بن عمر بن لبابہ کا قول ہے:

فقيه الاندلس عيسىٰ بن دينار وعالمها عبد الملك بن حبيب وراويها يحيىٰ بن يحيىٰ۔

ابن الفرضی ان کے علم کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان نحوياً، عروضيا شاعراً، حافظاً للأخبار والأنساب والأشعار طويل اللسان، متصرفاً في فنون العلم۔

الصدفی کہتے ہیں:

۱۔ محمد بن عبدالملک بن حبیب کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۱/۲۸۵، ترجمہ ۹۷۹؛ ذیل اوسی، ۲/۳۹۷ ترجمہ ۱۰۷۲

Marfat.com

كان كثير الرواية، كثير الجمع، يعتمد على الأخذ بالحديث۔۔۔ كان فقيها فى المسائل۔

احمد بن عبدالبر النارنجی کا قول ہے:

هو اول من أظهر الحديث بالاندلس و كان لا يميز صحيحه من سقيمه۔

صاحب الأعلام لکھتے ہیں کہ اندلس میں علم حدیث کی اشاعت میں ان کا اہم حصہ ہے۔ لکھتے ہیں:

أدخل علم الحديث و مذهب الاوزاعي الى الأندلس

ذہبی نے الامام، العلامة، فقیه الاندلس کے خطابات دیے۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

كان موصوفاً بالحذق فى الفقه، كبير الشأن، بعيد الصيت كثير التصانيف۔

تالیفات: ابن حبیب نے کتب بھی تالیف کیں، مثلاً

- غریب الحدیث
- کتاب حروب الاسلام
- مصابیح الهدی
- کتاب المسجدین (مسجد حرام اور مسجد نبوی سے متعلق)
- فضائل الصحابة
- کتاب الجامع
- طبقات الفقهاء من الصحابة و التابعین
- الواضحة۔ کئی جلدوں پر مشتمل تھی۔ قاضی عیاض نے اسے کتاب کبیر مفید قرار دیا۔
- الموطأ کی شرح و تفسیر بھی لکھی۔

وفات: ابن حبیب کا رمضان ۲۳۸ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

۱۔ جذوة، ۲۸۲؛ تاریخ علماء الأندلس، ۲۲۱؛ ترتیب، ۳/۳۰؛ بغیة الملتمس، ۲/۴۹۰ ترجمہ ۱۰۶۲؛ تذکرة، ۲/۵۳۷؛ تاریخ ذهبی، ۱۷/۲۵۷؛ سیر أعلام، ۱۲/۱۰۲؛ نفح الطیب، ۲/۲۲۶؛ الدیباج، ۲۵۲؛ شجرة النور، ۱/۷۴؛ معجم البلدان، ۱/۲۴۴

Marfat.com

ابوزید عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عیسیٰ بن یحییٰ بن زید ابویزید القرطبی (م ۲۵۸ھ)

معاویہ بن ابوسفیان کے موالی میں سے تھے۔ ابن تارک الفرس کے نام سے معروف تھے۔

شیوخ: اپنے وقت کے مغرب و مشرق میں مقیم شیوخ سے استفادہ کیا، جن میں سے چند یہ ہیں:

- عبدالملک بن ماجشون (م ۲۱۳ھ)
- یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر (م ۲۳۴ھ)
- مطرف بن عبداللہ (م ۲۱۴ھ)
- ابوعبدالرحمٰن بن یزید المقری (م ۲۱۳ھ)
- عبیداللہ بن موسیٰ (م ۲۱۳ھ)
- اصبغ بن الفرج ابوعبداللہ (م ۲۲۵ھ)
- معاذ بن حکم السلمی

تلامذہ: طلبہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا، چند درج ذیل ہیں:

- ابوصالح ایوب بن سلیمان (م ۳۲۶ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- ابوعبدالرحمٰن بن یزید المقری (م ۲۱۳ھ)
- سعید بن حمیر (م ۳۰۱ھ)
- سعید بن عثمان الاعناقی (م ۳۰۵ھ)
- محمد بن سعید بن ملون (م ۳۳۱ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن فطیس الالبیری (م ۳۱۹ھ)

علمی مقام: ابن فرحون لکھتے ہیں کہ ان کے پاس بہت زیادہ تعداد میں احادیث تھیں۔ ان کے تلامذہ ابن لبابہ اور عثمان الاعناقی ان کے علم و فضل اور فقہ میں مہارت کے معترف تھے۔ قرطبہ

Marfat.com

کے ممتاز فقیہ اور مفتی تھے۔

تالیفات: مدینہ منورہ گئے تو اہل مدینہ سے علمی وفقہی سوالات کیے جو آٹھ (۸) اسفار پر مشتمل تھے اور

- ثمانية أبی زید کے نام سے معروف ہوئے۔

وفات: ابوزید کا قرطبہ میں ۲۵۸ھ میں انتقال ہوا۔ [۱]

سعید بن یحییٰ بن ابراہیم بن مزین القرطبی (م ۲۷۳ھ/۲۷۱ھ)

قرطبہ کے علمی خاندان سے تعلق تھا۔ والد، چچا اور تمام بھائی [۲] فقہ وحدیث پر دسترس رکھتے تھے۔ ابن مزین بھی قرطبہ کے ممتاز عالم تھے۔ اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- یحییٰ بن ابراہیم بن مزین (م ۲۶۰ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد
- حسن بن یحییٰ۔ صاحب ترجمہ کے بھائی جو اہل علم میں سے تھے۔
- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)
- مطرف بن عبدالرحمٰن (م ۲۸۲ھ)

۱۔ جذوة، ۲۷۱؛ تاریخ علماء الاندلس، ۲۱۳؛ بغية الملتمس، ۲/ ۴۶۹ ترجمہ ۱۰۰۴؛ الدیباج، ۲۴۱؛ سیر أعلام، ۱۲/ ۳۳۶؛ ایضاح المکنون، ۱/ ۳۴۶
کنیت کے بارے میں اختلاف ہے حمیدی اپنی کتاب جذوة (ص ۲۷۰) پر ابو یزید لکھتے ہیں جبکہ دیگر تذکرہ نگار ابوزید لکھتے ہیں۔ ابن فرحون (م ۷۹۹ھ) کا تو کہنا ہے کہ جامع قرطبہ کے نزدیک ایک آبادی (محلہ) درب ابوزید کے نام سے معروف تھی لہذا وہ ترجیح ابوزید کو دیتے ہیں نیز عبدالرحمن کی کنیت ابوزید بھی ان کے دادا کی طرف راجع ہے۔

۲۔ اہل علم کا خاندان تھا۔ سعید بن یحیی کے والد یحیی بن ابراہیم (م ۲۶۰ھ) اور ان کے دونوں بھائی حسن بن یحیی اور جعفر بن یحیی (م ۲۹۱ھ) کا شمار قرطبہ کے مشہور اہل علم میں ہوتا تھا۔ دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۲۳۲، ۹۱، ۹۵؛ جذوة، ۷۳، ۱۸۷، ۱۹۲؛ چچا محمد بن ابراہیم بن مزین بھی اہل علم میں سے تھے۔ چچا کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۵

Marfat.com

- جعفر بن یحییٰ بن ابراہیم بن مزین (م۲۹۱ھ)
- سعید بن نمر الغافقی الاندلسی (م۲۷۳ھ)
- قعنبی، عبداللہ بن مسلمہ (م۲۶۱ھ) نزیل مدینہ منورہ ثم مکہ المکرمۃ

تلامذہ: تذکرہ نگاروں نے تلامذہ کے ناموں کا تعین نہیں کیا۔ اندلس میں تیسری صدی ہجری کے ان اہل علم میں سے تھے۔ جنھوں نے بلاد مشرق کا سفر کیا اور ازاں بعد اہل اندلس کو علومِ دینیہ سے مالا مال کیا۔

وفات: سعید بن یحییٰ بن مزین ۲۷۳ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابوعبدالرحمٰن، بقی بن مخلد بن یزید القرطبی (۲۰۱ھ-۲۷۶ھ)

بقی بن مخلد کا اندلس کے چوٹی کے ائمہ اور زہاد میں شمار ہوتا ہے۔ ۲۰۱ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ علم کی تحصیل قرطبہ اور اندلس کے دوسرے شہروں میں مقیم اجل اساتذہ سے کی۔ وہ اندلس کو علوم دینیہ میں مشرق کے مقابلے پر لانا چاہتے تھے۔

دوسری صدی ہجری تک اندلس کے شائقین علم کا سفر بالعموم حجاز مقدس تک محدود ہوتا کیونکہ اندلس کی اموی حکومت اور بغداد کی عباسی حکومت کے درمیان روابط اچھے نہ تھے۔ رفتہ رفتہ ہر دو طرف سے حالات میں بہتری آئی۔ اہل علم اور تجار کی مشرق و مغرب میں آمد و رفت کا آغاز ہوا اور آنے والے وقت میں اضافہ ہوتا گیا۔ بقی بن مخلد اور ان کے ہم عصر اندلسی تلامذہ نے بغداد، مصر اور دیگر اہم بلاد مشرق کا سفر کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مشرق میں علم حدیث کا طوطی بولتا تھا۔ مولفین کتب ستہ کے علاوہ امام احمد بن حنبل، یحییٰ ابن معین کا ہر سو چرچا تھا۔ یہ پس منظر تھا جب ہمارے صاحب ترجمہ نے مشرق کا سفر کیا۔ انھوں نے بلاد مشرق میں دوصد (۲۰۰) سے زیادہ اجل علماء سے استفادہ کیا۔

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۱۳۹؛ جذوۃ، ۲۳۵؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۴۰۳ ترجمہ ۸۲۷؛ تاریخ ذہبی، ۲۰/۳۵۶

Marfat.com

شیوخ: ان کے شیوخ کی کثیر تعداد ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

- احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) صاحب المسند
- سحنون (م ۲۴۰ھ)
- احمد بن ابراہیم بن المنذر (م ۲۸۶ھ)
- بکار بن عبداللہ (م ۲۲۴ھ)
- یحییٰ بن بکیر المصری (م ۲۳۱ھ)
- ابوخیثمہ زہیر بن حرب (م ۲۳۴ھ)
- ھارون بن عبداللہ الحمال (م ۲۴۳ھ)
- حارث بن مسکین (م ۲۵۰ھ)
- ھشام بن عمار (۲۴۵ھ)
- سحنون بن سعید (م ۲۴۰ھ)
- محمد بن بشار بندار (م ۲۵۲ھ)
- یحییٰ بن یحییٰ کثیر (م ۲۳۴ھ)
- ابراھیم بن محمد الشافعی صاحب ابن عیینہ (م ۲۸۳ھ)
- ابوالمصعب الزھری المکی (م ۲۴۱ھ)

تلامذہ: بقی کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ جن کا تعلق بالعموم اندلس سے ہے۔ اہل مشرق کا بقی سے استفادے کا بہت کم ذکر ملتا ہے، غالباً اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ انھوں نے اپنا سارا وقت مشرق کے معروف واجل اساتذہ سے استفادے میں گزارا۔ ان کے چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- احمد بن بقی (م ۳۲۴ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- ایوب بن سلیمان القرطبی (م ۳۱۶ھ)
- احمد بن خالد بن یزید (م ۳۲۲ھ)

۱۔ بقی کے صاحبزادے ابوعمر احمد بن بقی (م ۳۲۴ھ) کے لیے رجوع کیجیے: بغیۃ الملتمس، ۲۱۷/۱، ترجمہ ۳۸۶

Marfat.com

- احمد بن عبداللہ الاموی (م ۳۴۸ھ)
- اسلم بن عبدالعزیز (م ۳۱۹ھ)
- عبداللہ بن یونس المرادی (م ۳۳۰ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- حسن بن سعد الکتامی (م ۳۳۲ھ)
- ہشام بن الولید الغافقی (م ۳۱۷ھ)
- علی بن عبدالقادر بن ابی شیبۃ (م ۳۲۵ھ)
- عبدالواحد بن حمدون (م ۳۱۵ھ)
- یحییٰ بن بکیر المصری (م ۲۳۱ھ) نے چند احادیث سنیں

علمی اسفار و مقام: مشرق کی طرف رحلات علمی کا آغاز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہوا۔ وہاں سے بغداد پہنچے تو امام احمد بن حنبل کی جستجو میں نکل پڑے۔ اس وقت احمد بن حنبل محنۃ اور ابتلاء سے گزر رہے تھے۔ ابوعبدالرحمٰن ان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اپنے پر مشقت اور طویل سفر کا مقصد جب احمد بن حنبل کے سامنے رکھا تو انھوں نے بڑی حکمت سے کام لیتے ہوئے سماع حدیث کی اجازت دے دی۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ معمول یہ تھا کہ یہ سائل (بقی) روزانہ ان کے دروازہ پر صدا دیتا اور وہ چند احادیث سنا دیتے (حاکم وقت نے احمد بن حنبل کو روایت حدیث سے روک دیا تھا)۔ بقی کی خوش قسمتی کہ ان ہی دنوں اس جابر حاکم کا انتقال ہو گیا اور بقی نے خوب استفادہ کیا۔ بقی نے یحییٰ بن معین، ابن ابی شیبہ، خلیفہ بن خیاط، ابوخیثمہ زہیر بن حرب وغیرھم سے سماع حدیث کے علاوہ ان کی مرتب کردہ کتب بھی حاصل کیں۔ اور وہ اپنے ساتھ اندلس لے گئے۔ جب ۲۴۴ھ میں اندلس پہنچے تو علم کا بڑا ذخیرہ ان کے پاس تھا۔ اندلس میں ابن ابی شیبہ کی المصنف اور خلیفہ بن خیاط کی کتاب الطبقات اور التاریخ کو سب سے پہلے انھوں نے متعارف کرایا۔ اس وقت ہر سو مسلک مالکی کا چرچا تھا، مسلک حنفی اور اوزاعی کے آثار بھی ختم ہو رہے تھے۔ بقی جب اندلس واپس آئے تو انہوں نے روایات کی روشنی میں فتویٰ دینا شروع کیا اور

Marfat.com

مصنف ابن ابی شیبہ اور دیگر کتب بھی اپنے دروس میں سبقاً سبقاً پڑھانا شروع کر دیں۔ علماء اندلس نے اس کو نئی بات سمجھا اور اپنے مقام و منصب کے لیے خطرہ بھی، سو شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس ہنگامے کی خبر امیر شہر محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم کو پہنچی تو اس نے فریقین کو بلایا، اور ان کی بات سنی۔ المصنف کا مطالعہ کیا اور اس کو نہ صرف سراہا بلکہ کتاب کی ایک نقل شاہی کتب خانے میں رکھنے کا حکم بھی دیا۔ بقی بن مخلد کو کہا کہ اپنے علم کو خوب پھیلاؤ اور لوگوں کو مستفید کرو۔

اہل علم نے بقی بن مخلد کے علم و فضل اور زہد و تقوی کی تعریف کی ہے۔ محمد بن اسماعیل الصائغ کو جب ان کی المسند کے ایک حصہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تو ان کے علم و فضل کا اعتراف یوں کیا:

مااغترف هذاالامن بحر علم۔

ابن ابی خیثمہ نے ان کی جلالت علمی کا یوں ذکر کیا کہ جس شہر/ ملک میں بقی جیسا عالم ہو تو وہاں کے لوگوں کو کسی دوسرے شہر/ ملک جانے کی ضرورت نہیں۔ الفاظ کچھ یوں تھے:

هل احتاج بلد فيه بقي أن يأتي الى هنامنه أحد۔

ذہبی انھیں الامام، القدوۃ، شیخ الاسلام کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

مقری لکھتے ہیں:

كان اماماً، زاهداً، صوّاماً، صادقاً، كثير التهجد مجاب الدعوة، قليل المثل، لا يقلد بل يفتي بالأثر۔

تالیفات: بقی درس و تدریس کے علاوہ بیش قیمت کتب کے مولف بھی تھے۔ اہل علم نے ان کی تالیفات کا خیر مقدم کیا اور ان کے محاسن کا کھلے دل سے اعتراف کیا۔ چند کتب درج ذیل ہیں:

- **التفسير الكبير:** اس کے بارے میں ابن حزم لکھتے ہیں:

هو الكتاب الذى اقطع قطعاً لا استثنى فيه أنه لم يؤلف فى الاسلام مثله، ولا تفسير محمد بن جرير الطبرى۔

- **المسند الكبير:** غالباً اسی المسند کو المصنف بھی کہا گیا۔ بقی نے اس کتاب میں صحابہ کرامؓ کی مرویات کو ابواب کے تحت بھی مرتب کیا۔ المسند کے بارے میں

Marfat.com

ابن حزم رقم طراز ہیں:

رتبه علی اسماء الصحابة رضی الله عنهم فروی فیه عن ألف و ثلاثمائة صاحب و نیف، ثم رتب حدیث کل صاحب علی اسماء الفقه و أبواب الاحکام وهو مصنف ومسند ، ولا أعلم هذه الرتبة لا حد قبله، مع ثقته وضبطه واتقانه، واحتفاله فيه فی الحدیث وجودة شیوخه، فانه روی عن مائتی رجل واربعة وثمانین رجلاً لیس فیهم عشرة ضعفاء وسائرهم أعلام مشاهیر۔

ان کے شاگرد طاہر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ میں اس مسند کا ایک حصہ مشرق لے گیا اور میں نے محمد بن اسماعیل الصائغ کو دکھایا تو ان کے تحسینی کلمات یہ تھے:

مااغترف هذا الا من بحر علم وعجب من كثرة علمه۔

ابن الفرضی نے بھی کتاب کی تعریف کی اور کہا:

لیس لأحد مثله۔

حمیدی نے المسند اور المصنف کو ایک ہی کتاب کہا ہے جبکہ وہ بقی کی ایک اور کتاب المصنف کا بھی ذکر کرتے ہیں جس میں انھوں نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کے فتاویٰ کو جمع کیا جو اس فن پر لکھی گئی دوسری ہم عصر کتب پر فوقیت لے گئی۔ کہتے ہیں:

أربی فیه علی مصنف ابی بکر بن ابی شیبة ومصنف عبد الرزاق بن همام ومصنف سعید بن منصور وغیرها وانتظم علماً عظیماً لم یقع فی شیئ من هذه۔

مؤلف الرسالة اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهو کتاب شهیر وجامع کبیر، خرج اکثر احادیثه الشیخان والاربعة۔

- ماروی فی الحوض والکوثر
- عدد مالکل واحد من الصحابة من الحدیث [1]

ا۔ ڈاکٹر محمد اکرم ضیاء العمری نے اس مخطوط کو شائع کیا ہے۔ راقمہ کو دیکھنے کا موقع نہ ملا۔

Marfat.com

وفات: اندلس کا یہ عظیم محدث اور زاہد و متقی شخص ۲۷۶ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ مقبرہ ابن عباس میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو محمد، قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن سیار الاندلسی القرطبی (م ۲۷۷ھ)

امیر المومنین ولید بن عبد الملک کے مولیٰ تھے۔ قرطبہ کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتا ہے۔ بلاد مغرب و مشرق کے شیوخ کی خدمت میں بغرض اخذ و استفادہ سفر کیے۔

شیوخ: ان کے نمایاں شیوخ درج ذیل تھے:

- ابراہیم بن محمد الشافعی (م ۲۳۸ھ)
- ابو الطاہر احمد بن عمرو بن السرح (م ۲۵۰ھ)
- ابراہیم بن المنذر الجذامی/ الحزامی
- حارث بن مسکین (م ۲۵۰ھ)
- یونس بن عبد الاعلیٰ (م ۲۶۴ھ)
- ابو عبد اللہ محمد بن عبد الحکم (م ۲۶۸ھ)
- ابو ابراہیم مزنی (م ۲۶۴ھ)
- الربیع بن سلیمان (م ۲۷۰ھ)
- سحنون بن سعید القیروانی (م ۲۶۵ھ)
- اسماعیل بن اسحاق القاضی (م ۲۸۲ھ)

بلادِ مشرق کا دو دفعہ سفر کیا۔ پہلی دفعہ بارہ سال قیام کیا اور دوسری مرتبہ دو سال اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔ مزنی سے فقہ اور مناظرے کے آداب سیکھے اور پھر اندلس آئے۔ اور اہلیان

۱۔ جذوة، ۱۷۷؛ تاریخ علماء الاندلس، ۸۲؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۳۱۰ ترجمہ، ۵۸۶؛ الصلة، ۱/ ۱۱۸؛ سیر أعلام، ۱۳/ ۲۸۵؛ شذرات، ۲/ ۱۶۹؛ الرسالة، ۳۶؛ نفح الطیب، ۲/ ۲۶۴؛ ۳/ ۲۶۴؛ تذکرة الحفاظ، ۲/ ۶۲۹

Marfat.com

اندلس کو مستفید کیا۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ میں مشہور چند ذیل تھے۔

- محمد بن عمر بن لبابہ القرطبی (م ۳۱۴ھ)
- احمد بن خالد الجباب القرطبی (م ۳۲۲ھ)
- اسلم بن عبدالعزیز الاندلسی (م ۳۱۰ھ)
- عبدالملک بن ایمن (م ۲۸۷ھ)،
- سعید بن عثمان الاعناقی الاندلسی (م ۳۰۵ھ)
- محمد بن قاسم القرطبی (م ۳۲۷ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۱)

علمی مقام: قاسم بن محمد اندلس اور بلاد مشرق میں بہت مقبول تھے۔ اہالیان مصر کی خواہش تھی کہ وہ اندلس واپس نہ جائیں لیکن انھوں نے اپنے وطن آنا پسند کیا۔ احمد بن صالح الکوفی نے سعید بن عثمان الاعناقی (تلمیذ رشید) کو کہا:

قدم علینا من بلدکم رجل یسمی قاسم بن محمد فرأیت رجلاً فقیھا۔

اسی طرح کے الفاظ محمد بن عبداللہ بن حکم کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

لم یقدم علینا من الأندلس أعلم من قاسم بن محمد۔

بقی بن مخلد نے ان کے علم و فضل کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ وہ کہتے ہیں:

قاسم بن محمد أعلم من محمد بن عبد اللہ بن الحکم۔

شافعی مسلک کی طرف میلان تھا، لیکن فیصلے مالکی مسلک کے مطابق دیتے تھے، جب کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو بولے کہ لوگ جس مسلک کے پیروکار ہیں، اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں اور اگر کوئی کسی مسئلہ میں میرے مسلک یعنی شافعی فقہ کے مطابق فیصلہ چاہے تو ضرور اس کے مطابق دوں گا۔ وہ اجتہاد کے قائل تھے اور تقلید کو پسند نہیں کرتے تھے۔ امیر اندلس کے وثیقہ نویس بھی رہے۔

۱۔ صاحبزادے محمد بن قاسم بن محمد بن سیار اپنے وقت کے اجل عالم۔ رجوع کیجیے: تاریخ علماء الاندلس، ۳۲۹

Marfat.com

تالیفات: ابو محمد نے مغرب و مشرق کے شائقین علم کو درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا کام بھی کیا۔ ان کی چند تالیفات درج ذیل ہیں: بعض علما کے فکر کی رد میں عمدہ کتاب بعنوان:

- الرد علی المقلدۃ ترتیب دی۔
- خبر الواحد پر ایک جامع کتاب تحریر کی۔
- الایضاح بھی مقلدین کے رد میں تھی۔

وفات: قاسم بن محمد ۲۷۷ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے (۱)

ابو عمر، یوسف بن یحییٰ بن یوسف الازدی القرطبی المغامی (۲۸۸ھ/۲۸۵ھ)

اندلس کے شہر مغام سے تعلق تھا۔ سلسلہ و نسب صحابی جلیل ابو ھریرۃؓ سے جا ملتا ہے۔ نشو و نما اور تعلیم قرطبہ میں ہوئی۔ کچھ عرصہ مصر میں سکونت اختیار کی ازاں بعد قیروان میں سکونت پذیر ہوئے۔ علم کے حصول کے شائق تھے۔ اندلس کے علاوہ بلاد مشرق کے اجل علماء سے بھی اخذ و استفادہ کیا۔

شیوخ: چند نمایاں شیوخ درج ذیل تھے:

- یحیی بن یحیی بن کثیر (م ۲۳۴ھ) اندلس میں الموطأ کے اولین رواۃ میں سے تھے۔
- سعید بن حسان (م ۲۳۶ھ)
- یحیی بن مزین (م ۲۶۰ھ)
- ابو یعقوب الدبری الصنعانی (م ۲۸۵ھ)
- علی بن عبد العزیز (م ۲۸۶ھ)

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۲۷۹؛ جذوۃ، ۳۲۹؛ بغیۃ الملتمس، ۵۸۷/۲ ترجمہ ۱۲۹۷؛ الدیباج، ۳۲۰؛ تذکرۃ، ۶۴۸/۲؛ سیر اعلام، ۳۲۷/۱۳؛ شذرات، ۱۷۰/۲؛ صاحب سیر اعلام کو غالباً دو تقریباً ہم نام شخصیتوں میں مغالطہ ہوا ہے۔ وہ صاحب ترجمہ کی نسبت البیانی لکھتے ہیں حالانکہ اس نسبت سے قاسم بن اصبغ بن محمد بن یوسف (م ۳۴۰ھ) ہیں۔ دیکھیے: سیر اعلام، ۴۷۲/۱۵؛ نیز تاریخ علماء الاندلس، ۲۷۹، ۲۸۶؛ جذوۃ، ۳۲۹؛ الدیباج، ۳۲۰، ۳۲۱

Marfat.com

- یوسف بن یزید القراطیسی المصری (م ۲۸۷ھ)
- عبدالملک بن حبیب السلمی (م ۲۳۸ھ) صاحب ترجمہ کے خسر تھے۔ ان کی کتاب الواضحۃ روایت کی۔ امامت اور شیخ کے مرتبے پر پہنچنے کے باوجود ایک بار پھر مشرق کا سفر کیا۔ کچھ عرصہ مصر رہے اور وہاں اپنے شیخ اور خسر عبدالملک بن حبیب کی تالیفات بالخصوص کتاب الواضحۃ اور اعراب القرآن لوگوں کو روایت کی۔ اہل مشرق ان کا بہت احترام کرتے اور ان سے استفادے کے منتظر رہتے۔

تلامذہ: طالبان علم کی کثیر تعداد نے مغامی سے استفادہ کیا۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- محمد بن فطیس (م ۳۱۹ھ)
- ابن اللباد (م ۳۳۳ھ)
- ابوالعرب (م ۳۳۵ھ)
- سعید بن فحلون (م ۳۴۶ھ) مغامی سے استفادے کے لیے قرطبہ سے آئے۔ ان کے تلامذہ میں غالباً سب سے آخر میں انتقال کرنے والے تلمیذ رشید۔
- یحییٰ بن زکریا (م ۳۱۵ھ) انھوں نے مغامی سے عبدالملک کی کتب کا بالخصوص سماع کیا۔

علمی مقام: مصر وغیرہ کے طلباء ان سے استفادہ کے اتنے شوقین تھے کہ وہ دوبارہ مصر بلانے کے لیے بذریعہ خطوط درخواست کرتے جبکہ کچھ لوگوں نے ان سے بذریعہ اجازت روایت کرنے کی بھی درخواست کی۔ ان کے تلمیذ رشید ابوالعرب کہتے ہیں:

كان المغامی اماماً، عالماً جامعاً بفنون العلم، ثقة عالم بالذب عن مذهب الحجازيين، عاقلاً وقوراً۔

ابن الفرضی لکھتے ہیں:

كان حافظاً للفقه، نبيلا فيه، فصيحاً بصيراً بالعربية۔

تالیفات: مغامی کی طرف چند تالیفات بھی منسوب کی جاتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- کتاب فضائل مالک

Marfat.com

○ کتاب فضائل عمر بن عبدالعزیز

وفات: قیروان میں ۲۸۸ھ/ ۲۸۵ھ میں مغامی کا انتقال ہوا۔ حمدیس القطان نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱)

ابوالحسن، محمد بن عبدالسلام بن ثعلبہ بن الحسن الخشنی الاندلسی القرطبی (م ۲۸۶ھ)

جد امجد ثعلبہ کا سلسلہ نسب صحابی رسول علیہ الصلاۃ والسلام ابو ثعلبہؓ (م ۵۵ھ) سے تھا۔ حدیث سے طبعی رغبت تھی۔ اپنے وقت کے اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔ ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ طلب حدیث کے لیے پچیس (۲۵) سال تک سفر کرتے رہے۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

○ یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (م ۲۳۴ھ)

○ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی (م ۲۳۴ھ)

○ محمد بن قاسم بن محمد بن قاسم (م ۳۲۷ھ)

○ محمد بن بشار (م ۲۵۲ھ)

○ سلمہ بن شبیب (م ۲۴۷ھ)

تلامذہ: شائقین علم کی ایک کثیر تعداد نے الخشنی سے سماع کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

○ اسلم بن عبدالعزیز القاضی (۳۱۹ھ)

○ محمد بن قاسم بن محمد القرطبی (م ۳۲۷ھ)

○ قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۴۴۸؛ جذوۃ، ۳۷۳؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۶۶۷ ترجمہ ۱۴۵۷؛ نفح الطیب، ۳/۲۶۶؛ الدیباج، ۴۳۸؛ معجم البلدان، ۵/ ۱۶۱؛ شجرۃ النور، ۱/۷۶؛ شذرات، ۲/۱۹۸؛ سیر اعلام، ۱۳/۳۳۶: صاحب جذوۃ اور صاحب تاریخ علماء الاندلس نے کنیت ابوعمر لکھی ہے جبکہ ذھبی نے ابوعمرو، ہم نے صاحب علماء الاندلس اور صاحب جذوۃ کے قول کو قرب زمانہ کی وجہ سے ترجیح دی ہے۔

Marfat.com

○ محمد بن محمد بن عبد السلام الخشنی (م ۳۳۳ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۱)

علمی مقام و مرتبہ: علم حدیث سے خصوصی رغبت تھی۔ فقہ میں بھی مہارت حاصل تھی۔ قرطبہ اور جیان کے قاضی کے عہدہ کی پیشکش ہوئی لیکن اسے قبول نہ کیا جب اصرار ہوا تو آیت کریمہ (الاحزاب، ۷۲) کا حوالہ دیا کہ یہ انکار عصیان کی وجہ سے نہیں بلکہ ذمہ داری کے خوف سے ہے۔ انھوں نے کہا:

ابیت ابیت کما ابت السموات والأرض اباءۃ اشفاق، لا اباءۃ عصیان ونفاق۔

اور اپنے آپ کو روایت حدیث کے لیے وقف کرلیا۔ ابن الفرضی کہتے ہیں:

روی بالأندلس علماً کثیراً۔

الضبی لکھتے ہیں:

کان عالماً حافظاً۔

ذہبی انھیں صاحب التصانیف کہتے ہیں لیکن میسر مصادر ان کی تالیفات کا تعین نہ ہوسکا۔

وفات: علم حدیث کا یہ محب اندلس میں ۲۸۶ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۲)

ابو عبد اللہ، محمد بن وضاح المروانی (۱۹۹ھ۔۲۸۷ھ)

محمد بن وضاح، عبد الرحمن بن معاویہ الداخل کے مولیٰ تھے۔ ان کا تعلق اندلس کے علمائے حدیث کے ابتدائی سلسلے سے ہے۔ تحصیل علم کے لیے اندلس اور بلاد مشرق کا دوبار سفر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا پہلا سفر ۲۱۸ھ میں تھا۔ اس سفر کا مقصد شیوخ سے استفادہ و تحصیل سے زیادہ وہاں کے صوفیا، زہاد اور ابدال سے ملاقات تھی۔ دوسرے سفر میں وہ مشرق کے مختلف شہروں مثلاً مکہ مکرمہ، بغداد، شام، مصر، بیت المقدس گئے۔ اندلس کے مختلف شہروں میں بھی گئے تاکہ وہاں

۱۔ محمد بن محمد بن عبد السلام الخشنی (م ۳۳۳ھ) کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۳۳۵؛ بغیۃ الملتمس، ۶۸/۱ ترجمہ ۲

۲۔ قضاۃ قرطبۃ، ۳۳؛ جذوۃ، ۶۸؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۰۴؛ بغیۃ الملتمس، ۱۳۶/۱ ترجمہ ۲۰۳؛ تذکرۃ، ۶۴۹/۲؛ سیر أعلام، ۴۵۹/۱۳؛ تاریخ ذہبی، ۲۷۲/۲۱

Marfat.com

پر مقیم اجل شیوخ سے استفادہ کر سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے دو سو (۲۰۰) کے قریب اساتذہ سے سماع کیا۔

شیوخ: چند نامور شیوخ درج ذیل تھے:

- اصبغ بن الفرج (م ۲۲۵ھ)
- آدم بن ابی ایاس (م ۲۲۰ھ)
- بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)
- اسماعیل بن اویس (م ۲۲۶ھ)
- حارث بن مسکین (م ۲۵۰ھ)
- حرملہ بن یحییٰ (م ۲۴۳ھ)
- ہارون بن سعید الایلی (م ۲۵۳ھ)
- یحییٰ بن یحییٰ (م ۲۲۶ھ)
- سعید بن منصور الخراسانی (م ۲۲۶ھ)
- احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)
- یحییٰ بن معین (م ۲۳۳ھ)
- یعقوب بن حمید (م ۲۴۱ھ)
- ابن المدینی (م ۲۳۴ھ)
- سحنون بن سعید (م ۲۴۰ھ)
- دحیم (م ۲۴۵ھ)

تلامذہ: محمد بن وضاح کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- احمد بن خالد الحباب (م ۳۲۶ھ)
- محمد بن المسور (م ۳۲۵ھ)

Marfat.com

- احمد بن عبادہ الرعینی (م ۳۳۲ھ)
- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ)

علمی مقام: اہل علم نے ان کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کا اعتراف کیا ہے۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان اماماً ثبتاً عالماً بالحديث، بصيراً بطرقه، متكلماً على علله۔۔۔ ورعاً فقيراً، صابراً على الاسماع محتسباً في نشر علمه۔

ابوعمر احمد بن سعید (م ۳۹۲ھ) کہتے ہیں:

لم يختلف علينا أحد من شيوخنا أن ابن وضاح كان معلم اهل الاندلس العلم والزهد۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ محمد بن وضاح (صاحب ترجمہ) اور بقی بن مخلد کی مساعی جلیلہ کا نتیجہ تھا کہ اندلس علم حدیث کا مرکز بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ عربی لغت اور فقہ پر عبور نہیں تھا۔ بعض وقت وہ کسی حدیث کے بارے میں رائے دیتے کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں حالانکہ حقیقتاً وہ حدیث ہی ہوتی۔

وفات: اندلس میں علم حدیث کی روایت کو عام کرنے والا عالم ۲۸۷ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابوزکریا، یحییٰ بن عمر بن یوسف بن عامر الکنانی المالکی (۲۱۳ھ۔۲۸۹ھ)

ابوزکریا بنوامیہ کے مولیٰ تھے، تعلق جیان سے تھا۔ قیروان رہے پھر سوسہ میں سکونت اختیار کی۔ حصول علم کا بہت شوق رکھتے تھے۔ فقہ وحدیث کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ طلب علم کے لیے کثیر رقم خرچ کی۔ اپنے وقت کے اجل علمائے مغرب ومشرق سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- سحنون بن سعید (م ۲۴۰ھ)

۱۔ تاريخ علماء الاندلس، ۳۰۵؛ جذوة، ۹۳؛ بغية الملتمس، ۱/ ۱۷۳ ترجمہ ۲۹۲؛ تذكرة، ۲/ ۶۴۶؛ الديباج، ۳۳۸؛ تاريخ الاسلام، ۲۱/ ۲۹۴؛ سير أعلام، ۱۳/ ۴۴۵

Marfat.com

- حرملہ بن یحیٰی (م ۲۷۳ھ)
- ابومصعب احمد بن ابی بکر الزھری (م ۲۴۲ھ)
- یحیٰی بن بکیر (م ۲۳۱ھ)
- ھارون بن سعید الایلی (م ۲۵۳ھ)
- ابن الرماح/ الرح (م ۲۳۰ھ)
- ابوعمرو حارث بن مسکین (م ۲۵۰ھ)
- عون بن یوسف الدراوردی

تلامذہ: اخذ و استفادے کے بعد شائقین علم کے لیے مجالس علمی قائم کیں۔ مجالس باوقار ہوتیں۔ دور و نزدیک سے طلبہ ان کے پاس آتے۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان الرحلۃ الیہ۔

ان کے چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- سعید بن عثمان الاعناقی/ العناقی (م ۳۰۵ھ)
- احمد بن خالد بن یزید (م ۳۶۷ھ)
- ابراہیم بن نصر (م ۲۸۷ھ)
- محمد بن مسور (م ۳۲۵ھ)
- عبداللہ بن محمد القرباط القابسی
- ابوبکر بن اللباد (م ۳۳۳ھ)

علمی مقام: فقہ مالکی پر دسترس تھی۔ جامع قیروان میں مجالس علمی قائم کرتے۔ حافظ وضابط بھی تھے۔ ابن الفرضی کہتے ہیں:

کان فقیہا حافظا للرأی، ثقۃ، ضابطاً لکتبہ کانت الرحلۃ الیہ فی وقتہ۔

ابن الفرضی کہتے ہیں، عوام وخواص میں ہر دلعزیز و محترم تھے۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

کانت لہ منزلۃ شریفۃ عند الخاصۃ والعامۃ، والسلطان۔

Marfat.com

تمیم بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

ابو زکریا کان اماماً ثبتاً فقیھا کثیر الکتب فی الفقه والآثار، ضابطاً لکتبه

عابد وزاہد، مستجاب الدعوات تھے۔ عمر کے آخری ایام سوس میں گزارے اور جامع سوس میں بھی مجالسِ علمی منعقد کیں۔

تالیفات:

- کتاب الرد علی الشافعی
- کتاب اختلاف ابی القاسم واشھب
- المنتخبة اختصار المستخرجة
- کتاب الرؤیة
- کتاب الوسوسة

وفات: عمر کے آخری حصہ میں سوسہ چلے گئے اور وہاں ۲۸۹ھ میں انتقال ہوا۔ (۱)

ابوعبداللہ، محمد بن غالب بن الصفار القرطبی (م ۲۹۵ھ)

ابن الصفار کے نام سے معروف تھے۔ اندلس کے شیوخ سے علم اخذ کیا اس کے بعد بلاد مشرق کا سفر کیا۔ ان کے ہم سفر عبداللہ بن ابی ولید (م ۳۱۰ھ) تھے۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں چند نمایاں یہ تھے:

- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)
- احمد بن صالح المصری (م ۲۴۸ھ)
- سحنون محمد بن عبدالسلام (م ۲۶۵ھ)
- یونس بن عبدالاعلی (م ۲۶۴ھ)
- احمد بن اخی ابن وھب

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۴۳۵؛ جذوة، ۳۷۷؛ قضاة قرطبة، ۱۸۴؛ الدیباج، ۳۵۱؛ تاریخ ذھبی، ۳۳۱/۲۱؛ سوسہ مغرب کا ایک مشہور شہر، معجم البلدان، ۱۸۱/۳

Marfat.com

○ العتبی، محمد بن احمد السفیانی القرطبی (م ۲۵۵ھ)

تذکرہ نگاروں نے ان کے تلامذہ کا تذکرہ نہیں کیا۔ صرف صاحبزادے ابوالولید احمد بن محمد بن غالب (م ۳۰۱ھ) [1] کا نام ملتا ہے۔ ابن الفرضی اور حمیدی نے نہایت اختصار کے ساتھ صاحب ترجمہ کے حالات کا ذکر کیا ہے۔ مؤلف تاریخ قضاۃ الاندلس نے لکھا ہے کہ وہ قرطبہ میں عہدہ قضاء پر متعین تھے۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ ان کے دور میں فتویٰ کا مدار صاحب ترجمہ یعنی ابن الصفار، عبیداللہ بن یحییٰ اور محمد بن عمر بن لبابہ پر ہوتا۔

علمی مقام: ابن الفرضی ان کے علمی مقام کا یوں تذکرہ کرتے ہیں:

کان حافظاً للفقه، عالماً بالشروط متقدماً فيها۔

صاحب قضاۃ الاندلس لکھتے ہیں:

كان من الفقهاء الفضلاء، وممن اجتمع له العلم، والمال، وحسن الخلق وتمام الخُلق۔

وفات: ابن الصفار کا قرطبہ میں ۲۹۵ھ میں انتقال ہوا۔ [2]

ابومحمد، عیسیٰ بن مسکین بن منظور الافریقی (۲۱۴ھ۔۲۹۵ھ)

اصلاً بلاد عجم سے تھے۔ طلب علم کا آغاز چھوٹی عمر ہی سے کر دیا تھا۔ طلب علم کے لیے بلاد مشرق ومغرب کا سفر کیا۔ سحنون اور ان کے صاحبزادے سے ان کی تمام کتب کا سماع کیا۔

شیوخ: ان کے نمایاں شیوخ درج ذیل تھے:

○ سحنون، عبدالسلام بن حبیب (م ۲۴۰ھ)

○ ابن سحنون، محمد بن عبدالسلام (م ۲۵۶ھ)

○ ابوجعفر الایلی (م ۲۵۳ھ)

۱۔ ابوالولید احمد بن محمد کے لیے رجوع کیجئے: تاریخ علماء الاندلس، ۳۱

۲۔ جذوة، ۸۱؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۰۹؛ بغية الملتمس، ۱/۱۵۶ ترجمہ ۲۵۰؛ الدیباج، ۳۶۲؛ تاریخ قضاۃ الاندلس، ۱۲۴؛ سیر أعلام، ۱۴/۸۹؛ تاریخ ذہبی، ۲۲/۲۸۸

Marfat.com

- حارث بن مسکین (م ۲۵۰ھ)
- علی بن عبدالعزیز (م ۲۸۶ھ)
- محمد بن سنجر (م ۲۵۸ھ)
- یونس الصدفی (م ۲۶۴ھ)
- ابن المواز (م ۲۶۹ھ)
- ابن البرقی (م ۲۴۹ھ)
- محمد بن عبدالحکم (م ۲۶۸ھ)

تلامذہ: طالبان علم کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔ مثلاً:

- احمد بن محمد بن تمیم
- حمدون بن مجاہد (م ۲۷۲ھ)
- لقمان بن یوسف
- عبداللہ بن مسرور الحجام (م ۳۴۶ھ)
- زیاد بن یونس

علمی مقام: ابو محمد علم و عمل اور تقویٰ و دیانت میں بے مثل تھے۔ اہل علم نے ان کی ثقاہت، تبحر علمی اور زہد و ورع کا اعتراف کیا۔ علوم حدیث اور فقہ پر دسترس تھی۔ سحنون سے عادات واطوار اور اخلاق میں مشابہت رکھتے تھے۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان فقيها عالماً فصيحاً ورعاً، مهيباً وقوراً ثقة، مأ موناً صالحاً ذاسمت وخشوع ـــ متفننافى كل العلوم: الحديث والفقه واللغة واسماء الرجال وكناهم، فصيحا، كثير الكتب فى الفقه والآثار۔

ابوعلی البصری کہتے ہیں:

من اهل الفضل البارع والورع الصحيح ، والصمت الطويل، مستجاب الدعوة۔

Marfat.com

صاحب تاریخ قضاۃ الاندلس ان کے علم وفضل اور شخصی اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان رجلاً صالحاً، فاضلاً طویل الصمت، رقیق القلب، متفننا فی العلوم۔

کتب کا ذخیرہ رکھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ سب وہ روایات ہیں جو انھوں نے سنیں نیز ان میں اگر کوئی غریب لفظ ہے تو وہ اس کے مفہوم اور معانی کے لیے لغت وشعر عرب سے استشہاد کرسکتے ہیں۔ ابراہیم بن احمد بن اغلب نے انہیں عہدہ قضاء پر مقرر کیا تو عوام نے اس تقرری پر خوشی کا اظہار کیا۔

ان کے زہد وورع اور علم وفضل کی وجہ سے یہ بات مشہور تھی کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرتے رہتے ہیں۔ مستجاب الدعوۃ تھے۔ وہ اپنے حکیمانہ اقوال کی وجہ سے بھی مشہور تھے۔

وفات: ابومحمد تقریباً نو (۹) سال عہدہ قضاء پر رہنے کے بعد ۲۹۵ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔[1]

---

[1] تاریخ قضاۃ الاندلس، ۳۰؛ الدیباج، ۲۸۰؛ سیر أعلام، ۱۳/۵۷۳؛ شذرات، ۲/۲۲۰؛ ترتیب، ۳/۲۱۲؛ شجرۃ النور، ۱/۷۲

Marfat.com

Marfat.com

چوتھی صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

ابو عبداللہ، محمد بن ابراہیم بن حیّون الاندلسی الحجاری (م ۳۰۵ھ)

تیسری صدی ہجری میں اندلس کی سرزمین پر ہر علاقے اور شہر میں طالبان علم کی ایک کثیر تعداد نے سماع اور اخذ حدیث کو اپنا محبوب محور بنالیا تھا۔ علمائے حدیث نے اس علم کے حصول کے لیے دور دراز کے سفر بھی کیے۔ الحجاری جن کا تعلق وادی الحجارة سے تھا، کا شمار بھی ایسے ہی شائقین حدیث میں ہوتا ہے جو بقول ان کے تذکرہ نگاروں کے پندرہ سال تک اہل علم سے استفادے کے لیے بلادِ مشرق کا سفر کرتے رہے۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے جن میں سے چند یہ تھے:

- الخشنی، محمد بن عبدالسلام (م ۲۸۶ھ)
- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)
- ابراہیم بن موسیٰ التوزی (م ۳۰۳ھ)
- اسحاق بن ابراہیم الدبری (م ۲۸۵ھ)
- عبداللہ بن مسرۃ (م ۲۸۶ھ)
- علی بن عبدالعزیز البغوی (م ۲۸۶ھ)
- خفاف عبداللہ بن احمد النیشاپوری (م ۲۹۴ھ)
- عبداللہ بن احمد بن حنبل (م ۲۹۰ھ) امام احمد بن حنبل صاحب المسند کے صاحبزادے

Marfat.com

تلامذہ: تحصیل علم کے بعد نوجوان نسل کے لیے مجالس علمی منعقد کیں۔ ان کے ممتاز تلامذہ یہ تھے:

- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ)
- سعید بن جابر الاشبیلی (م ۳۲۵ھ)
- وھب بن مسرۃ (م ۳۴۶ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- خالد بن سعد (م ۳۵۲ھ)
- احمد بن سعید بن حزم (م ۳۵۰ھ) تا حیات احادیث روایت کرتے رہے۔

علمی مقام: ابن حیون علم حدیث، طرق حدیث اور علل حدیث وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن الفرضی اپنی کتاب تاریخ علماء الاندلس میں لکھتے ہیں:

لم یکن بالاندلس قبله ابصر بالحدیث منه۔

مقری اپنی تالیف نفح الطیب میں لکھتے ہیں:

کان اماماً فی الحدیث، عالماً حافظاً للعلل بصیراً بالطرق ---- وھو ضابط، متقن، حسن التوجیه للحدیث، صدوق۔

حافظ ذھبی نے انہیں الحافظ، البارع، المتقن کے القابات دیئے۔

مسلکاً مالکی نہ تھے۔ عقیدہ تشیع کی طرف میلان کا الزام لگایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔ ادب سے بھی تعلق تھا، با مقصد شعر کہتے۔ ابن الفرضی کہتے ہیں کہ ان کی آنکھ میں نقص تھا۔

وفات: علوم حدیث کا یہ ماہر ۳۰۵ھ میں قرطبہ میں فوت ہو گیا۔ (1)

۱۔ جذوۃ، ۲۱؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۱۳؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۷۹ ترجمہ ۴۳؛ سیر اعلام، ۱۴/ ۲۱۲؛ تذکرۃ، ۳/ ۷۸۱؛ شذرات، ۲/ ۲۴۶؛ (صاحب بغیة اور شذرات نے الحجاری کے بجائے الحجازی لکھا ہے جو غلط ہے)؛ نفح الطیب، ۲/ ۲۶۸؛ تاریخ ذھبی، ۲۳/ ۱۷۰؛ وادی الحجارۃ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۲/ ۲۱۸

Marfat.com

ابو عثمان سعید بن عثمان بن سعید بن سلیمان التجیبی القرطبی (م ۳۰۵ھ)

سعید بن عثمان ، الاعناقی/اعناقی کے نام سے معروف تھے۔ قرطبہ کے معروف عالم تھے۔ مغرب و مشرق کے معروف اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

- یونس بن عبدالاعلیٰ (م ۲۶۳ھ)
- یحییٰ بن ابراہیم بن مزین (م ۲۵۹ھ)
- احمد بن عبداللہ بن صالح (م ۲۶۱ھ)
- محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۶۸ھ)
- سعد بن معاذ (م ۳۰۸ھ)
- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)
- یحییٰ بن عمر (م ۲۸۹ھ)
- محمد بن عبدالسلام الخشنی (م ۲۸۶ھ)
- حارث بن مسکین (م ۲۵۰ھ)
- نصر بن مرزوق
- احمد بن ہلال۔ سحنون بن سعید کے اصحاب میں سے تھے۔
- اسحاق بن اسماعیل الایلی۔ ابن عیینہ کے اصحاب میں سے تھے۔

تلامذہ: قرطبہ کے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کے تلامذہ درج ذیل تھے:

- احمد بن سعید بن حزم الصدفی (م ۳۵۰ھ)
- سعد بن معاذ القرطبی (م ۳۰۸ھ)
- یحییٰ بن ابراہیم (م ۳۱۰ھ)
- قاسم بن سعد (م ۳۵۲ھ)
- وہب بن مسرہ (م ۳۴۶ھ)

Marfat.com

- احمد بن مطرف بن عبدالرحمن (م ۳۵۲ھ)
- احمد بن خالد ابن الجباب (م ۳۲۲ھ)
- محمد بن قاسم بن سیار (م ۳۲۸ھ)

علمی مقام: وہ اپنے وقت کے اجل محدث تھے۔ اندلس کے ان محدثین میں سے تھے جنھوں نے سرزمین اندلس پر علم حدیث کی اشاعت میں حصہ لیا۔ فقہ سے ان کو زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان عالماً بالحدیث بصیر أبعلله، ولا علم له بالفقه۔

عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ زاہد و عابد تھے۔ ہر سال وہ اپنے عزیز و اقارب کے پاس فریش جاتے تا کہ اپنے لیے معاش کا سامان کرسکیں۔

وفات: فریش کے سفر میں تھے کہ ۳۰۵ھ میں انتقال ہوگیا۔ ان کی تدفین فریش میں ہوئی۔ (۱)

ابوعمر، یوسف بن مروان بن عیشون المعافری الوشقی (۲۲۴ھ۔ ۳۰۹ھ)

وشقہ کے علمی و دینی خاندان سے تعلق تھا۔ وشقہ میں ان کا خانوادہ بنو مؤذن کے نام سے معروف تھا۔ بلاد اندلس اور مشرق میں مقیم اپنے وقت کے اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

- محمد ابن وضاح (م ۲۸۶ھ)
- قاسم بن محمد القرطبی (م ۲۷۷ھ)
- یحییٰ بن عمر الکنانی (م ۲۸۹ھ)
- ابراھیم بن مروان
- علی بن عبدالعزیز

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۱۴۰؛ جذوۃ، ۲۳۰؛ بغیۃ الملتمس، ۳۹۵/۲ ترجمہ ۸۰۵۔ فریش۔ اندلس کا ایک شہر۔ معجم، ۲۵۹/۴؛ خلف بن یسار (م ۳۲۷ھ) کا تعلق یہاں سے تھا

Marfat.com

- ابن ابی مسرة
- محمد بن اسماعیل الصائغ (م ۲۷٦ھ)
- محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲٦۸ھ)
- محمد بن یحییٰ بن سلام

تلامذہ: متدین خاندان سے تعلق تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ دینی علوم کی ترویج وتعلیم کے لیے مسجد کو مرکز بنایا جہاں افراد خانہ مؤذن کے فرائض سرانجام دیتے۔ یقیناً ان سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہوگی لیکن ان کے تذکرہ نگاروں نے کسی نام کا تعین نہیں کیا۔

علمی مقام: وشقہ کا معروف دینی گھرانہ تھا جو انفاق فی سبیل اللہ میں بڑے فراخ دل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے تقریباً سو (۱۰۰) قیدیوں کو رہائی دلانے میں فیاضی سے کام لیا۔

وفات: ابن عیشون ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوجعفر، احمد بن عمرو بن منصور الاندلسی الالبیری (م ۳۱۲ھ)

بنوامیہ کے موالی میں سے تھے۔ ابن عمریل کے نام سے معروف ہوئے۔ اس وقت کے رواج کے مطابق اپنے شہر اور ملک میں مقیم علماء سے استفادے کے ساتھ ساتھ بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ مکہ، مدینہ، بغداد وغیرہ گئے اور اہل علم سے ملاقات کی اور استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں چند درج ذیل ہیں:

- الربیع بن سلیمان الجیزی المؤذن (م ۲۵٦ھ)
- محمد بن سحنون (م ۲٦۵ھ)
- علی بن عبدالعزیز البغوی (م ۲۸٦ھ)
- یونس بن عبدالاعلیٰ (م ۲٦۴ھ)

۱۔ تاریخ علماء الأندلس، ۱۵۰؛ جذوة المقتبس، ۳٦۹؛ بغیة الملتمس، ۲/ ٦٦۳ ترجمہ ۱۴۵۳؛ وشقہ کیلئے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/ ۳۷۷

Marfat.com

- عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۵۷ھ)
- محمد بن عبداللہ بن سنجر (م ۲۵۸ھ) ابن عمریل نے ان سے ان کی المسند کا سماع کیا

تلامذہ: میسر مصادر میں صرف ایک شاگرد کا تعین ہو سکا۔

- خالد بن سعد (م ۳۵۲ھ)

علمی مقام: علم حدیث وفقہ پر دسترس حاصل تھی۔ البیرہ شہر کے معروف امام صلوٰۃ تھے۔ تحصیل علم اور استفادے کے لیے مختلف علاقوں سے شائقین علم ان کے پاس آتے۔

وفات: ابوجعفر کا ۳۱۲ھ میں انتقال ہوا۔[1]

ابوالقاسم، ثابت بن حزم بن عبدالرحمٰن بن مطرف السرقسطی (۲۱۷ھ - ۳۱۳ھ)

ابوالقاسم کا تعلق علمی خانوادے سے تھا۔ اندلس کے ممتاز علماء سے استفادے کے بعد ۲۸۸ھ میں مکہ مکرمہ، مصر اور دیگر بلادِ مشرق گئے۔ وہ اپنے اس سفر میں اپنے صاحبزادے قاسم بن ثابت[2] کو بھی ساتھ لے گئے۔ دونوں نے مختلف اقطار و امصار میں مقیم شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں چند درج ذیل تھے:

- احمد بن شعیب النسائی (م ۳۰۳ھ) کتب ستہ میں سے ایک معروف مجموعہ احادیث السنن کے مؤلف
- احمد بن عمرو البزار (م ۲۹۲ھ)
- عبداللہ بن علی الجارود (م ۳۰۷ھ)
- محمد بن علی الجوهری الصائغ (م ۲۹۱ھ)

۱- جذوة، ۱۳۹؛ تاریخ علماء الأندلس، ۳۲؛ تذکرة، ۳/ ۸۱۳؛ سیر أعلام، ۱۴/ ۵۶۹؛ شذرات، ۲/ ۲۶۴۔ البیرۃ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/ ۲۴۴

۲- ان کے صاحبزادے قاسم بن ثابت السرقسطی (م ۳۰۲ھ) کے لیے دیکھئے: تاریخ علماء الاندلس، ۲۸۳؛ جذوة، ۳۰۱؛ بغیة الملتمس، ۲/۵۹۱ ترجمہ ۱۳۰۴

Marfat.com

- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)
- محمد بن عبد السلام الخشنی (م ۲۸۶ھ)
- عبد اللہ بن مسرۃ (م ۲۸۶ھ)
- محمد بن عبد اللہ بن الغاز (م ۲۹۵ھ)

تلامذہ: میسر مصادر میں ان کے تلامذہ کا تعین نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اندلس اور بلادِ مشرق میں جہاں گئے ہوں گے وہاں اخذ و استفادے کے ساتھ نوجوانوں نے ان سے استفادہ کیا ہوگا۔

علمی مقام: سرقسطہ کے قاضی رہے۔ صاحبزادے قاسم بن ثابت (م ۳۰۲ھ) کو عہدۂ قضا پیش کیا گیا' والد ثابت نے قبول کرنے پر زور دیا تو انھوں نے تین دن کی مہلت مانگی۔ قاسم حکومتی عہدوں کو پسند نہیں کرتے تھے وہ عابد و زاہد اور متقی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ تین دن گزرنے سے قبل ہی عالم جوانی میں انتقال کر گئے۔

ابن الفرضی لکھتے ہیں:

كان عالماً، مفتياً، بصيراً بالحديث والنحو واللغة والغريب والشعر۔

تالیفات: مفید کتب تالیف کیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- كتاب الدلائل في شرح ما أغفل أبو عبيد و ابن قتيبه من غريب الحديث۔

ثابت بن حزم اور ان کے صاحبزادے قاسم نے ان بحثوں کی طرف توجہ دی جن کی طرف ان دونوں یعنی ابو عبید اور ابن قتیبہ نے توجہ نہیں دی تھی۔ ان کے بعض تسامحات کا ذکر بھی کیا ہے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ کتاب کا آغاز قاسم نے کیا تھا اور اس کی تکمیل ان کے والد ثابت نے کی اور جس کی روایت اول الذکر کے صاحبزادے اور ثانی الذکر کے

Marfat.com

پوتے ثابت بن قیس (۱) نے کی۔

ابو علی القالی اندلس کے معروف ادیب وشاعر نے کتاب الدلائل کی تعریف کی۔ کہتے ہیں:

ما أعلم أنه وضع بالاندلس مثل كتاب الدلائل۔

حمیدی نے بھی اس کی تعریف کی وہ لکھتے ہیں:

كتاب حسن مشهور۔ الضبی نے بھی اس کتاب کو مفید قرار دیا۔

وفات: ثابت بن حزم ۳۱۳ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۲)

ابو عبد اللہ، محمد بن فطیس بن واصل بن عبد اللہ الغافقی الألبیری (۲۴۹ھ۔۳۱۹ھ)

البیرۃ سے تعلق تھا۔ حصول علم کا بہت شوق تھا۔ علمائے اندلس سے خوب استفادہ کیا اور پھر علمی اسفار کے دوران اہل علم سے استفادہ کیا۔ علمی سفر کا آغاز ۲۵۷ھ میں کیا۔ وہ خود اپنے شیوخ کی تعداد دو صد (۲۰۰) سے زیادہ بتاتے ہیں۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابان بن عیسیٰ (م ۲۶۲ھ)
- محمد بن احمد العتبی القرطبی (م ۲۵۵ھ)
- ابن مزین (م ۲۵۷ھ)
- احمد بن عبد اللہ صالح العجلی نزیل اطرابلس (م ۲۶۱ھ)
- یونس بن عبد الاعلیٰ (م ۲۶۴ھ)

۱۔ پوتے ثابت بن قاسم بن ثابت العوفی السرقسطی (م ۳۵۲ھ) کے لیے دیکھئے: تاریخ علماء الاندلس، ۸۹؛ جذوة، ۱۸۵؛ بغية الملتمس، ۳۱۱/۱ ترجمہ ۶۰۷۔ اس خاندان کے دیگر اہل علم کے لیے دیکھیے: تکملة بار، ۱۹۱/۱ ترجمہ ۶۲۶

۲۔ جذوة، ۱۸۵؛ تاریخ علماء الاندلس، ۸۹؛ بغية الملتمس، ۱/ ۳۱۱ ترجمہ ۶۰۵؛ تذکرة، ۳/ ۸۶۹؛ الدیباج، ۱۶۸؛ معجم البلدان، ۳/ ۲۱۳، ۲۱۲؛ سیر اعلام، ۱۴/ ۵۶۲؛ ذہبی کو یہاں وہم ہوا بیٹے کا سال وفات ۳۰۳ھ ہے جبکہ انہوں نے ثابت کا لکھا (سیر اعلام، ۱۴/ ۵۶۳)؛ صاحب جذوة اور بعض دوسرے تذکرہ نگاروں نے سال وفات کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

- علی بن عبدالعزیز (م۲۸۶ھ)
- اصبغ بن خلیل (م۲۷۳ھ)
- بقی بن مخلد (م۲۷۶ھ)
- ابن وضاح (م۲۸۶ھ)
- یوسف بن یحییٰ المغامی (م۲۸۸ھ)
- محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م۲۶۸ھ)
- محمد بن اصبغ (م۳۰۶ھ)
- عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عیسیٰ (م۲۵۸ھ)
- عبیداللہ بن یحییٰ (م۲۹۸ھ)
- عبیداللہ بن عبدالملک بن حبیب السلمی (م۲۹۰ھ)
- احمد بن عبدالرحمن بن وھب (م۲۶۴ھ) عبداللہ بن وھب المصری کے بھتیجے کہتے ہیں کہ علماء مکہ سے خوب استفادہ کیا۔ اپنے شیخ احمد بن عبدالرحمن کی بہت تعریف وتوصیف کرتے۔

اجل شیوخ سے استفادے کے بعد اندلس واپس آئے اور طلباء کو مستفید کیا۔

تلامذہ: مغرب ومشرق کے تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔ چند تلامذہ کا تعین ہو سکا جو درج ذیل ہیں:

- محمد بن احمد بن مسعود المعروف با بن الفخار (م۳۷۸ھ)
- خالد بن سعد القرطبی (م۳۵۲ھ)
- احمد بن خالد اسدی (م۳۶۸ھ)

میسر مصادر سے واضح ہوتا ہے کہ شائقین علم کی ایک بڑی تعداد ان سے سماع کیلئے البیرۃ آتی۔

علمی مقام: حمیدی ان کے علمی مرتبے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من اھل الحدیث والفھم، والحفظ والبحث عن الرجال۔

وہ عالم حدیث تھے اور رجال پر بھی خوب نظر تھی۔

Marfat.com

ابن الفرضی لکھتے ہیں:

كان نبيلاً ضابطاً لكتبه ثقة في روايته، صدوقاً في حديثه۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان شيخاً نبيلاً، ضابطاً لكتبه، ثقة صدوقا۔۔۔ كان اعلم ممن بعده في كل شئي، كثير الروايات۔

اہل علم نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے اندلس کو علم حدیث سے مالا مال کر دیا۔ ذہبی انہیں الحافظ، الناقد، محدث الاندلس کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔

تالیفات: ابن فطیس نے متعدد کتب تالیف کیں۔ چند یہ ہیں:

- كتاب الورع عن الربا والأموال
- تحذير الفتن
- كتاب الدعاء والذكر
- كتاب الروع والأهوال

وفات: محمد بن فطیس کا انتقال شوال ۳۱۹ھ میں البیرہ میں ہوا۔ [1]

ابوعبداللہ/ ابوعمر احمد بن بقی بن مخلد القرطبی (م ۳۲۴ھ)

باثر علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ رواج اور روایت کے مطابق تعلیم کا آغاز قرآنِ حکیم سے ہوا، اور بہت جلد علومِ قرآن وحدیث اور فقہ پر دسترس حاصل کر لی۔ اس خاندان میں علماء وفضلاء پیدا ہوتے رہے۔ شاید خاندان کے آخری عالم احمد بن بقی (م ۶۲۵ھ) تھے۔ عالم شباب ہی سے نہایت متقی اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔

۱۔ جذوة، ۸۴؛ تاريخ علماء الاندلس، ۳۲۴؛ بغية الملتمس، ۱/۱۵۷ ترجمہ ۲۵۳؛ الديباج، ۳۴۴؛ تذکرة، ۳/۸۰۲؛ تاریخ ذہبی، ۲۳/۵۹۱؛ سیر اعلام، ۱۵/۷۹؛ نفح الطيب، ۲/۲۷۸؛ شذرات الذهب، ۲/۲۸۳؛ الأعلام، ۶/۳۳۲؛ معجم البلدان، ۱/۲۴۴

Marfat.com

شیوخ: ابوعمر کے تذکرہ نگاروں نے ان کے شیوخ کا تعین نہیں کیا۔ میسر مصادر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے شیخ والد محترم بقی بن مخلد تھے جن کے بارے میں یہ بات بڑی اہم کہ انھوں نے اندلس کی سرزمین کو علوم حدیث سے مالا مال کر دیا۔ علم حدیث کا فروغ و تشہیر قرطبہ تک محدود نہیں رہا بلکہ اس کا شہرہ اور اہمیت اندلس کے دور دراز علاقوں تک پہنچا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں مجالسِ علمی قائم ہوئیں اور ہزاروں شائقین علم نے اس عظیم علم کو حاصل کیا۔

تلامذہ: شیوخ کی طرح ان کے تلامذہ کے نام بھی شاذ ہی ملتے ہیں صاحبزادے عبدالرحمٰن (1) نے استفادہ کیا۔ لیکن یہ بدیہی حقیقت ہے کہ انھوں نے جس طرح اپنے والد کے علاوہ اندلس کے دوسرے محدثین کی مجالس میں شریک ہوئے ہوں گے، بعینہٖ اس عظیم شخصیت سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بھی لامحدود ہوگی۔

علمی مقام: ابوعمر نہایت متین و فہیم اور باعمل انسان تھے۔ دور شباب میں امیر عبداللہ بن محمد کی مجلس مشاورت میں شامل رہے۔

ازاں بعد امامت صلوٰۃ اور تقسیم زکوٰۃ کی ذمہ داریاں عمدگی سے ادا کیں۔ دیانت و امانت اور تقوی کا چرچا ہوا اور ۳۱۴ھ میں قرطبہ کے قاضی مقرر کیے گئے اور دس سال تک تاحیات اس نازک ذمہ داری کو احتیاط اور دانش مندی سے ادا کیا جسے بے مثل قرار دیا گیا۔ خشنی لکھتے ہیں:

كان من خير القضاة واكثرهم رفقاً واشفاقاً۔

ابوعمر اپنے فیصلوں میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت عمرؓ کے طریق پر چلے۔ وہ فیصلوں میں عجلت سے کام نہ لیتے۔ دعوی اور ثبوت واضح ہوتے تو فیصلوں میں تاخیر نہ کرتے لیکن جب معاملہ مشتبہ ہوتا تو فیصلہ دینے میں تاخیر کرتے، خوب غور و فکر کرتے اور پھر کوئی فیصلہ دیتے یا اس عرصے میں فریقین میں مصالحت ہو جاتی۔ ان کا کہنا تھا:

صاحب الباطل اذا طوّل عليه ترك طلبه ورضى باليسير فيه۔

۱۔ صاحبزادے عبدالرحمن (م۳۶۶ھ) کے لیے رجوع کیجئے: تاريخ علماء الأندلس، ۲۱۶؛ بغية الملتمس، ۱/۴۶۷ ترجمہ ۹۹۷

Marfat.com

بعض ساتھیوں نے فیصلوں میں ان کی نرمی پر اعتراض کیا بلکہ اسے ایک عیب قرار دیا۔ ابوعمر نے اس کا یوں جواب دیا:

أعوذ باللہ من لین یؤدی الی ضعف و من شدة تبلغ العنف۔

تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی مدت قضاء یعنی دس (۱۰) سال میں سوائے ایک ملزم کے کسی کو کوڑوں کی سزا نہ دی۔

النباھی صاحب تاریخ قضاۃ الاندلس لکھتے ہیں:

کان من خیر القضاة و اکثرھم رفقاً و اشفاقاً۔

حارث الخشنی لکھتے ہیں:

کان اخلاق احمد من اخلاق ابیه بقی فی المداراة و الاغضاء و حسن الأخلاق، قبال علی عدوہ و جمیل الصفح عن ظالمه۔

خشنی ہی لکھتے ہیں:

رأیت عاقلاً حصیفاً، داھیاً، ادیباً، و کانت له اخلاق کریمة و آداب لطیفة۔

اپنے والد کی طرح قرآن حکیم کی تلاوت اور اس پر عمل ان کا طریقہ تھا۔ مالک بن قاسم اور ابن عبدالبر کا قول ہے:

شدید الحفظ للقرآن، کثیر التلاوة لیلاً و نهاراً۔

ابن فرحون کا قول ہے:

کان حافظا للقرآن، عالماً بتفسیرہ مشاوراً فی الاحکام قوی المعرفة باختلاف العلماء فیه۔

ابن عبدالبر ہی کہتے ہیں:

کان وقوراً حلیما هیناً لینا، صلیبا فی بعض أحیانه۔۔ قوی المعرفة باختلاف العلماء۔

مشہور عالم و ادیب احمد بن عبدربہ ان کو دنیا کا ایک عجوبہ قرار دیتے۔

Marfat.com

ذہبی انھیں ائمہ کبار میں شمار کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

کان من کبار الائمۃ علماً و عقلاً و جلالۃ۔

وفات: اندلس کا یہ عالم باعمل، بے نظیر قاضیٔ قرطبہ ۳۲۴ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ وصیت کے مطابق صاحبزادے عبدالرحمٰن (م ۳۶۶ھ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن محمد بن سیّار البیّانی الاموی القرطبی (۲۶۳ھ۔۳۲۸ھ)

قرطبہ کے علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ ولید بن عبدالملک کے مولیٰ تھے۔ ان کے والد قاسم بن محمد جلیل القدر عالم تھے۔ محمد بن قاسم نے علم کی تحصیل کا آغاز اپنے والد سے کیا اور پھر قرطبہ اور اندلس کے دیگر شہروں کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ بلادِ مشرق کا سفر ۲۹۴ھ میں کیا۔ چار سال وہاں گزارے اور تقریباً ڈیڑھ صد (۱۵۰) شیوخ سے خوب اخذ و استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- قاسم بن محمد البیانی (م ۲۷۷/۲۷۸ھ)۔ والد (۲)
- مطرف بن قیس (م ۲۸۲ھ)
- بقی بن مخلد (م ۲۷۳ھ)
- ابراہیم بن قاسم بن ہلال (م ۲۸۲ھ)
- محمد بن وضاح (م ۲۸۶ھ)
- محمد بن عثمان بن ابی شیبہ (م ۲۹۷ھ)
- ابوعبدالرحمٰن النسائی (م ۳۰۱ھ) مؤلف السنن

۱۔ جلوۃ، ۱۱۸؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۸؛ قضاۃ قرطبۃ، ۲۲۲؛ تاریخ قضاۃ الاندلس، ۶۳؛ بغیۃ الملتمس، ۱/۲۱۷ ترجمہ ۳۸۶؛ الدیباج، ۹۷؛ سیر اعلام، ۱۵/۸۳، ۲۴۱؛ شجرۃ النور، ۱/۸۷؛ الأعلام، ۱/۱۰۴؛ شذرات، ۲/۳۰۱؛ تاریخ ذہبی، ۲۴/۱۴۱؛ ابن الفرضی نے سال وفات ۳۴۴ھ لکھا ہے جبکہ دیگر تذکرہ نگاروں نے ۳۲۴ھ۔

۲۔ صاحب ترجمہ کے والد قاسم بن محمد کے لیے دیکھیے: جلوۃ، ۳۲۹؛ تاریخ علماء الاندلس، ۲۷۹

Marfat.com

- ابوخلیفہ الجمحی البصری (م ۳۰۵ھ)
- مطین محمد بن عبداللہ الحضرمی (م ۲۹۷ھ)
- صالح بن احمد بن حنبل (م ۲۶۲ھ)
- یوسف بن یعقوب القاضی البغدادی (م ۲۹۷ھ)
- عباس بن الفضل البصری
- محمد بن عبدالسلام الخشنی القرطبی (م ۲۸۶ھ)
- ابراہیم بن سعید الحذاء

تلامذہ: مشرق ومغرب کے شیوخ سے استفادے کے بعد اندلس کے شائقین علم کو مستفید کیا۔ ان کے تلامذہ میں سے چند یہ ہیں:

- احمد بن محمد بن قاسم۔ صاحبزادے [۱]
- سلیمان بن ایوب القرطبی (م ۳۷۷ھ)
- قاسم بن محمد بن قاسم (م ۲۷۸ھ)۔ صاحبزادے [۲]
- خالد بن سعد (م ۳۵۲ھ)

علمی مقام: محمد بن قاسم اندلس کے ممتاز ثقہ محدث اور ماہر فقیہ تھے۔ اہل علم نے ان کی فضیلت علمی اور ثقاہت کی تعریف کی ہے۔ ابومحمد الباجی کہتے ہیں:

لم أدرک بقرطبة من الشيوخ أكثر حديثاً منه، وكان عالماً بالفقه، متقدماً في علم الوثائق۔

امیر المومنین الناصر کے ابتدائی دور امارت میں مشیر بھی رہے۔

۱۔ احمد بن محمد بن قاسم کے لیے دیکھیے: بغیة الملتمس، ۱/۲۴۹ ترجمہ ۴۶۳

۲۔ قاسم بن محمد کے لیے رجوع کیجئے: بغیة الملتمس، ۲/۵۸۷ ترجمہ ۱۲۹۷

Marfat.com

وفات: ۳۲۸/۳۲۷ھ میں غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ واپسی کے سفر میں بیمار ہو گئے اور کرکی کے مقام پر انتقال کیا۔ صاحبزادے قاسم بن محمد انھیں قرطبہ لائے اور قرطبہ میں ہی تدفین ہوئی۔(۱)

ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک بن ایمن بن فرج القرطبی (۲۵۲ھ۔ ۳۳۰ھ)

ابن ایمن کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ علماء اندلس میں ان کو اہم مقام حاصل ہے۔ ان کے والد عبدالملک (۲) بھی اندلس کے معروف اہل علم میں سے تھے۔ اندلس کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا اور عازم مشرق ہوئے۔ رفیق سفر قاسم بن اصبغ تھے جنھوں نے حدیث کی روایت، ثقاہت، معرفت علل ورجال میں عالی مرتبہ حاصل کیا۔ یہ سفر ۲۷۴ھ میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے حاضری دی اور وہاں کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ ازاں بعد مشرق کے مختلف شہروں میں مقیم اہل علم سے ملاقات کی اور استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند اساتذہ درج ذیل ہیں۔ (قاسم بن اصبغ اور ابن ایمن کے بہت سے علمائے مشرق مشترک ہیں)

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن عبدالسلام الخشنی (م ۲۸۶ھ)
- ابراہیم بن قاسم (م ۲۸۲ھ)
- اسماعیل بن اسحاق القاضی (م ۲۸۳ھ)
- مقدام بن داود الرعینی (م ۲۸۳ھ)
- عبداللہ بن احمد بن حنبل (م ۲۹۰ھ)
- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)

۱۔ جذوة، ۸۷؛ تاریخ علما الاندلس، ۳۲۹؛ بغية الملتمس، ۱/۱۶۲ ترجمہ ۲۶۱؛ تذكرة الحفاظ، ۳/۸۴۴؛ شذرات، ۲/۲۰۹؛ سير أعلام، ۱۵/۲۵۴؛ نفح الطيب، ۲/۲۷۹؛ شجرة النور، ۱/۸۷: صاحب جذوۃ اور ابن الفرضی نے سال وفات ۳۲۸ھ لکھا ہے۔

۲۔ والد عبدالملک بن ایمن (م ۲۸۷ھ) کے لیے رجوع کیجئے: جذوة، ۲۸۱

Marfat.com

- یحییٰ بن قاسم بن ھلال (م ۲۷۲ھ)
- محمد بن الجھم السمری (م ۲۷۷ھ)
- جعفر بن محمد بن شاکر (م ۲۷۷ھ)
- محمد بن اسماعیل الصائغ (م ۲۷۶ھ)
- عبدالعزیز البغوی (م ۲۸۶ھ)
- عبداللہ بن خالد
- مطلب بن شعیب المصری
- احمد بن زھیر بن حرب ان سے سے کتاب التاریخ (مؤلفہ زھیر بن حرب) کا سماع کیا۔

مشرق سے مختلف علوم وفنون سے بہرہ مند ہونے کے بعد اندلس واپس آئے اور قرطبہ میں مجالس علمی کا انعقاد کیا۔

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد کثیر ہے صرف چند کا تعین ہوسکا۔

- احمد بن محمد بن عبدالملک (م ۳۴۷ھ) ابن ایمن کے صاحبزادے (۱)
- عباس بن اصبغ الحجاری (م ۳۸۶ھ)
- خالد بن سعد (م ۳۵۲ھ) وغیرھم

علمی مقام: ابن ایمن اپنے وقت کے ممتاز عالم تھے۔ اہلیان اندلس کی ایک کثیر تعداد کو احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام پہنچا کر نبوی فریضہ سرانجام دیا۔ اہل علم نے ان کے علم وتقوی کی تعریف کی۔

ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان بصیراً بالفقه، مفتیا، بارعاً، عارفاً بالحدیث وطرقه، عالماً به... وکان رواته ذاجلالة۔

ذھبی رقمطراز ہیں۔

۱۔ احمد بن محمد بن عبدالملک کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۴۴

Marfat.com

الامام، الحافظ العلامة، شيخ الاندلس و مسندها في زمانه۔

ذھبی اپنی ایک اور تالیف میں کہتے ہیں:

كان مفتيا، فقيها مشاورا، مالكيا، حافظا، ثقة۔

قاضی احمد بن بقی کے بعد جامع مسجد قرطبہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ کہا جاتا ہے کہ عمر کے آخری سالوں میں بینائی جاتی رہی لہذا احدیث کی روایت سے رک گئے تھے۔

تالیفات: ان کی چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- مستخرج سنن ابی داود
- المصنف۔ اہل علم نے ان کی اس تالیف کی تعریف کی۔ الضبی لکھتے ہیں:

مصنف ابن ايمن مصنف رفيع۔

حمیدی لکھتے ہیں:

مصنف رفيع، احتوى من صحيح الحديث و غريبه ماليس في كثير من المصنفات۔

ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً ابن ایمن نے ابو داؤد کی السنن کے المستخرج کے علاوہ المصنف بھی تحریر کی۔

وفات: اندلس کے اس محدث نے ۳۳۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۱)

ابو علی، الحسن بن سعد بن ادریس بن خلف الکتامی القرطبی (۲۴۸ھ۔۳۳۱ھ)

الکتامی ۲۴۸ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ آنکھیں کھولیں تو علوم دینیہ بالخصوص علم حدیث کا چرچا سنا۔ قرآن حکیم سے تعلیم کا آغاز ہوا اور جلد ہی علماء کی مجالس علمی میں شریک ہونے لگے۔ بلاد مشرق کا سفر بھی کیا اور بہت جلد نمایاں مقام حاصل کر لیا۔

۱- تاريخ علماء الاندلس، ۳۳۲؛ جذوة، ۶۷؛ بغية الملتمس، ۱/ ۱۳۵ ترجمہ ۱۹۸؛ الديباج، ۴۰۹؛ سير أعلام، ۱۵/ ۲۴۱؛ تاريخ ذهبی، ۲۴/ ۲۹۱؛ شذرات، ۲/ ۳۲۷؛ الرسالة، ۳۰؛ الاعلام، ۶/ ۲۴۸

Marfat.com

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے۔

- بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)
- ابو مسلم الکجی/الکشی (م ۲۹۲ھ)
- علی بن عبدالعزیز (نزیل مکہ: م ۲۸۶ھ)
- حسن بن احمد (م ۳۲۸ھ)
- اسحاق بن ابراہیم الدبری الصنعانی (م ۲۸۵ھ)
- ابو جعفر بن الاعجم
- ابو یزید یوسف القراطیسی المصری (م ۲۸۷ھ)

تلامذہ: میسر مصادر میں ان کے تلامذہ کا تعین نہیں ہو سکا۔ اس وقت کی علمی گہما گہمی اور روایت کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ان سے طلبہ نے استفادہ کیا ہوگا جیسا کہ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

سمع منه الناس شیأً کثیراً

علمی مقام: الکتامی نے اپنے شیخ بقی بن مخلد سے ان کی مسند کا سماع کیا اور وہ اس پر بہت فخر کرتے تھے۔ تقلید کے مخالف تھے، نت نئے مسائل کو اجتہاد کے ذریعے حل کرنا پسند کرتے۔ مجلس شوریٰ میں آتے لیکن جب مالکی مسلک کے مطابق فتویٰ جاری ہونے لگا تو انھوں نے آنا چھوڑ دیا۔ مسلک شافعی کی طرف ان کا میلان تھا۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان شیخا صالحاً و لم یکن بالضابط جداً۔

وفات: کبرسنی میں مشرق کا دوبارہ سفر کیا اور غالباً یہ سفر صرف حج بیت اللہ کے لیے تھا۔ حج ادا کیا قرطبہ واپس آئے اور ۳۳۱ھ میں قرطبہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۱)

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۹۶؛ تذکرہ، ۳/۸۷۰؛ تاریخ ذھبی، ۲۵/۵۳؛ شذرات، ۲/۳۲۹؛ سیر اعلام، ۱۵/۴۳۵

Marfat.com

ابو محمد، القاسم بن اصبغ بن محمد بن یوسف الاندلسی، البیانی القرطبی (۲۴۴ھ۔۳۴۰ھ)

ولید بن عبدالملک کے مولی تھے۔ تعلق بیانہ سے تھا لیکن قرطبہ میں سکونت اختیار کی۔ اپنے وقت کے متبحر اور جید عالم تھے۔ اندلس کے علماء سے استفادے کے ساتھ ساتھ بلادِ مشرق کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ مشرق کی طرف ۲۷۴ھ میں سفر کیا جس میں ان کے رفیق اور ہم سفر محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ) تھے۔

شیوخ: ان کے اساتذہ کی تعداد کثیر ہے۔ یہاں ہم ان کے چند نامور شیوخ کا ذکر کرتے ہیں۔

- بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)
- اصبغ بن خلیل (م ۲۷۳ھ)
- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)
- ابو سعید مطرف بن قیس (م ۲۸۶ھ)
- محمد بن عبدالسلام الخشنی (م ۲۸۶ھ)
- علی بن عبدالعزیز (م ۲۸۶ھ)
- محمد بن اسماعیل الصائغ شیخ الحرم (م ۲۷۶ھ)
- ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ)
- جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ (م ۲۷۹ھ)
- محمد بن الجہم السمری مکی (م ۲۷۷ھ)
- محمد بن اسماعیل الترمذی (م ۲۸۰ھ)
- حارث بن ابی اسامہ (م ۲۸۲ھ)
- ابراہیم بن عبداللہ الکوفی القصار (م ۲۶۷ھ)
- عبداللہ بن میسرۃ (م ۲۸۶ھ)
- احمد بن محمد البرتی
- ابو قلابہ الرقاشی (م ۲۷۶ھ)

Marfat.com

- اسماعیل القاضی (م ۲۸۲ھ) ابو محمد کہتے ہیں کہ ان سے خوب اخذ و استفادہ کیا۔
- ابو بکر بن ابی خیثمہ (م ۲۷۹ھ) مؤلف التاریخ الکبیر۔ ابو محمد نے ان سے یہ کتاب اخذ کی۔

بلادِ مشرق کا سفر ۲۷۴ھ میں شروع ہوا۔ مکہ گئے اور مختلف علاقوں میں مقیم اہل علم سے تقریباً بیس (۲۰) سال استفادہ کرتے رہے اپنے وطن اندلس واپس آئے اور قرطبہ میں قیام کیا۔ طالبان مغرب کی علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے مجالس علمی قائم کیں۔ اہل قرطبہ ان کی بہت عزت و تکریم کرتے۔ ان کے علم و فضل کا چرچا امراء اور اہل دربار میں بھی ہوا لہذا ان کو بھی ان سے سماع کا شرف حاصل ہوا۔

تلامذہ: ابو محمد کے تلامذہ کا تعلق قرطبہ کے علاوہ دوسرے علاقوں سے بھی تھا۔ طلبہ جوق در جوق ان سے سماع کے لیے آتے۔ تلامذہ کی فہرست طویل ہے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

- قاسم بن محمد (م ۳۸۸ھ) صاحب ترجمہ کے پوتے (۱)
- عبدالوارث بن سلیمان (م ۳۳۰ھ)
- عبداللہ بن محمد الباجی (م ۳۷۸ھ)
- ابو بکر محمد بن احمد بن مفرّج (م ۳۸۰ھ)
- احمد بن القاسم التاہرتی (م ۳۹۵ھ)
- ابو عمر احمد بن الجسور (م ۴۰۱ھ)
- ابو عثمان سعید بن نصر (م ۳۹۵ھ)

علمی مقام: اندلس کے محدثین میں قاسم بن اصبغ کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے خدمت و اشاعت حدیث کو اپنا مقصود قرار دیا۔ ہر عمر اور طبقے کے لوگوں نے ان سے سماع کیا۔ ابن الفرضی علم حدیث میں ان کی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان بصیراً بالحدیث والرجال، نبیلاً فی النحو والغریب والشعر، وکان یُشاور فی

۱۔ قاسم بن محمد کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۲۸۹

Marfat.com

الأحکام۔

ابن فرحون ان کے تبحر علمی کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کان ثبتاً صادقاً، حلیماً مأموناً، بصیراً بالحدیث والرجال ، نبیلاً فی النحو والغریب والشعر، وشوور فی الأحکام، وغلبت علیه الروایة والسماع۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

وانتھی الیه علوّ الاسناد بالاندلس مع الحفظ والاتقان، وبراعة العربیة، والتقدم فی الفتوی والحرمة التامة والجلالة۔

اندلس کے چوٹی کے اہل علم و محدثین مثلاً ابن عبد البر، ابن حزم اور ابو الولید الباجی کی تالیفات میں قاسم بن اصبغ کی بہت سی روایات موجود ہیں۔ جو بہت بڑا اعزاز ہے۔ محدثین کرام ہمیشہ سند عالی کی تلاش میں رہتے۔ سند عالی کے حصول میں قاسم بن اصبغ کی مساعی نمایاں ہیں۔

تالیفات: قاسم بن اصبغ کا خصوصی میدان حدیث نبوی تھا۔ لیکن وہ بلاغت، نحو وصرف اور ادب کے بھی عمدہ شہ سوار تھے۔ مختلف فنون بالخصوص علم حدیث سے متعلق مفید تالیفات مرتب کیں۔ چند درج ذیل ہیں:

- مستخرج سنن ابی داود
- المنتقی فی الآثار
- غرائب حدیث مالک
- مسند حدیث مالک
- احکام القرآن
- فضائل قریش
- کتاب الناسخ والمنسوخ
- کتاب الانساب
- بر الوالدین

Marfat.com

- المجتبیٰ۔ یہ کتاب ابن جارود کی المنتقی کے طرز پر ابواب کے تحت مرتب کی۔

حمیدی کتاب الانساب کے بارے میں لکھتے ہیں:

کانت فی غایۃ الحسن و الایعاب۔

وفات: قرطبہ میں ۳۴۰ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوالحزم، وھب بن مسرہ بن مفرج التمیمی الحجاری القرطبی (۲۶۰ھ۔۳۴۶ھ)

تعلق وادی حجارہ سے تھا قرطبہ میں سکونت اختیار کی۔ ان کا شمار مالکی مذہب کے پھیلانے والوں میں ہوتا ہے۔ طلب علم کا آغاز اپنے شہر قرطبہ میں مقیم شیوخ سے کیا۔ ان سے استفادہ کرنے کے بعد علمی اسفار کا آغاز کیا اور مشرق کے مختلف اقطار و امصار میں اخذِ علم کے لیے گئے۔

شیوخ: شیوخ میں سے چند یہ ہیں:

- عبید اللہ بن یحییٰ بن یحییٰ (م ۲۹۸ھ)
- محمد بن وضاح (م ۳۶۳ھ)
- محمد بن عزرۃ الحجاری (م ۳۱۳ھ)
- احمد بن ابراہیم الفرضی (م ۳۲۲ھ)
- ابوعثمان الاعناقی (م ۳۰۵ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- طاہر بن عبدالعزیز القرطبی (م ۳۰۵ھ)
- محمد بن تمام الحمصی (م ۳۱۳ھ)
- محمد بن قاسم (م ۳۴۴ھ)

۱۔ جذوۃ، ۳۳۰؛ تاریخ علماء الاندلس، ۲۸۶؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۵۸۹ ترجمہ ۱۳۰۲؛ الدیباج، ۳۲۱؛ تاریخ ذہبی، ۲۵/۱۹۲؛ شذرات، ۲/۳۵۷؛ سیر اعلام، ۱۵/۴۷۲؛ بیانہ کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۱/۵۱۸

Marfat.com

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- ابن ایمن (م ۳۳۰ھ)

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ ان کے چند تلامذہ حسب ذیل ہیں:

- احمد بن القاسم التاھرتی (م ۳۹۵ھ)
- ابوعثمان سعید بن نصر (م ۳۰۵ھ)
- عبدالوارث بن سفیان بن جبرون (م ۳۹۵ھ)
- ابوعمر احمد بن محمد بن الجسور (م ۴۰۱ھ)
- ابوالرحیم بن احمد بن بن العجوز (م ۴۱۸ھ)
- ابوالولید الفرضی (م ۴۰۳ھ)
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) بتوسط صاحب ترجمہ کے تلامذہ
- ابن حزم (م ۴۵۶ھ) بتوسط صاحب ترجمہ کے تلامذہ

علمی مقام: کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے شیخ محمد بن وضاح سے ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) کی المسند روایت کی۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اندلس اور بلادِ مشرق سے کثیر تعداد ان سے استفادے کے لیے آتی۔ احادیث اور علل الحدیث میں ماہر تھے۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

کان بصیر أبالفقه والحدیث واللغة، بصر أحسنأ ضابطأ لکتبه مع ورع وفضل۔

ذہبی کہتے ہیں:

حافظاً للفقه بصیر أبه وبالحدیث والعلل والرجال مع ورع وفضل۔

کہا جاتا ہے کہ عقیدہ قدر سے متعلق انھوں نے نامناسب اور عجیب وغریب تاویلات کیں جن کی وجہ سے بعض محدثین نے ان سے روایت کرنا پسند نہیں کیا۔

تالیفات: کہا جاتا ہے کہ وہ صاحب تالیف بھی تھے۔ ابن فرحون نے ان کی چند تالیفات کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

Marfat.com

- کتاب السنة
- کتاب اثبات القدر
- کتاب الرؤیة
- کتاب القرآن

وفات: وھب بن مسرّہ ۳۴۶ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابوبکر محمد بن احمد اللؤلؤی القرطبی (م ۳۴۸ھ/ ۳۵۰ھ)

اندلس میں مقیم شیوخ سے اکتساب فیض کیا۔ ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اس غرض کے لیے انھوں نے سفر اختیار نہیں کیا۔

شیوخ: شیوخ میں معروف یہ ہیں:

- ابو صالح ایوب بن سلیمان (م ۳۰۱ھ)
- طاہر بن عبد العزیز (م ۳۰۵ھ)
- ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- اسلم بن عبد العزیز (م ۳۱۹ھ)

تلامذہ: حدیث، فقہ اور شعر و شاعری سے خصوصی شغف تھا۔ لیکن بہت جلد انھوں نے اپنی توجہ حدیث اور فقہ تک محدود کر لی۔ احادیث کثرت سے روایت کرتے تھے۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ لیکن تذکرہ نگاروں نے چند کا ذکر کیا ہے۔

- محمد بن یحیٰی بن زرب (م ۳۸۱ھ)
- ابن المکوی (م ۴۰۱ھ)

علمی مقام: اللؤلؤی کے علم و فضل اور ذہانت و فطانت کا اعتراف کرتے ہوئے ابن فرحون

۱۔ جذوة، ۳۶۰؛ تاریخ علماء الاندلس، ۴۲۰؛ الدیباج، ۴۲۹؛ شجرة النور، ۸۹/۱؛ سیر أعلام، ۵۵۶/۱۵؛ تاریخ ذھبی، ۳۶۹/۲۵؛ بغیة الملتمس، ۶۴۴/۲ ترجمہ ۱۴۱۰؛ الأعلام، ۱۲۸/۸؛ شذرات، ۳۷۴/۲

Marfat.com

کہتے ہیں:

کان اللؤلوی من احفظ اهل زمانه بمذهب مالک۔

ابن عبدالرؤف کا قول ہے:

کان فقیها، حافظاً، متقناً غزیر العلم کثیر الروایة، جید القیاس صحیح الفطنة۔

وفات: ابوبکر کا جمادی الاول ۳۴۸ھ میں انتقال ہوا۔[1]

ابوعمر احمد بن سعید بن حزم الصدفی المنتجیلی القرطبی (۲۸۴ھ۔ ۳۵۰ھ)

علم حدیث سے خصوصی دلچسپی تھی۔ حصولِ علم کے لیے اندلس کے شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد بلادِ مشرق میں مقیم اجل اہلِ علم سے استفادے کے لیے مختلف امصار وعلاقوں کے سفر کیے۔ یہ سفر ۳۱۱ھ میں احمد بن عبادہ الرعینی اور محمد بن عبداللہ بن ابی عیسیٰ کے ہمراہ کیے۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ کی تعداد کثیر ہے جن میں سے معروف یہ ہیں:

- سعد بن معاذ (م ۳۰۸ھ)
- عبیداللہ بن یحییٰ (م ۲۹۸ھ)
- سعید بن حمید (م ۳۰۱ھ)
- اسلم بن عبدالعزیز (م ۳۱۹ھ)
- اصبغ بن مالک (م ۳۰۴ھ)
- احمد بن خالد (م ۳۲۲ھ)
- طاہر بن عبدالعزیز (م ۳۰۵ھ)
- احمد بن عبادہ الرعینی (م ۳۳۲ھ)

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۴۳؛ جذوة، ۱۲۸؛ الدیباج، ۳۴۹؛ شجرة النور، ۱/۸۹؛ ترتیب، ۴/۲۱۴؛ ابن الفرضی اور حمیدی نے ان کا نام احمد بن عبداللہ بن احمد لکھا ہے جبکہ ابن فرحون نے دونوں نام لکھے ہیں۔ ابن الفرضی اور حمیدی نے سالِ وفات ۳۴۸ھ لکھا ہے جبکہ ابن فرحون نے ۳۵۰ھ۔

Marfat.com

- عبداللہ بن محمد بن ابی ولید الاعرج (م ۳۱۰ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- ابوعثمان سعید بن عثمان الاعناقی (م ۳۰۵ھ)
- محمد بن قاسم بن محمد (م ۳۲۷ھ)
- ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی (م ۳۲۲ھ) مصنف کتاب الضعفاء

قیروان، مکہ، مدینہ، بصرہ، مصر وغیرہ کے علماء سے استفادے کے بعد اندلس آ گئے اور شائقین علم کی کثیر تعداد کو مستفید کیا۔

تلامذہ: چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- خلف بن احمد، ابن ابی جعفر (م ۳۹۳ھ)
- احمد بن محمد الاشبیلی، ابن الحرّار/ الحراز (م ۳۷۳ھ)
- عبدالرحمن بن یحییٰ العطار (م ۳۹۰ھ تقریبا)

علمی مقام: ابن الفرضی لکھتے ہیں:

عنی بالآثار والسنن، وجمع الحدیث۔

تاحیات روایتِ حدیث میں مصروف رہے۔ ذھبی کہتے ہیں:

کان احد ائمة الحدیث، له عنایة تامة بالآثار۔

تالیفات: انھوں نے محدثین کے حالات پر ایک کتاب تالیف کی۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ وہ اپنی کتاب وفات تک اپنے تلامذہ کے سامنے بیان کرتے رہے۔

وفات: ابوعمر جمادی الاخرہ ۳۵۰ھ کو انتقال کر گئے۔ (۱)

ابوالقاسم، خالد بن سعد القرطبی (م ۳۵۲ھ)

اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ اپنے پیش رو اہلِ علم کے نقشِ قدم پر چلے اور

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۴۶؛ جذوة، ۱۲۵؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۲۲۷ ترجمہ ۴۱۲؛ سیر اعلام، ۱۶/ ۱۰۴؛ ھدیة العارفین، ۱/ ۶۳؛ معجم البلدان، ۵/ ۲۰۷؛ منت جُیل کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/ ۲۰۷

Marfat.com

حصولِ علم کے لیے سفر بھی کیے۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں مشہور درج ذیل تھے۔

- محمد بن قاسم (م ۳۲۷ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- احمد بن خالد بن یزید (م ۳۲۲ھ)
- محمد بن الولید (م ۳۰۹ھ)
- سعید بن عثمان الاعناقی (م ۳۰۵ھ)
- اسلم بن عبدالعزیز (م ۳۱۹ھ)
- عبدالرحمن بن ابی زید (م ۳۲۵ھ)
- طاہر بن عبدالعزیز (م ۳۰۵ھ)
- محمد بن فطیس بن واصل (م ۳۱۹ھ)
- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ)

تلامذہ: ابوالقاسم اپنے وقت کے علماء میں علم حدیث میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ تلامذہ کی بڑی تعداد نے ان سے احادیث کا سماع کیا۔ چند تلامذہ یہ ہیں:

- قاسم بن محمد بن قاسم ابن عسلون (م ۳۸۸ھ)
- اسماعیل بن اسحاق (م ۳۸۴ھ)
- عبداللہ بن محمد بن الباجی (م ۳۷۸ھ)
- حسان بن عبداللہ الاستجی (م ۳۳۴ھ)
- محمد بن رفاعہ (م ۳۷۲ھ)
- احمد بن خلیل (رواۃ حدیث میں ممتاز تھے)

علمی مقام: ان کے شاگرد رشید اسماعیل بن اسحاق اور حسان بن عبداللہ ان کی بہت تعریف وتوصیف کرتے تھے۔ حافظہ بہت عمدہ تھا۔ وہ ایک دفعہ سن کر بیسیوں احادیث اپنے

Marfat.com

حافظہ میں محفوظ کر لیتے۔ علم حدیث میں رسوخ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مستنصر باللہ (امیر المومنین) ان کو یحییٰ بن معین کے پایہ کا سمجھتے تھے۔ حمیدی کہتے ہیں:

کان امام من ائمة الحدیث۔

ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان اماماً فی الحدیث حافظاً له، بصیراً بعلله، عالماً بطرقه۔

تالیفات: تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ انھوں نے خلیفہ مستنصر باللہ کے لیے اندلسی رواۃ حدیث پر ایک کتاب رجال الاندلس تالیف کی۔

وفات: خالد بن سعد ذوالحجہ ۳۵۲ھ میں اچانک انتقال کر گئے اور مقبرہ متعہ میں دفن کئے گئے۔ (۱)

ابوابراہیم، اسحاق بن ابراہیم بن مسرۃ التجیبی الطلیطلی القرطبی (م ۲۷۷ھ۔ ۳۵۲ھ)

اصلاً طلیطلہ سے تھے۔ طلب علم کے لیے قرطبہ سکونت پذیر ہوئے۔

شیوخ: اندلس کے ممتاز شیوخ سے استفادہ کیا۔ چند حسب ذیل تھے۔

- اسلم بن عبدالعزیز (م ۳۱۹ھ)
- ابن ایمن محمد بن عبدالملک (م ۳۳۰ھ)
- احمد بن خالد بن یزید (م ۳۲۲ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- وھب بن عیسیٰ الانصاری (م ۳۴۲ھ)
- وسیم بن سعدون طلیطلی

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ ان کے تلامذہ میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۱۱۳؛ جذوۃ، ۲۰۵؛ بغیة الملتمس، ۱/۳۴۹ ترجمہ ۶۹۷؛ سیر اعلام، ۱۶/۱۸؛ تذکرۃ، ۳/۹۱۹؛ شذرات، ۳/۱۱

Marfat.com

- المستنصر باللہ الحکم۔ جن کی تعلیم وتربیت کی
- عبیداللہ بن الولید المعیطی (م ۴۷۸ھ)
- القاسم بن احمد المعروف بابن ارفع (م ۳۹۴ھ)

علمی مرتبہ: زاہد وعابد تھے۔ خلفاء وامراء سے حتی المقدور دور رہتے۔ بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ صائب الرائے تھے۔ فقہ مالکی میں ممتاز تھے۔ ابن الفرضی کا قول ہے:

کان حافظاً للفقه صدراً في الفتيا، وقوراً مهيباً۔

ابن فرحون ان کے علم وفضل اور شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان خيراً فاضلاً، دينا ورعاً، مجتهداً عابداً من اهل العلم والفضل والعقل والدين المتين والزهد والتقشف والبعد من السلطان لا تأخذه فى الله لومة لائم۔

تالیفات: وہ کئی مفید کتب کے مؤلف تھے:

- كتاب النصائح
- الطهارة
- الصلاة

وفات: یہ زاہد وعابد شخص طلیطلہ میں ۳۵۲ھ/ ۳۵۴ھ میں دارِ فانی سے دار خلد کی طرف کوچ کر گیا۔ (۱)

ابوالقاسم، مسلمہ بن القاسم بن ابراہیم بن حاتم القرطبی (۲۹۴ھ۔ ۳۵۳ھ)

قرطبہ کے ممتاز عالم تھے۔ پہلے اندلس میں سماع کیا پھر طلب علم کے لیے بلاد مشرق گئے۔ مصر، عراق، بصرہ، حجاز، رملہ، شام، یمن وغیرہ کے اہل علم کی کثیر تعداد سے استفادہ کیا۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ میں سے چند یہ ہیں:

۱- جذوة، ۱۶۸؛ تاريخ علماء الاندلس، ۶۹؛ بغية الملتمس، ۱/ ۲۸۷ ترجمہ ۵۵۳؛ الديباج، ۱۵۷؛ سير اعلام، ۱۶/ ۱۰۷، ۷۹؛ شجرة النور، ۱/ ۹۰

Marfat.com

- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- احمد بن خالد الجبّاب (م ۳۲۲ھ)
- سیدابیہ بن العاصی (م ۳۲۵ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- ابوجعفر الطحاوی (م ۳۲۱ھ)
- علی بن عبداللہ بن مبشر (م ۳۲۴ھ)
- ابوبکر بن زیاد (م ۳۲۴ھ)
- محمد بن ابراہیم الدیبلی المکی (م ۳۲۲ھ)
- عبداللہ بن یوسف
- محمد بن قاسم (م ۳۲۷ھ)
- صالح بن احمد بن عبداللہ العجلی (م ۳۲۲ھ)
- احمد بن موسیٰ التمار
- ابن ابی مطر علی بن عبداللہ الاسکندرانی (م ۳۳۹ھ) سکندریہ کے قاضی۔
- یحییٰ بن عثمان

ان اساتذہ کا تعلق حجاز مقدس، بصرہ، رملہ، اسکندریہ، یمن، بغداد، شام، کوفہ، رملہ، طرابلس اور اندلس سے تھا۔ ذھبی نے کثرت اسفار کی وجہ سے الرحال کا خطاب دیا۔

مجالسِ علمی اور تلامذہ: مشرق سے آنے کے بعد مجالس درس وتدریس منعقد کیں اور ان تھکا دینے والے علمی اسفار میں جو موتی جمع کیے اپنے تلامذہ کو منتقل کیے۔ ان کے تلامذہ میں عبدالوارث بن سفیان جبرون (م ۳۹۵ھ) کا نام ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اندلس آنے کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی۔ ابن الفرضی بتاتے ہیں کہ اس کے باوجود تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے کذب کا الزام لگایا ہے۔ ابن الفرضی کہتے ہیں کہ جب میں نے اس بات کی تصدیق محمد بن احمد بن یحییٰ القاضی سے کرنی چاہی تو انہوں نے جواب دیا: لم یکن کذابا

Marfat.com

ولکن کان ضعیف العقل

عقیدہ تشبیہ کا الزام بھی لگا۔

وفات: مسلمہ بن القاسم جمادی الاول کے مہینہ ۳۵۳ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابوالحکم، منذر بن سعید بن عبدالملک البلوطی الکزنی (۲۷۳ھ-۳۵۵ھ)

قاضی منذر بن سعید کا تعلق علاقہ فحص البلوط سے تھا لہٰذا البلّوطی کہلائے۔ قبیلہ کزنہ سے تعلق کی وجہ سے الکزنی بھی کہلائے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا (۲)۔ اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۳۰۸ھ میں سفر کا آغاز مکہ مکرمہ سے کیا اور بلاد مشرق کے مختلف علاقوں کے اہل علم سے ملاقات کی۔ تین سال سے زیادہ علمی اسفار میں گذارے۔ اپنے ہمراہ بہت سی کتب اندلس لائے۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے۔ ہم چند نمایاں اساتذہ کے نام درج کرتے ہیں:

- ابوبکر بن المنذر (م ۳۱۱ھ) سے کتاب الاشراف فی اختلاف العلماء سنی
- ابوالعباس ابن ولاد۔ ان سے احمد بن خلیل کی کتاب العین سنی۔
- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسد الجہنی (م ۳۹۵ھ)
- احمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن التاہرتی (م ۳۹۵ھ)

تلامذہ: اہل علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا ہوگا لیکن میسر مصادر سے صرف چند اسماء کا تعین ہوسکا۔

۱۔ جذوۃ، ۳۴۶؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۹۳؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۶۱۶ ترجمہ ۱۳۵۳؛ سیر اعلام، ۱۶/ ۱۱۰؛ میزان الاعتدال، ۴/ ۱۱۲

۲۔ منذر البلوطی کے صاحبزادے (دیکھیے: تلامذہ منذر) نیز بھتیجے محمد بن فضل اللہ بن سعید بھی قرطبہ کے معروف علماء میں سے تھے۔ رجوع کیجئے: تکملۃ ابار، ۱/ ۳۰۴ ترجمہ ۱۰۶۱

Marfat.com

- عبدالملک بن منذر بن سعید البلوطی (م ۳۶۸ھ)۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- ابوالعاصی حکم بن منذر بن سعید القرطبی (م ۴۲۰ھ)۔ صاحبِ ترجمہ کے صاحبزادے[2]
- ابوعثمان، سعید بن منذر بن سعید (م ۴۰۳ھ)۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[3]
- احمد بن قاسم التاہرتی البزاز (م ۳۹۵ھ)
- ابومحمد، عبداللہ بن محمد الجہنی (م ۳۹۵ھ)

علمی مقام: قاضی منذر کے علم وفضل کا اعتراف اہل علم بشمول حاکم وقت نے بھی کیا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مستنصر باللہ مشہور ادیب ابوعلی القالی کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ وہ مختلف مجالس میں خلیفہ کی نمائندگی کرتے۔ ایک موقع پر روم کا ایلچی خلیفہ کے دربار میں آیا۔ مستنصر باللہ نے ابوعلی القالی کو موقعہ محل کی مناسبت سے اظہار خیال کا حکم دیا تو ان پر مجلس کا رعب اس قدر غالب آیا کہ وہ لڑکھڑا گئے اور بول نہ سکے۔ اس مجلس میں قاضی منذر بھی شریک تھے۔ انہوں نے صورتِ حال کو محسوس کیا اور خطاب کے لیے کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے برمحل برجستہ ایسا خطاب کیا کہ حاضرین مجلس داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

قاضی منذر کی عربی لغت ونحو پر دسترس کی شہادت اس واقعے سے بھی ہوتی ہے جو ابن النحاس ماہر نحو وصرف کے ساتھ پیش آیا قاضی منذر اس موقع پر بھی کامیاب رہے۔ قاضی منذر کو مختلف مناصب پر متعین کیا گیا اور انھوں نے نیک نامی حاصل کی۔ ماردہ اور دیگر مشرقی علاقوں کے قاضی رہے۔ محمد بن ابی عیسیٰ کے بعد قرطبہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ یہ تعیناتی خلیفہ مستنصر باللہ کے دور میں ۳۳۹ھ کو ہوئی۔ مدینۃ الزہراء[4] کے خطیب بھی رہے۔ نڈر تھے۔ حکام وقت کو ان کی عیش وعشرت کی زندگی پر ٹوکتے۔ صاحب کرامت تھے۔ ان کے علم وفضل کا اعترافِ اہلِ

۱۔ صاحبزادے عبدالملک کے لیے رجوع کیجئے: تاریخ علماء الأندلس، ۲۲۴

۲۔ حکم بن منذر بن سعید کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۱/۱۴۶

۳۔ سعید بن منذر کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۱/۲۰۸

۴۔ قرطبہ کے قریب ایک عجوبہ روزگار شہر جسے عبدالرحمن بن محمد الناصر نے بنوایا لیکن پچاس سال کے اندر ہی اندر تباہی کا شکار ہو گیا۔ دیکھیے: الرشاطی، ۱۴۵

Marfat.com

علم نے کیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

لم یکن بالأندلس أخطب منه، مع العلم البارع والمعرفة الکاملة، والیقین فی العلوم والدین، والورع۔۔۔ کان لاتأخذه فی الله لومة لائم۔

حمیدی نے کہا:

کان عالماً فقیها، وادیباً بلیغاً، وخطیبا علی المنابر وفی المحافل مصعقاً۔

امیر المومنین حکم نے ان کی فصاحت وبلاغت کی تعریف میں کہا:

کان فقیها فصیحا، خطیبا لم یسمع بالأندلس أخطب منه، وکان أعلم الناس باختلاف العلماء

ان کا میلان ظاہری مسلک کی طرف تھا۔ حمیدی اور ابن الفرضی دونوں نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تالیفات: مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تالیفات کا موضوع قرآن حکیم اور فقہ تھا۔ چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

- الانباہ علی استنباط الاحکام من کتاب اللہ
- کتاب الابانة عن حقائق اصول الدیانة

وفات: ابوالحکم الکزنی قرطبہ میں ۳۵۵ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ صاحبزادے عبدالملک نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں دفن کیے گئے۔ (۱)

ابوبکر، محمد بن معاویہ بن عبدالرحمٰن الاموی المروانی القرطبی (۲۶۸ھ۔۳۵۸ھ)

ابن الاحمر کے نام سے معروف تھے۔ شاہی خاندان سے تعلق تھا۔ حصول علم کے لیے سرزمین اندلس اور بلاد مشرق کا سفر کیا۔ مشرق کی طرف سفر کا آغاز ۲۹۵ھ میں کیا۔

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۴۰۴؛ جذوة، ۳۴۸؛ بغیة الملتمس، ۲/۶۲۰ ترجمہ ۱۳۶۱؛ الرشاطی، ۳۷؛ سیر أعلام، ۱۶/۱۷۳؛ قضاة قرطبة، ۲۳۷؛ طبقات النحویین، ۳۱۹؛ تاریخ قضاة الأندلس، ۶۶؛ شذرات، ۳/۱۷؛ ھدیة العارفین، ۲/۴۷۲؛ فحص البلوط اور کزنہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۴/۲۳۶؛ ۴/۴۵۹

شیوخ: اپنے وقت کے اجل شیوخ سے فیض حاصل کیا۔ مشرق و مغرب کے بے شمار شیوخ میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- ابوبکر یموت بن المزرّع (م ۳۰۴ھ)
- جارودی (م ۳۱۷ھ)
- ابوبشر الدولابی الرازی الوراق (م ۳۱۰ھ)
- محمد بن المنذر الخزاعی (م ۳۰۳ھ)
- ابن الانباری (م ۳۰۴ھ)
- نفطویہ ابراہیم بن محمد الواسطی (م ۳۲۳ھ)
- علی بن سلیمان الاخفش (م ۳۱۵ھ)
- ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم المنجنیقی (م ۳۰۴ھ)
- ابوخلیفہ الفضل بن الحباب الجمحی (م ۳۰۵ھ)
- ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (م ۳۰۳ھ) صاحب السنن
- ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن جمیل الاندلسی (م ۳۰۰ھ)

ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ تیس سال تک بلاد مشرق میں علم جمع کرتے رہے اور ۳۲۵ھ میں اندلس واپس آئے۔ کہا جاتا ہے کہ کتب ستہ میں سے اہم مجموعہ حدیث یعنی امام نسائی کی السنن پہلی بار اندلس لے گئے۔ السنن اپنے تلامذہ کو روایت کی اور یہ بہت جلد دیگر بلاد اندلس تک پہنچ گئی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے سفر کا محرک ایک خطرناک بیماری تھی۔ جب مشرق پہنچے تو بتایا گیا کہ سرزمین ہند میں اس کا علاج ممکن ہے لہذا وہ ہندوستان آئے علاج ہوا، اللہ تعالیٰ نے صحت دی اور یہ پھر نئے عزم کے ساتھ علم کی تحصیل میں مصروف ہو گئے۔ اندلس واپس آنے کے بعد اپنا بیشتر وقت علم حدیث کی نشر و اشاعت میں گذارتے۔

Marfat.com

تلامذہ: ان کے تلامذہ میں سے چند یہ ہیں:

- قاضی یونس بن عبداللہ (م ۴۲۹ھ)
- احمد بن محمد الجسور (م ۴۰۱ھ)
- محمد بن ابراہیم بن سعید (م ۳۹۱ھ)
- محمد بن عبداللہ بن حکم
- یوسف بن محمد بن عمروس التجیبی (م ۳۷۰ھ)
- ابوالاصبغ عبدالعزیز بن عبدالملک (م ۳۶۵ھ)

علمی مقام: ہم عصر اور متاخرین اہل علم نے ان کی فضیلت علمی کا اعتراف کیا۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ تحصیل علم کے بعد جب اندلس آئے تو درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ وہ اپنی روایات میں ثقہ اور متقن تھے۔ ابن الفرضی کہتے ہیں:

كان شيخاً حليماً ثقة فيما روى صدوقاً

ابومحمد علی بن احمد (م ۳۹۰ھ) کا قول ہے:

كان ابو بكر محمد بن معاوية المعروف بابن الاحمر مكثر أثقة جليلا

ابن الفرضی کہتے ہیں:

علا قدره في الاسناد

حمیدی کا قول ہے:

كان مكثراً، ثقة جليلا۔

وفات: حکم المستنصر باللہ کے زمانے تک زندہ رہے۔ جمادی الاول ۳۵۸ھ میں وفات پائی۔ محمد بن اسحاق بن السلیم القاضی (م ۳۶۷ھ) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (1)

1- تاریخ علماء الاندلس، ۷/۳۴۷؛ جذوة، ۸۸؛ النجوم الزاهرة، ۲۸/۴؛ سیر أعلام، ۶۸/۱۶؛ بغية الملتمس، ۱۶۵/۱ ترجمه ۲۷۲؛ شذرات، ۲۷/۳

Marfat.com

ابوبکر، محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن السلیم الاموی القرطبی (۳۰۲ھ۔۳۶۷ھ)

ابوبکر محمد بن اسحاق کا شمار اندلس کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ انھوں نے علم حدیث وفقہ اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے حاصل کیا۔ وہ بلاد مشرق بھی گئے تا کہ وہاں پر مقیم اساتذہ سے استفادہ کر سکیں۔ ۳۳۲ھ میں مکہ مکرمہ گئے۔ فریضہ حج ادا کرنے اور وہاں کے شیوخ سے استفادے کے بعد مدینہ منورہ اور دیگر مشرقی ممالک گئے۔

اساتذہ: ان کے مشہور اساتذہ درج ذیل تھے: ،

- احمد بن خالد بن یزید ابن الجباب (م ۳۲۲ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ)
- احمد بن دحیم (م ۳۳۸ھ)
- احمد بن مسعود الزبیری/ الزنبری (م ۳۳۳ھ)
- ابوجعفر بن النحاس (م ۳۳۸ھ)
- قاضی اسکندریہ ابن ابی مطر (م ۳۳۹ھ)
- محمد بن قاسم بن محمد (م ۳۲۷ھ)
- ابوالعباس السکری المقرئ (م ۳۴۷ھ)
- محمد بن ایوب الرقی (م ۳۴۱ھ)
- ابوسعید ابن الاعرابی البصری الصوفی (م ۳۴۰ھ)

تلامذہ: اہل علم سے استفادے کے بعد اندلس آئے۔ درس وتدریس میں منہمک ہو گئے۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ ابن الفرضی کہتے ہیں: حدث وسمع الناس منه كثيراً

علمی مقام: ان کے تبحر علمی کا اعتراف اہل علم نے کیا۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان حافظاً للفقه، بصيراً بالاختلاف، عالماً بالحديث ضابطاً لما رواه، متصرفاً في علم النحو، حسن الخطابة والبلاغة

Marfat.com

ابن مفرح کا قول ہے:

كان راسخاً فی العلم، مجتهد فی طلبه، عالماً بالحديث والفقه، جمع الی الرواية الواسعة

وسعت علمی کے ساتھ زہد وورع بدرجہ اتم موجود تھا۔ متواضع اور خوش کلام تھے۔ ابن الفرضی کا قول ہے:

لين الكلمة، سهل الخلق، متواضعاً

خشنی لکھتے ہیں:

كان عنده من الفضل فی علمه وفهمه، وحسن النظر فی الأمور، وجميل الخلق فی المعاشرة

خلیفہ حکم ان سے بہت متاثر تھا ان کا کہنا ہے:

هو فقيه بمذهب مالك، حافظ مقدم، من اهل المعرفة بالحديث والرجال، وله حظ من الأدب

ضبی لکھتے ہیں:

كان من العدول المرضيين، والفقهاء المشهورين وله عند اهله جلالة ومنزلة فی العلم والفضل معروفة

ابو محمد الباجی کا قول ہے:

ما رأيت المحدثين مثله

منذر بن سعید کے بعد ۳۵۶ھ میں قرطبہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ بقول حکم اہل مدینہ کے مسائل پر منذر بن سعید سے زیادہ مہارت حاصل تھی۔ ۳۵۸ھ میں قرطبہ کی جامع مسجد کے امامت کے بھی فرائض سرانجام دیئے۔

لوگ ان کے فیصلوں پر مطمئن تھے کہ کسی نے انگلی نہ اُٹھائی۔ بعض مشکوک معاملات میں فیصلہ دینے میں ضرور تاخیر سے کام لیتے تا کہ صحیح صورت حال واضح ہو جائے، یہی احمد بن بقی قاضی کا طریقہ تھا۔

Marfat.com

جب قرطبہ کے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر متمکن ہوئے تو بھی طرز معاشرت سادہ رہا۔ رزق حلال کے جویا رہتے۔ مچھلیاں پکڑتے اوران کوفروخت کر کے سامان زیست مہیا کرتے۔

تصانیف: ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ حدیث پر کئی کتب تالیف کیں۔

- کتاب التوصل لمالیس فی الموطأ
- کتاب المخمس فی الحدیث
- الاختصار لکتاب الاختلاف للمروزی

وفات: محمد بن اسحاق قرطبہ میں جمادی الاولیٰ ۳۶۷ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ محمد بن عبیداللہ القرشی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرۃ الربض میں دفن ہوئے۔(۱)

ابوعیسیٰ، یحییٰ بن عبداللہ بن یحیی بن وسلاس المصمودی اللیثی (۲۸۷ھ - ۳۶۷ھ)

ان کے اجداد کا تعلق بربر قبیلے مصمودہ سے تھا۔ کثیر بن وسلاس اندلس آئے اور قرطبہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس کے بعد یہ خاندان اندلس ہی میں رہا۔ تعلق علمی خانوادے سے تھا۔ یحییٰ بن یحیی اللیثی (م ۲۳۴ھ)(۲) اپنے علم وفضل اور زہد وتقوی کی وجہ سے اہلِ اندلس میں مقبول ہو گئے۔ یحییٰ بن عبداللہ کے والد، چچا، بھائی اور خاندان کے دیگر افراد کا شمار فاضل علماء میں ہوتا ہے۔ اپنے دادا اور والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے علماء اندلس سے استفادہ کیا اور پھر بلادِ مشرق کا سفر کیا۔

شیوخ: ان کے ممتاز شیوخ میں سے چند درج ذیل ہیں:

- عبداللہ بن یحییٰ (والد)(۳)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)

۱- قضاۃ قرطبۃ، ۲۳۸؛ جذوۃ، ۴۳؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۵۵؛ بغیۃ الملتمس، ۱/۸۵ ترجمہ ۵۷؛ الدیباج، ۳۵۶؛ تاریخ قضاۃ الاندلس، ۷۵؛ سیر أعلام، ۱۶/۲۴۳؛ شجرۃ النور، ۱/۹۸؛ شذرات، ۳/۶۰؛ الأعلام، ۶/۲۹

۲- یحیی بن یحیی اللیثی کے لیے رجوع کیجئے: کتاب ھذا صفحہ ۸۲

۳- عبداللہ بن یحیی کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۱۸۶

Marfat.com

- ابوالجعد اسلم بن عبدالعزیز (م ۳۱۹ھ)
- احمد بن خالد الحباب (م ۳۲۲ھ)
- عبیداللہ بن یحییٰ بن کثیر (م ۲۹۸ھ) عم والد[1] ان سے موطأ کا سماع کیا۔
- سعید بن فحلون (م ۳۴۶ھ) ان سے ابن حبیب کی الواضحۃ اور دوسری کتب کا سماع کیا۔

مجالسِ علمی: تحصیل علم کے بعد تلامذہ کے لیے مجالس درس منعقد کیں۔ ابن الفرضی کہتے ہیں کہ الموطأ کی روایت کے لیے مجالس میں تلامذہ کی کثیر تعداد ہوتی جن کا تعلق اندلس کے مختلف شہروں سے ہوتا۔ وہ کہتے ہیں:

لم أشهد بقرطبة مجلسا أكثر من مجلسه في الموطأ

تلامذہ: چند ممتاز تلامذہ یہ تھے:

- ابوالولید الفرضی (م ۴۰۳ھ) انہوں نے ۳۶۴ھ میں الموطأ کا سماع کیا۔
- ابوعمرو احمد بن محمد الطلمنکی (م ۴۲۹ھ)
- محمد بن یحییٰ الحذاء (م ۴۱۶ھ)
- ابوعمرو عثمان بن احمد القیشطالی (م ۴۳۱ھ)
- یونس بن مغیث (م ۴۲۹ھ)
- ابوالحسن علی بن حسن المری (م ۳۳۵ھ)
- محمد بن عمر بن الفخار (م ۴۱۹ھ)
- ابوالحزم خلف بن عیسیٰ الوشقی (م ۴۲۱ھ) وشقہ کے قاضی رہے۔

ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ قرطبہ کے حاکم المؤید باللہ نے بھی ان سے الموطأ کا ۳۶۴ھ میں سماع کیا۔

علمی مقام: اپنے علم و فضل کی وجہ سے مختلف ذمہ داریوں پر متعین کیے گئے۔ مختلف علاقوں مثلاً البیرہ اور بجانہ وغیرہ میں قضاء کے عہدہ پر فرائض سرانجام دیئے۔ قرطبہ کے لوگوں میں ہردل

۱۔ عبیداللہ بن یحییٰ کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس، ۲۰۶

Marfat.com

عزیز تھے۔ اہل علم نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

جليل القدر عالي الدرجة في الحديث

ذھبی نے ان کے علم کا اعتراف کرتے ہوئے **الامام، الجلیل مسند الاندلس** کے القابات دیئے ہیں۔

انھوں نے اللیث بن سعد کی کتاب، عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی تفسیر وغیرہ بھی اندلسی تلامذہ کو روایت کی۔

وفات: ابو عیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ آخر عمر تک اپنے علم سے لوگوں کو مستفید کرتے رہے اور بالآخر رجب ۳۶۷ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ محمد بن یبقی (م ۳۸۱ھ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ بنو عباس میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو عبداللہ، محمد بن حارث بن أسد الخشنی القروی (م ۳۶۱ھ/ ۳۷۱ھ)

علمائے انساب کا قول ہے کہ خشن ایک بستی اور قبیلہ دونوں کا نام ہے۔ اغلباً ابو عبداللہ کی نسبت قبیلہ خشن کی طرف ہے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ بارہ (۱۲) سال کی عمر میں افریقہ سے اندلس آئے، قیروان میں سکونت اختیار کی۔ طلب علم کے لیے وہ اندلس کے مختلف شہروں میں گئے۔

شیوخ: ان کے چند اساتذہ درج ذیل ہیں:

- احمد بن نصر (م ۲۸۸ھ)
- احمد بن زیاد اللخمی القرطبی (م ۳۲۶ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- احمد بن عبادۃ الرعینی (م ۳۳۲ھ)
- محمد بن وضاح (م ۲۸۷ھ)

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۴۴۲؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۶۷۶ ترجمہ ۱۴۸۲؛ الدیباج، ۴۳۴؛ العبر، ۲/ ۳۴۶؛ شذرات، ۳/ ۶۵؛ سیر أعلام، ۱۶/ ۲۶۷؛ البیرہ اور بجانہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/ ۲۴۴؛ ۱/ ۳۳۹

Marfat.com

- حسن بن سعد القرطبی (م ۳۳۲ھ)
- احمد بن یوسف (م ۳۲۷ھ)
- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)
- محمد بن یحییٰ بن لبابہ (م ۳۳۰ھ)

علمی مقام: تذکرہ نگاروں نے ان کے تلامذہ کے ناموں کا تعین نہیں کیا۔ قرطبہ آئے امیر وقت حکم المستنصر باللہ کی فرمائش پر تالیف وتصنیف کا کام شروع کیا۔ غالباً اس وقت ان کی عمر اٹھارہ (۱۸) برس تھی۔

حمیدی انہیں اہل علم وفضل میں شمار کرتے ہیں، کہتے ہیں:

كان من اهل العلم والفضل، فقيه محدث

ابن الفرضی ان کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان حافظاً عالماً بالفتيا

شعروادب سے بھی لگاؤ تھا۔ ابن الفرضی ہی لکھتے ہیں:

كان شاعر أبليغاً الا انه كان يلحن

ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان حافظاً للفقه، نبيها ذكيا فقيها فطينا۔۔۔ كان عالماً بالأخبار واسماء الرجال۔۔۔ شاعر أبليغا

حکم نے ان کو مختلف حکومتی ذمہ داریوں پر متعین کیا۔ قرطبہ میں مجلس شوریٰ اور بجایہ میں محکمہ وراثت کی ذمہ داری ملی۔

تالیفات: مفید کتب تالیف کیں۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- اخبار الفقهاء والمحدثين
- الاتفاق والاختلاف فی مذهب مالك
- الاقتباس

Marfat.com

- تاریخ الافریقیین
- تاریخ علماء الأندلس
- التعریف
- طبقات فقهاء المالکیة
- تاریخ علماء افریقیة
- مناقب سحنون
- کتاب الفتیا
- کتاب النسب

ہمارے سامنے ان کی کتاب قضاة قرطبة ہے۔ محقق کتاب ابراهیم الابیاری کی تحقیق کے مطابق تاریخ قضاة الاندلس، اخبار القضاة والمحدثین، اخبار الفقهاء والمحدثین مستقل الگ الگ کتب نہیں بلکہ قضاة قرطبة کو مختلف اہل علم نے مختلف ناموں سے اپنی اپنی تالیفات میں درج کیا ہے۔

قضاة قرطبة کے مؤلف خشنی کے بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حکم المستنصر باللہ نے قرطبہ کے قضاة پر ایک کتاب مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔ بعض مکتبات میں موجود مخطوطات سے بھی اسی نام کی توثیق ہوتی ہے۔

وفات: الخشنی کی ولادت کے بارے میں اہل علم نے اندازہ سے کام لیا ہے۔ کوئی حتمی سال باوثوق طرق سے نہ مل سکا۔ سال وفات کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ابن فرحون (۳۶۱ھ) بتاتے ہیں۔ ذهبی اور بروکلمان (۳۷۱ھ) بتاتے ہیں۔ محقق کتاب کا جھکاؤ بھی اسی سال یعنی ۳۷۱ھ کی طرف ہے۔ (۱)

۱۔ تاریخ علما الاندلس، ۳۸۳؛ جذوة، ۵۳؛ الاکمال، ۳/۲۶۱؛ الدیباج، ۳۵۵؛ بغیة الملتمس، 1/99 ترجمہ ۹۶؛ سیر اعلام، ۱۶/۱۶۵؛ شذرات، ۳/۳۹؛ قضاة قرطبة، مقدمہ محقق کتاب، دار الکتاب المصنف، القاهره، ۱۴۱۰ھ/1989

Marfat.com

ابوزکریا، یحییٰ بن مالک بن عائذ بن کیسان الطرطوشی (۳۰۰ھ۔۳۷۵ھ)

یحییٰ، خلیفہ ھشام بن عبدالملک کے مولیٰ تھے۔ یحییٰ نے پہلے اہل اندلس سے استفادہ کیا۔ ازاں بعد ۳۴۷ھ میں علمائے مشرق سے استفادے کے لیے سفر کیا۔ ۳۴۸ھ میں فریضہ حج ادا کیا ادائیگی حج کے بعد بغداد، مصر، اہواز، بصرہ وغیرہ گئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بائیس (۲۲) سال تک اندلس سے مشرق کا سفر کرتے رہے۔ صاحب ترجمہ کا دعویٰ ہے کہ صرف بغداد میں انھوں نے سات سو (۷۰۰) سے زیادہ شیوخ سے سماع کیا۔

شیوخ: ان کے چند اساتذہ درج ذیل تھے:

- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ)
- ابن الورد البغدادی (م ۳۵۱ھ)
- عثمان بن عبدالرحمٰن (م ۳۲۵ھ)
- ابن ایمن (م ۳۳۰ھ)
- عبداللہ بن یونس المرادی (م ۳۳۰ھ)
- سعید بن السکن (م ۳۵۳ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن قاسم (م ۳۲۷ھ)
- ابن عبدربہ (م ۳۲۸ھ)
- ابومحمد دعلج بن احمد (م ۳۵۱ھ)
- ابوالقاسم احمد بن زیاد (م ۳۲۶ھ)
- ابوعلی حسن بن سعد (م ۳۳۲ھ)
- قاسم بن اصبغ البیانی (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن یحییٰ الربامی (م ۳۵۸ھ)
- ابوعمر احمد بن خالد (م ۳۲۲ھ)

Marfat.com

- ابو عثمان عبید اللہ بن ادریس (م ۳۴۰ھ)
- ابوبکر محمد بن الحسن الزبیدی (م ۳۷۹ھ)
- ابو سھل القطان (م ۳۵۰ھ)
- ابوبکر بن ابی الموت (م ۳۵۱ھ)
- احمد بن سعید بن میسرۃ/مسرۃ (م ۳۲۲ھ)
- قتیبہ بن مسلم بن الفضل
- محمد بن جعفر بن درّان غندر (م ۳۵۷ھ)
- محمد بن قاسم المعروف بن القرطی (م ۳۵۰ھ)
- احمد بن زیاد القرطبی (م ۳۲۶ھ)

۳۶۹ھ میں اندلس آئے۔ مختلف طبقات کے لوگوں نے ان سے سماع کیا۔ ابن الفرضی کہتے ہیں کہ اس سے پہلے مشرق کا سفر کرنے والوں نے اتنا اخذ و استفادہ نہیں کیا جتنا یحییٰ بن مالک نے استفادہ کیا۔ انھوں نے اپنے علم سے دوسروں کو حتی کہ خلفاء کے بچوں کو بھی مستفید کیا۔ مشرق کے طالبان علم کی کثیر تعداد نے بھی ان سے لکھا۔ وہ کہا کرتے کہ جتنے دن میں مشرق رہا اور وہاں علم کو اپنے خط میں ضبط تحریر میں لایا اگر اس کو شمار کروں تو تعداد اور ضخامت دونوں اعتبار سے قیام کے دنوں سے زیادہ ہوگی۔ اندلس میں ہر طبقہ اور عمر کے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ قرطبہ کی جامع مسجد میں ہر جمعہ کو عاشقانِ علم کو احادیث املاء کراتے۔ انھوں نے اپنے شیوخ سے کتب حاصل کیں انہیں لکھا اور پھر املاء کرائیں۔

تلامذہ: ابوزکریا کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے اندلس اور بلادِ مشرق میں جہاں گئے اہل علم نے ان سے استفادہ کیا۔ ۳۶۹ھ میں اندلس واپس آگئے اور غالباً اس کے بعد سفر نہیں کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابو محمد حسن بن رشیق القیروانی (م ۳۶۰ھ/۳۷۰ھ)
- یحیی بن علی الطحان

Marfat.com

- ابوالولید الفرضی (م ۴۰۳ھ)
- یحیی بن علی الحضرمی
- ابوالحسن محمد بن احمد بن القاسم الحاملی (م ۴۰۷ھ)

جامع قرطبہ میں مجالس علمی منعقد کرتے جہاں ہر طبقے اور عمر کے لوگ شریک ہوتے۔

علمی مقام: ابن الفرضی لکھتے ہیں:

كان حسن الكتاب صحيح القلم، روى لنا من الأخبار والحكايات مالم يكن عند غيره ولا أدخله الأندلس قبله وكان حليماً كريماً شريف النفس مع سلامة دينه وحسن يقينه۔

جب سے وہ مشرق سے آئے مستقل روزے رکھے حتی کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔

امام ذہبی نے الامام، المجود، الحافظ، المحقق ایسے عظیم القابات سے ذکر کیا ہے۔

وفات: ابوزکریا نمازِ عصر کے بعد گھر کے لیے روانہ ہوئے ابھی گھر کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ قاضی محمد بن یبقی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ابن الفرضی کہتے ہیں کہ وہ اپنے شیخ کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں موجود تھے۔ اندلس کا یہ ممتاز عالمِ دین ماہ رجب ۳۷۵ھ/۳۷۶ھ میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔ مقبرہ رصافہ میں دفن ہوئے۔ (۱)

ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن علی بن شریعہ اللخمی الاشبیلی (م ۲۹۱ھ۔۳۷۸ھ)

اندلس کا یہ خاندان باجی کے نام سے معروف ہوا۔ اندلس کی تاریخ میں یہ خانوادہ ان چند ممتاز خاندانوں میں سے ہے جو اپنی ذہانت و فطانت، علم و عمل اور عزت و حشمت کے اعتبار سے ممتاز تھا۔

شیوخ: الباجی نے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ چند شیوخ درج ذیل تھے:

- محمد بن عمر بن لبابہ (م ۳۱۴ھ)

۱۔ تاريخ علماء الاندلس، ۴۴۳؛ جذوة، ۳۷۹؛ بغية الملتمس، ۲/ ۶۸۲ ترجمہ ۱۴۹۷؛ تذكرة، ۳/ ۱۰۰۳؛ شذرات، ۳/ ۹۳؛ سير أعلام، ۱۶/ ۴۲۱؛ تاريخ ذهبی، ۲۶/ ۵۸۳۔ ذہبی نے سال وفات ۳۷۶ھ لکھا ہے جبکہ ابن الفرضی اور حمیدی نے ۳۷۵ھ

Marfat.com

- محمد بن قاسم (م ۳۲۷ھ)
- احمد بن خالد (م ۳۲۲ھ)
- عبداللہ بن یونس المرادی (م ۳۳۰ھ)
- محمد بن فطیس (م ۳۱۳ھ)
- اسلم بن عبدالعزیز (م ۳۱۹ھ)
- الحسن بن عبداللہ الزبیدی (م ۳۱۸ھ)
- محمد بن مسور (م ۳۲۵ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- عثمان بن جریر (م ۳۲۳ھ)
- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م ۳۳۰ھ)
- عثمان بن عبدالرحمن (م ۳۲۵ھ)

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ تقریباً پچاس سال احادیث روایت کرتے رہے۔ ان سے وقت کے کبار علماء نے بھی استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابو عمر احمد بن عبداللہ (م ۳۹۶ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے [1]
- احمد بن عمرو بن عصفور/منصور (م ۳۱۲ھ)
- ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ)
- خلف بن سعید (م ۳۰۵ھ)
- ابو عثمان سعید بن سیدابیہ (م ۳۸۰ھ)
- اسماعیل بن اسحاق ابن الطحان (م ۳۸۴ھ)
- احمد بن محمد الخزاز (م ۳۷۳ھ)
- عبداللہ بن ابراہیم الاصیلی (م ۳۹۲ھ)

۱۔ صاحبزادے ابو عمر کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۱۱۴

Marfat.com

○ حمام بن احمد القاضی (م ۴۲۱ھ)

علمی مقام: ابن الباجی اپنی مرویات میں حافظ، ضابط اور متقن تھے۔ ان کے ثقاہت اور علم حدیث سے ان کی رغبت کی خبر اندلس میں پھیل گئی۔ صغار و کبار شائقین کی ایک بڑی تعداد نے ان سے سماع کیا۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ انھوں نے ابن الباجی سے قرطبہ سے میں سماع کیا اور پھر دوبارہ اس مقصد کے لیے اشبیلیہ کا سفر بھی اختیار کیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ عمر عزیز کے پچاس سال حدیث کی خدمت میں مصروف رہے۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان ضابطاً لروایته، ثقة، صدوقاً، حافظاً للحدیث، بصیراً بمعانیه، لم ألق فیمن لقیته من شیوخ الأندلس أحداً أفضل علیه فی الضبط۔

ایک دوسرے شاگرد رشید اسماعیل بن اسحاق کہتے ہیں:

لم یکن بالأندلس بعد عبد الملک ابن حبیب مثل ابی محمد الباجی

ذہبی ان کے حفظ و اتقان اور علم و فضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

العلامة، الحافظ محدث الاندلس

وفات: اشبیلیہ کا یہ عالم بے بدل ماہ رمضان ۳۷۸ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ صاحبزادے احمد بن عبداللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابوبکر، محمد بن الحسن بن عبداللہ بن مذحج الزبیدی الحمصی الاشبیلی (م ۳۷۹ھ)

اصلاً شام سے تھے۔ اندلس آئے اور اشبیلیہ سکونت پذیر ہوئے۔ حصول علم کی لگن تھی۔ اندلس کے علماء اور پھر علمائے مشرق سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند اساتذہ درج ذیل ہیں:

○ قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)

۱- جذوۃ، ۲۵۰؛ تاریخ علماء الاندلس، ۱۹۸؛ بغیة الملتمس، ۲/۴۲۹ ترجمہ ۸۸۲؛ تذکرۃ الحفاظ، ۳/۱۰۰۴؛ سیر أعلام، ۱۶/۷۷، ۳؛ شذرات، ۳/۹۲

Marfat.com

- سعید بن فحلون (م ۳۴۶ھ)
- احمد بن سعید الصدفی (م ۳۵۰ھ)
- ابو علی القالی (م ۳۵۶ھ)
- ابو عبد اللہ الرباحی

تلامذہ: صرف ونحو میں ید طولی رکھتے تھے۔ طلباء کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ امیر اندلس المستنصر باللہ نے اپنے بیٹے ہشام کی تعلیم و تربیت کے لیے قرطبہ بلایا جہاں خود امیر اور ھشام نے محمد بن الحسن سے استفادہ کیا۔ چند دیگر تلامذہ یہ تھے:

- ابراھیم بن محمد بن زکریا بن الافلیلی (م ۴۴۱ھ)
- قاضی ابن ابی مسلم
- ابو القاسم احمد بن محمد۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- ابو عمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابو الولید محمد بن محمد (م ۴۴۲ھ تقریباً)[۱]۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے

علمی مقام: علم نحو میں امام تسلیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ دیگر علوم دینیہ پر بھی دسترس حاصل تھی۔ مختلف مناصب پر متمکن ہوئے۔ صاحب الشرطہ مقرر ہوئے۔ اس دوران ابو الحسن جعفر بن عثمان وزیر نے ایک خط بھیجا۔ ابو بکر بن الحسن نے اس میں لغوی غلطی پر صاحب رسالہ کو جواباً ایک خط لکھا جس میں بغیر تصریح کے لغوی غلطی کی طرف اشارہ کیا۔ کتب مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر اور صاحب ترجمہ کے درمیان خطوط کا تبادلہ ہوتا رہا۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان متفننا فقيها اديباً شاعراً و كان مع أدبه من اهل الحفظ للفقه والرواية للحديث

ابن حیان کا قول ہے:

لم يكن في علم النحو نظير في الأندلس

۱۔ صاحبزادے محمد بن محمد کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۲/۵۰۹

Marfat.com

ابن الحذاء کہتے ہیں:

لم ترعینی مثلہ فی علمہ وادبہ

قاضی ابن زرب بہت تعظیم کرتے تھے اور ان سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔

تالیفات: الزبیدی نے متعدد کتب تصنیف کیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

- کتاب الابنیة
- کتاب اللحن العامة
- کتاب النحاۃ واللغویین
- الواضح اس کا موضوع نحو تھا۔
- اختصار کتاب العین مؤلفہ خلیل الفراھیدی

وفات: متنوع علوم بالخصوص علم نحو کا یہ ماہر اشبیلیہ میں ۳۷۹ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ بڑے صاحبزادے احمد نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن محمد بن یحیی بن مفرج القرطبی (۳۱۵ھ۔ ۳۸۰ھ)

ابن مفرج کے نام سے معروف تھے۔ طلب علم کا آغاز اپنے شہر قرطبہ سے کیا اور وہاں مقیم اجل علماء سے استفادہ کیا۔ بلاد مشرق کا سفر ۳۳۷ھ میں کیا۔ رفیق سفر ابن عون اللہ تھے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن کے مختلف شہر، شام، بیت المقدس، بغداد وغیرہ گئے اور وہاں اساتذہ سے علوم کی تحصیل کی۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی فہرست طویل ہے، ان کے نمایاں شیوخ درج ذیل ہیں:

- محمد بن عبداللہ بن اُبی دلیم (م ۳۳۸ھ)

۱۔ تاریخ علماء الاندلس، ۳۶۶؛ جذوۃ ۴۶؛ بغیۃ الملتمس، ۹۳/۱ ترجمہ ۸۰؛ وفیات، ۳۷۲/۴؛ شذرات الذھب، ۹۴/۳؛ سیر اعلام، ۴۱۷/۱۶؛ تاریخ ذھبی، ۶۴۹/۲۶؛ انھی سال وفات ۳۳۰ھ لکھتے ہیں جو درست نہیں۔

Marfat.com

- عبدالرحمن بن اسد الکازرونی
- ابوالقاسم حمزہ بن محمد الکنانی (م ۳۵۷ھ)
- خیثمہ بن سلیمان (م ۳۴۳ھ)
- ابومحمد، عبداللہ بن جعفر بن الورد (م ۳۵۱ھ)
- محمد بن القاسم القرطبی (م ۳۳۵ھ)
- محمد بن محمد بن عبدالسلام الخشنی (م ۳۳۸ھ)
- احمد بن بھزاد السیرافی المصری (م ۳۴۶ھ)
- ابوالحسن محمد بن ایوب بن حبیب الرقی (م ۳۴۱ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ) سے خوب استفادہ کیا
- ابوسعید ابن الاعرابی، احمد بن محمد بن زیاد المکی (م ۳۴۰ھ)
- ابوعلی، الحسن بن یوسف بن مُلیح الطرائفی المصری (م ۳۴۰ھ)

تلامذہ: علوم کی تحصیل کے بعد اندلس واپس آئے اور طلبہ کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

سمع منه الناس كثيراً۔

ان کے چند تلامذہ حسبِ ذیل ہیں:

- ابوعمر، احمد بن محمد بن عبداللہ الطلمنکی (م ۴۲۹ھ)
- ابوسعید بن یونس مصری
- ابوالولید ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ) ابن المفرج نے ان کو اپنی تمام کتب کی روایت کی اجازت دی

علمی مقام: اندلس آنے کے بعد ان کے علم وفضل کی شہرت حاکم وقت تک پہنچی۔ اس وقت مستنصر باللہ حاکم تھا۔ اس نے استجّہ اور ریّہ کا قاضی مقرر کیا۔ اہل علم نے علم حدیث میں ان کی مہارت کو تسلیم کیا ہے۔ ابن فرحون کہتے ہیں:

Marfat.com

كان حافظاً للحديث، عالماً به، بصيراً بالرجال صحيح النقل ـ ـ ـ كان من أوثق المحدثين بالأندلس۔

الضبی لکھتے ہیں:

محدث حافظ جليل۔

ابن الفرضی کا قول ہے:

كان حافظاً للحديث بصيراً باسماء الرجال واحوالهم صحيح النقل جيد الكتاب على كثرة ما جمع وأكثر الناس عنه۔

ابوعبداللہ بن عفیف کا قول ہے:

كان ابن مفرج من أغنى الناس بالعلم واحفظهم للحديث، ما رأيت مثله في هذا الفن، من أوثق المحدثين وأجودهم ضبطاً۔

تالیفات: ابن مفرج صاحب تالیف تھے۔ حمیدی کہتے ہیں: حافظ، جليل، له كتب في الفقه و فقه التابعين۔ ان کی چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- فقه الحسن البصری
- فقه الزهری
- مسند ابن الفرضی
- المسند۔ اپنے شیخ قاسم بن اصبغ سے مسموع روایات کو جمع کیا

وفات: رجب ۳۸۰ھ میں ابن مفرج خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ مقبرہ ربض میں ابوجعفر احمد بن عون کے قریب دفن ہوئے۔ قاضی محمد بن یبقی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۱)

۱۔ جذوة، ۴۰؛ تاريخ علماء الاندلس، ۳۶۷؛ بغية الملتمس، ۱/۷۱ ترجمہ ۱۴؛ الديباج، ۴۰۵؛ تذكرة الحفاظ، ۳/۱۰۰۷؛ النجوم، ۴/۱۵۸؛ سیر اعلام، ۱۶/۳۹۰؛ شذرات، ۳/۹۷؛ اسجہ اور ربیہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/۱۷۴؛ ۳/۱۱۶

Marfat.com

ابوبکر محمد بن یبقی بن زرب بن یزید القرطبی (۳۱۷ھ - ۳۸۱ھ)

ابوبکر محمد بن یبقی کا تعلق قرطبہ سے تھا۔ وہ فقہ مالکی کے ماہر مانے جاتے تھے۔ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اندلس اور بلادِ مشرق کے علماء سے علم حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں عمدہ حافظہ سے نوازا تھا۔ مالکی مسائل کے حفظ میں تو وہ عجوبہ روزگار تھے۔ قرطبہ کے قاضی القضاۃ رہے۔

شیوخ: ان کے چند مشہور اساتذہ یہ تھے۔

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن عبداللہ بن ابی دلیم (م ۳۳۸ھ)
- اللؤلؤی (م ۳۵۰ھ)

تلامذہ:

- محمد بن یحییٰ الحذاء (م ۴۱۶ھ)
- یونس ابن مغیث (م ۴۲۹ھ)
- ابوبکر عبدالرحمٰن بن احمد حوبیل (م ۴۰۹ھ)

علمی مقام: تحصیل علم کے بعد ان کے علم وفضل کا چرچا ہر طرف ہونے لگا۔ جب اندلس آئے تو اس وقت ابن ابی عامر برسرِ اقتدار تھا۔ وہ ابن یبقی کی بہت تکریم و تعظیم کرتا تھا۔ جب ابن یبقی، ابن ابی عامر کے پاس جاتے تو وہ بہت خوش ہوتا اور تعظیماً کھڑا ہو جاتا۔ ۳۶۷ھ میں محمد بن اسحاق کے بعد قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔

قاضی محمد بن اسحاق بن السلیم (م ۳۶۷ھ) کہا کرتے:

یا ابابکر لو راک عبدالرحمن بن القاسم القاضی لعجب منک

ابن الفرضی کہتے ہیں:

کان أحفظ اهل زمانه للمسائل علی مذهب مالک و اصحابه

ابن الفرضی ان کے تقویٰ و زہد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان كثير الصلاة، كثير التلاوة، وكان مع علمه بالمسائل بصيراً بالعربيه والحساب۔

الضبی لکھتے ہیں:

كان فقيها، نبيلاً، فاضلاً، جليلاً۔

تالیفات:

- الرد على ابن ميسرة
- كتاب الخصال: فقہ کے موضوع پر تھی جو ابن الکابسی الحنفی کے رد میں لکھی گئی۔

وفات: ابوبکر رمضان کے مبارک مہینہ میں ۳۸۱ھ کو دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ احمد بن عبداللہ بن ذکوان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں دفن ہوئے۔(۱)

ابوعمر، احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم اللخمی القرطبی (م۲۹۹ھ۔ ۳۸۳ھ)

ابن کنانہ اور ابن العنان کے نام سے معروف تھے۔ ابن العنان نے اندلس کے علماء کے علاوہ بلاد مشرق کے مختلف اقطار وامصار کے اہلِ علم سے بھی استفادہ کیا۔

اساتذہ: چند اساتذہ درج ذیل ہیں:

- قاسم بن اصبغ (م۳۴۰ھ)
- احمد بن خالد (م۳۲۲ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن قاسم (م۳۲۷ھ)
- محمد بن عبدالملک بن ایمن (م۳۳۰ھ)
- ابوسعید بن الاعرابی (م۳۴۰ھ)
- ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمن (م۳۲۵ھ)

۱- جذوة، ۱۰۰؛ تاريخ علماء الاندلس، ۳۶۹؛ بغية الملتمس، ۱/۱۸۹ ترجمہ ۳۲۶؛ تاريخ قضاة الأندلس، ۷۷؛ ترتيب، ۴/۶۳۰؛ سير أعلام، ۱۶/۴۱۱؛ الديباج، ۳۶۴؛ شذرات، ۳/۱۰۱؛ شجرة النور، ۱/۱۰۰

Marfat.com

- ابومحمد بن الورد (م ۳۵۱ھ)
- احمد بن مسعود الزبیدی/الزنبری (م ۳۳۰ھ)

تلامذہ: ابن الفرضی کا قول ہے کہ ابن العنان جس علاقے میں گئے وہاں اخذ و تحصیل کے ساتھ ساتھ اس علاقے کے شائقین علم کیلئے مجالس علمی بھی منعقد کیں۔ تلامذہ میں نمایاں یہ تھے۔

- محمد بن اسحاق بن سلیم القاضی (۳۵۵ھ) اپنے وقت کے معروف قاضی القضاۃ۔
- ابوالولید عبداللہ محمد ابن الفرضی (۴۰۳ھ) صاحب تاریخ علماء الاندلس
- عبدالرحمٰن بن احمد الاشج (م ۳۶۶ھ)

علمی مقام: ابن الفرضی نے اپنے شیخ کی تبحر علمی اور ذاتی اوصاف کا اظہار یوں کیا:

کان ثقة، خیاراً وسیما، حسن المنظر والمخبر، ضابطاً لما کتب جید التقیید لماروی

امام ذہبی نے انھیں المحدث المتقن کے اعزازات سے یاد کیا۔ ابن الفرضی کے شیخ کے بارے میں یہ تاثرات قابل توجہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

کان من اوثق من کتبنا عنه

وفات: ابن الفرضی شیخ کی وفات کے موقع پر اندلس میں نہیں تھے۔ صفر ۳۹۳ھ میں اپنے وقت کا عظیم محدث خالق حقیقی سے جا ملا۔ قاضی محمد بن یحییٰ التمیمی (م ۳۹۴ھ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن القاسم بن حزم القلعی الثغری (م ۳۲۰ھ۔ ۳۸۳ھ)

ابومحمد کا تعلق اندلس کے مشہور علاقے قلعہ ایوب سے تھا۔ اپنے وقت کے معروف عالم، زاہد اور حق بات کہنے میں بڑے جرأت مند تھے۔ اندلس کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ ۳۵۰ھ میں مشرق کا سفر کیا۔ بصرہ، عراق، مصر، بغداد، کوفہ وغیرہ کے معروف شیوخ سے سماع کیا۔

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۵۶؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۲۳۲ ترجمہ ۴۲۵؛ سیر أعلام، ۱۶/ ۴۲۵

Marfat.com

شیوخ: ان کے چند مشہور شیوخ درج ذیل تھے:

- احمد بن یوسف بن عباس (م ۳۲۷ھ)
- وھب بن مسرہ (م ۳۴۶ھ)
- ابو اسحاق الجھیمی ابراھیم بن سعید (م ۳۵۱ھ)
- ابو بکر الشافعی (م ۳۵۴ھ)
- ابن دحیم محمد بن علی (م ۳۵۲ھ)
- ابوالعقب الدمشقی (م ۳۵۳ھ)
- عبداللہ بن جعفر بن الورد (م ۳۵۱ھ)
- احمد بن الحسن الرازی (م ۳۵۷ھ)
- حسن بن رشیق (م ۳۷۰ھ)
- ابو محمد الثغری (م ۳۷۵ھ)
- ابوالحسن احمد بن محمد بن مقسم المقریٔ
- ابن ابی طنبہ
- احمد بن جعفر بن حمدان القطیعی (م ۳۶۸ھ)۔ راوی مسند احمد۔ ان سے امام احمد کی المسند اور کتاب التأریخ کا سماع کیا۔
- ابوالعباس ابوعلی بن الصواف (م ۳۵۹ھ)۔ ان سے امام احمد کی کتاب العلل وغیرہ کا سماع کیا۔

تلامذہ: ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کانت الرحلة الیه من جمیع نواحی الثغر, نفع اللہ به عالماً کثیراً۔

ابو محمد الثغری سفر و سیاحت سے واپس آئے۔ تو شائقین کی کثیر تعداد نے اس زاہد و عابد سے اخذ و استفادہ کیا۔ چند تلامذہ یہ تھے:

- عباس بن اصبغ (م ۳۸۶ھ)
- احمد بن عون اللہ (م ۳۷۸ھ)

Marfat.com

- اسماعیل بن اسحاق (م ۳۸۴ھ)
- ابوسعید بن یونس
- عبداللہ بن احمد بن بتری
- ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے اس شیخ سے خوب استفادہ کیا۔ زجاج کی معانی القرآن کا سماع کیا۔ یہ کتاب شیخ ثغری کے سوا کسی اور کے پاس نہ تھی۔ لہذا یہ کتاب شیخ کے سامنے ہم نے پڑھی۔

علمی مقام: ابومحمد اپنے علاقے کے معروف عالم وفقیہ تھے۔ زہد وعبادت میں ان کو امام سفیان الثوری کے مشابہ قرار دیا جاتا تھا۔ امیر المستنصر نے قاضی کا عہدہ پیش کیا لیکن معذرت کر لی۔ حق گو اور جرأت مند تھے۔ امراء کو ان کی غلط باتوں پر بے خطر ٹوک دیا کرتے تھے۔ آیتِ کریمہ لایخاف فی اللہ لومۃ لائم ان پر صادق آتی۔

ابن الفرضی کہتے ہیں:

کان فقیھا فاضلاً دیناً ورعاً صلباً فی الحق، شجاعاً مجاھداً۔

الضبی لکھتے ہیں: محدث، فاضل، زاھد، عالم

الذھبی انہیں المجود الزاھد، القدوۃ المجاھد کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

ذھبی آگے لکھتے ہیں:

کان فقیھا صلباً فی الحق۔۔۔ ورعاً، ثقۃ، مأموناً۔

وفات: ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ قرطبہ سے ۳۷۶ھ میں قلعہ ایوب چلے گئے اور وہاں ۳۸۳ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ابن الفرضی بتاتے ہیں کہ ان کی وفات کے وقت وہ مشرق میں تھے، لہذا جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔(۱)

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۲۰۲؛ جذوۃ، ۲۵۴؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۴۳۳ ترجمہ ۸۸۹؛ الدیباج، ۲۳۴؛ سیر أعلام، ۱۶/۴۴۴؛ شذرات، ۳/۱۰۴؛ الرشاطی، ۱۸۴، ۳۴

Marfat.com

ابوالقاسم، اسماعیل بن اسحاق بن ابراہیم القیسی القرطبی المالکی (۳۰۵ھ۔ ۳۸۴ھ)

ابن الطحان کے نام سے معروف تھے۔ حدیث وفقہ کے متبحر عالم اور صاحب تصنیف تھے۔

اساتذہ: اپنے وقت کے ممتاز علماء سے استفادہ کیا۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

- محمد بن معاویہ ابن الاحمر القرشی (م ۳۵۸ھ)
- احمد بن عبادۃ الرعینی (م ۳۳۲ھ)
- حسان بن عبداللہ الاستجی (م ۳۳۴ھ)
- احمد بن دحیم (م ۳۳۸ھ)
- ابن ابی دلیم (م ۳۳۸ھ)
- ابوالعباس احمد بن سعید (م ۳۹۲ھ)
- خالد بن سعد (م ۳۵۳ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)

تلامذہ: اپنے تلامذہ کے ساتھ شفیق تھے۔ ان کے ساتھ طویل مجلس علمی منعقد کرتے۔ بقول ابن الفرضی وہ بڑے باہمت تھے اور اپنے تلامذہ کو زیادہ سے زیادہ وقت دینے پر ہمہ وقت آمادہ رہتے۔ ان کے تلامذہ کثیر تھے لیکن سرِ دست تعین صرف ابن الفرضی صاحب تاریخ علماء الأندلس کا ہوسکا۔ وہ لکھتے ہیں:

سمعت منه كثيراً، وقد سمع منه أكثرا صحابنا، وانتفع به أهل الكور بصبره على القراءة لهم والمواظبة على الجلوس۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب تاریخ علماء الأندلس میں اکثر مقامات پر ان سے روایت کیا ہے۔

علمی مقام: اپنے علم وفضل کی وجہ سے مقبول تھے۔ فقہ کے مقابلے میں حدیث سے زیادہ دلچسپی تھی۔

ابن الفرضی اور ابن فرحون کہتے ہیں:

Marfat.com

كان عالماً بالآثار والسنن، حافظاً للحديث ورجاله وأخبارهم، حسن الحكاية، كثير الفائدة۔

فتویٰ میں حدیث سے متبادر مفہوم پر اعتماد کرتے۔ ابن فرحون کہتے ہیں:

كان فتياه بما ظهر من الحديث

تالیفات: ابن الطحان نے مختلف فنون پر تالیفات مرتب کیں۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان أكثر وقته تصنيفا في الحديث والتواريخ، وخرج في غير نوع من المصنفات۔

- اختصار المدونة

وفات: ابو القاسم کا صفر ۳۸۴ھ کو انتقال ہوا۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ حاکم وقت بھی جنازہ میں شریک ہوا۔ لوگوں میں ان کی عظمت اور ہردلعزیزی کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ اہل علم نے ان کے فضائل کے اعتراف میں مرثیے بھی کہے۔ قاضی محمد بن یحییٰ بن زکریا التمیمی نے نمازِ جنازہ پڑھائی، مقبرہ قریش میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو محمد، عبداللہ بن ابی زید النفزی القیروانی المالکی (م ۳۸۹ھ)

ابن ابی زید کے نام سے معروف تھے۔ تعلق قیروان (افریقہ) سے تھا۔ مسلک مالکی کے امام مانے گئے اور مالک الصغیر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حصول علم کے لیے قیروان کا سفر کیا اور دوسرے مغربی علاقوں میں گئے اور اپنی ذہانت و فطانت کا لوہا منوایا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں سے چند یہ ہیں:

- عثمان بن سعید الغرابلی (م ۳۴۱ھ)
- احمد بن سعید (۳۲۷ھ)
- محمد بن الفتح (م ۳۷۸ھ)

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۶۵؛ الدیباج، ۱۵۵؛ سیر أعلام، ۱۶/ ۵۰۲؛ شجرة النور، ۱/ ۹۳

Marfat.com

- درا س بن اسماعیل (م ۳۵۷ھ)
- سعدون الخولانی (م ۳۱۴ھ)
- ابو سعید بن الأعرابی (م ۳۴۰ھ)
- ابو بکر بن اللباد (م ۳۳۳ھ)
- فرج بن غزلون العسال
- حسن بن نصر السوسی
- محمد بن مسرور الحجام
- عبداللہ مسرور الابیانی
- القطان
- زیاد بن موسی
- ابوالفضل القیسی

تلامذہ: اجل اہل علم سے استفادے کے بعد دور ونزدیک سے آنے والے کبار وصغار سب کو مستفید کیا۔

قاضی عیاض کہتے ہیں:

ورحل الیہ من الاقطار ونجب اصحابہ وکثر الآخذون عنہ۔

ذہبی اور محمد بن مخلوف کہتے ہیں:

والیہ الرحلۃ من الآفاق۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

کثر الآخذون عنہ۔

اپنے تلامذہ کے ساتھ رویہ مشفقانہ تھا۔ فراخدلی سے طلبہ کی مالی مدد کرتے۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں۔

- عبدالرحیم بن العجوز السبتی (م ۴۱۸ھ)
- عبداللہ بن غالب السبتی (م ۴۳۴ھ)

Marfat.com

- ابوعبداللہ الحذاء (م ۴۱۶ھ)
- ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن الخولانی (م ۴۳۲ھ)
- ابوالمطرف القنازعی (م ۴۱۳ھ)
- عبداللہ بن الولید الانصاری (م ۴۴۸ھ)
- ابوسعید/ ابوالقاسم البرادعی
- ابن عابد
- خلف بن ناصر

علمی مقام: اہل علم نے مذہب مالکی میں ان کی امامت وسیادت کو تسلیم کیا۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں:

حاز رئاسة الدین والدنیا جامع مذهب مالک وشارح اقوال، وکان واسع العلم کثیر الحفظ والروایة، وکتبه تشهد بذلک۔

امام مالک کے مذہب کو نہ صرف مدون کیا بلکہ اس کی شرح وتفصیل بھی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مدافعت کی۔ محمد مخلوف لکھتے ہیں:

وهو الذی لخص المذهب ولمّ نشره و ذب عنه۔

مالکی مذہب میں جو مقام انہیں ملا ہمعصر اہل علم اس مقام تک نہ پہنچ سکے۔ فقہ وحدیث میں مہارت کے ساتھ ساتھ شعروادب کے بھی شہ سوار تھے۔ محمد مخلوف لکھتے ہیں:

فصیح القلم یقول الشعر ویجیده مع صلاح وورع وعفة۔

نرم مزاج اور متدین تھے۔ بارعب شخصیت کے مالک تھے، ان کی مجالس علمی باوقار ہوتیں۔ کسی کو غیر ضروری بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

کان شیخاً عالماً، ورعاً مسمتاً، رقیق القلب، غزیر الدمعة مهیبا فی نفسه، لا یکاد احد ینطق فی مجلسه بغیر صواب۔

انھوں نے متنوع علوم پر کتب تصنیف کیں۔ بالعموم یہ کتب اپنے ہاتھ سے لکھتے اور صحت کا التزام واہتمام کرتے۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان حسن التقييد، صحيح الكتاب۔ وكانت كتبه كلها بخطه كان كثير التصنيف في انواع العلوم۔

تالیفات: ان کی تالیفات کے موضوعات میں تنوع تھا۔ جو ان کے علم وفضل کے شاہد عدل ہیں۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- كتاب النوادر والزيادات
- اختصار المدونة

یہ دونوں کتب مذہب مالکی کا عطر اور نچوڑ ہیں۔

- الاقتداء بمذهب مالك
- كتاب الذب على مذهب مالك
- اعجاز القرآن
- النهي عن الجدال
- الرد على القدرية
- رسالة في اصول التوحيد
- كتاب المناسك
- كتاب الثقة بالله والتوكل على الله
- تفسير اوقات الصلوة
- كتاب المعرفة واليقين
- الرسالة (تالیف کے وقت عمر سترہ (۱۷) برس تھی)
- تهذيب العتيبية۔ عبد العزيز العتبی (م ۲۵۴ھ) کی کتاب العتيبية کی تہذیب وتدوین ہے۔

Marfat.com

وفات: قیروان کا یہ مایہ ناز عالم باعمل ۳۸۹ھ میں دار بقاء کوچ کر گیا۔ (۱)

ابومحمد، عبداللہ بن ابراھیم بن محمد الأصیلی (۳۲۴ھ۔ ۳۹۲ھ)

نشوونما اصیل میں ہوئی۔ ۳۴۲ھ میں قرطبہ آئے اور علم کی تحصیل کی۔ قرطبہ میں مقیم شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۳۵۱ھ میں بلاد مشرق کا سفر اختیار کیا۔ جب بغداد آئے تو احمد بن بویہ برسراقتدار تھا۔ دیگر مشرقی بلاد وامصار گئے تاکہ اہلِ علم سے اخذ واستفادہ ہو سکے۔

شیوخ: مشہور شیوخ درج ذیل تھے۔

- عبدالوارث بن سفیان القرطبی (م ۳۹۵ھ)
- ابوبکر الابھری (م ۳۷۵ھ)
- ابوزید محمد بن احمد المروزی (م ۳۷۱ھ)
- ابوبکر اللؤلؤی (م ۳۵۰ھ)
- وھب بن مسرۃ (م ۳۴۶ھ)
- محمد بن السلیم القاضی (م ۳۶۷ھ)
- محمد بن معاویہ المعروف بابن الاحمر (م ۳۵۸ھ)
- حسن بن رشیق (م ۳۷۰ھ)
- ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراھیم الشافعی البزاز السفار (م ۳۵۴ھ)
- ابوعلی محمد بن احمد بن الحسن بن الصواف (م ۳۵۹ھ)
- ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن علی الکنانی (م ۳۵۷ھ)

۱۔ الدیباج، ۲۲۲؛ شجرۃ النور، ۱/ ۹۶؛ النجوم، ۴/ ۲۰۰؛ سیر أعلام، ۱۰/ ۱۷؛ شذرات، ۳/ ۱۳۱؛ الأعلام، ۴/ ۱۴۲؛ صاحب ترتیب المدارک اور صاحب شجرۃ النور نے سال وفات ۳۸۶ھ لکھا ہے اور صاحب الدیباج نے ۳۴۶ھ جو غلط ہے۔
اہل اندلس سے متعلق مصادر میں ابن ابی زید کا تذکرہ نہیں ملتا کہ ان کا تعلق افریقہ سے تھا۔ ہم نے ان کا ذکر اس لیے مناسب خیال کیا کہ اندلس میں مذہب مالکی ان کے اندلسی تلامذہ کے ذریعے خوب پھیلا۔

Marfat.com

- محمد بن عبداللہ بن زکریا بن حیویہ (م ۳۶۶ھ)

تلامذہ: مشرق میں تقریباً تیرہ (۱۳) سال قیام رہا۔ تعلیم و تعلم کے بعد خلیفہ مستنصر باللہ کے آخری ایام میں اندلس واپس آئے۔ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ شائقین علم کو ابوزید سے حاصل کردہ بخاریؒ کی الجامع روایت کی۔ چند مشہور تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابومحمد علی بن احمد (م ۳۹۰ھ)
- ابن الخذاء (م ۴۱۶ھ)
- عبدالرحیم بن العجوز (م ۴۱۸ھ)
- دارقطنی (م ۳۸۵ھ)۔ علم حدیث میں ان کو بڑا رسوخ تھا۔
- شیخ الابھری (م ۳۷۵ھ)۔ انہوں نے بھی ان سے استفادہ کیا۔ الاصیلی کے شیخ بھی تھے۔

علمی مقام: فقہ و ادب پر دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے جید عالم تھے۔ ساری عمر احادیث کی روایت میں گزاری۔ حمیدی ان کے ذوق علمی اور متقن ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

كان من كبار اصحاب الحديث۔۔۔ اكثر الجمع و الرواية۔۔۔ كان متقناً للفقه والحديث

حدیث کے معانی و مفہوم کے ساتھ اس کے علل اور رجال پر خوب ملکہ حاصل تھا۔

امام الدارقطنی نے انھیں مذہب مالکی کا ستون قرار دیا ہے۔

ابن الفرضی لکھتے ہیں:

كان عالماً بالكلام و النظر، منسوبا الى معرفة الحديث

سرقسطہ میں قاضی رہے۔ قرطبہ میں بھی مجلس شوریٰ کی نمائندگی کی۔ ابن ابی عامر (حاکم وقت) ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتا۔

تصانیف: صاحب تصنیف تھے درج ذیل کتاب بڑی معروف ہوئی۔

Marfat.com

- الدلائل۔ اس کتاب میں انھوں نے ان مسائل کا ذکر کیا جن میں ائمہ کا آپس میں اختلاف ہے۔

وفات: اندلس کا یہ متبحر عالم ۳۹۲ھ میں خالق حقیقی سے جا ملا۔ قاضی احمد بن عبداللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ رصافہ میں دفن ہوئے۔(۱)

ابوالقاسم، خلف بن القاسم بن سھل بن محمد بن الدباغ الازدی القرطبی (۳۲۵ھ۔۳۹۳ھ)

قرطبہ کے معروف عالم تھے۔ ابن الدباغ کے نام سے معروف ہوئے۔ علم کی تحصیل اندلس کے علماء کے علاوہ بلادِ مشرق میں مقیم علماء کرام سے بھی کی۔ بلادِ مشرق کا سفر ۳۴۵ھ میں کیا اور تقریباً پندرہ سال وہاں آتے جاتے رہے۔ شیوخ کی تعداد تقریباً اڑھائی صد بتائی جاتی ہے۔

شیوخ: ان کے چند مشہور شیوخ درج ذیل ہیں:

- احمد بن یحییٰ بن الشامہ (م ۳۴۳ھ)
- محمد بن ھشام القروی (م ۳۴۳ھ)
- ابوالمیمون بن راشد القاضی (م ۳۴۷ھ)
- محمد بن معاویہ (م ۳۵۸ھ)
- علی بن ابوالعقب الدمشقی (م ۳۵۳ھ)
- حسن بن الخضر الاسیوطی (م ۳۶۱ھ)
- ابوبکر الآجری شیخ الحرم (م ۳۶۰ھ)
- حمزہ بن محمد الکنانی المصری (م ۳۵۷ھ)
- ابوبکر احمد بن محمد بن ابی الموت (م ۳۵۱ھ)

۱۔ جذوۃ، ۲۵۷؛ تاریخ علماء الاندلس، ۲۰۵؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۴۴۰ ترجمہ ۹۰۹؛ ترتیب، ۴/۶۴۲؛ الدیباج، ۲۲۴؛ سیر اعلام، ۱۲/۵۶۰؛ شجرۃ النور، ۱/۱۰۰: اصیل کے لیے دیکھئے: معجم البلدان، ۱/۲۱۳

Marfat.com

- ابوالحسن الطوسی (م ۳۱۷ھ)
- احمد بن محمد بن موسیٰ الکنانی (م ۳۴۴ھ)
- ابوبکر محمد بن احمد بن المسور (م ۳۷۰ھ)
- ابوعلی سعید بن السکن المصری (م ۳۵۳ھ)
- ابوالحسن الخزاعی
- یحییٰ بن زکریا بن الشامۃ (م ۳۲۷ھ)
- محمد بن احمد بن کامل بن خروف
- محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی (م ۳۲۰ھ)
- سالم/سلم بن الفضل البغدادی (م ۳۵۱ھ/ ۳۵۰ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن الورد البغدادی (م ۳۵۱ھ)
- احمد بن محمد بن سہل المروزی (م ۳۵۸ھ)

تلامذہ: مشرق سے تحصیل علم کے بعد اندلس آئے۔ طالبان مغرب و مشرق کو مستفید کیا۔ ان کے اجل تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابوعمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابوعمرو الدانی (م ۴۴۴ھ)
- ابوالفتح عبدالواحد بن محمد مسرور (م ۳۷۸ھ)
- ابوالولید الفرضی (م ۴۰۳ھ)

علمی مقام واوصاف: اپنے وقت کے بہترین قاری تھے۔ علم حدیث کے شائق تھے، احادیث لکھتے اور روایت کرتے۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان حافظاً للحدیث، عالماً بطرقه منسوباً الی فهمه وسمع الناس منه قدیماً

حمیدی لکھتے ہیں:

کان محدثا مکثراً حافظاً... کان من اعلم الناس برجال الحدیث، وأکتبهم له،

Marfat.com

وأجمعهم لذلک، وللتواریخ والتفاسیر، ولم یکن له بصر بالرای وهو محدث الاندلس فی وقته

خلف بن قاسم کے بارے میں حمیدی اپنے شیخ ابن عبدالبر کے تاثرات لکھتے ہیں:

کان لایقدم علیه من شیوخه أحداً ــ فقال: أما خلف بن القاسم بن سهل الحافظ فشیخ لنا وشیخ لشیوخنا ابی الولید الفرضی وغیره ــ وکان من أعلم الناس برجال الحدیث واکتبهم له؛ وأجمعهم لذلک ــ ولم یکن له بصر بالرأی وهو محدث الأندلس فی وقته

امام ذھبی نے ان کے علم وفضیلت کا اعتراف الامام، الحافظ، المجود، المتقن جیسے القابات سے کیا ہے۔

تالیفات: ابوالقاسم نے علم کی خدمت تصنیف وتالیف کے ذریعے بھی کی۔ ان کی چند تالیفات یہ ہیں:

- مسند حدیث مالک بن أنس
- اقضیة قاضی شریح
- مسند حدیث شعبة بن الحجاج
- کتاب الخائفین
- زهد بشر بن الحارث الحافی
- اسماء المعروفین بالکنی من الصحابة والتابعین وسائر المحدثین

وفات: یہ عالم بے مثل قرطبہ میں ۳۹۳ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن فطیس وزیر نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ خواص ہی جنازہ میں شریک ہوئے، مقبرہ متعہ میں تدفین ہوئی۔ (۱)

۱۔ جذوة، ۲۰۹؛ تاریخ علماء الاندلس، ۱۱۸؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۳۵۷ ترجمہ ۷۱۹؛ الدیباج، ۱۸۵؛ سیر اعلام، ۱۷/ ۱۱۳، ۲۴۱؛ نفح الطیب، ۲/ ۳۱۸؛ شذرات، ۳/ ۱۴۴؛ تاریخ عساکر، ۵/ ۳۳۴

Marfat.com

ابوعبداللہ، محمد بن عبدالملک بن ضیفون الرصافی اللخمی القرطبی (م ۳۰۳ھ۔ ۳۹۴ھ)

قرطبہ کے مشہور عالم و محدث ۳۰۳ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما ہوئی۔ سماع حدیث کا آغاز علوم وفنون کے مرکز قرطبہ سے ہوا۔ ازاں بعد مشرق کا سفر ۳۳۸ھ میں کیا۔ ۳۳۹ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور بلادِ مشرق گئے اور وہاں کے معروف شیوخ سے اخذ واستفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- احمد بن زیاد اللخمی القرطبی (م ۳۲۶ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن محمد بن ابی سعید
- عبداللہ بن مسرور القیر وانی (م ۳۴۶ھ)
- ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن دحمان
- عبدالکریم النسائی (م ۳۳۰ھ)
- حسن بن سعد (م ۳۳۲ھ)
- ابوبکر بن ابی الاصبغ
- ابن الورد المصری (م ۳۵۱ھ)
- ابوعلی بن السکن المصری (م ۳۵۳ھ)
- عبداللہ بن یونس القبری القرطبی (م ۳۳۰ھ)
- حبیب بن ربیع بن احمد بن ابی سلیمان (م ۳۳۷ھ)
- ابوسعید بن الاعرابی البصری شیخ الحرم (م ۳۴۰ھ)

تلامذہ: ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ طلبہ کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا اور احادیث لکھیں۔ میسر مصادر میں صرف ایک ہی معروف شاگرد کا تعین ہوسکا۔

- ابوعمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) صاحب التصانیف

علمی مقام: قرطبہ کے ممتاز محدثین میں شمار ہوتا۔ طویل عمر پائی ساری عمر علم حدیث کی

Marfat.com

خدمت کرتے رہے۔ ذھبی انھیں الشیخ المحدث کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے شخصی اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے ابن الفرضی لکھتے ہیں:

کان رجلاً صالحاً أحد العدول، حدث و کتب الناس عنه

عمر کے آخری حصے میں حافظہ متاثر ہو گیا۔

وفات: ابن ضیفون کا قرطبہ میں ۳۹۴ھ میں انتقال ہوا اور مقبرہ الرصافہ میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو عبد اللہ، محمد بن یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ التمیمی القرطبی (م ۲۹۹ھ۔ ۳۹۴ھ)

ابن برطال کے نام سے معروف تھے۔ قرطبہ سے تعلق تھا۔ المنصور محمد بن ابی عامر کے ماموں تھے۔ قرطبہ کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ اخذ علم کے لیے اندلس کے اہل علم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۳۴۱ھ میں مشرق کا سفر کیا حج بیت اللہ ادا کیا اور وہاں کے اہل علم سے اخذ و استفادہ کرنے کے بعد دیگر شہروں کے اہل علم سے ملاقات کی۔

شیوخ: ان کے شیوخ کثیر ہیں، چند درج ذیل ہیں:

- ابو علی بن السکن (م ۳۵۰ھ)
- احمد بن خالد الجباب (م ۳۲۲ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن عیسیٰ بن رفاعہ (م ۳۴۸ھ)
- ابو الطیب محمد بن جعفر غندر (م ۳۵۷ھ)
- حمزہ بن محمد الکنانی (م ۳۵۷ھ)
- الحسن بن رشیق (م ۳۷۰ھ)
- ابن ابی الموت (م ۳۵۱ھ)

۱۔ جذوة، ۶۸؛ تاریخ علماء الاندلس، ۳۸۱؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۳۵ ترجمہ ۲۰۰؛ نفح الطیب، ۳/۶؛ سیر أعلام، ۱۷/۵۶؛ شذرات، ۳/۱۴۴

Marfat.com

- احمد بن دحیم (م ۳۳۸ھ)
- احمد بن جامع السکری (م ۳۴۷ھ)
- عثمان بن محمد بن احمد السمر قندی (۳۴۵ھ)
- بکر بن العلاء القشیری
- اسماعیل بن یعقوب بن جراب (م ۳۴۵ھ)
- بکیر بن الحداد
- ابو اسحاق ابراہیم بن فراس
- عبداللہ بن محمد بن یوسف
- محمد بن محمد بن الخیاش
- عبدالکریم بن احمد بن شعیب النسائی
- عمر بن احمد العطار/ ابن الحداد
- ابو محمد بن محمد بن محفوظ/ ابن اسماعیل

اہل علم کی کثیر تعداد سے استفادے کے بعد اندلس واپس آئے۔ حاکم وقت الناصر لدین اللہ عبدالرحمٰن بن محمد نے ریہ کا قاضی مقرر کیا۔ مؤید کے دور حکومت میں جیان کے قاضی بنے۔ قاضی محمد بن یحییٰ بن زرب کے انتقال کے بعد ۳۸۱ھ میں قرطبہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ قاضی القضاۃ کے منصب پر دس سال تک رہے۔ جب ان کا حافظہ اور ذہن ٹھیک نہ رہا تو ۳۹۲ھ میں ابن ابی عامر نے قلمدان وزارت ان کو دے دیا۔ ابن الفرضی نے ان کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

کان شیخاً مسمتاً، جمیلا وقوراً، حلیما متواضعاً کثیر الصیام

تلامذہ: ابن برطال کے حالات پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی جوانی میں انتظامی ذمہ داریوں میں مصروف رہے۔ جب عہدہ قضاء سے ہٹے تو اپنے گھر میں مجالس کا انعقاد کرتے اور یہ مجالس بڑی باوقار ہوتیں۔ ابن الفرضی بھی ان مجالس کا حصہ ہوتے۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے

Marfat.com

ابوعلی بن سکن سے روایت کردہ بخاری کی الجامع کو روایت کیا جوابن الفرضی نے ان کے سامنے پڑھی۔ لکھتے ہیں:

وقد حدث بكتاب البخاری عن أبی السكن وقرأته عليه، وسمعه منا جماعة من الشيوخ والكهول وكان مجلسنا من أجل المجالس التی شهدناها بالاندلس۔

ابن الفرضی کو ابن برطال نے اپنی تمام مسموعات کی روایت کی اجازت دی۔

وفات: ابن برطال کا قرطبہ میں ۳۹۴ھ میں انتقال ہوا۔ مقبرہ قریش میں دفن کیے گئے۔ جنازہ میں ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے شرکت کی۔ لوگ ان کی تعریف کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے۔ (۱)

ابوعمر، احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن شریعہ اللخمی الاشبیلی (م ۳۳۲ھ۔۳۹۶ھ)

ابوعمر، ابن الباجی کے نام سے معروف تھے۔ اشبیلیہ کے ممتاز گھرانے سے تعلق تھا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس وتبلیغ ان کا شیوہ تھا۔ ابوعمر نے علم کا حصول اندلس کے علماء بالخصوص والد محترم سے کیا جنھوں نے ان کو علوم نقلیہ اور عقلیہ دونوں سے بہرور کیا۔ جب اپنے صاحبزادے کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے گئے تو دونوں نے علمائے حجاز سے بھرپور استفادہ کیا۔ دوبارہ اپنے بیٹے محمد کے ساتھ علمی سفر کیا۔

شیوخ: ان کے بعض نمایاں شیوخ درج ذیل تھے:

- ابو محمد عبد اللہ بن محمد (م ۳۷۸ھ) صاحب ترجمہ کے والد گرامی (۲) جن سے المصنف کا سماع کیا۔
- ابو محمد الضراب (م ۳۹۲ھ)
- ابو العلاء بن ماہان (م ۳۸۷ھ)

۱- تاریخ علماء الاندلس، ۳۷۸،۸؛ تاریخ قضاۃ الاندلس، ۸۴؛ سیر اعلام، ۵۷/۱۷

۲- والد ابو محمد عبد اللہ کے لیے دیکھیے: کتاب ہذا صفحہ ۸۹

Marfat.com

- احمد بن عبداللہ بن حمید (م ۳۹۱ھ)

تلامذہ:

- ابوعمر ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) نے امام شافعی کی کتاب السنن، ابن جارود کی المنتقی اور دیگر کتب ان کے سامنے پڑھیں۔
- عبدالغنی بن سعید (م ۴۰۹ھ)
- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابوعبداللہ الخولانی القرطبی (م ۴۰۸ھ)

علمی مقام: اپنے والد کے ساتھ جب وہ فریضہ حج ادا کرنے گئے تو وہاں کے اجل علماء سے سماع اور کتابت بھی کی۔ ادائیگی حج کے بعد اشبیلیہ آ گئے اور وہاں ایک عرصے تک مجالس حدیث منعقد کرتے رہے۔ علم حدیث اور فقہ میں مہارت حاصل کی ابھی اٹھارہ برس کے تھے کہ اشبیلیہ کے قاضی کے منصب پر فائز ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد قرطبہ منتقل ہو گئے اور وہاں تاحیات درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے شاگرد ابن الحذاء بتاتے ہیں کہ یہ مجالس علمی مسجد طوریل میں منعقد ہوتیں۔ ہم عصر اہل علم اور متاخرین ان کے علم و فضل کے معترف ہیں۔

ابوعمر بن عبدالبر (شاگرد رشید) کہتے ہیں کہ ان کا حافظہ بہترین تھا۔ ابوعبید قاسم بن سلام اور ابن قتیبہ کی تالیفات جو غریب الحدیث سے متعلق تھیں انہیں ازبر تھیں۔

ایک دوسرے شاگرد خولانی کہتے ہیں:

کان ابو عمر من أهل العلم، متقدماً فی الفهم، عارفاً بالحدیث و وجوهه، اماماً مشهورا، لم تر عینی مثله فی المحدثین وقاراً وسمتاً۔

ابوعمر بن الحذاء کہتے ہیں:

کان فقیها جلیلاً فی مذهب مالک، ورث العلم والفضل۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں:

کان ابو عمر الباجی امام عصره وفقیه زمانه، جمع الحدیث والرأی، والبیت

Marfat.com

الحسن، والهدی والفضل، ولم أر بقرطبة ولا بغيرها من كُور الأندلس رجلاً يقاس به في علمه باصول الدين وفروعه كان يذاكر بالفقه وكان يذاكر بالحديث والرجال۔۔۔لم أر بالاندلس مثله۔

عبدالغنی بن سعیدان کے علم وفضل کے معترف ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔

ابوعمر الباجی اپنے وقت کے عظیم محدث وفقیہ تھے جس سے اندلس کے اہل علم نے افادہ و استفادہ کیا۔

وفات: ابن الباجی نے ماہ محرم میں جمعہ کی شب ۳۹۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ قاضی ابوالعباس بن ذکوان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں تدفین ہوئی۔ ابن بشکوال الخولانی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے جن میں شہر کی اہم شخصیات بھی موجود تھیں۔ الخولانی خود بھی اس جنازے میں شریک تھے۔ (۱)

ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن عیسی بن محمد بن ابراہیم الالبیری القرطبی (۳۲۴ھ۔۳۹۹ھ)

ابوعبداللہ، ابن ابی زمنین کی نسبت سے معروف تھے۔ البیرہ سے تعلق تھا لیکن قرطبہ میں سکونت اختیار کر لی۔ علمی خاندان (۲) سے تعلق تھا۔ اندلس کے مختلف شہروں میں علم کی تحصیل کے لیے سفر کیے اور اپنے علم وفضل کی وجہ سے جلد مشہور ہو گئے۔

۱- جذوة، ۱۲۸؛ الصلة، ۱/ ۱۶؛ بغية الملتمس، ۲۳۱/۱ ترجمہ ۴۲۴؛ ترتیب، ۴/ ۶۸۴؛ الديباج، ۱۲۷؛ سير أعلام، ۱۷/ ۷۴؛ شذرات، ۳/ ۱۴۷

۲- والد ابومحمد ابن ابی زمنین (م ۳۵۹ھ) صاحب علم تھے۔ بھائی ابوبکر (م ۴۲۸ھ) بھی مشہور عالم تھے۔ البیرہ کے قاضی بھی رہے۔ محمد بن عبدالملک بن ابی زمنین جو اپنے زہد وتقوی کی وجہ سے معروف تھے اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اہل علم وفضل کی ایک بڑی تعداد اپنے علم وفضل کی وجہ سے معروف ہوئی۔ مثلاً محمد بن عبداللہ بن محمد (م ۶۰۲ھ) مالقہ کے قاضی رہے۔ رجوع کیجئے: شجرة النور، ۱/ ۱۰۱؛ ذیل اوسی، ۶/ ۲۹۴ ترجمہ ۷۷۷؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۰۸

Marfat.com

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- محمد بن معاویہ الاموی (م ۳۴۷ھ)
- ابن الاحمر (م ۳۵۸ھ)
- احمد بن المطرف (م ۳۵۲ھ)
- وھب بن مسرّۃ (م ۳۴۶ھ)
- احمد بن حزم (م ۳۵۰ھ)
- ابان بن عیسیٰ (م ۲۶۲ھ)
- ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم الطلیطلی (م ۳۵۴ھ) سے علم فقہ حاصل کیا۔
- سعید بن فحلون (م ۳۴۱ھ)۔ان سے استفادے کے لیے بجانہ گئے۔اوران کے پاس ابن عبدالحکم کی کتاب المختصر پڑھی اوراحادیث کا بھی سماع کیا۔

اخذ واستفادے کے بعد علم کا ذخیرہ اپنے تلامذہ اور شائقین علم کو منتقل کیا۔

تلامذہ: چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابوزکریا القلعی (م ۴۴۲ھ)
- حکم بن محمد (م ۴۴۷ھ)
- ہشام بن سوار
- احمد بن یحییٰ بن سمیق (م ۴۵۰ھ)
- ابوعبداللہ بن عوف
- ابوعمرو الدانی (م ۴۴۴ھ)۔ ماہر علم قراءات

علمی مقام اور شخصی اوصاف: ابن ابی زمنین اپنے وقت کے باعمل عالم تھے،عمدہ اخلاق اور زہد وتقوی میں ممتاز تھے۔ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان له حظ وافر من علم العربية، مع حسن هدى و استقامة طريق و ظهور

Marfat.com

نسک، وصدق بهجة، وطيب اخلاق، وترک الدنيا واقبال على العبادة وعمل للآخرة۔۔۔وكان من الورعين البكائين الخاشعين۔

وہ امراء وسلاطین سے دور رہتے اور فکر آخرت میں مستغرق رہے، راہ خدا میں انفاق کرنے میں سخی تھے۔ ان کے تلمیذ رشید ابو عمر الحذاء کا قول ہے:

كان ذا نية حسنة، وعلى هدى السلف الصالح، وكان اذا سمع القرآن وقرئ عليه ابتدرت دموعه على خدّيه۔

ضبی ان کے علم وورع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقيه مقدم وزاهد متبتل۔

شعروادب سے لگاؤ تھا ان کے عمدہ اور نفیس ذوق کا اندازہ ان کے اشعار سے ہوتا ہے۔ جو انھوں نے اپنی تالیفات میں بھی بیان کیے ہیں۔ ذھبی لکھتے ہیں:

كان صاحب جدو اخلاص۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان من كبار المحدثين، والعلماء الراسخين، واجلّ اهل وقته قدراً في العلم والرواية والحفظ للرأى، والتمييز للحديث، والمعرفة باختلاف العلماء، متفننا في العلم والآداب۔۔۔ عالماً، متبتلا متقشفاً، دائم الصلاة والبكاء، واعظاً مذكراً بالله۔

تالیفات: ان کی بیشتر تالیفات زھد وترک دنیا سے متعلق ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی تالیفات زاہد مشرق ابن ابی الدنیا کے طرز پر تالیف کیں۔ چند درج ذیل ہیں:

- المغرب في اختصار المدونة وشرح مشكلها۔ یہ المدونۃ کا اختصار تھا۔
- كتاب الوثائق
- مختصر تفسير ابن سلام

Marfat.com

- حیاۃ القلوب
- ادب الاسلام
- اصول السنة
- اختصار شرح ابن مزین للموطأ
- کتاب أنس المریدین
- کتاب المواعظ (منظوم)
- کتاب النصائح (منظوم)
- کتاب منتخب الدعاء

وفات: ابن ابی زمنین اپنے وقت کا معروف زاہد و عابد عالم البیرہ میں ۳۹۹ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابو جعفر احمد بن محمد بن عبیدہ الاندلسی الطلیطلی (م ۳۵۳ھ۔۴۰۰ھ)

ابن میمون کے نام سے معروف تھے۔ صاحب ترجمہ اوران کے علمی رفیق وساتھی ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن حسین بن شنظیر (م ۴۰۲ھ) غالباً اندلس کی تاریخ میں ان چند صاحبان علم میں سے ہیں جو سفر و حضر میں رفیق رہے۔

شیوخ اور تلامذہ بھی مشترک ہیں اسی لیے امام ذھبی نے ان دونوں اہل علم کا ترجمہ صاحبان کے عنوان کے تحت کیا۔ ابن بشکوال اور ان سے بعد میں آنے والے تذکرہ نگاروں نے ان دونوں کا ذکر خواہ بحیثیت تلمیذ ہوں یا شیخ صاحبان کے لقب سے کیا ہے۔ ابن بشکوال آغاز ترجمہ میں لکھتے ہیں:

ابا جعفر صاحب ابی اسحاق بن شنظیر و نظیرہ فی الجمع والاکثار والملازمة معاً والسماع جمیعاً

۱- جذوة، ۵۶؛ الصلة، ۲/۴۵۸؛ تکملة ابار، ۱/۳۰۳ ترجمہ ۱۰۵۷؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۱۹ ترجمہ ۱۶۱؛ الدیباج، ۳۶۵؛ شجرة النور، ۱/۱۰۱؛ سیر أعلام، ۱۷/۱۸۸

Marfat.com

شیوخ: بلاد اندلس اور بلادِ مشرق میں مقیم ہمعصر شیوخ سے استفادہ کیا۔ کچھ شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابو محمد عبداللہ بن محمد بن امیہ (م ۳۷۲ھ)
- شکور بن حبیب (م ۳۷۵ھ)
- ابو غالب تمام بن عبداللہ (م ۳۷۷ھ)
- خطاب بن مسلمۃ (م ۳۷۲ھ)
- محمد بن عمرو بن عیشون (م ۳۷۰ھ)
- عبدوس بن احمد (م ۳۹۰ھ)
- ابو جعفر بن عون اللہ (م ۳۷۸ھ)
- احمد بن سھل (م ۳۸۹ھ)
- ابو عبداللہ بن مفرج (م ۳۸۰ھ)
- احمد بن خلف (م ۳۷۷ھ)
- خلف بن محمد الخولانی (م ۳۷۴ھ)
- خلف بن القاسم (م ۳۹۳ھ)
- عباس بن اصبغ (م ۳۸۶ھ)
- ابو محمد بن ابی زید (م ۳۸۹ھ)
- ابو القاسم سوار بن کیسان
- ابو عبداللہ بن ابی دلیم (م ۳۳۸ھ)
- ابو بکر بن عزرۃ

دونوں یعنی ابن شنظیر اور ابن میمون نے ۳۸۰ھ میں مشرق کا سفر ساتھ کیا۔ حج بیت اللہ ادا کیا اور مکہ میں مقیم شیوخ سے استفادہ کیا۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابو الحسن علی بن عبداللہ الجھضم (م ۴۱۴ھ)
- ابو القاسم السقطی (م ۴۰۶ھ)

Marfat.com

- ابوالطاہر محمد بن محمد بن جبریل العجیفی
- ابویعقوب الصید لانی

مدینہ منورہ حاضری دی تو وہاں بھی اخذ علم کے لیے اجل شیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ چند یہ ہیں:

- ابوالحسین یحییٰ بن محمد الحسنی قاضی مدینہ
- ابوعلی الحسن بن محمد المقری (م ۴۳۸ھ)
- ابومحمد الزبیدی

وادی القری، مدین، ایلہ، مصر وغیرہ گئے تو وہاں کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔ مثلاً:

- ابوجعفر احمد بن علی بن مصعب
- ابوبکر السوسی الصوفی
- ابوعدی عبدالعزیز بن علی المقری (م ۳۸۱ھ)
- ابوبکر بن المنتصر
- ابوبکر بن اسماعیل (م ۳۵۱ھ)
- ابوالقاسم الجوھری (م ۳۸۱ھ)
- ابوالطیب بن غلبون المقری (م ۳۸۹ھ)
- عبدالغنی بن سعید (م ۴۰۹ھ)
- ابوبکر الاذفوی محمد بن علی المقری (م ۳۸۸ھ)

ان تمام اجل شیوخ سے استفادے کے بعد اپنے شہر طلیطلہ واپس آئے اور طلبہ کی کثیر تعداد کو مستفید کیا۔ دوسرے شہروں سے بھی طلبہ آتے، مدرسے میں قیام کرتے اور سماع حدیث کا مقدس کام کرتے۔

علمی مقام ومرتبہ: اہل علم نے ان کی تبحر علمی، دیانت وامانت، زہد وورع اور عمدہ اخلاق کی

Marfat.com

تعریف کی ہے۔ ابن مطاہر کا کہنا ہے:

کان من اهل العلم والفهم، راوية للحديث، حافظاً رأى مالك وأصحابه، حسن الفطنة، دقيق الذهن فی جميع العلوم، وكانت له اخلاق كريمة وآداب حسنة۔۔۔ كان من اهل الخير والطهارة، محموداً محبوباً مع الفضل والزهد،۔۔۔ مقبلاًعلى طريقة الآخرة، منفرداًبلاأهل ولا ولد۔

جس شہر گئے وہاں سے کتب جمع کیں بہت سی اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ یہ تمام کتب اغلاط سے مبرا و پاک ہوتیں، ان کی کتابت میں وہ دونوں حد درجہ احتیاط برتتے۔ ابن مطاہر ہی کا قول ہے:

وكان قد جمع من الكتب كثيراً فی كل فن وكانت جلها بخط يده، وكانت منتخبة مضبوطة صحاحاً۔۔۔ كانت كتبه وكتب صاحبه ابراهيم بن محمد اصح كتب بطليطلة

جماھر بن عبدالرحمٰن اس آگ کا ذکر کرتے ہیں جو طلیطلہ کے بازاروں میں لگائی گئی وہ بتاتے ہیں کہ تمام گھر اس آگ کی نذر ہو گئے لیکن ایک گھر صحیح سلامت رہا اور وہ جگہ/مکتبہ تھا جس میں یہ تمام کتب محفوظ تھیں۔ لوگ اس معجزے کو بچشم خود دیکھنے آتے۔ یہ بھی ایک معجزہ کہ شیخ خود بھی اس وقت اس رباط میں تھے اور محفوظ رہے۔

وفات: یہ عجوبہ روزگار عالم ماہ شعبان ۴۰۰ھ میں طلیطلہ میں انتقال کر گیا۔ ان کے ہمدم و ساتھی ابن شنظیر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

۱- الصلة،۱/۲۵؛ تذكرة،۳/۱۰۹۱؛سیر اعلام،۱۷/۱۵۰؛ شذرات،۳/۱۵۸

Marfat.com

پانچویں صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

ابوعمر، احمد بن محمد بن احمد بن سعید بن الحُباب القرطبی (م ۳۲۶ھ۔ ۴۰۱ھ)

بنوامیہ کے مولیٰ تھے۔ ابن الجسور کے نام سے معروف ہوئے۔ قرطبہ سے تعلق تھا۔

شیوخ: اپنے وقت کے نمایاں شیوخ سے استفادہ کیا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن معاویہ القرشی (م ۳۵۸ھ)
- وھب بن مسرۃ (م ۳۴۶ھ)
- محمد بن عبداللہ بن ابی دلیم (م ۳۳۸ھ)
- حبیب بن احمد (م ۴۰۴ھ)
- محمد بن رفاعہ القلاس (م ۳۷۲ھ)
- احمد بن مطرف (م ۴۰۰ھ)
- احمد بن سعید بن حزم (م ۳۵۰ھ)
- منذر بن سعید القاضی (م ۳۵۵ھ)
- خالد بن سعد (م ۳۵۲ھ)
- الحسن بن سلمہ (م ۳۳۵ھ)
- احمد بن الفضل الدینوری۔ ان سے الطبری کی الذیل المذیل روایت کی۔

Marfat.com

تلامذہ: ابن الجسور کے تلامذہ کی تعداد کثیر تھی جن میں سے چند یہ تھے:

- ابوعمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) نے ابن الجسور سے المدونۃ، الموطأ اور ابن عیینہ کی تفسیر پڑھی۔
- ابوعبداللہ الخولانی (م ۴۴۸ھ)
- ابومحمد بن حزم (م ۴۵۶ھ)
- احمد بن محمد بن میمون (م ۴۰۰ھ) صاحب ابن شنظیر
- ابواسحاق ابراہیم بن محمد ابن شنظیر (م ۴۰۲ھ)

علمی مقام و مرتبہ: حمیدی ان کی علمی فضیلت کے اعتراف میں لکھتے ہیں کہ وہ قرطبہ کے معروف محدث تھے اور وہ کثرت سے احادیث روایت کرتے تھے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان من اھل العلم، و متقدماً فی الفھم ۔۔۔ حافظاً للحدیث و الرأی، عارفاً باسماء الرجال۔

ذھبی انہیں الامام، المحدث الثقۃ الأدیب کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

ابوعبداللہ بن عتاب ان کے زہد و ورع کے بارے میں کہتے ہیں:

و کان خیراً، فاضلاً ادیباً، شاعراً عالی الاسناد واسع الروایۃ، صدوقاً۔

الضبی لکھتے ہیں:

محدث مکثر۔

وفات: غالباً ان کا انتقال طاعون سے ہوا۔ اپنے گھر میں ۴۰۱ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن حسین بن شنظیر الاموی الطلیطلی (۳۵۲ھ-۴۰۲/۴۰۱ھ)

غالباً طلیطلہ میں پیدا ہوئے اور تعلیم کا آغاز بھی وہاں سے ہوا۔ بنوامیہ کے موالی میں سے

۱- جذوۃ، ۱۰۷؛ الصلۃ، ۲۹/۱؛ بغیۃ الملتمس، ۱۹۷/۱ ترجمہ ۳۳۷؛ سیر أعلام، ۱۴۸/۱۷؛ شذرات، ۱۶۱/۳؛ الضبی ان کا سال ولادت ۳۲۰ھ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

تھے۔ابو اسحاق بن شنظیر اور ابو جعفر بن میمون کی علم سے محبت اور سفر و حضر میں ایک دوسرے کی رفاقت ضرب المثل بنی۔ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کانا معاً کفر سی رهان فی العنایة الکاملة بالعلم و البحث علی الروایة و التقیید لها و الضبط لمشکلها۔

اندلس اور بلادِ مشرق کے شیوخ مشترک ہیں۔سماع بھی دونوں اکٹھا کرتے اور جب شیوخ روایت کی اجازت دیتے تو دونوں کے لیے مشترک ہوتی۔

علم و زہد کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔علم حدیث سے بہت رغبت تھی۔اس کی حفاظت وصیانت کا بہت اہتمام کرتے۔دنیا سے بے رغبتی تھی۔اپنا وقت درس و تدریس اور زہد و عبادت میں گزارتے۔ابن بشکوال لکھتے ہیں:

...کان یغلب علیه علم الحدیث والتمییز له، والمعرفة بطرقه والروایة والتقیید

مسلکاً سنی تھے۔بدعات اور بدعتی فرقوں سے متنفر تھے۔ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان سنیا، منافراً لأهل البدع و الأهواء۔

ان کی مجالس علمی بڑی باوقار اور سنجیدہ ہوتیں۔تلامذہ پر ان کا رعب اتنا ہوتا کہ وہ غیر ضروری بات کرنے کی ہمت نہ پاتے۔دونوں علمی رفیق طلیطلہ کی جامع مسجد میں تدریس کے حلقے اور مجالس منعقد کرتے۔طلبہ ان کے سامنے بالعموم زهد و کرامات سے متعلق کتب پڑھتے۔صاحب کرامات تھے۔لوگ دور و نزدیک سے ان کے پاس استفادے کے لیے آتے۔

ابن میمون جب ۴۰۰ھ میں فوت ہو گئے تو حلقہ درس میں یہ تنہا رہ گئے۔ابو محمد عفیف طلیطلہ کے ایک صالح شخص ابن شنظیر کے پاس آئے اور بتایا کہ انھوں نے خواب میں ان کے رفیق احمد بن محمد کو دیکھا تو میں نے ان سے سوال کیا کہ تمھارے رب نے تمھارے ساتھ کس طرح کا معاملہ فرمایا۔اس پر احمد بن محمد نے جواب دیا:

ما فعل معی الا خیر أبعد عتاب۔

Marfat.com

یعنی کچھ سرزنش کے بعد اچھا ہی معاملہ کیا۔

جب ابن شنظیر نے ان سے خواب سنا تو خوب روئے اور سننے کے بعد گھر چلے گئے اور بہت جلد خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے بھائی ابوبکر نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابو عمر، احمد بن عبدالملک بن ھاشم الاشبیلی ابن المکوی (م ۳۲۴ھ۔۴۰۱ھ)

ابن المکوی کے نام سے معروف تھے۔ بنو امیہ کے مولیٰ تھے۔ اشبیلیہ کے علمی خاندان سے تعلق تھا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں: انتھت الیہ ریاسة العلم بھا۔ تحصیل علم کے لیے شیوخ کی مجالس میں شرکت کی۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- اسحاق بن ابراہیم الفقیہ (م ۳۵۲ھ) کی صحبت سے طویل عرصہ مستفید ہوئے
- ابو محمد بن الشقاق (م ۴۲۶ھ)

تلامذہ: ان سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر تھی۔ تذکرہ نگاروں نے صرف چند اسماء کا تعین کیا ہے لیکن میسر مواد کے جائزے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے درج ذیل تلامذہ نے اخذ واستفادہ کیا۔

- ابو محمد عبداللہ بن احمد (م ۴۴۸ھ)۔ صاحبزادے (۲)
- عبدالملک بن محمد بن عبدالملک بن ھاشم الاموی (م ۴۲۵ھ)۔ صاحب ترجمہ کے بھتیجے (۳) نے فقہ کا علم ان سے حاصل کیا۔
- ابن دحون
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)

۱- الصلة، ۱/۹۱؛ تذکرة، ۳/۱۰۹۲؛ شذرات، ۳/۱۶۳؛ سیر اعلام، ۱۷/۱۵۱
جیسا کہ ذکر ہوا کہ احمد بن محمد اور ابن شنظیر کے شیوخ اور تلامذہ مشترک تھے لہٰذا یہاں ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

۲- صاحبزادے عبداللہ بن احمد قرطبہ کے معروف مفتی تھے، رجوع کیجئے: الصلة، ۱/۲۶۷

۳- بھتیجے عبدالملک بن محمد (م ۴۲۵ھ) بھی زاہد و عابد عالم تھے، دیکھیے: الصلة، ۱/۳۴۲

Marfat.com

علمی مقام: اپنے وقت کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ اپنے علم و فضل کی وجہ سے وہ بہت جلد یحیٰی بن یحیٰی بن کثیر اللیثی کے مقام تک پہنچ گئے۔ اندلس میں ریاست فقہ کے بے تاج بادشاہ تھے۔ اپنے وقت کے دیگر علماء پر فوقیت رکھتے تھے۔ فیصلوں میں چھوٹا، بڑا، دور و نزدیک ہر شخص ان کے نزدیک برابر ہوتا۔ مذہب مالکی کے متفق علیہ اور اختلافی مسائل پر خوب دسترس تھی۔

حمیدی لکھتے ہیں:

کان فقیہا معظما، و مفتیا مقدماً۔۔۔ وانتھت الیہ الریاسۃ فی ذالک فی وقتہ۔

ابن بشکوال ان کے بلند مرتبے کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

حافظاً للفقه مقدماً فيه على جميع أهل عصره، عارفاً بالفتوى على مذهب مالك وأصحابه وكان بصيراً بأقوالهم، واتفاقهم واختلافهم۔

ذہبی ان کے تبحر علمی اور حق گوئی کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

عالم الاندلس وشيخ المالكيه۔۔۔ برع وفاق الاقران، وانتهت اليه معرفة المذهب وغوامضه مع الصلابة فی الدین والبعد عن الهوی۔

کئی بار عہدہ قضاء پیش ہوا لیکن اسے قبول نہ کیا۔

صاحب شجرۃ النور لکھتے ہیں:

الامام الفقیہ الحافظ، العالم المشاور، القوال بالحق۔

تالیفات: تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ امیر المومنین حکم [1] نے ابن المکوی کو حکم دیا کہ وہ مصر کے قاضی ابوبکر محمد بن احمد بن الحداد کی کتاب الباہر کے طرز پر (جس میں انھوں نے امام شافعی کے اقوال جمع کیے) امام مالک کے اختلافی و اتفاقی اقوال کو مرتب کریں۔

ابن المکوی نے ابو مروان المعیطی (۳۶۷ھ) کے اشتراک سے **الاستیعاب** کے عنوان سے ضخیم کتاب مرتب کی۔ حاکم وقت نے جب کتاب دیکھی تو بہت خوش ہوا اور دونوں مولفین کو

۱۔ صاحب الصلۃ اور صاحب سیر نے امیر المومنین حکم ثانی کا لکھا ہے جبکہ حمیدی نے ابو عامر محمد بن ابی عامر کا لکھا ہے جو ہشام ثانی کے دور میں سیاہ و سپید کا مالک بن گیا تھا۔ تاریخ کے سرسری مطالعے سے یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ یہ کام حکم ثانی نے کرایا ہوگا جو علم و ادب کا بہت بڑا سرپرست تھا۔

Marfat.com

اکرام وانعام سے نوازا۔ اہل علم نے اس کتاب سے استفادہ کیا اور مؤلفین کی کاوش کو سراہا۔

وفات: حق گو فقیہ ومحدث ۴۰۱ھ میں اشبیلیہ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ جنازے میں لوگوں کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ قاضی ابوبکر بن وافد نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابوبکر یحیی بن عبدالرحمٰن بن مسعود بن موسیٰ القرطبی (۳۰۴ھ۔۴۰۲ھ)

قرطبہ کے معروف محدث تھے جو ابن وجہ الجنۃ کے نام سے معروف ہوئے۔

شیوخ: اندلس کے ممتاز شیوخ سے استفادہ کیا۔ چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- محمد بن ابی دلیم (م ۳۳۸ھ)
- محمد بن معاویہ القرشی (م ۳۵۸ھ)
- احمد بن سعید بن حزم الصدفی (م ۳۵۰ھ)
- احمد بن مطرف (م ۳۴۰ھ)

تلامذہ: اندلس کے شائقین علم کی بڑی تعداد نے ان سے سماع کیا۔ ابن بشکوال کہتے ہیں:

حدث عنه جماعة من العلماء۔

چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابو محمد بن حزم (م ۴۵۶ھ)

علمی مقام: ابن وجہ الجنۃ نے طویل عمر پائی۔ بلند علمی مقام رکھتے تھے۔ خلیفہ ھشام بن عبدالحکم نے دو بار قرطبہ کا قاضی مقرر کیا۔ اپنے عدل وانصاف کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ومعروف تھے۔ ابن بشکوال کا کہنا ہے کہ وہ قاضی ابن السلیم اور قاضی ابن زرب کے پائے کے عالم تھے۔

۱۔ الصلة، ۱/ ۲۸؛ جذوة، ۱۳۲؛ الدیباج، ۱۰۰؛ شجرة النور، ۱/ ۱۰۲؛ شذرات، ۳/ ۱۶۱؛ کشف، ۱/ ۸۱؛ سیر اعلام، ۱۷/ ۲۰۶

Marfat.com

ثقہ اور متدین تھے۔ سامان زندگی کے حصول کے لیے ریشمی کپڑے کے پیشہ سے وابستہ تھے۔

ابن بشکوال کہتے ہیں:

کان رجلاً صالحاً دیناً۔

وفات: طویل عمر پائی تمام عمر دین کی تعلیم و تشہیر میں مصروف رہے۔ قرطبہ میں ۴۰۲ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

ابوالولید، عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی القاضی القرطبی (۳۵۱ھ۔ ۴۰۳ھ)

ابن الفرضی کے نام سے معروف تھے۔ ۳۸۲ھ میں حج کے لیے گئے۔ اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا اور اپنے وقت کے عظیم محدث اور مؤلف قرار پائے۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوجعفر احمد بن عون اللہ القرطبی (م ۳۷۸ھ)
- ابوسعید بن الاعرابی (م ۳۴۰ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مفرج القرطبی (م ۳۸۰ھ)
- محمد بن محمد بن ابی دلیم (م ۳۳۸ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- خیثمہ بن سلیمان (م ۳۴۳ھ)
- خلف بن قاسم (م ۳۹۳ھ)
- ابوبکر عباس بن اصبغ (م ۳۸۶ھ)
- یحیٰی بن مالک بن عائذ (م ۳۷۵ھ)
- ابومحمد بن ابی زید (م ۳۸۹ھ)
- ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جھضم (م ۴۱۴ھ)

۱- الصلة، ۲/۶۲۶؛ بغية الملتمس، ۲/۶۷۷ ترجمہ ۱۴۸۶؛ سیر اعلام، ۱۷/۲۰۴؛ شذرات، ۳/۱۶۵

Marfat.com

- احمد بن نصر الداوودی (م ۴۰۷ھ)
- ابو بکر الخطیب البغدادی (م ۴۶۳ھ)
- ابو محمد بن الضراب (م ۳۹۲ھ)
- محمد بن یحیٰ بن عبد العزیز (م ۳۶۹ھ)
- ابو الحسن القابسی (م ۴۰۳ھ)
- محمد بن الصموت

مکہ اور دیگر مشرقی شہروں میں گئے، وہاں کے شیوخ سے سماع کیا اور ان کی مجالسِ املاء میں علم کو ضبط بھی کیا۔ تحصیل علم کے بعد اندلس آئے اور تدریس و تصنیف میں مصروف ہو گئے۔

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان کی مجالس میں شرکت کی۔ چند تلامذہ یہ ہیں۔

- ابو عمر بن عبد البر (م ۴۶۳ھ)
- ابو عبد اللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ)
- ابو الحسن بن مغیث (م ۴۶۹ھ)
- مصعب بن عبد اللہ بن محمد بن یوسف (م ۴۴۰ھ)۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۱)

علمی مقام: ابن الفرضی کو علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ شعر و ادب پر بھی دسترس تھی۔ ۳۵۱ھ میں بلنسیہ کے عہدہ قضاء پر مقرر ہوئے یہ محمد المھدی المروانی کا دور تھا۔ حمیدی ان کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان حافظاً متقنا عالماً ذا حظٍ من الأدب وافر۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان حسن الصحبة والمعاشرة، وحسن اللقاء۔

ابو الحسن بن مغیث ان کے حفظ اور تبحر علمی کا یوں ذکر کرتے ہیں:

وكان واسع المعرفة، حافل الرواية، بحر علم، عالماً بالتفاسير ومعاني القرآن

۱۔ ابو بکر مصعب بن عبد اللہ القرطبی معروف عالم تھے۔ جزیرہ کے والی بھی رہے۔ جذوة، ۳۵۲: الصلة، ۲/ ۵۹۳

Marfat.com

ومعانی الحدیث۔۔۔ عندہ یسقط حفظ الحفاظ ودونہ یکون علم العلماء، فاق الناس فی وقتہ۔۔۔

ابومروان بن حیان لکھتے ہیں:

الراویة الأدیب الفصیح۔

ان کے شاگردِ رشید ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

کان فقیها حافظاً، عالماً فی جمیع فنون العلم فی الحدیث والرجال۔

مطمح کے مؤلف ان کی فضیلت کے اعتراف میں کہتے ہیں:

کان حافظاً، عالماً کلفا بالروایة، رحل فی طلبها وتبحر فی المعارف بسببها، مع حظ من الأدب کثیر۔۔۔ حج ونزع فی الزهادة الورع۔

الضبی لکھتے ہیں:

کان حافظاً، متقناً، عالماً ذا حظ وافر من الأدب۔

مقری ان کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کان فقیها عالماً، عارفاً بعلم الحدیث ورجاله، بارعاً فی الأدب وغیرہ۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

فقیها عالماً بجمیع فنون العلوم ۔۔۔ حافظاً للحدیث، متقناً لعلومه، ادیباً بارعاً۔۔۔ کان حسن البلاغة والحظ۔

تالیفات: ابوالولید ابن الفرضی نے مختلف علومِ وفنون پر قابل قدر کتب تالیف کیں۔

- المؤتلف و المختلف (حمیدی نے اسے کتاب کبیر کہا۔ مقری نے کتاب حسن سے موصوف کیا)
- مشتبه النسبة (ابن بشکوال نے اسے عمدہ کتاب کہا ہے)
- اخبار شعراء الأندلس (ابن بشکوال اس کتاب کو جامع قرار دیتے ہیں)
- تاریخ علماء الأندلس (اس کتاب کا اختصار سے تذکرہ پیشِ خدمت ہے)

Marfat.com

تاریخ علماء الأندلس علماء، فقہاء اور رواۃ کے حالات پر مشتمل ہے۔ مؤلف کتاب کے مقدمے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد کتاب کا موضوع اور منہج بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذا كتاب جمعناه في فقهاء الأندلس وعلمائهم ورواتهم وأهل العناية منهم، ملخصاً على حروف المعجم۔

مؤلف کا ارادہ ایک ضخیم وجامع کتاب مرتب کرنے کا تھا لیکن بعض اسباب کی بنا پر اسے مختصر کرنا پڑا۔

کتاب کی تالیف کی غرض بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ راویوں کے حالات، نسب، حدیث وفقہ اور دیگر علوم میں ان کا مقام کے علاوہ بلادِ مشرق کے اسفار کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان اسفارِ علمی میں صاحب ترجمہ نے جن اجل شیوخ سے ملاقات واستفادہ کیا اسے بھی محفوظ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ طوالت سے بچنے کے لیے اسانید کو مکرر بیان نہیں کیا۔

انھوں نے اپنی اس کتاب میں جن اہل علم سے واقعات وحوادث جمع کیے ہیں ان کی وضاحت کی ہے۔ اپنے ثقہ ہمعصروں کے بارے میں بلا واسطہ معلومات حاصل کر کے محفوظ کیں۔

کتاب کا آغاز اندلس کے ابتدائی حکام کے ذکر سے کیا ہے جن میں عبد الرحمٰن الداخل، ہشام بن عبد الرحمٰن، حکم بن ہشام اور چند دوسرے امیران اندلس کا مختصر ذکر ہے۔

کتاب حروف تہجی کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔ آغاز ابراہیم نامی اشخاص وفضلاء سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد احمد نامی اہلِ علم وفضل کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے۔ احمد کے بعد علماء وفضلاء کا ذکر حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ہے۔

حروف معجم کی ترتیب صرف خارجی ہے۔ نام کے پہلے حرف کے علاوہ دوسرے حرف میں اس ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا اور نہ ہی آباء میں ترتیب ملتی ہے۔

صاحب ترجمہ کا نسب، حکومتی ذمہ داری، اسفار علمی، بعض شیوخ وتلامذہ کا ذکر اور مولد ووفات کے سنین اور مقام تدفین وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔ بعض صاحبِ تراجم کی تالیفات کا ذکر بھی ملتا ہے۔

اگر کسی نام کا ایک ہی صاحب علم ہو تو بعض مقامات پر ان کو من الافراد کی سرخی کے تحت

Marfat.com

لاتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب علم کسب مال وغیرہ کے لیے اندلس آیا اور وہاں مقیم ہوگیا تو اس کو الغرباء کے تحت لاتے ہیں۔

اندلس کا بیش قیمت سرمایہ بالعموم علماء مشرق اور مستشرقین کی محنت وکاوش سے منصۂ شهود پر آیا۔ تاریخ علماء الاندلس کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے اس کی محققہ د/ روحیہ عبدالرحمٰن ہیں۔ دارالکتب بیروت سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔

محققہ نے فہرس الاعلام حروف تہجی کے مطابق ترتیب دے کر طالبان علم کے لیے سہولت فراہم کردی ہے۔

وفات: چوتھی صدی کے آخر میں اندلس خلفشار کا شکار ہو چکا تھا۔ قرطبہ شہر بھی اس سے محفوظ نہ رہا۔ امراء وحکام اور رعایا میں دوری بڑھتی گئی۔ علماء کا طبقہ خلفاء کے کردار اور طور طریقوں سے نالاں تھا۔ شہر میں افراتفری تھی۔ اپنے وقت کا یہ عظیم محدث عالم ادیب اپنے گھر میں محصور بربروں کے ہاتھوں ماہ شوال ۴۰۳ھ میں شہید کردیا گیا۔ [1]

ابوالمطرف، عبدالرحمٰن بن عثمان بن ذنین ابن ازراق الصدفی الطلیطلی (۳۲۷ھ۔ ۴۰۳ھ)

مغرب ومشرق میں مقیم اپنے وقت کے اجل علماء سے استفادہ کیا اور بہت جلد ان کے علم وفضل کی شہرت ہوگئی۔ ۳۸۱ھ میں بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ حج ادا کیا اور وہاں مقیم اہلِ علم سے سماع کیا۔

اساتذہ: اساتذہ میں معروف یہ تھے:

- ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن مدراج (م ۴۰۲ھ)
- محمد بن علی بن رحیم (م ۳۵۱ھ)
- ابوالقاسم السقطی (م ۴۰۶ھ)
- ابومحمد بن ابی زید (م ۳۸۹ھ)

۱۔ جذوۃ، ۲۵۴؛ الصلۃ، ۱/ ۲۴۶؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۴۳۳ ترجمہ ۸۹۱؛ الدیباج، ۲۳۳؛ تذکرۃ، ۳/ ۱۵۷۶؛ وفیات، ۳/ ۱۰۵؛ شذرات الذھب، ۳/ ۱۶۸؛ نفح الطیب، ۲/ ۳۴۳؛ سیر اعلام، ۱۷/ ۱۷۷؛ ھدیۃ العارفین، ۱/ ۴۴۹؛ الضبی نے بغیۃ الملتمس میں سال وفات ۴۰۰ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

- ابوالطیب بن غلبون (م ۳۸۹ھ)
- ابواسحاق التمار
- ابوالقاسم مسلمہ بن القاسم (م ۳۳۵ھ)
- ابوطاہر العجیفی

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد بشمول صاجزادے عبداللہ (م ۴۲۴ھ) نے زانوئے تلمذ طے کیا

علمی مقام: علم حدیث سے ان کی خصوصی دلچسپی تھی۔ کتب زہداور رقائق سے خاص شغف تھا۔ وہ بہت جلد اپنے علم وفضل، ورع وتدین اور علم کی وجہ سے مشہور ہو گئے۔ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے اور آخرت کی یاد تازہ کراتے ابن بشکوال لکھتے ہیں:

وکان ثبتا فی روایته، متحریا فیها، وکان الناس یرحلون الیه لسعة روایته وثقته وفضله۔

تالیف: صاحب تالیف تھے۔

- کتاب عشرة النساء
- کتاب المناسک
- کتاب الامراض

وفات: ابوالمطرف ۴۰۳ھ میں دار فانی سے دار بقاء کوچ کر گئے۔ (۱)

ابوالقاسم احمد بن فتح بن عبداللہ بن علی المعافری القرطبی (م ۳۱۹ھ۔ ۴۰۳ھ)

اپنے وقت کے اجل فقیہ ومحدث تھے۔ ابن الرسان کے نام سے معروف ہوئے۔ اندلس کے اہل علم سے استفادہ کیا، اس کے بعد بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ مکہ مکرمہ، مصر وغیرہ میں شیوخ سے ملاقات کی اور سماع کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

۱- الصلة، ۱/۳۰۱

Marfat.com

- اسحاق بن ابراھیم بن جابر القرطبی
- حسن بن رشیق (م ۳۷۰ھ)
- ابوالعلاء بن ماھان (م ۳۸۷ھ)
- ابوالحسن احمد بن عتبہ الرازی
- ابوالقاسم حمزہ بن محمد الکنانی (م ۳۵۷ھ)
- ابن حیویۃ (م ۳۶۶ھ)

تلامذہ: تلامذہ درج ذیل تھے:

- محمد بن عتاب (م ۴۶۲ھ)
- یونس بن عبداللہ (م ۴۲۹ھ)
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- محمد بن عبداللہ الخولانی (م ۴۰۸ھ)
- ابن میمون (م ۴۰۰ھ)(۱)
- ابن شنظیر (م ۴۰۲ھ)(۱)

علمی مقام: صاحب تالیف تھے۔ فرائض سے متعلق کتاب تالیف کی۔ غالباً ان کا ذریعہ آمدن تجارت تھا۔ لہذا یہ دوسرے شہروں میں آتے جاتے رہتے تھے۔

ذھبی انھیں ثقہ محدث اور جلیل القدر عالم کہتے ہیں۔ ان کے شاگرد الخولانی کہتے ہیں:

هو رجل صالح على هدى وسنة

ابن حزم نے اپنی تالیفات میں بالواسطہ ان سے روایت کیا۔

وفات: قرطبہ میں ۴۰۳ھ میں انتقال ہوا اور مقبرہ نجم میں دفن ہوئے۔ (۲)

۱- ابن میمون اور ابن شنظیر المشہور بصاحبان کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۱۱۹، ۱۲۶

۲- الصلۃ، ۱/۳۱؛ سیر أعلام، ۱۷/۲۰۵

Marfat.com

ابو المطرف، عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالرحمٰن المعافری القرطبی (۳۳۶ھ۔۴۰۷ھ)

باغہ سے تعلق تھا۔قرطبہ کے فضلاء وعقلاء میں سے تھے۔اندلس کے کئی اضلاع میں قاضی رہے۔ہشام بن حکم جب دوبارہ اقتدار میں آیا تو ۴۰۲ھ میں قرطبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔عمدہ سیرت اور بہترین آداب واطوار کے مالک تھے۔عہدہ قضا پر دیانت اور عدل وانصاف کے ساتھ معاملات طے کیے۔ وہ عہدہ قضاء کو پسند نہیں کرتے تھے اور خلیفہ سے استعفی کی درخواست کرتے۔ ۴۰۳ھ میں خلیفہ نے ان کی خواہش پر عہدہ قضاء سے علیحدہ کر دیا۔سبکدوش ہوئے تو دامن ہر قسم کی آلائش وتہمت سے پاک وصاف تھا۔ذاتی اوصاف لوگوں میں ہر دل عزیز تھےان کی خیر خواہی اور سلامتی کے طالب رہتے اوران کی ضرورتیں پوری کرنے میں ہاتھ بڑا کھلا رکھتے تھے۔

قرطبہ میں مدت قضا سات ماہ تھی۔فراغت کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا اور صدقہ وخیرات بھی کیا قانع تھے خواہشات قلیل تھیں۔قضا کی ذمہ داری سے فراغت کے بعد زہد وعبادت کی زندگی کی طرف پلٹ آئے۔ابن مفرج کا قول ہے کہ انھوں نے مشرق کا سفر اختیار کیا حج ادا کیا اور اہل علم سے روایت بھی کیا۔

وفات: ابو المطرف کا قرطبہ میں ۴۰۷ھ میں انتقال ہوا،ابو العباس ذکوان نے نماز جنازہ پڑھائی۔قاضی ابن وافد کے قریب مقبرہ ربض میں دفن ہوئے۔ (۱)

ابوبکر، عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن قاسم بن سھل التجیبی القرطبی (م ۳۲۹ھ۔۴۰۹ھ)

قرطبہ سے تعلق تھا۔ابن حوبیل کے نام سے معروف تھے۔قرطبہ کے معزز شہری اور عالم تھے۔

شیوخ: اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ان کے چند اساتذہ درج ذیل ہیں:

- ابو بکر محمد بن معاویہ القرشی (م ۳۵۸ھ)
- ابو الحسن عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی (م ۳۶۶ھ)
- احمد بن مطرف (م ۴۰۰ھ)

۱- الصلۃ،۱/۳۰۲؛ معجم البلدان،۱/۳۲۶ میسر مصادر میں مزید تفصیلات نہ مل سکیں۔

Marfat.com

- ابوجعفر تمیم بن محمد (م ۳۶۹ھ)
- ابوعمر احمد بن سعید بن حزم (م ۳۵۰ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن حارث الخشنی (م ۳۷۱ھ)
- ابوعیسی اللیثی (م ۳۶۷ھ)
- ابوبکر اسماعیل بن بدر (م ۳۵۱ھ)
- ابوبکر بن السلیم القاضی (م ۳۶۷ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن ابی العطاف
- ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم التجیبی (م ۳۵۲ھ)
- ابوبکر محمد بن یبقی بن زرب القاضی (م ۳۸۱ھ) صاحب ترجمہ نے ان کے بیان کردہ مسائل ایک جزء میں جمع کیے۔

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابوعبداللہ محمد بن عتاب (م ۴۶۲ھ)
- ابن عبدالبر النمری (م ۴۶۳ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن التجیبی (م ۴۳۵ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے [1]

علمی مقام: قرطبہ کے کبار شیوخ میں شمار ہوتا ہے۔ با پردہ خواتین کے مسائل توجہ اور ہمدردی سے سنتے اور ان کے مسائل کا متوازن حل پیش کرتے۔ ان کے تلمیذ رشید محمد بن عتاب کہتے ہیں:

کان ابو بکر هذا أحد لعدول والشیوخ بقرطبة وکبرهم، له روایة عن جماعة ودرایة وعدالة بینة ظاهرة، علیه کان مدار النساء المحتجبات وکان له فی ذلک تلطف۔

حسن بن محمد القبشی کا بیان ہے:

کان فقیهاً، مشاوراً بصیراً بعقد الوثائق، مشهور العدالة المبرزة بقرطبة وممن

۱- صاحبزادے محمد بن عبدالرحمن بن احمد بھی قرطبہ کے نمایاں فقیہ وادیب تھے۔ دیکھئے: صلة، ۲/ ۴۹۸؛ جذوة، ۶۷

Marfat.com

عنی بالعلم و شهر بالحفظ۔۔۔۔و کان مسنداًللناس فی حوائجهم۔

جن دنوں قرطبہ کے قاضی ابوالمطرف بن فطیس تھے انھوں نے ابن حوبیل کو ۳۹۵ھ میں شوریٰ کی ذمہ داری سونپی۔ علاقہ قرق کے محلہ منیہ جعفر میں سکونت تھی اور مسجد وضاح میں نماز ادا کرتے تھے۔

وفات: ابن حوبیل قرطبہ میں ۴۰۹ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ قاضی احمد بن ذکوان نے نمازِ جنازہ پڑھائی (۱)

ابوالقاسم، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد الھمدانی، المغربی، الوھرانی، البجانی (۳۳۸ھ۔۴۱۱ھ)

ابوالقاسم کا تعلق وھران سے تھا لیکن بجانہ سکونت پذیر ہوئے۔ ابن الخراز کی نسبت سے معروف تھے۔ خراسان کے مختلف شہروں میں اکتساب علم کے ساتھ ساتھ تجارت کے لیے بھی گئے۔ بغداد اور مصر کا سفر بھی کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- احمد بن جعفر القطیعی (۳۶۹ھ)
- ابوبکر محمد بن صالح الابھری (۳۷۵ھ)
- حسن بن رشیق المصری (۳۶۸ھ)
- تمیم بن محمد القروی (۳۶۹ھ)
- ابوعلی محمد بن عمر بن شبویہ المروزی (۳۷۸ھ)

استفادہ کے بعد اندلس آئے اور درس و تدریس کی مجالس منعقد کیں۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ میں درج ذیل معروف تھے:

- ابن عبدالبر (۴۶۳ھ)
- ابومحمد بن حزم (م ۴۵۶ھ)

۱- الصلۃ، ۱/ ۳۰۳؛ جذوۃ، ۲۷۰؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۴۶۷ ترجمہ ۹۹۵

Marfat.com

- ابن الحذاء احمد بن محمد (۴۶۷ھ)
- ابوالقاسم حاتم بن محمد (۴۶۹ھ)
- ابن حزم (۴۵۶ھ)
- ابوعبداللہ بن عابد (م ۴۳۹ھ)
- ابوحفص الزہراوی
- قاضی ابوعمر بن سمیق

علمی مقام: تلامذہ کے سامنے امام بخاری کی الجامع کی تدریس کی۔ ان کے تلمیذ رشید ابن الحذاء احمد بن محمد (م ۴۶۷ھ) کہتے ہیں:

كان رجلاً صالحاً منقبضاً۔

خولانی (م ۴۴۸ھ) کہتے ہیں:

رجل صالح صاحب سنة۔

ابن الحذاء ہی کہتے ہیں کہ بجانہ میں ابن ابی الحسن کے گھر کے قریب رہائش رکھتے تھے۔ بجانہ میں کپڑوں کی تجارت کرتے ہر سال سامان تجارت قرطبہ لے جاتے اور قرطبہ سے وہ چیزیں لاتے جو اہل بجانہ کو درکار ہوتیں۔ جب حالات خراب ہوتے تو مریہ چلے جاتے اور جب بہتر ہوتے تو بجانہ آجاتے۔

وفات: قاسم الخزرجی کا قول ہے کہ ابوالقاسم کا مریہ میں ۴۱۱ھ میں انتقال ہوا۔[1]

ابوالمطرف، عبدالرحمٰن بن مروان بن عبدالرحمٰن القنازعی القرطبی (۳۴۱ھ۔۴۱۳ھ)

ابوالمطرف کا قرطبہ سے تعلق تھا۔ تعلیم کا آغاز قرآن حکیم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہوا۔

اساتذہ: اندلس کے اہل علم سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا۔ ۳۶۷ھ میں طلب علم کے لیے

۱۔ جذوۃ، ۲۷۵؛ الصلۃ، ۱/۳۰۵؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۴۷۶ ترجمہ ۱۰۲۵؛ ترتیب، ۴/۶۹۰؛ سیر أعلام ۱۷/۳۳۲: بجانہ اور وھران کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۱/۳۳۹، ۵/۳۸۵

Marfat.com

بلادمشرق کا سفر کیا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ انھوں نے سات سو(۷۰۰) شیوخ سے سماع کیا۔ اور بعض سے روایت کی اجازت بھی لی۔ ان کے اساتذہ میں معروف درج ذیل تھے:

- ابوالقاسم محمد بن مؤمل لطرطوسی (م۳۶۸ھ)
- ابوالحسن بن شعبان (م۳۵۵ھ)
- ابوجعفر بن عون اللہ (۳۷۸ھ)
- حسن بن رشیق (۳۶۸ھ)
- قاضی محمد بن السلیم (م۳۶۷ھ)
- ابوالقاسم ھاشم بن ابی خلیفہ
- ابوالحسن علی بن محمد الانطا کی المقرئ (م۳۷۷ھ) سے قرآن میں پختگی حاصل کی۔
- ابی عیسی اللیثی (م۳۶۷ھ) جن سے الموطأ کا سماع کیا
- ابومحمد بن ابی زید (م۳۸۹ھ) سے ان کی تالیفات کا سماع کیا
- ابوبکر الابھری (م۳۷۵ھ) نے روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ۳۷۱ھ میں اندلس واپس آئے۔ یہاں آنے کے بعد قرآن حکیم اور احادیث کی تعلیم پر توجہ مرکوز کی۔ تلامذہ میں نمایاں درج ذیل تھے:

- محمد بن عتاب (م۴۶۲ھ)
- ابن عبدالبر (م۴۶۳ھ)
- حمد بن حمدون بن عمر القیسی (م۴۳۰ھ کے بعد)

علمی مقام وذاتی اوصاف: زاہد ومتقی تھے وسائل کم ہونے کے باوجود اہل حاجت پر خرچ کرتے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان عالماً عاملاً و فقيها حافظاً، متيقظا ديناً، ورعاً فاضلاً، متقشفاً، متقللاً من الدنيا، راضيا منها باليسير۔۔۔ بصيراً، بالحديث حافظاً للرأى عالماً بتفسيره وأحكامه وحلاله وحرامه۔

Marfat.com

یہی مؤلف آگے لکھتے ہیں:

کان حسن الأخلاق، جمیل اللقاء، مقبلاً علی مایعنیه ویقربه من خالقه۔

ابوعمر بن مھدی کا قول ہے:

کان القنازعی من اهل العلم بالحدیث و الفقه۔۔۔

ذہبی کا قول ہے:

کان اماماً متقناً حافظاً، متألهاً خاشعاً متهجداً مفسرّ أبصیر أبالفقه و اللغة۔

عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ سلاطین وامراء سے دور رہے۔ علی بن حمد جب خلیفہ بنا تو ابوالمطرف بن بشر قاضی نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ قرطبہ کی مجلس شوریٰ کی ذمہ داری القنازعی کو دیدی جائے۔ ابوالمطرف کو یقین تھا کہ قنازعی عامة المسلیمن کے مفاد میں اس عہدہ کو رد نہیں کریں گے۔ جب ایلچی خلیفہ کی طرف سے تعیناتی کے احکام لے کر گیا تو انھوں نے اس کی تعمیل سے انکار کردیا۔

تصانیف: صاحب تصنیف تھے۔ چند تصانیف درج ذیل ہیں:

- شرح الموطأ
- کتاب الشروط
- اختصار تفسیر ابن سلام

وفات: القنازعی ۴۱۳ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ قاضی عبدالرحمٰن بن بشر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے، مقبرہ ابن عباس میں تدفین ہوئی۔ (۱)

۱- جذوة، ۲۷۸؛ الصلة، ۱/۳۰۹؛ بغیة الملتمس، ۲/۴۸۲ ترجمہ ۱۰۴۵؛ ترتیب، ۴/۷۲۶؛ العبر، ۳/۱۱۲؛ الدیباج، ۲۴۹؛ سیر اعلام، ۱۷/۳۴۲؛ شذرات، ۳/۱۹۸؛ ھدیة العارفین، ۱/۱۲؛ شجرة النور، ۱/۱۱۱

Marfat.com

ابوعبداللہ، محمد بن یحییٰ بن احمد التمیمی القرطبی المالکی (م ۳۴۷ھ۔ ۴۱۶ھ)

ابوعبداللہ کا تعلق قرطبہ سے تھا۔ ابن الحذاء کے نام سے معروف تھے۔ طلب علم کا آغاز ۳۶۲ھ میں کیا۔ ہمعصر شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابومحمد الاصیلی (۳۹۲ھ)
- ابوبکر بن القوطیہ (م ۳۶۷ھ)
- ابوجعفر ابن عون اللہ (م ۳۷۸ھ)
- ابومحمد بن زید المقریٔ (م ۳۸۹ھ)
- ابومحمد عبدالغنی بن سعید (م ۴۰۹ھ)
- احمد بن ثابت التغلبی / الثعلبی (م ۳۶۰ھ)
- ابوعیسیٰ اللیثی (م ۳۶۷ھ)
- محمد بن یحیی الخراز (۳۶۹ھ)
- ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ الجوھری (م ۳۸۱ھ)
- محمد بن احمد بن مفرج القاضی (م ۳۸۰ھ)

تلامذہ: طلبہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا جن میں نمایاں درج ذیل تھے:

- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابوالقاسم حاتم بن محمد (م ۴۶۹ھ)
- ابوعمر احمد بن محمد ابن الحذاء (م ۴۶۷ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے [1]

علمی مقام: اہل علم نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ ابوعلی الغسانی کا قول ہے:

کان أحد رجال الاندلس، فقها و علما و نباهة، متفننا فی العلوم یقظاً، ممن عنی بالآثار و أتقن حملها و میز طرقها و عللها۔۔۔

۱۔ صاحبزادے ابوعمر احمد بن محمد کے لیے دیکھیے: الصلة، ۱/ ۶۵

Marfat.com

فقہ میں مہارت تھی لیکن علم حدیث سے زیادہ شغف تھا۔ ابوعلی ہی کہتے ہیں:

حافظا للفقه الا أن علم الاثر کان أغلب علیه۔

ان کے صاحبزادے ابوعمر احمد بن محمد کا قول ہے:

کان لأبی رحمه الله علم بالحدیث و الفقه و عبارة الرؤیا

قرطبہ، بجانہ، اشبیلیہ سرقسطہ اور سالم وغیرہ میں عہدہ قضاء پر متعین ہوئے۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ چند کتب درج ذیل ہیں:

- التعریف برجال الموطأ
- کتاب الانباء علی اسماء الله تعالیٰ
- کتاب التعبیر
- کتاب الخطب و سیر الخطباء

وفات: ابن الحذاء دور فتنہ میں قرطبہ سے چلے گئے اور مختلف علاقوں میں منتقل ہوتے رہے۔ سرقسطہ میں ۴۱۶ھ میں انتقال کیا۔(۱)

ابوعبدالرحمٰن، عبدالرحیم بن احمد بن عبدالرحمٰن الکتامی، السبتی (۳۴۵ھ۔ ۴۱۸/۴۲۰ھ)

ابن العجوز کے نام سے معروف تھے۔ باثروت خاندان سے تعلق تھا جو مختلف حکومتی مناصب پر فائز رہا۔ ان کے والد اور خود عبدالرحیم اپنی قوم اور سبتہ میں علم کا سرچشمہ تھے۔ ان کے بھائی عبدالحمید اور عبدالملک کا شمار بھی اندلس کے اہلِ علم میں ہوتا تھا۔

شیوخ: ان کے نمایاں اساتذہ درج ذیل ہیں:

- ابومحمد بن ابی زید المقریؒ (م ۳۸۹ھ) ان کی کتاب النوادر اور المختصر سنیں۔
- ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم الأصیلی (م ۳۹۲ھ)

۱- الصلة، ۲/۴۷۸؛ بغية الملتمس، ۱/۱۸۸ ترجمه ۳۲۰؛ ترتيب، ۴/۷۳۳؛ نجوم الزاهرة، ۴/۲۶۴؛ سير أعلام، ۱۷/۴۴۴؛ شذرات، ۳/۲۰۶

Marfat.com

- وھب بن مسرۃ الحجاری (م ۳۴۶ھ)
- دراس بن اسماعیل الفاسی (م ۳۵۷ھ)

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد کثیر تھی۔ ان سے استفادہ کرنے والوں میں اندلس کے علاوہ افریقہ کے شائقین علم بھی شامل تھے۔ مشہور تلامذہ میں:

- قاسم بن محمد المامونی (۴۴۸ھ)
- محمد بن عبدالرحمٰن (م ۴۵۳ھ)
- ابراہیم بن یعقوب الکلاعی (م ۴۹۱ھ)
- ابن خلف اللہ (م ۴۸۷ھ)
- ابوعمران بن ابی سوار
- عبدالعزیز بن عبدالرحیم۔ صاحبزادے
- عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم (۵۱۰ھ)۔ صاحبزادے
- عبدالکریم بن عبدالرحیم۔ صاحبزادے
- ابومحمد بن خزرج (م ۴۷۸ھ) ان کو اپنی تمام مرویات کی روایت کی اجازت دی۔

علمی مقام: حدیث اور فقہ مالکی پر دسترس تھی۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان عالماً بمذھب المالکیین، ذا روایة واسعة بافریقیة والاندلس

وفات: ابن العجوز نے ۴۱۸/۴۲۰ھ میں انتقال کیا۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن عمر بن یوسف بن الفخار القرطبی المالکی (۳۴۰ھ۔۴۱۹ھ)

ابن الفخار کی نسبت سے معروف تھے۔ پیش رو محدثین کی روش پر چلتے ہوئے اندلس کے

۱۔ الصلة، ۱/۱۷۱۳؛ سیر، ۱۷/۳۷۴؛ ترتیب، ۴/۷۲۰؛ الدیباج، ۲۵۱؛ شجرة النور، ۱/۱۱۵؛ شذرات، ۳/۲۱۶۔ صاحب شجرة النور نے سال ولادت ۳۴۰ھ اور سال وفات ۴۱۳ھ لکھا ہے۔ (شجرة النور، ۱/۱۱۵)

Marfat.com

شیوخ اور ازاں بعد مملکت اسلامی کے مشرقی ممالک وامصار میں مقیم اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔

اساتذہ: ابن الفخار علم کی طلب میں حجاز، مصر، بیت المقدس وغیرہ گئے۔ ان کے شیوخ میں نمایاں درج ذیل ہیں۔

- ابو محمد الأصیلی (م ۳۹۲ھ) سے فقہ میں مہارت حاصل کی۔
- ابو عیسی یحیٰی بن عبداللہ اللیثی (م ۳۶۷ھ)
- ابو محمد الباجی (م ۳۷۸ھ) سے احادیث کا سماع کیا۔
- ابو جعفر بن عون اللہ (م ۳۷۸ھ) سے احادیث اخذ کیں
- ابو عمر احمد بن عبدالملک المکوی (م ۴۰۱ھ) سے بھی فقہ کے میدان میں استفادہ کیا۔

مکہ مکرمہ کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ قیام کے دوران دو دفعہ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ مدینہ منورہ کے علماء سے استفادہ کیا۔ وہاں طالبان علم کے لیے خود بھی مجالس علمی منعقد کیں۔ اہل مدینہ ان کی تعظیم کرتے اور معاملات میں مشورہ بھی کرتے۔ مدینہ منورہ کے قیام پر وہ اظہار فخر کرتے۔ حاتم بن محمد الطرابلسی (م ۴۶۹ھ) نے بھی ان سے روایت کیا۔

ذاتی اوصاف: اہل علم نے ان کے حافظہ کی تعریف کی۔ ذہین وفطین تھے۔ کہا جاتا ہے کہ فقہ مالکی کی کتاب المدونۃ اور ابن ابی زید کی کتاب النوادر زبانی یاد تھیں۔

ابن الفخار کے ترجمہ نگاروں نے ان کے زہد وورع کا تذکرہ کیا ہے۔ امراء وسلاطین سے دور رہتے۔ ایک موقع پر حاکم وقت نے امراء بربر کی طرف بطور ایلچی بھیجنے کا حکم نامہ بھیجا تو انکار کر دیا۔ ابن حیان کا قول ہے کہ علم وفضل کی وجہ سے سلطان وقت اور عوام الناس ان کی تکریم کرتے۔ حسن بن محمد القبشی (م ۴۳۰ھ) کے بقول وہ اپنے زہد وورع کی وجہ سے مجاب الدعوۃ تھے۔

علمی مقام: ابن الفخار کے علوم میں رسوخ اور مہارت کا اعتراف اہل علم نے کیا ہے۔ ابو عمر والدانی کا قول ہے:

هو آخر الفقهاء الحفاظ الراسخين العالمين بالكتاب والسنة بالاندلس۔

قاضی عیاض کہتے ہیں:

Marfat.com

كان احفظ الناس، واحضرهم علماً، وأسرعهم جواباً، وأوقفهم على اختلاف الفقهاء وترجيح المذاهب، حافظاً للاثر، مائلاً الى الحجة والنظر۔

ابن حیان (م ۴۶۹ھ) نے ان کی وفات پر ان الفاظ میں اپنے تاثرات بیان کیے:

توفى الفقيه المشاور الحافظ المستبحر الراويةُ البعيد الاثر، الطويل الهجرة في طلب العلم، الناسک المتقشف۔

صاحب شجرۃ النور لکھتے ہیں:

الاستاذ المحقق العالم، المتبحر الراوية، المجاب الدعوة، العامل بالكتاب والسنة۔

امام ذہبی نے انھیں الامام، العلامة، الحافظ، عالم الأندلس، شيخ الاسلام کے القابات سے یاد کیا ہے۔

جب بربروں نے منت مانی کہ وہ قرطبہ پر قابض ہونے کے بعد ابن الفخار کو قتل کردیں گے تو وہ قرطبہ سے نکل گئے۔

تالیفات: چند تالیفات ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں، مثلاً:

- اختصار المبسوط مولفہ قاضی اسماعیل
- اختصار النوادر مولفہ ابن ابی زید

وفات: ابن الفخار نے ماہ ربیع الاول ۴۱۹ھ میں تقریباً چھہتر (۷۶) سال کی عمر میں بلنسیہ میں وفات پائی۔ الشیخ خلیل القرطبی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کثیر تعداد میں لوگ جنازہ میں شریک ہوئے۔ (۱)

۱- الصلة، ۲/ ۴۸۳؛ بغية الملتمس، ۱/ ۱۴۶ ترجمہ ۲۲۲؛ ترتيب، ۴/ ۷۲۴؛ نفح الطيب، ۲/ ۲۷۷؛ سير اعلام، ۱۷/ ۳۷۲؛ شذرات، ۳/ ۲۱۳؛ شجرة النور، ۱/ ۱۱۲؛ النجوم الزاهرة، ۴/ ۲۶۸

Marfat.com

ابو المطرف، عبدالرحمٰن بن احمد بن سعید بن بشر بن غرسیہ القرطبی المالکی (۳۶۴ھ۔۴۲۲ھ)

بنو فطیس کے موالی کے طور پر جانے جاتے تھے۔ابن الحصار اور ابن غرسیہ کے نام سے بھی معروف تھے۔

اساتذہ: مختلف علاقوں کے علماء سے علم حاصل کیا۔چند درج ذیل ہیں:

- احمد بن سعید (م ۳۹۲ھ)۔صاحب ترجمہ کے والد [1]
- ابو عمر الاشبیلی (م ۴۰۱ھ)
- ابو محمد الاصیلی (م ۳۹۲ھ) اور دیگر اہل علم سے سماع کیا۔

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد کثیر تھی۔

- ابن عتاب تقریباً بیس برس تک ان کی صحبت میں رہے اور وہ اس پر فخر کرتے تھے۔

الموطأ کے سماع کے لیے طلباء کی ایک جماعت استفادہ کے لیے آئی تو انھوں نے روک دیا۔طالبان علم ان کے پاس اس وقت جمع ہوتے جبکہ دیگر شیوخ فتوی بھی اس مجلس میں ہوتے زیر نظر مسئلہ میں مشاورت ہوتی تو دیگر لوگ ان سے مخالف رائے دیتے تو ابو المطرف اپنی رائے کے لئے دلائل دیتے اور ان کی رائے قبول کر لی جاتی۔

علمی مقام: ۴۰۷ھ میں علی بن حمود نے قرطبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔قاسم بن حمود کے زمانے میں بھی اس عہدے پر رہے قضاء کے ساتھ نماز اور خطبہ کی ذمہ داری بھی ۴۱۹ھ تک ادا کی یعنی بارہ سال سے زیادہ اس عہدے پر رہے۔

ابن عتاب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ابو المطرف انتقال کے بعد خواب میں نظر آئے تو کہنے لگے کہ سختی کے بعد مجھے سہولت اور آسانی نصیب ہوئی ہے۔انھوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ اطمینان سہولت مسائل فقہ میں مہارت کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ صرف اور صرف قرآن اور حدیث کے علوم نے ان کو فائدہ دیا ہے۔

جب مناظرہ کرتے تو بقول ابن حزم، ابن بشر سے زیادہ کوئی انصاف کرنے والا نہ ہوتا۔ مذہب مالکی پر دسترس کے ساتھ ساتھ علم اللغہ اور نحو میں بھی مہارت حاصل تھی۔ذھبی کہتے

1- والد احمد بن سعید بن محمد بن الحصار (م ۳۹۲ھ) کے لیے رجوع کیجئے: تاریخ علماء الاندلس، ۶۰

Marfat.com

ہیں کہ ان کے بعد ان جیسا قاضی کوئی نہ تھا۔

وفات: ابن غرسیہ کی وفات ۴۲۲ھ میں ہوئی۔ قاضی یونس بن عبداللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابو محمد، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن سعید بن ذنین الصدفی الطلیطلی (م ۴۲۴ھ)

اندلس اور مشرق کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۳۸۱ھ میں والد کے ساتھ بلادِ مشرق کے سفر کا آغاز کیا، فریضہ حج ادا کیا ازاں بعد مختلف بلاد وامصار گئے اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا اور بہت سا علم لے کر اندلس واپس آئے۔

اساتذہ: اساتذہ کی تعداد کثیر ہے، جن میں سے چند یہ ہیں۔

- عبدالرحمن بن عثمان (م ۴۰۳ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد (۲)
- ابوبکر بن المھندس (م ۳۸۵ھ)
- عباس بن اصبغ (م ۳۸۶ھ)
- ابوالطیب بن غلبون المقرئ (م ۳۸۹ھ)
- عبدوس بن محمد السقطی (م ۳۹۰ھ)
- ابوالقاسم عبیداللہ بن محمد السقطی (م ۴۰۶ھ)
- ابو محمد بن ابی زید (م ۳۸۹ھ)
- ابوجعفر احمد بن عون اللہ القرطبی (م ۳۸۷ھ)
- ابوعبداللہ بن عیشون
- ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مفرج القرطبی (م ۳۸۰ھ)

علمی مقام وذاتی اوصاف: مشرق کے علماء سے استفادے کے بعد اندلس واپس

۱۔ الصلۃ، ۱/ ۳۱۳؛ سیر، ۱۷/ ۴۷۳؛ الدیباج، ۲۴۳؛ شذرات، ۳/ ۲۲۳؛ شجرۃ النور، ۱/ ۱۱۳؛ ترتیب، ۴/ ۷۳۶

۲۔ دیکھیے کتاب ھذا صفحہ ۱۳۵

Marfat.com

آئے۔ طلیطلہ کے تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔ ان کے علم وفضل اور ورع وخشیت کا چرچا دوسرے شہروں تک پہنچا تو وہاں سے بھی مشتاقان علم جوق در جوق ان کی علمی مجالس میں شریک ہوئے۔ وہ اپنی روایات میں ثقہ اور متقن تھے۔

خشیت الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں اعلیٰ مقام پر تھے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان خيراً فاضلاً، زاهداً عابداً، مجتهداً ديناً۔ كان مجاب الدعوات، وكان سنياً، اثرياً، ثبتاً، متحريا، قوالاً بالحق، لا يخاف في الله لومة لائم۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ امر بالمعروف ونهی عن المنکر پر کتاب تالیف کی۔ کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھا کرتے۔

وفات: ابن ذنین الصدفی کا انتقال م ۴۲۴ھ میں ہوا۔(۱)

ابوالولید، یونس بن عبداللہ بن محمد بن مغیث المکی الاندلسی (۳۳۸ھ۔۴۲۹ھ)

ابن الصفار کے نام سے معروف تھے بچپن سے طلب علم کی لگن تھی تعلیم وتعلم کی فضا میں پروان چڑھے۔ علمی خاندان سے تعلق تھا، اپنے علم وفضل کی وجہ سے مشہور ہوئے۔

شیوخ: اپنے وقت کے نامور اساتذہ سے علم حاصل کیا جن میں معروف یہ تھے۔

- ابوبکر محمد بن معاویہ القرشی المعروف بابن الاحمر (م ۳۵۸ھ)
- ابوعیسیٰ اللیثی (م ۳۶۷ھ)
- قاضی محمد بن یبقی بن زرب (م ۳۸۱ھ)
- محمد بن اسحاق السلیم القاضی (م ۳۶۷ھ)
- ابوالحسن الدارقطنی (م ۳۸۷ھ)
- ابومحمد بن ابی زید (م ۳۸۹ھ)

۱۔ الصلة، ۱/۲۵۷؛ بغية الملتمس، ۲/۴۴۸ ترجمه ۹۳۲؛ سير، ۱۷/۴۲۶؛ شذرات، ۳/۲۲۷؛ هدية العارفين، ۱/۴۵۰

Marfat.com

- ابوعبداللہ بن مفرج (م ۳۸۰ھ)
- ابوجعفر ابن عون اللہ (م ۳۸۷ھ)
- ابوبکر بن القوطیہ (م ۳۶۷ھ)
- تمیم بن محمد القروی (م ۳۶۹ھ)
- العباس بن عمرو
- ابن یبقیٰ' اندلس کے علم ومعرفت کے ستون سمجھے جاتے۔ یونس بن صفار کا شمار ابن یبقی کے اکابر اصحاب میں ہوتا ہے۔

تلامذہ: طالبان علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کے نمایاں شاگرد درج ذیل ہیں۔

- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ)
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابن حزم الظاہری (م ۴۵۶ھ)
- مکی بن ابی طالب (م ۴۳۷ھ)
- قاسم بن محمد الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- حاتم بن محمد (م ۴۶۹ھ)
- ابوعبداللہ الخولانی (م ۴۴۸ھ)

علمی مقام: یونس بن صفار نے مختلف علوم میں مہارت حاصل کی لیکن علم حدیث میں نمایاں مقام حاصل کیا اور اپنے ہمعصر محدثین کے لیے سند تسلیم کیے گئے۔ اپنے علم وفضل کی وجہ سے مرجع خلائق بنے۔

ابن بشکوال ان کے علم وفضل کے اعتراف میں عمر بن مھدی کا قول نقل کرتے ہیں:

کان من اھل الحدیث والفقہ، کثیر الروایۃ، وافر الحظ من علم اللغۃ والعربیۃ، قائلاً للشعر النفیس فی معانی الزھد وماشابھہ، بلیغاً فی خطبہ، کثیر الخشوع

Marfat.com

فیہا لا یتمالک من سمعه عن البکاء مع الخیر والفضل والزهد فی الدنیا والرضا منها بالیسیر۔

ابن العماد لکھتے ہیں:

نال ریاسة الدین والدنیا ،وکان فقیها صالحاً عدلاً حجة ، علامة فی اللغة والعربیة والشعر، فصیحا مفوها کثیر المحاسن له مصنفات فی الزهد وغیره۔

ان کے استاد محمد بن یحیی بن زرب نے ایک اجتماعی مجلس شوری کی تجویز دی جس کی تکمیل میں ابن صفار مشغول رہے۔قرطبہ، زھراء اور زاھرۃ میں اس مجلس کے منتظم بنے۔سلطان وقت نے دیگر اہم عہدوں مثلاً قضا وغیرہ پر بھی متعین کیا۔جامعہ مسجد قرطبہ کی امامت اور خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔اسی (۸۰) سال سے زیادہ کی عمر میں قرطبہ میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مقرر کیے گئے۔اس وقت بنو عباد کی حکومت تھی اور معتمد اس وقت قرطبہ کے امیر تھے۔قرطبہ میں عہدہ قضا پر تقریباً دس (۱۰) سال تک فرائض سرانجام دیتے رہے۔بیماری طویل ہوتی گئی۔مکی بن ابی طالب کو نماز اور خطبہ کی ذمہ داری سونپ دی گئی لیکن تاحیات منصب قضا پر رہے۔کہا جاتا ہے کہ بیماری کے باوجود ہوش وحواس سلامت تھے اور اس بیماری میں بھی دینی وعلمی کاموں میں مصروف رہے۔

اعلیٰ مناصب پر تعیناتی کے باوجود زاہد وعابد اور منکسر المزاج تھے۔خوف خدا بدرجہ اتم موجود تھا۔زہد کی طرف ان کے میلان کا اندازہ ان کی تحریروں بالخصوص ان کی شاعری سے ہوجاتا ہے۔

تالیفات: ان کی بیشتر تالیفات زہد پر تھیں، چند اہم کتب درج ذیل ہیں:

- الموعب فی تفسیر الموطأ
- کتاب الابتهاج بمحبة الله عز وجل
- کتاب فضائل المتهجدین
- کتاب التسبیب والتیسیر
- المستصرخین بالله

Marfat.com

- کتاب انس الوحید

وفات: ابوالولید کا رجب ۴۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ مقبرہ ابن عباس میں دفن ہوئے۔ (۱)

ابوعمر، احمد بن محمد بن عبداللہ بن لب بن یحیی المعافری المقری الطلمنکی (۳۴۰ھ۔۴۲۹ھ)

ابوعمر احمد بن محمد کا تعلق طلمنکہ سے تھا۔ جب دشمن اس شہر پر قابض ہو گیا تو قرطبہ آ گئے۔ علوم قرآن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ثقہ، متقن محدث تھے اس لیے اثری بھی کہلائے۔

شیوخ: الطلمنکی نے اجل علماء سے استفادہ کیا، جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوجعفر احمد بن عون اللہ (م ۳۷۸ھ)۔ صاحب ترجمہ کے نانا (۲)
- ابوعیسی یحیی بن عبداللہ اللیثی (م ۳۶۷ھ)
- ابومحمد الباجی (م ۳۷۸ھ)
- ابوالعلاء بن ماھان النیشاپوری (م ۳۸۷ھ)
- ابومحمد بن ابی زید (م ۳۸۶ھ)
- محمد بن یحیی بن عمار الدمیاطی (م ۳۸۴ھ)
- عباس بن اصبغ (م ۳۷۸ھ)
- ابوبکر محمد بن علی الأدفوی/ الاذفوی (م ۳۸۸ھ)
- ابوالحسن بن جھضم (م ۴۱۴ھ)
- عمر بن محمد بن عراک المقرئ (م ۳۸۸ھ)
- ابوجعفر بن دحمون

۱۔ جذوۃ المقتبس، ۳۸۴؛ الصلۃ، ۲/۶۴۶؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۶۸۸ ترجمہ ۱۵۰۳؛ الدیباج، ۴۴۴؛ سیر أعلام، ۱۷/۵۶۹؛ کشف، ۱/۴۹۵، ۲/۱۷۰۷؛ تاریخ قضاۃ الاندلس، ۹۵؛ الأعلام، ۸/۲۶۲؛ شذرات، ۳/۲۴۴؛ ابن ماکولا، ۷/۲۱۵

۲۔ ابوجعفر احمد بن عون اللہ (م ۳۷۸ھ) قرطبہ کے عالم و زاہد تھے اور متبدعین کے سخت مخالف تھے۔ رجوع کیجیے: تاریخ علماء الاندلس، ۵۵

Marfat.com

- ابو عبداللہ، محمد بن احمد بن مفرّج (م ۳۸۰ھ)
- ابو الطیب عبدالمنعم بن عبداللہ بن غلبون (م ۳۸۹ھ)
- ابو محمد القلعی، عبداللہ بن محمد الاندلسی (م ۳۸۳ھ)
- ابو الحسن بن بشر الانطاکی (م ۳۷۷ھ)، ان سے علم قراءات سیکھا۔
- محمد بن حسین بن النعمان (م ۳۷۸ھ) سے بھی علوم قرآن اخذ کیے۔

تلامذہ: اندلس اور مشرق کے علماء سے استفادے کے بعد طالبان علم کی کثیر تعداد کو مستفید کیا۔ قرطبہ، مریہ، مرسیہ سرقسطہ میں مجالس علمی منعقد کیں ازاں بعد طلمنکہ آ گئے اور وہاں جامع مسجد کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور طلباء کو بھی مستفید کرتے رہے۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابو عمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابو محمد بن حزم (م ۴۵۶ھ)
- ابن المرابط (م ۴۸۵ھ)
- محمد بن عبداللہ الخولانی (م ۴۴۸ھ)
- عبداللہ بن سھل المقریٔ (م ۴۸۰ھ)
- حاتم الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- محمد بن احمد بن محمد الطلمنکی (م ۴۳۰ھ)۔ صاحبزادے [1]
- ابراھیم بن سلیمان البلوی (م ۴۴۸ھ)۔ داماد [2]
- اسماعیل بن عیسیٰ الحجاری

علمی مقام: وہ اپنے رحلات علمیہ سے جب اندلس واپس آئے تو متنوع علوم اور بالخصوص علوم قرآن سے متعلق بہت سا علم لیکر آئے۔ اہل علم نے متنوع علوم میں ان کی مہارت و سیادت کو تسلیم کیا ہے۔ ابن بشکوال علوم قرآن حکیم اور حدیث میں ان کے تبحر کا اعتراف کرتے ہوئے

۱- صاحبزادے محمد بن احمد کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۳۱۱/۱ ترجمہ ۱۰۹۶؛ ذیل اوسی، ۴۸/۶ ترجمہ ۹۱

۲- ابو اسحاق ابراھیم بن سلیمان کو علم حدیث سے خصوصی شغف تھا۔ رجوع کیجئے: الصلۃ، ۹۵/۱

Marfat.com

لکھتے ہیں:

کان أحدالائمة فی علم القرآن العظیم و قراء ته و اعرابه، وأحکامه، و ناسخه و منسوخه، و معانیه۔ کانت له عنایة کاملة بالحدیث و نقلته و روایته و ضبطه، و معرفة رجاله و حملته، حافظاً للسنن جامعاً لها اماماً فیها۔

حمیدی نے ان کو علم قراءات کا امام تسلیم کیا ہے۔ الضبی بھی ان کو علم قراءات اور علم حدیث کا ماہر کہتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

و کان إماماً فی القراءات مذکوراً وثقة فی الروایة مشهوراً۔

ان کے زہد و تقویٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ زاہد و متقی اور سنت کے پیروکار تھے۔ بدعتوں سے سخت متنفر تھے۔ صاحب کرامات تھے۔ ابن بشکوال کہتے ہیں کہ وہ بڑے غیور اور بدعتوں کے سخت مخالف تھے بلکہ بدعتی فرقوں اور افراد کے لیے مثل برہنہ تلوار کے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

کان علی هدی وسنة و کان سیفاً مجرداً علی أهل الاهواء والبدع قامعاً لهم، غیوراً علی الشریعة، شدیداً فی ذات الله تعالیٰ، أقرأ الناس محتسباً وأسمع الحدیث۔

الخولانی لکھتے ہیں:

کان من الفضلاء الصالحین علی هدی وسنة۔

ابو عمرو الدانی کا قول ہے:

کان فاضلاً ضابطاً، شدیداً فی السنة۔

تالیفات: ابو عمر الطلمنکی قرآن و سنت کی درس و تدریس، قرطبہ کی مسجد میں امامت و وعظ کی ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مفید کتب کے مولف تھے۔ ان کی بیشتر تالیفات علوم قرآن سے متعلق ہیں۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

جمع کتباً حساناً کثیرة النفع علی مذاهب أهل السنة۔

ابن فرحون کہتے ہیں:

Marfat.com

وله تآليف جليلة.

چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- تفسیر القرآن (قرآن حکیم کی ضخیم تفسیر مرتب کی)
- کتاب البیان فی اعراب القرآن
- الوصول الی معرفة الأصول
- الرد علی أبی مسرة
- فضائل مالک (امام مالکؒ کے مناقب وفضائل پر مبنی تھی)
- رجال الموطأ (امام مالک کی الموطأ کے رواۃ پر مشتمل تھی)

وفات: علوم قرآن کا یہ ماہر وممتاز عالم ۴۲۹ھ میں طلمنکہ میں انتقال کر گیا۔ (۱)

ابوالقاسم، مہلب بن احمد بن ابی صفرۃ بن عبداللہ التمیمی الأسدی، المری (م ۴۳۵ھ)

ابوالقاسم کا تعلق مریہ سے تھا ذہین وفطین تھے۔ ان کے بھائی محمد بن احمد اور اولاد میں سے علی بن عبداللہ (۲) بھی صاحب علم تھے۔ حصول علم کے لیے بلاد مشرق کا سفر کیا۔

اساتذہ: ان کے شیوخ میں اہم یہ ہیں:

- ابومحمد الاصیلی (م ۳۹۲ھ) کی صحبت میں طویل عرصہ رہے۔
- ابوالحسن القابسی (م ۴۰۳ھ)
- ابوذر الھروی (م ۴۳۵ھ)
- عبدالوھاب بن الحسن بن منیر (م ۴۲۲ھ)
- ابوالقاسم یحییٰ بن علی الحضرمی المصری

۱۔ الصلة، ۱/۴۸؛ جذوة المقتبس، ۱۱۴؛ بغية الملتمس، ۱/۲۰۵ ترجمہ ۳۴۸؛ ترتیب، ۴/۷۴۹؛ تذکرة، ۳/۱۰۹۸؛ شجرة النور، ۱/۱۱۳؛ معرفة قراء الكبار، ۲/۷۳۳؛ سیر اعلام، ۱۷/۵۶۶؛ الدیباج، ۱۰۱؛ شذرات، ۳/۲۴۳؛ الأعلام، ۱/۲۱۲؛ طلمنکہ کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۴/۳۹

۲۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ (م ۴۵۵ھ) کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۲/۳۹۴

Marfat.com

- ابوالحسن علی بن بندار القزوینی
- ابوالحسن علی بن فہر

شیوخ سے استفادے کے بعد مجالس علمی منعقد کیں۔

تلامذہ: اپنے تلامذہ کے ساتھ محبت سے پیش آتے۔ اگر کسی طالب علم میں کوئی خوبی ہوتی تو اس کا ضرور ذکر کرتے۔ اپنے شاگرد ابوعمر بن الحذاء کی قوت فہم اور ذکاوت کی تعریف کی۔ ان کے مشہور تلامذہ درج ذیل ہیں۔

- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابوعبداللہ بن عابد المعافری (م ۴۳۹ھ)
- حاتم بن محمد (م ۴۶۹ھ)
- ابن المرابط (م ۴۸۵ھ)
- ابوالعباس الدلائی (م ۴۷۸ھ)

علم و فضل: درس و تدریس کے علاوہ مریہ اور مالقہ کے قاضی بھی رہے۔ ابن بشکوال ان کے علم و معرفت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان من أهل العلم و المعرفة و الذکاء و الفهم، من أهل التفنن فی العلوم و الغاية الكامله بها۔

ان کے تلمیذ خاص کہتے ہیں:

کان اذهن من لقيته و افصحهم و افهمهم۔

ذھبی کہتے ہیں:

و کان أحد الأئمة الفصحاء، الموصوفين بالذکاء۔

ابن فرحون کہتے ہیں:

من اهل العلم الراسخين فی الفقه و الحدیث و العبادة۔

الضبی کہتے ہیں کہ وہ معروف محدث وفقیہ تھے۔

Marfat.com

تالیفات: ان کے تذکرہ نگاروں نے ان کی درج ذیل چند تالیفات کا ذکر کیا ہے:

- شرح الجامع الصحیح للبخاری
- النصیح فی اختصار الصحیح
- شرح الموطا

وفات: ابوالقاسم کا ۴۳۵ھ میں انتقال ہوا۔ (۱)

ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن احمد بن میقل البکری المرسی القرطبی (۳۶۲ھ۔ ۴۳۶ھ)

مرسیہ میں ۳۶۲ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما ہوئی۔ ابن میقل کے نام سے معروف ہوئے۔ متوسط گھرانے سے تعلق تھا۔ قرطبہ منتقل ہوئے اور وہاں رہائش اختیار کر لی۔ قرطبہ میں شورش ہوئی تو مرسیہ واپس آ گئے۔ علم حدیث اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ کے نام درج ذیل ہیں۔

- ابوالقاسم سہل بن ابراہیم (م ۳۸۷ھ)
- ھاشم بن یحییٰ البطلیوسی (م ۳۸۵ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن ابراھیم الاصیلی (م ۳۹۲ھ)

تلامذہ:

- ابن المرابط (م ۴۸۵ھ)
- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابن طاہر الارزی (م ۴۷۷ھ)

۱- الصلة، ۲/۵۹۲؛ جذوة، ۳۵۲؛ بغیة الملتمس، ۲/۶۳۱ ترجمہ ۱۳۸۲؛ الدیباج، ۴۲۷؛ ترتیب، ۴/۷۵۱؛ شذرات، ۳/۲۵۵؛ سیر اعلام، ۱۷/۵۷۹؛ شجرة النور، ۱/۱۱۴۔ مریہ اور مالقہ کے لیے دیکھیے :معجم، ۵/۴۳، ۱۱۹۔ صاحب الدیباج نے سال وفات ۴۳۳ھ لکھا ہے جبکہ صاحب جذوۃ المقتبس نے کہا کہ وہ ۴۲۰ھ کے بعد فوت ہوئے انہوں نے سال کا تعین نہیں کیا۔ ہم نے ابن بشکوال کے قول کو ترجیح دی ہے جو ان کا سال وفات ۴۳۵ھ بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

○ ابوبکر عبدالرحمٰن بن عیسی السمانی

علمی مرتبہ: قرآن حکیم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر روز قرآن حکیم ختم کر لیتے۔ فقہ اور حدیث میں مہارت کا ذکر کرتے ہوئے ابن الحذاء (م ۴۶۷ھ) لکھتے ہیں:

کان أحفظ الناس لمذهب مالک و اصحابه رضی الله عنهم، و أقواهم احتجاجاً له مع علمه بالحدیث و الصحیح منه و السقیم، و اسماء رجال نقلته، و التعدیل و التجریح۔

ابن الحذاء ہی ان کے علم وفضل اور اخلاق عالیہ کے اعتراف میں کہتے ہیں:

مالقیت اتم ورعاً و لا أحسن خلقاً، و لا أکمل علماً منه۔

علم لغت، نحو اور قراءات میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ متوسط ذرائع آمدن ہونے کے باوجود بہت سخی اور مہمان نواز تھے۔ تحفے بھی دیا کرتے۔ ان کا سرمایہ یا آمدنی کا ذریعہ ایک باغ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے باغ کے پھل بھی لوگوں کو تحفتاً دیتے۔ جب قرطبہ میں فتنہ کے شعلے بھڑکے تو مرسیہ منتقل ہو گئے۔ اندلس میں فتنہ وفساد کے آغاز ہوتے ہی گوشت وغیرہ کھانا ترک کر دیا اور سادہ جوتی پہنا کرتے۔

وفات: ابوالولید نے ۴۳۶ھ میں مرسیہ میں وفات پائی۔ (۱)

ابوعبداللہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ الحجری القرطبی (م ۴۳۶ھ)

علم حدیث، لغت اور شعر وادب کا خصوصی ذوق تھا۔ شیوخ سے استفادہ کیا اور اپنا علم وتجربہ تلامذہ کو منتقل کیا۔ ان کے تذکرہ نگار کہتے ہیں کہ علم حدیث سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ تعبیر رؤیا میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ۴۳۶ھ میں اشبیلیہ میں انتقال کیا۔ (۲)

۱- الصلة، ۲/۴۹۹؛ ترتیب، ۴/۷۵۱؛ سیر أعلام، ۱۷/۵۸۶

۲- الصلة، ۲/۴۹۹

Marfat.com

ابومحمد، مکی بن ابی طالب بن محمد القیسی القیروانی القرطبی (۳۵۵ھ۔ ۴۳۷ھ)

ابومحمد مکی بن ابی طالب کے خاندان کا تعلق قیروان (افریقہ) سے تھا۔ مکی بن ابی طالب قیروان میں ۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم سے خصوصی محبت تھی۔ قیروان میں اساتذہ سے مختلف قراءتوں کو سیکھا ازاں بعد مصر گئے تاکہ وہاں مقیم اجل قراء سے سبع قراءات پر عبور حاصل کریں۔ ۳۶۸ھ میں پہلی بار مصر گئے استفادے کے بعد قیروان واپس آئے اور وہاں شیوخ سے استفادہ کرتے رہے۔ علم قراءات میں مزید مہارت حاصل کرنے کے لیے ۳۷۶ھ اور ۳۸۲ھ میں ازاں بعد پھر مصر گئے۔ مکہ گئے، حج بیت اللہ ادا کیا تین سال تک وہاں مقیم شیوخ اور زیارت حرم شریف کے لیے آنے والے شیوخ سے بھرپور استفادہ کیا۔ ان کا تخصص کا مضمون علوم قرآن حکیم تھا۔

شیوخ: مشرق ومغرب کے چند اجل شیوخ درج ذیل تھے:

- ابومحمد ابن ابی زید (م ۳۸۹ھ)
- ابوالحسن القابسی (م ۴۰۳ھ)
- محمد بن علی بن الادفوی/الاذفوی (م ۳۸۸ھ)
- احمد بن فراس المکی (م ۴۰۵ھ)
- ابوالقاسم السقطی البغدادی (م ۴۰۶ھ)
- ابوبکر احمد بن ابراہیم المروزی
- ابوالطاہر محمد بن محمد بن جبریل العجیفی
- ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن رزیق البغدادی (م ۳۹۱ھ)
- ابوالطیب، عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون المقری (م ۳۸۹ھ)۔ ان سے علم قرأت میں مہارت حاصل کی۔

۳۸۳ھ سے ۳۸۷ھ تک قیروان میں طلباء کو مستفید کیا۔ بلادِ مغرب اور مشرق کے اجل شیوخ سے استفادے کے بعد ۳۹۳ھ میں اندلس آئے، قرطبہ میں قیام پذیر ہوئے۔ سب سے

Marfat.com

پہلے مسجد نخلہ میں تدریس قرآن کا فریضہ سرانجام دیا۔ عبدالملک بن عامر نے جامع زاھرۃ میں منتقل کر دیا۔ محمد بن ہشام المھدی کو قرآن حکیم میں رسوخ کی خبریں ملیں تو قرطبہ کی جامع مسجد میں منتقل کر دیا۔ وہ وفات تک اس مسجد کے خطیب بھی رہے۔ قرطبہ کی جامع مسجد میں مجالس علمی منعقد کیں یہ مجالس بالعموم قرآن اور علم قراءت سے متعلق ہوتیں۔ مکی بن ابی طالب کے علم کا چرچا اندلس کے مختلف شہروں تک پہنچا۔ ان سے طلبہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

جلس للاقراء بجامع قرطبة فانتفع علی یدیه جماعات، وجودوا القرآن، عظم اسمه فی البلدة وجل فیها قدره۔

تلامذہ: چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- محمد بن مکی بن ابی طالب (۴۷۴ھ)۔ صاحبزادے (۱)
- عبداللہ بن سھل (م ۴۸۰ھ)
- ابو محمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)
- حاتم بن محمد الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- ابو الولید الباجی (م ۴۷۷ھ)
- ابو الاصبغ بن عیسی بن سھل (م ۴۸۶ھ)
- ابن عسال عبداللہ بن فرج (م ۴۸۷ھ)
- محمد بن احمد بن مطرف المقرئ (م ۴۵۴ھ)

علمی مقام: مکی بن ابی طالب سے متعلق مواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بچپن سے ۳۹۳ھ تک مسلسل اخذ علم کے ساتھ ساتھ طلباء کو مستفید کرتے رہے۔ علوم قرآن حکیم میں مہارت تھی۔ علم قراءات اور تجوید میں اپنے وقت میں یکتا تھے۔ صاحب شجرۃ النور لکھتے ہیں:

غلب علیه علم القرآن وکان من الراسخین فیه۔

۱۔ صاحبزادے محمد بن مکی قرطبہ کے ممتاز فقیہ تھے۔ بعض حکومتی مناصب پر فائز رہے۔ دیکھیے: الصلة، ۲/ ۵۲۳۔ مکی کے پوتے ابو عبداللہ جعفر بن محمد بن مکی (م ۵۳۵ھ) بھی عربی ادب ولغت کے ماہر تھے۔ حکومتی مناصب پر متعین رہے (الصلة، ۱/ ۱۲۹)

Marfat.com

ان کے دوست اور شاگرد ابوعمر احمد بن محمد بن مھدی المقریٔ کا قول ہے:

کان نفعه الله من أهل التبحر فی علوم القرآن و العربیة حسن الفهم و الخلق، جید الدین و العقل کثیر التالیف فی علوم القرآن، محسناً لذ لک، مجوداً للقراءات السبع عالما بمعانیها۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان خیر أفاضلاً، متواضعا، متدینا، مشهور أبالصلاح و اجابة الدعوة۔

ابوالحزم جھور، امیر قرطبہ نے یونس بن عبداللہ القاضی کے بعد مکی کو جامع قرطبہ میں خطابت کے فرائض سونپے۔

مکی بن ابی طالب کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ جامع قرطبہ میں جب وہ خطبہ دیتے یا وعظ کرتے تو ایک شخص ان کا استہزاء کرتا اور بے جا مداخلت کرتا۔ مکی اس کی اس غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکت سے تنگ آ گئے تو اجتماعی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے شر سے محفوظ فرمائے۔ کہا جاتا ہے اس کے بعد وہ شخص جامع قرطبہ میں کبھی نظر نہ آیا۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ ان کی تالیفات کا تعلق بالعموم علوم قرآن سے ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

- الایضاح لناسخ القرآن و منسوخه
- قوت القلوب
- الهدایة۔ موضوع فقہ تھا۔
- فهرسة
- العمدة فی غریب القرآن ★
- مشکل اعراب القرآن ★
- الایجاز و اللمع فی الاعراب
- کتاب الهدایة۔ قرآن حکیم کی تفسیر اور علم قراءات سے متعلق

Marfat.com

○ القرآن الکریم بالرسم العثمانی۔ رسم عثمانی میں مکی بن ابی طالب کے ہاتھ کا لکھا ہو مصحف

وفات: قرآن حکیم کا یہ اجل عالم ماہ محرم ۴۳۷ھ میں خالق حقیقی سے جا ملا۔ صاحبزادے محمد بن مکی نے نمازِ جنازہ پڑھائی، ربض میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو عمرو، عثمان بن ابی بکر بن حمود بن احمد الصدفی السفاقسی (۳۸۵ھ۔ ۴۴۲ھ)

ابن الضابط اور السفاقسی (السفاقس: افریقہ کا ایک شہر) کے نام سے معروف تھے۔ پیدائش سفاقس میں ہوئی۔ علوم قرآن اور حدیث سے شغف تھا۔

شیوخ: تحصیل علم کے لیے بلاد مشرق کا سفر ۴۲۰ھ میں کیا ان شیوخ میں اہم یہ ہیں:

○ ابو نعیم احمد بن عبداللہ (م ۴۳۰ھ)

○ ابوذر الھروی (م ۴۳۵ھ)

○ کریمہ بنت احمد السرخسیہ (م ۴۶۵ھ)

○ ابوبکر المفید (م ۴۱۳ھ)

○ ابو الطیب طاہر بن عبداللہ الطبری (م ۴۵۰ھ)

○ ابو عبداللہ الکازرونی (م ۴۵۵ھ)

○ ابو الفضل مبارک بن علی الھراس

○ ابو الحسن محمد بن علی بن صخر

○ ابو عبداللہ محمد بن علی الفسوی

اپنے شیخ ابو نعیم کے بہت مداح تھے، کہتے تھے:

۱۔ جذوة، ۳۵۱؛ الصلة، ۲/ ۵۹۷؛ الدیباج، ۴۲۴؛ بغیة الملتمس، ۲/ ۶۲۷ ترجمہ ۱۹۷۲؛ النجوم، ۵/ ۴۱؛ شذرات، ۳/ ۲۶۰؛ سیر أعلام، ۱۷/ ۵۹۱؛ کشف، ۱/ ۳۳، ۱۲۱، ۱۷۴۔

★ یہ کتب مختلف عرب ممالک سے تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ ڈا/ احمد حسن فرحات نے کتاب مکی بن ابی طالب وتفسیر القرآن تالیف کی جو عمان سے ۱۴۰۴ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ راقمہ کو اس کتاب کو دیکھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

Marfat.com

لم ألق مثله فی العلم والعمل

تلامذہ: ان کے تلامذہ کے نام نہیں ملتے، لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ افریقہ، اندلس اور بلاد مشرق میں تحصیل علم کے ساتھ ساتھ ان علاقوں کے شائقین علم کے لیے استفادہ کا بھی ذریعہ بنے ہوں گے۔ صرف حمیدی کا نام ملتا ہے جنھوں نے ان سے سماع کیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ ۴۳۶ھ میں اندلس آئے، قرطبہ اور دوسرے شہروں میں گئے اور مجالس علمی منعقد کیں۔ وہ لکھتے ہیں:

واسمع الناس بها وحدث عنه مشيختها وعلما ؤها وتطوف بسائر بلاد الأندلس۔

افریقہ کے امیر معز بن بادیس کے حوالے سے یہ بات ملتی ہے کہ انھوں نے السفاقسی کو سیاسی اغراض کے لیے بعض مہمات میں شامل کیا۔ الضبی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزائر روم جہاد کے لیے نکلے تھے۔

علمی مقام: ذہین وفطین تھے۔ مشرق کے سفر میں جس شہر میں گئے تو اس شہر کے راویانِ حدیث اور باہر سے آنے والے راویانِ حدیث کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے۔ انھوں نے اس بامقصد سفر میں اہلِ علم سے خوب سماع کیا اور جلد اندلس کی طرف واپسی کا سفر کیا۔ ۴۳۶ھ میں واپس مغرب پہنچے، اندلس آئے اور اہل اندلس نے ان سے سماع کیا۔ ضبی کہتے ہیں:

کان فاضلاً عاقلاً یفهم۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان حافظاً للحديث و طرقه، واسماء رجاله، ورواته، منسوباً الى معرفته وفهمه۔۔۔ ويتكلم على أسانيده ومعانيه۔

حافظہ بہت اچھا تھا۔ ابن بشکوال کا کہنا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو احادیث حافظہ سے املاء کراتے تھے۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

۔۔۔كان متفننا فی علومه، متقناً لها، عارفاً باللغة والاعراب، والحديث

Marfat.com

والغریب والأدب۔

تالیفات: تذکرہ نگاروں نے ان کی چند تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً:

- کتاب رحلة (غالباً مشرق کا سفر نامہ تھا)
- عوالی الحدیث (عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مجموعہ میں وہ احادیث درج کی ہوں گی جن کی اسناد عالی تھیں)
- الاقتصاد فی القراءات السبع

وفات: السفاقسی قسطنطنیہ کے سفر کے دوران ۴۴۲ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابو عمرو عثمان بن سعید بن عثمان الاموی المقری القرطبی الدانی (۳۷۱ھ۔ ۴۴۴ھ)

اپنے زمانے میں الدانی، ابن الصیرفی کے نام سے معروف تھے۔ ازاں بعد الدانی کی نسبت سے معروف ہوئے۔ قرطبہ سے تھے دانیہ میں سکونت اختیار کی۔ ۳۸۵ھ میں اسفار علمی کا آغاز کیا۔ استجہ، بجانہ، سرقسطہ میں مقیم اہل علم سے استفادہ کیا۔ حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے۔ مکہ میں مقیم شیوخ کے علاوہ بلادِ مشرق کے دوسرے اہل علم سے استفادہ کیا اور ۳۹۹ھ میں قرطبہ واپس آئے۔ ان کا بیان ہے کہ اس وقت اندلس میں فتنہ وفساد کے آثار ظاہر تھے۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے۔

- ابو عثمان سعید بن عثمان (م ۳۹۵ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد (۲)
- ابو الحسن القابسی (م ۴۰۳ھ)
- ابو عبد اللہ بن ابی زمنین (م ۳۹۹ھ)
- ابو الحسن طاہر بن غلبون المقری (م ۳۹۹ھ)

۱- جذوة المقتبس، ۳۰۳؛ الصلة، ۲/ ۳۸۷؛ بغیة الملتمس، ۲/ ۵۳۶ ترجمہ ۱۱۸۴؛ الدیباج، ۲۸۸؛ الأعلام، ۴/ ۲۰۴؛ صاحب الدیباج نے سال وفات ۴۴۰ھ بیان کیا ہے جبکہ صاحب الأعلام نے ۴۴۲ھ ہی لکھا ہے۔ سفاقس افریقہ کے نواح میں ایک شہر۔ رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۲/ ۲۲۳

۲- ابو عثمان سعید بن عثمان بن سعید کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۱/ ۲۰۶؛ ذیل اوسی، ۴/ ۳۶ ترجمہ ۸۴

Marfat.com

- یونس بن عبداللہ القاضی (م ۴۲۹ھ)
- احمد بن فتح بن الرسان القرطبی (م ۴۰۳ھ)
- ابوبکر حاتم بن عبداللہ البزار القرطبی
- ابوبکر التجیبی (م ۴۰۶ھ)
- ابومحمد بن النحاس
- عبدالوھاب بن احمد بن منیر المصری
- ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ
- ابوالحسن احمد بن فراس العبقسی
- ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن عثمان القشیری (م ۳۹۵ھ)
- خلف بن ابراھیم بن خاقان المصری المقریؒ (م ۴۰۲ھ)
- عبدالعزیز بن جعفر بن خواستی الفارسی الاندلسی (م ۴۱۳ھ)
- ابوالفتح فارس بن احمد الحمصی المقریؒ (م ۴۰۱ھ)
- ابومسلم الکاتب۔ ان سے ابوبکر بن مجاہد کی کتاب السبعة کا سماع کیا۔

تلامذہ: ۴۰۳ھ میں سکندریہ وغیرہ گئے۔ سات سال سرقسطہ میں مقیم رہے۔ قرطبہ آئے پھر ۴۱۷ھ میں دانیہ آئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ الضبی ابوالحسن نجبہ بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مریہ میں ایک عرصے تک قرآن حکیم کی تدریس کرتے رہے۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے ان کے تلامذہ کی تحدید نہیں کی۔ الضبی صرف ایک خاتون کا نام لکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

روی عنه جماعات یطول ذکرھم۔

ذھبی چند تلامذہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وخلق سواھم۔

- ابوعبداللہ محمد بن الفرج الطلاع (م ۴۹۷ھ)

Marfat.com

- ابو بکر بن الفصیح التجیبی المری
- ابوالحسن علی بن دوش/ دش الشاطبی (م ۴۹۶ھ)
- ابوعلی الحسین بن علی بن مبشر (م ۴۵۳ھ)
- ابوالقاسم خلف بن ابراہیم (م ۴۷۷ھ)
- ابنۃ فائز القرطبیہ (م ۴۴۶ھ)[1]
- ابوالحسین بن یحییٰ بن أبی زید بن البیّاز المرسی المقریٔ (م ۴۹۶ھ)
- ابوعبداللہ بن محمد بن مزاحم الانصاری الخزرجی الأشبونی (م ۵۰۲ھ)
- ابواسحاق ابراہیم بن علی القشقولی المقریٔ۔ دانی کے تلامذہ کی باقیات میں سے تھے۔
- ریحانہ۔ان سے قرآن پڑھتیں اور الدانی بذریعہ اپنی چھڑی بعض مقامات پر وقف کے لیے ان کی راہنمائی کرتے۔انھوں نے شیخ سے روایت کی اجازت طلب کی لیکن الدانی نے نہ دی۔

علمی مقام: الدانی اپنے وقت میں اندلس کے شیخ القراء اور ثقہ محدث تھے۔ تذکرہ نگاروں نے علم قراءات میں ان کی مہارت وسیادت کا اعتراف کیا ہے۔ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان أحد الائمة فی علم القرآن ورو ایاته وتفسیره و معانیه وطرقه واعرابه۔۔۔ وله معرفة بالحدیث و طرقه و اسماء رجاله ونقلته وکان حسن الخط، جید الضبط من اهل العلم والذکاء والفهم متفننا بالعلوم جامعاً لها معتنیاً بها۔

حمیدی لکھتے ہیں:

محدث مکثر، ومقرئ متقدم۔

ابن الاباران کے زہد وورع اور خشیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان دیناً فاضلاً، ورعاً سنیا۔

مغامی کہتے ہیں کہ وہ مجاب الدعوات تھے۔

۱۔ ابنۃ فائز کے لیے رجوع کیجئے: کتاب ھذا صفحہ ۴۴۳

Marfat.com

ذھبی لکھتے ہیں:

وبرع فی علم القراءات والحدیث ورجاله والعربیة۔

ادب وشعر کا بھی ذوق تھا۔تذکرہ نگاروں نے ان کے بعض متصوفانہ اشعار نقل کیے ہیں۔

تالیفات: ابوعمرو الدانی ایک معروف مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مولف بھی تھے۔ انھوں نے علوم قرآن پر مفید تالیفات مرتب کیں۔حمیدی لکھتے ہیں:

ألف فیھا توالیف معروفة۔

ابن بشکوال کہتے ہیں:

له توالیف حسانا مفیدة یکثر تعدادها ویطول ایرادها۔

- الممتع والتیسیر فی القراءات
- جامع البیان فی القراءات السبع
- طبقات القراء
- التجدید فی الاتقان والتجدید
- المقنع فی رسم المصاحف ونقطها
- الاھتداء فی الوقف والابتداء
- البیان فی عدآی القرآن

وفات: ابوعمرو الدانی کا دانیہ میں ماہ شوال م ۴۴۴ھ میں انتقال ہوا۔سلطان وقت جنازہ میں شریک ہوا۔عوام کی کثیر تعداد بھی جنازہ میں موجود تھی۔[1]

ابوالعاص/العاصی، حکم بن محمد بن حکم بن محمد الجذامی القرطبی (م ۴۴۷ھ)

حکم بن محمد جن کا تعلق یمن کے ایک قبیلہ جذام سے تھا،قرطبہ سے تھے۔ابن افرانک کے

۱- الصلة، ۳۸۵/۲؛ جذوة، ۳۰۵؛ بغیة الملتمس، ۵۴۷/۲ ترجمہ ۱۱۸۹؛ معرفة القراء، ۷۷۳/۲؛ شذرات، ۲۷۲/۳؛ شجرة النور، ۱۱۵/۱؛ الأعلام، ۲۰۶/۴

Marfat.com

نام سے معروف تھے۔ مغرب ومشرق کے شیوخ سے اخذ واستفادے کے بعد طویل عرصہ تک کبار وصغار طلبہ کو مستفید کرتے رہے۔ رحلات علمی کا آغاز ۳۸۱ھ میں حج بیت اللہ سے کیا۔

شیوخ:

- ابو عمر الاشبیلی (م ۴۰۱ھ)
- ابوالقاسم السقطی (م ۴۰۶ھ)
- ابو بکر بن البناء (م ۴۰۶ھ)
- عبداللہ بن محمد بن نصر الحدیثی (م ۳۷۱ھ)
- ابو بکر احمد بن محمد بن المھندس (م ۳۸۵ھ)
- خلف بن القاسم القرطبی (م ۳۹۳ھ)
- عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون (م ۳۸۹ھ)
- ابو محمد ابن ابی زید (م ۳۸۹ھ)
- ابوالفرج عبدوس بن محمد الطلیطلی (۳۹۰ھ)
- یوسف بن احمد بن الدخیل
- ابو جعفر احمد بن ثابت بن دحمون (م ۳۶۰ھ)
- ھاشم بن یحییٰ بن حجاج البطلیوسی (م ۳۸۵ھ)
- ابو بکر عباس بن اصبغ الھمدانی القرطبی (م ۳۸۶ھ)
- ابوالفضل احمد بن قاسم البزاز القروی (م ۳۹۵ھ)
- عبداللہ بن اسماعیل بن حرب القرطبی (م ۳۸۰ھ)

تلامذہ:

- ابو مروان الطبنی (م ۴۶۱ھ)
- ابو علی الغسانی (م ۴۹۸ھ)

شخصی اوصاف: ابن افرانک ثقہ محدث تھے۔ سنت کی سختی سے پیروی کرنے والے تھے۔

Marfat.com

اہل بدعت کے سخت مخالف تھے۔ دنیا سے بے رغبتی تھی۔ ان کے شاگرد ابوعلی الغسانی کہتے ہیں:

كان رجلاً صالحاً ثقة مسنداً، صلباً في السنة، متشدداً على أهل البدع، عفيفا ورعاً، متشدداً على اهل البدع، صبوراً على القل، رافضاً للدنيا۔

امراء وحکام سے دور رہتے۔ ابن افرانک نے طویل عمر پائی۔

وفات: اپنے وقت کے زاہد و عابد ابوالعاص کا ۴۴۷ھ میں قرطبہ میں انتقال ہوا۔ نماز جنازہ قرطبہ کے صاحب احکام القضاء یحییٰ بن محمد بن زرب نے پڑھائی۔ مقبرہ ام سلمہ میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابوعبداللہ، محمد بن ابراہیم بن موسیٰ الانصاری الاندلسی الطلیطلی (۳۸۰ھ۔ ۴۵۵ھ)

ابوعبداللہ، ابن شق اللیل کے لقب سے معروف تھے۔ طلیطلہ سے تعلق تھا لیکن طلبیرہ میں سکونت رکھتے تھے۔ علم کی تحصیل کے لیے اندلس کے مختلف شہروں میں مقیم شیوخ کی مجالس علمی میں شریک ہوئے۔ علم سے لگن انھیں بلاد مشرق بھی لے گئی۔ حجاز مقدس، مصر، بغداد وغیرہ بھی گئے اور اجل شیوخ سے سماع کیا۔ ذھبی نے ان کو اہلِ علم میں شمار کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابواسحاق بن شنظیر (م ۴۰۲ھ) (۲)
- ابوجعفر احمد بن محمد الطلیطلی (م ۴۰۰ھ) (۳)

دونوں صاحبان کے لقب سے معروف تھے۔ ابن شق اللیل نے دونوں سے خوب استفادہ کیا۔

- عبیداللہ السقطی (م ۴۰۶ھ)
- ابوالحسن علی بن جھضم (م ۴۱۴ھ)
- ابن منیر الخشاب (م ۴۱۲ھ)

۱- الصلة، ۱/۴۷، ۱۴؛ سير أعلام، ۱۷/۶۵۹؛ شذرات، ۳/۲۷۵
۲- دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۱۲۶
۳- دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۱۱۹

Marfat.com

- ابو محمد عبد الغنی بن سعید (م ۴۰۹ھ)
- ابو عبد اللہ محمد بن عمر، ابن الفخار (م ۴۱۹ھ)
- احمد بن فراس العبقسی (م ۴۰۵ھ)
- ابو الفرج الصوفی
- ابو محمد عبد الرحمٰن بن عمر (م ۴۱۶ھ)
- ابو القاسم بن میسرۃ
- ابو القاسم الطحان

جب بلاد مشرق سے واپس اندلس آ رہے تھے تو راستے میں مختلف مقامات کے اہل علم سے ملاقات کی اور استفادہ کیا۔

تلامذہ: میسر مصادر میں ان کے تلامذہ کا ذکر نہیں ملتا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس شہر میں بھی گئے ہوں گے وہاں اخذ و استفادہ کے ساتھ تعلم کا سلسلہ بھی ہوگا۔

علمی مقام: مالکی المسلک تھے اور فقہ مالکی پر دسترس تھی۔ علم و ادب، صرف و نحو سے بھی دلچسپی تھی۔ علم حدیث سے خصوصی شغف تھا۔ فہم حدیث، اس کے علل اور معانی پر خوب نظر تھی رجال حدیث میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ابن بشکوال ان کی وسعت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان فقيهاً عالماً، واماماً متكلماً، حافظاً للحديث والفقه قائما بهما متقناً لهما الا أن المعرفة بالحديث واسماء رجاله والبصر بمعا نيه وعلله كانت أغلب عليه۔۔۔ جيدا لضبط من اهل الرواية والدراية، والمشاركة في العلوم۔۔۔ كان اديباً شاعر أمجيداً لغويا دينا فاضلاً كثير التصنيف۔

ذھبی نے ان کے علم وفضل کا اعتراف الحافظ، المجود، الرحال، الامام القابات سے کیا ہے۔ علم حدیث اور فقہ میں دسترس کے ساتھ ایک ماہر ادیب اور شاعر بھی تھے۔ زہد و ورع کے علاوہ صاحب کرامات بھی تھے۔

Marfat.com

تصانیف: ابن بشکوال اور حاجی خلیفہ نے کثیر التصانیف کہا اور ان کی تصانیف کے حسن اسلوب کا ذکر کیا ہے۔لیکن صرف ایک کتاب کتاب الکرامات و براھین الصالحین کا ذکر کیا ہے۔

وفات: ابن شق اللیل کا طلیرہ میں ۴۵۵ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

أبوالقاسم، سراج بن عبداللہ بن محمد بن سراج، القرطبی المالکی (۳۷۰ھ۔۴۵۶ھ)

ابوالقاسم بنو مروان کے مولیٰ تھے۔ان کا تعلق ممتاز علمی و دینی خاندان سے تھا۔اس خاندان میں علم حدیث اور فقہ کی روایت و تعلیم تا دیر جاری رہی۔قرطبہ کے مشہور محدث سراج بن سراج (م ۳۶۴ھ) ان کے ابن عم تھے۔ان کے صاحبزادے عبدالملک بن سراج (م ۴۸۹ھ) اندلس کے امام اللغہ اور پوتے سراج بن عبدالملک (م ۵۰۸ھ) معروف عالم تھے۔سراج بن عبداللہ نے اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے سماع کیا۔

شیوخ: ان کے مشہور اساتذہ درج ذیل ہیں:

- ابوعبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن برطال (۳۹۴ھ)
- ابومحمد مسلمہ بن محمد بن بتری
- ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن فطیس (م ۴۰۲ھ)
- ابومحمد بن ابراہیم الاصیلی (م ۳۹۲ھ) ان سے صحیح بخاری کا سماع کیا۔

علم وفضل: ۴۴۸ھ میں قرطبہ کے عہدہ قضاء پر متعین ہوئے اور دس سال تک اس ذمہ داری کو عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرتے رہے۔اہل علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ منہج اسلاف پر چلنے والے تھے۔ابن بشکوال کہتے ہیں:

وکان شیخاً صالحاً عفیفا حلیما علی منهاج السلف المتقدم۔

۱- الصلة، ۲/ ۵۱۱؛ بغية الملتمس، ۱/ ۸۲ ترجمہ ۵۲؛ الدیباج، ۳۸۲؛ نفح الطیب، ۲/ ۲۷۰؛ سیر، ۱۸/ ۱۲۹؛ کشف، ۲/ ۱۴۵۲؛معجم المؤلفین، ۸/ ۲۲۱؛ الأعلام، ۵/ ۲۹۵؛معجم البلدان، ۴/ ۳۷، ۳۹۔ طلیرہ اور طلیطلہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۴/ ۳۷، ۳۹؛ صاحب کشف نے سال وفات ۴۴۵ھ لکھا ہے جو درست نہیں؛ کشف، ۲/ ۱۴۵۲

Marfat.com

ذھبی ان کے علم کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

الامام، العلامة۔۔۔ کان فقیھا صالحاً خیرّ أعفیفا حلیما علی منھاج السلف۔

ابوالحسن بن بقی کا قول ہے:

ما رأیت مثل سراج بن عبداللہ فی فضله و حلمه۔

وفات: سراج بن عبداللہ نے ۴۵۶ھ میں انتقال کیا۔[۱]

ابوشاکر، عبدالواحد بن محمد بن موھب القبری التجیبی (۳۷۷ھ۔۴۵۶ھ)

القبری (اندلس کی ایک بستی قبرہ) کی نسبت سے معروف تھے۔قرطبہ میں ۳۷۷ھ میں ایک باثروت اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔والد صاحب علم تھے۔ابوالولید الباجی اندلس کے معروف عالم وفاضل کے ماموں تھے۔

نشوونما قرطبہ میں ہوئی پھر شاطبہ منتقل ہو گئے اور سکونت اختیار کر لی۔طلب علم کا شوق تھا۔ اندلس کے مختلف شہروں میں مقیم اور مشرق میں واقع بلاد و امصار کے اہلِ علم سے استفادہ کیا۔ مشہور اساتذہ یہ تھے۔

اساتذہ:

- ابوبکر محمد بن موھب القبری (م ۴۰۶ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد[۲]
- ابوحفص بن نابل (م ۴۰۱ھ)
- ابومحمد بن ابی زید (م ۳۸۹ھ)
- ابوعمر بن ابی حباب (م ۴۰۱ھ)
- ابومحمد الأصیلی (م ۳۹۲ھ) سے بالمشافہ سماع کیا۔اس کے علاوہ ان کی تالیفات کی روایت کی اجازت بھی حاصل کی۔

۱- الصلة،۱/۲۲۱؛بغیة الملتمس،۲/۳۸۸ ترجمہ ۷۸۲؛ سیر اعلام،۱۸/۱۷۸؛شجرة النور،۱/۱۱۸

۲- والد ابوبکر محمد بن موھب القبری (م ۴۰۶ھ) کے لیے دیکھیے: الصلة،۲/۴۷۱

Marfat.com

○ ابوالحسن القابسی (م ۴۰۳ھ) ان سے سماع کے علاوہ بذریعہ اجازت بھی روایت کیا۔

تلامذہ: امام ذہبی نے صرف ابوعلی الغسانی (م ۴۹۸ھ) کا ذکر کیا ہے۔حمیدی نے اپنی تالیف جذوۃ میں ان سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔گو تذکرہ نگاران کے شاگردوں کی فہرست نہیں بتاتے لیکن ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ایک شخص جو اپنے شہر کا معروف عالم ہونے کے ساتھ ساتھ امامت صلوٰۃ، خطیب اور قاضی کے فرائض بھی سرانجام دے رہا ہو اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہوگی۔

اہل علم کی نظر میں: القبری اپنے وقت کے معروف محدث، فقیہ اور ادیب تھے۔ابوعلی الغسانی ان کے عمدہ خصائل کا اعتراف کرتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

كان ابو شاكر من اهل النبل والذكاء، سرياً متواضعاً۔

حمیدی لکھتے ہیں:

فقيه، محدث، اديب، خطيب، شاعر۔

ابن بشکوال کہتے ہیں کہ انھوں نے ابن مدیر کی تحریر میں یہ پڑھا:

كان ابو شاكر وسيما جميلا۔ حسن الهيئة والخلق، حسن السمت والهدى، وكان أشبه الناس بالسلف الصالح رضى الله عنهم۔

وفات: ابوشاکر کی شاطبہ میں ربیع الآخر ۴۵۶ھ میں وفات ہوئی۔تدفین بلنسیہ میں ہوئی۔قاضی ابوالمطرف بن جحاف نے نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

ابومحمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب الفارسی القرطبی (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ)

ابومحمد کا خاندان فارسی الاصل تھا، ماہ رمضان ۳۸۴ھ میں قرطبہ کے معروف وجاہت اور

۱۔ جذوۃ، ۲۹۰؛ الصلة، ۱/۲۶۵؛ بغية الملتمس، ۲/۵۱۰ ترجمہ ۱۱۱۰؛ شذرات، ۳/۲۹۸؛ سیر، ۱۸/۱۷۹؛ معجم البلدان، ۴/۳۰۵۔ بلنسیہ، قبرہ اور شاطبہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/۴۹۰؛ ۴/۳۰۵؛ ۳/۳۰۹

Marfat.com

ثروت خاندان میں ہوا۔ والد ابو عمر احمد بن سعید (۴۰۲ھ)(۱) قرطبہ کے معروف عالم تھے۔ دولت عامریہ میں وزارت کے اہم عہدے پر فائز رہے۔ ابو محمد کی ناز ونعم میں پرورش ہوئی۔ والد ابو عمر نے اپنے صاحبزادے کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذہانت وفطانت کا حصہ وافر عطا کیا تھا۔ ابن حزم نے بہت جلد مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کرلی۔ اپنے وقت کے اجل علماء سے استفادہ کیا۔ حمیدی لکھتے ہیں:

سمع سماعاً جماً

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابو عمر، احمد بن محمد بن الجسور (م ۴۰۱ھ)۔ سب سے پہلے ان سے سماع کیا۔
- القاضی یونس بن عبداللہ (۴۲۹ھ)
- ابوبکر حمام بن حمد القاضی (م ۴۲۱ھ)
- محمد بن سعید بن نبات القرطبی (م ۴۲۹ھ)
- عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد الوھرانی (م ۴۱۱ھ)
- ابو عمر احمد بن محمد الطلمنکی (م ۴۲۹ھ)
- ابو عمر ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- احمد بن عمر بن انس العذری (م ۴۷۸ھ)
- ابوالقاسم صاعد بن احمد (م ۴۶۲ھ)
- عبداللہ بن ربیع التمیمی
- ابو محمد بن بنوس

تلامذہ: ابو محمد کو بہت جلد تفسیر، حدیث، سیرت، فلسفہ، تاریخ، تقابل ادیان اور سیر واخبار میں دسترس حاصل ہوگئی اور ان سے شائقین علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

۱۔ والد ابو عمر احمد بن سعید (م ۴۰۲ھ) کے لیے رجوع کیجئے: الصلۃ، ۱/۳۰؛ جذوۃ، ۱۲۶؛ بغیۃ، ۱/۲۲۸ ترجمہ ۴۱۳

Marfat.com

- ابورافع، الفضل بن علی (م ۴۷۹ھ)۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- ابوعبداللہ، محمد بن فتوح الحمیدی (م ۴۸۸ھ)۔ اپنے شیخ کی فکر سے متاثر ہوئے۔
- ابوبکر ابن العربی (م ۵۴۳ھ)۔ شعر و ادب کے شہسوار قرار پائے۔
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)

علمی مقام: اپنی ذہانت اور علم و فضل کی وجہ سے اپنے والد کی طرح دولت عامریہ کے ایک کامیاب وزیر رہے اور اپنے فرائض تندہی سے انجام دیئے۔ وہ قادر الکلام شاعر اور انشاء پرداز تھے۔ پہلے شافعی مذہب کے پیروکار تھے۔ ازاں بعد داود ظاہری کے متبعین میں سے ہوگئے اور بہت جلد ان کے مسلک کے پیروکاروں کی تعداد بڑھ گئی جن کو الحزمیة کا نام دیا گیا۔ ابومحمد قرآن و سنت کی نصوص کے ظاہر اور متبادر معانی پر اکتفا کرتے۔ قیاس کی نفی کی انھوں نے اپنی فکر کی ترویج و تشہیر میں اپنی صلاحیت صرف کردی۔ اندلس بالخصوص قرطبہ کے علماء نے ان کی اس روش کو پسند نہ کیا۔ ابومحمد نے اپنے خطابات میں مخالفین کے لیے سخت زبان استعمال کی۔ اہل علم کی اکثریت ان کے خلاف ہوگئی۔ اپنے افکار میں بعض تفردات کی وجہ سے حاکم وقت کا رویہ بھی تبدیل ہوا۔ لوگوں کو ان کے قریب جانے سے روکا گیا۔ ان کی تالیفات کا مطالعہ ممنوع ہوا بلکہ وہ بعض مواقع پر جلا دی گئیں۔ معاندین اور حاسدین کے رویے کی وجہ سے منصب و عہدہ اور مال و زر کو خیر باد کہہ کر لبلہ چلے گئے۔ وہاں اپنی فکر کی خوب اشاعت کی۔ اکثر کتب لبلہ میں تالیف کیں اور تدریس کی ذمہ داری بھی بڑی مستقل مزاجی سے ادا کرتے رہے۔

گو ابن حزم سخت تنقید کا نشانہ بنے لیکن اہل علم نے ان کی ذکاوت اور تبحر علمی کا اعتراف کیا۔ ان کے شاگرد رشید حمیدی لکھتے ہیں:

كان متواضعا، ذافضائل جمة... كان عالماً بعلوم الحديث و فقهه، مستنبطاً للأحكام من الكتاب والسنة، متفنناً في علوم جمة عاملاً بعلمه، زاهداً في الدنيا

۱۔ صاحبزادے کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۴۴۰/۲

Marfat.com

بعد الرياسة۔

حمیدی ہی لکھتے ہیں کہ وہ ایک اچھے محقق اور نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ قادر الکلام شاعر اور انشاء پرداز تھے۔ آثار صحابہ و تابعین اور ائمہ کے اقوال کی خوب چھان پھٹک کرتے، اگر سند میں کوئی سقم ہوتا تو رد کر دیتے۔ وہ ان کے حافظہ اور ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وما رأينا مثله فيما اجتمع له من الذكاء وسرعة الحفظ۔

عالم باعمل اور متدین تھے۔

ابو القاسم صاعد بن احمد (م ۴۶۲ھ) ان کے علم وفضل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان ابن حزم أجمع أهل الأندلس قاطبة لعلوم الاسلام، واوسعهم معرفة، مع توسعه في علم اللسان والبلاغة والشعر والسير والأخبار۔

ابو مروان بن حیان کا قول ہے:

كان أبو محمد حامل فنون، من حديث وفقه ونسب، مع المشاركة في كثير من أنواع التعاليم القديمة۔

ذھبی نے ان کے علمی مرتبے کے اعتراف میں ان القابات سے یاد کیا ہے:

الامام الأوحد، البحر، ذوالفنون والمعارف،... الفقيه الحافظ، المتكلم الأديب۔

تالیفات: ابن حزم مختلف علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ لہذا ان کی تالیفات کے موضوعات بھی متنوع ہیں۔ علوم قرآن، علوم حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، نسب اور ادیان پر مفید کتب تالیف کیں۔ ابو حزم کے صاحبزادے ابو رافع کے قول کے مطابق ان کی تالیفات کی تعداد چار سو (۴۰۰) تھی۔ چند کتب درج ذیل ہیں:

- الايصال الى فهم كتاب الخصال۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں حلال وحرام سے متعلق روایات جمع کیں۔ ان روایات کا رد و قبول مستند دلائل سے کیا۔

Marfat.com

- جوامع السیرۃ۔ بعض متاخرین نے ان کی اس کتاب کو ان کے دیگر ہم عصر سیرت نگاروں کی کتب پر ترجیح دی۔
- الناسخ والمنسوخ۔ یہ قرآن حکیم اور حادیث سے متعلق تھی۔
- المحلّی
- ابطال القیاس والرأی
- رسالۃ فی الاخلاق
- الفصل فی الملل والأھواء والنحل
- حجۃ الوداع
- طوق الحمامۃ
- الاحکام فی اصول الأحکام۔ اصول فقہ کے موضوع

وفات: ابن حزم نے تقریباً بہتر (۷۲) سال کی عمر پائی۔ شہر مالوف سے دور لبلہ میں ۴۵۶ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابوالحسن، علی بن احمد بن اسماعیل المرسی (۳۹۸ھ۔۴۵۸ھ)

ابن سیدہ کے نام سے معروف تھے۔ مرسیہ کے غیر معمولی ذہین خاندان سے تعلق تھا۔ مرسیہ میں پیدا ہوئے پھر دانیہ منتقل ہو گئے۔ ان کے والد اور یہ خود بھی بینائی سے محروم تھے، لیکن اس عظیم عطیہ خداوندی سے محرومی کے باوجود علمی وادبی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ طلب علم کے لیے کوشاں رہے۔

اساتذہ:

- احمد بن اسماعیل المرسی۔ (والد) ان سے عربی ادب ولغت میں مہارت حاصل کی۔

۱۔ الصلۃ، ۲/۳۹۵؛ جذوۃ، ۳۰۸؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۵۴۳ ترجمہ ۱۲۰۸؛ الاحاطۃ، ۴/۸۷؛ نفح الطیب، ۲/۲۹۳؛ الأعلام، ۴/۲۵۴

Marfat.com

- ابوعمر الطلمنکی (م۴۲۹ھ)
- صاعد بن حسن اللغوی (م۴۱۷ھ)

تلامذہ: تذکرہ نگاروں نے ان کے تلامذہ کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ علم لغت اور عربی صرف ونحو کے سیکھنے کے لیے طلبہ کی کثیر تعداد نے ان کی طرف رجوع کیا ہوگا۔

علمی مقام: ان کے شیخ ابوعمر کہتے ہیں کہ میں جب مرسیہ آیا تو وہاں کے اہل علم نے ابوعبید قاسم بن سلام کی کتاب غریب الحدیث کے سماع کی فرمائش کی۔ ابوعمر نے اس کے لیے ایک قاری کا مطالبہ کیا جو کتاب پڑھے اور کتاب ابوعمر کے ہاتھ میں ہو۔ لوگ ان کے پاس ایک نابینا فرد کو لائے جس نے پوری کتاب اپنے حافظہ کی مدد سے سنادی۔ یہ نابینا فرد ابن سیدہ تھے جن کے والد بھی بینائی سے محروم تھے۔ عربی لغت پر ان کی دسترس کا ذکر کرتے ہوئے حمیدی کہتے ہیں:

امام فی اللغة والعربیة حافظ لهما علی أنه کان ضریراً!

الضبی لکھتے ہیں:

امام فی اللغة والعربیة حافظاً لهما علی أنه کان ضریراً۔

شعر وتصوف کا بھی خوب ذوق تھا۔ حاکم وقت مجاہد بن عبداللہ العامری سے وابستہ تھے۔ ان کے جانشین کے دور میں اپنی جان کے خوف سے روپوش ہو گئے۔

تالیفات: ان کی تالیفات عربی لغت کی بہترین کتابیں شمار ہوتی ہیں۔ الضبی لکھتے ہیں:

وقد جمع فی ذلک مجموعات أربی فیها علی من تقدمها۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

وله توالیف حسان۔

چند تالیفات درج ذیل ہیں۔

- العالم فی اللغة
- شواذ اللغة
- المخصص

Marfat.com

- الأنیق فی شرح الحماسة
- المحکم فی اللغة

وفات: ابن سیدہ کی مرسیہ میں م ۴۶۰ھ میں وفات ہوئی۔[1]

ابوعمر، احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ھلال القرطبی (۳۹۰ھ۔۴۶۰ھ)

ابن القطان کی نسبت سے معروف تھے۔ قرطبہ کے ممتاز مفتی تھے۔

شیوخ: اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ان کے چند شیوخ کے نام یہ ہیں:

- ابومحمد بن دحون (م ۴۳۱ھ)
- عبدالرحمٰن بن حوبیل (م ۴۰۹ھ)
- یونس بن عبداللہ القاضی (م ۴۲۹ھ)
- ابوبکر التجیبی القبری (م ۴۰۶ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن سعید بن الشقاق (م ۴۲۶ھ)

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

- ابن الطلاع (م ۴۹۷ھ)
- احمد بن محمد بن رزق القرطبی (م ۴۷۷ھ)
- ابن حمدین/دحمین[2]
- ابومروان عبیداللہ بن محمد (م ۴۶۰ھ)

قرطبہ میں ابن القطان اور ابن عتاب فتویٰ کے لیے حرف آخر تھے۔ دونوں کی پیشہ وارانہ چشمک کے ساتھ ساتھ وہ ایک دوسرے کا خیال بھی کرتے تھے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ محمد بن عتاب

۱- جذوۃ، ۳۱۱؛ الصلة، ۲/۳۹۶؛ سیر أعلام، ۱۸/۱۴۴؛ بغیة الملتمس، ۲/۵۴۵ ترجمہ ۱۲۰۹؛ کشف، ۱/۶۹۱، ۲/۱۶۱۶، ۱۶۱۷؛ وفیات الأعیان، ۳/۳۳۰؛ مرسیہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/۱۰۶

۲- الدیباج (۱۰۲) میں ابن حمدین، شجرۃ النور میں ابن حمدیس (۱/۱۱۹)، ترتیب المدارک میں دحون (۴/۸۱۳) درج ہے۔

Marfat.com

ان کو عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے مقدم رکھتے جبکہ ابن القطان ان کو قوت بیان، استنباط مسائل میں ملکہ حاصل ہونے کی بنیاد پر اہمیت دیتے۔

ابن القطان کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ انھیں مذہب مالکی کی کتاب المدونة اور المستخرجة زبانی یاد تھیں۔

ابن حیان کہتے ہیں:

كان ابن القطان أحفظ الناس للمدونة والمستخرجة وأبصر أصحابه بطرق الفتيا والرأي۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

وكان بذ اهل زمانه علماً وحفظاً واستنباطاً۔

وفات: ابن القطان بیمار ہوئے۔ مریہ تبدیلی موسم کے لیے گئے ابھی باغہ پہنچے تھے کہ ذی قعدہ ۴۶۰ھ میں انتقال کر گئے۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن عتاب بن محسن الجذامی الاندلسی (۳۸۳ھ۔۴۶۲ھ)

ابوعبداللہ امیر عبدالملک بن سلیمان کے مولیٰ تھے۔ قرطبہ کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق تھا خود محمد بن عتاب اندلس کے کبار مفتیوں میں سے تھے اور یہ علمی روایت ابناء میں بھی جاری رہی۔

شیوخ: اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ ان کے ممتاز شیوخ میں درج ذیل ہیں:

- ابوبکر عبدالرحمٰن بن احمد التجیبی المعروف بابن حوبیل (م ۴۰۹ھ)
- ابوالقاسم خلف بن یحییٰ بن غیث (م ۴۰۵ھ)
- ابوالمطرف القنازعی (م ۴۱۳ھ)
- قاضی یونس بن عبداللہ ابن الصفار (م ۴۲۹ھ)

۱۔ الصلة/ ۶۴؛ ترتیب، ۴/ ۸۱۳؛ الدیباج، ۱۰۲؛ شذرات، ۳/ ۳۰۸؛ النجوم، ۵/ ۸۲؛ سیر اعلام، ۱۸/ ۳۰۵؛ شجرة النور، ۱/ ۱۱۹

Marfat.com

- ابوعثمان سعید بن سلمہ (م ۴۱۳ھ)
- ابوایوب بن عمرون القاضی (م ۴۰۸ھ)
- القاضی ابومحمد بن بنوش
- قاضی عبدالرحمٰن بن احمد بن بشر (م ۴۲۲ھ)
- ابوعثمان سعید بن رشیق

تلامذہ: شائقین علم کی ایک کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔ ان کے تلامذہ میں ممتاز درج ذیل تھے:

عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)۔ صاحبزادے (۱)

عبدالعزیز بن محمد بن عتاب (م ۴۹۱ھ)۔ صاحبزادے (۲)

عملی زندگی: شرافت وقناعت ان کی زندگی کا شعار تھا۔ وثائق بغیر کسی اجرت کے لکھا کرتے تھے۔ دربار سے دور رہتے۔ قاضی کا عہدہ کئی بار پیش کیا گیا لیکن قبول کرنے سے معذرت کی۔ قاضی ابوالمطرف بن بشر (م ۴۲۲ھ) نے شوریٰ کی ذمہ داری دی جو عمدگی سے ادا کی۔ فتویٰ کا مدار ان کے قول پر ہوتا۔ فتویٰ دینے میں خشیت الٰہی کا غلبہ ہوتا اور آخرت کے انجام سے ڈرتے۔

علمی مقام: علم حدیث، فقہ، تاریخ، امثال و اشعار میں مہارت حاصل تھی۔ اپنی گفتگو میں بہت سی امثال استعمال کرتے۔ اہل علم نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان فقيها عالماً، عاملاً ورعاً، عاقلاً بصيراً بالحديث وطرقه... كان متفننا في العلم، حافظاً للأخبار والاشعار والأمثال۔

ابوعلی الغسانی کہتے ہیں:

كان من جلة العلماء الأثبات، وممن عنى بالفقه وسماع الحديث دهره، وقيده، فأتقنه، وكتب بخطه كثيرا۔

علامہ ذہبی نے ان کو الامام، العلامة، المحدث، مفتی قرطبة کے خطابات سے موسوم

۱- ابومحمد عبدالرحمٰن کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۲۳۸

۲- عبدالعزیز بن عتاب کے لیے دیکھیے: الصلة، ۱/۳۵۳

Marfat.com

- ابوالقاسم المکی وغیرھم نے بذریعہ کتابت روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ:

- عبداللہ بن یوسف بن عبدالبر (م ۴۵۸ھ)۔ صاحبِ ترجمہ کے صاحبزادے (۱)
- ابن حزم (م ۴۵۶ھ)
- ابوالحسن بن مفوز (م ۴۸۴ھ)
- ابوعلی الغسانی الجیانی (م ۴۹۸ھ)
- ابوبحر سفیان بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابوالعباس بن دلھاث (م ۴۷۸ھ)
- ابوعبداللہ الحمیدی (م ۴۸۸ھ)
- ابوعمران موسیٰ بن ابی تلید (م ۵۱۷ھ)

علمی مقام: ابن عبدالبر اپنی زندگی ہی میں مشرق ومغرب میں شہرت پا چکے تھے۔ وہ ایک متقن ومحتاط محدث، معتبر فقیہ، ماہر انساب، علم وادب میں یگانہ روزگار تھے۔ اہل علم نے ان کی تبحر علمی اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ابوالولید الباجی کا قول ہے:

لم یکن بالاندلس مثل ابی عمر بن عبد البرفی الحدیث وھو احفظ أھل المغرب

(ان کے) ہم عصر عالم مشرق خطیب بغدادی کو احفظ اھل المشرق کا خطاب ملا تو انھیں أحفظ اھل المغرب کا۔

ابن بشکوال کہتے ہیں:

ابو عمر امام عصرہ وواحد دھرہ۔

حمیدی صاحب جذوۃ لکھتے ہیں:

ابو عمر فقیه ، حافظ مکثر، عالم بالقراءات وبالخلاف وبعلوم الحدیث

۱۔ صاحبزادے بھی اندلس کے معروف محدث وفقیہ تھے۔ رجوع کیجئے: الصلۃ، ۱/ ۲۷۰

Marfat.com

والرجال، قديم السماع يميل في الفقه الى اقوال شافعي۔

ذھبی ان کی امامت علمی وسیادت کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان اماماً ديناثقة، متقناً، علامة، متبحراً، صاحب سنة واتباع۔

ابوعلی الغسانی کہتے ہیں:

دأب في طلب الحديث، وافتن به، وبرع براعة فاق بها من تقدمه من رجال الاندلس وكان مع تقدمه في علم الأثر وبصره بالفقه والمعاني، له بسطة كبيرة في علم النسب والأخبار۔

الضبی لکھتے ہیں:

حافظ، مكثر، عالم بالقراءات وبالخلاف في الفقه وبعلوم الحديث والرجال۔

لشبونہ اور شنترین کے قاضی بھی رہے۔

ابوعمر نے علوم دینیہ بالخصوص علم حدیث وفقہ کی خدمت درس وتدریس کے علاوہ بذریعہ تحریر بھی کی۔

تالیفات: ابوعمر قرطبہ سے جلاوطن کر دیئے گئے اور مختلف شہروں دانیہ، بلنسیہ، شاطبہ میں مقیم رہے۔ان تمام رکاوٹوں اور وطن سے دوری کے باوجود بے شمار کتب تالیف کیں۔ان کی تالیفات کے موضوعات میں تنوع ہے جو ان کی وسعت علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ذھبی کہتے ہیں:

من نظر في مصنفاته، بان له منزلته من سعة العلم، وقوة الفهم، وسيلان الذهن۔

چند تصانیف درج ذیل ہیں:

- كتاب التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد (یہ الموطأ کی بہترین شرح ہے) اس کتاب کو انھوں نے امام مالک کے شیوخ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے)۔ذھبی اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں:

وهو كتاب لم يتقدمه أحد الى مثله۔

- الاستذكار (یہ بھی الموطا کی شرح ہے)

Marfat.com

- کتاب الکنی
- الاستیعاب فی اسماء الصحابۃ رضی اللہ عنہم۔
- کتاب المغازی۔
- کتاب القصد و الأمم فی نسب العرب و العجم۔
- التقصی فی اختصار الموطأ۔
- کتاب الشواھد فی اثبات خبر الواحد۔
- المدخل الی علم القرآن۔
- جامع بیان العلم و فضلہ و ماینبغی فی روایتہ و حملہ۔
- الانتقاء لمذاھب الثلاثۃ العلماء مالک و أبی حنیفۃ و الشافعی۔
- کتاب البیان عن تلاوۃ القرآن۔
- الکافی فی الفقہ (اہل مدینہ کے مسلک کا ذکر ہے)

وفات: یہ عالم بے مثل حافظ مغرب ابو عمر ۴۶۳ھ میں شاطبہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کے تلمیذ ابو الحسن طاہر بن المفوز (م ۴۸۴ھ) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابوبکر/ ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن عیسیٰ بن محمد بن منظور القیسی الاشبیلی (۳۹۹ھ۔ ۴۶۹ھ)

ابن منظور کا تعلق اندلس کے ممتاز گھرانے سے تھا۔ تحصیل علم کے لیے اندلس کے شیوخ سے استفادہ کیا اور بلاد مشرق کے اساتذہ سے سماع کے لیے سفر اختیار کیا۔

علمی اسفار اور شیوخ: ابن منظور نے ۴۲۸ھ میں مشرق کا سفر کیا۔ دو بار فریضہ حج ادا کیا۔ مدینہ منورہ میں روضہ رسول پر بھی حاضری دی۔ قیام مکہ کے دوران دوسرے علاقوں کے اساتذہ

۱۔ جذوۃ، ۳۶۷؛ بغیۃ الملتمس، ۶۵۹/۲ ترجمہ ۱۴۴۷؛ الصلۃ، ۲/ ۶۴۰؛ تذکرۃ، ۳/ ۱۱۲۸؛ الدیباج، ۴۴۰؛ شجرۃ النور، ۱/ ۱۱۹؛ فہرست ابن خیر، ۶۳، ۷۹، ۷۵، ۱۲۸؛ سیر أعلام، ۱۸/ ۱۵۳: شنترین اور لشبونہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳/ ۳۶۷؛ ۱۶/۵

Marfat.com

سے استفادہ کیا۔ان کے چند شیوخ کے نام یہ ہیں۔

- ابوذر الھروی (م ۴۲۵ھ) ابن منظور نے ان سے امام بخاری کی الجامع اور ان کی (الھروی کی) المعجم کا سماع کیا اور ضبط تحریر میں بھی لائے۔
- بوعمرو السفاقسی (م ۴۴۲ھ)
- ابوالنجیب الارموی (م ۴۳۳ھ)
- عبداللہ بن سعید الشنتجالی (م ۴۳۶ھ)
- یحییٰ بن حبیب
- ابن ابی سختویہ

تلامذہ: ابن منظور اہلِ علم ونظر سے استفادے کے بعد ۴۳۴ھ میں اشبیلیہ واپس آئے اور اہلِ علم کے استفادے کے لیے علمی مجالس منعقد کیں۔ان کے تلامذہ میں سے چند یہ ہیں۔

- ابوالقاسم احمد بن منظور القاضی (م ۵۲۰ھ)
- ابوعلی غسانی (م ۴۹۸ھ)
- یونس بن محمد بن مغیث (م ۵۴۲ھ)
- شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)

علمی مقام: اہل علم نے ان کے علم وفضل اور اخلاق عالیہ کا اعتراف کیا۔ابوعلی الغسانی کہتے ہیں:

کان جید الضبط، من افاضل الناس، جید التقیید للحدیث، کریم النفس خیاراً۔

یونس بن محمد کا قول ہے:

کان ذکی الخاطر حسن المجالسة من بیت علم و ذکر و فضل۔

الضبی لکھتے ہیں: فقیه، محدث، عارف، راویة۔

ذھبی نے ان کے علم وذکاوت کا اعتراف المحدث، المتقن، الامام کے القابات سے کیا۔اشبیلیہ اور قرطبہ کے قاضی بھی رہے۔

Marfat.com

زہد وورع: زاہد و عابد اور مجاب الدعوۃ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بار اشبیلیہ میں قحط رونما ہوا۔ ابن منظور کی دعا سے باران رحمت کا نزول ہوا اور خشک سالی ختم ہوئی۔

اپنے تلمیذ رشید یونس بن محمد کو ابو عبد اللہ منظور نے زیارت مدینہ کا واقعہ سنایا کہ جب وہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے قریب پہنچے تو ایک شخص اپنی سواری سے احترام رسول ﷺ میں اترا اور پا پیادہ قبر مبارک کی طرف چل پڑا اور متنبی سے عمدہ کچھ نعتیہ اشعار سنائے۔ جب دیگر زائرین نے ان کو سنا تو وہ بھی پا پیادہ قبر مبارک کی زیارت کو گئے۔

وفات: شوال کے مہینہ ۴۶۹ھ میں اشبیلیہ میں وفات پائی۔ قاضی ابو عمرو الحذاء نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱)

ابو القاسم، حاتم بن محمد بن عبد الرحمٰن بن حاتم التمیمی الطرابلسی القرطبی (۳۷۸ھ-۴۶۹ھ)

اصلاً شام کے شہر اطرابلس سے تھے، ابن الطرابلسی کے نام سے معروف ہوئے۔ قرطبہ سکونت اختیار کی اور علمی سفر کا آغاز بھی یہاں سے ۴۰۲ھ میں ہوا۔ ۴۰۳ھ میں مکہ گئے اور پھر دیگر بلادِ مشرق کا سفر کیا۔

شیوخ: حاتم بن محمد کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

- محمد بن عبد الرحمٰن بن حاتم التمیمی الطرابلسی (م ۴۱۷ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد(۲)
- ابو المطرف بن فطیس (م ۴۰۲ھ)
- محمد بن عمر الفخار (م ۴۱۹ھ)
- عمر بن حسین بن نابل (م ۴۰۱ھ)
- خلف بن احمد (م ۳۹۹ھ)

۱- الصلۃ، ۲/۵۱۸؛ بغیۃ الملتمس، ۱/۷۵ ترجمہ ۲۸؛ سیر أعلام، ۱۸/۳۸۹؛ تاریخ قضاۃ الأندلس، ۹۶؛ النباھی اور ابن بشکوال نے سال وفات ۴۶۴ھ لکھا ہے۔

۲- والد محمد بن عبد الرحمن اپنے وقت کے میورقہ کے معروف محدث تھے۔ دیکھیے: الصلۃ، ۲/۴۸۰

Marfat.com

- ابوعمر الطلمنکی (م ۴۲۹ھ)
- ابومحمد بن الشقاق (م ۴۲۶ھ)
- ابوعبدالملک مروان بن علی البونی (م ۴۴۰ھ)
- قاسم بن اصبغ (م ۳۴۰ھ)
- ابوعمران الفاسی
- ابوبکر بن عبدالرحمٰن
- ابوالحسن القابسی (م ۴۰۳ھ) مکہ کے سفر کے دوران قیروان میں سب سے پہلے ان سے سماع کیا تا آنکہ القابسی کا انتقال ہوگیا۔
- ابوالحسن احمد بن ابراہیم بن فراس العبقی/العبقسی (م ۴۰۵ھ)
- ابوسعید السجزی، ۴۰۳ھ میں حج بیت اللہ ادا کیا اور موصوف سے امام مسلم اور بخاری کی الجامع کا سماع کیا۔
- ابوعبداللہ محمد بن سفیان المقریٔ (م ۴۱۵ھ) ان سے قراءت پر مشہور کتاب الهادی فی السبع کا سماع کیا۔
- ابوبکر بن عزرہ نے مرویات کو آگے پہنچانے کی اجازت لی

علمی اسفار کے بعد وہ اندلس واپس آئے۔ کہا جاتا ہے کہ دخل بلد الاندلس بعلم جم۔۔۔ طلیطلہ رہائش اختیار کی جہاں نہ صرف خود علمی مجالس منعقد کرتے بلکہ دوسرے شیوخ کی مجالس مثلاً ابومحمد بن عباس الخطیب، ابوبکر خلف بن احمد سے بھی استفادہ کرتے۔ ابوالحسن علی بن ابراہیم التبریزی سے بھی ملاقات ہوئی اور ان سے النقاش محمد بن الحسن کی تفسیر سنی۔ بجانہ گئے تو وہاں ابوالقاسم الوھرانی (م ۴۱۱ھ) سے سماع کیا۔ صبر و ثابت قدمی سے طلباء کو علم منتقل کرتے۔ ہر عمر کے طلاب ان سے استفادہ کے لیے آتے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

رحل الناس الیه وعولوا فی الروایة علیه۔

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ حسب ذیل ہیں:

Marfat.com

- ابوعلی الغسانی (م ۴۹۸ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)

ان دونوں ہونہار طلبہ نے اپنے استاد کے سامنے علوم قرآن وحدیث، تاریخ کے موضوع پر متعدد کتب پڑھیں۔

- ابوالاصبغ عیسیٰ بن فیرہ (م ۴۸۶ھ)
- ابوالحسن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابومحمد الخشنی

علمی مقام: ابوالقاسم اہل علم سے جو سنتے اس کو قید تحریر میں لے آتے ان کی تحریر بہت خوبصورت تھی ان کے خوبصورت خط کا ذکر کرتے ہوئے ابوعلی لکھتے ہیں:

کان ممن عنی بتقیید العلم وضبطه، ثقة فیما یروی و کتب اکثر کتبه بخطه وتأنق فیها، و کان حسن الخط۔

ابوعلی الغسانی اپنے شیخ کا علمی مقام بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

کان شیخنا ممن عنی بتقیید العلم وضبطه، ثقة فیما یروی، کتب اکثر کتبه بخطه، وتأنق فیها و کان ملیح الکتابة۔

ایک دوسرے شاگرد ابوالحسن بن مغیث ان کی ثقاہت، حسن خط اور مستند ہونے کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں:

شیخ جلیل فاضل۔۔۔ کان کتابته فی نهایة الاتقان، ولم یزل مثابراً علی حمل العلم وبثه والقعود لإسماعه، والصبر علی ذلک مع کبرة السن وانهداد القوة۔

قرطبہ کے قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن قبول نہ کیا لیکن وہ قرطبہ کی مجلس مشاورت میں شامل تھے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ علم حدیث منہمک رہتے۔ طویل عمر پائی لہذا اصغار اور کبار دونوں طبقات نے استفادہ کیا۔

ابوالحسن علی بن محمد القابسی نے قیروان میں مجالس علمی میں شرکاء کی کثرت اور حمزہ بن محمد الکنانی

Marfat.com

نے مصر میں ان کے تلامذہ کے ذوق وشوق اور کثرت تعداد کا ذکر کیا ہے:

اجتمع قوم من الطلبة بباب قتيبة بن سعيد فسأله بعضهم أن يسمعه من الحديث وبعضهم من الفقه واكثر كل واهد منهم برغبته وألح عليه الراحلون۔

ابو علی کہتے ہیں کہ وہ کبر سنی کے باوجود اپنے تلامذہ کو مایوس نہ کرتے۔ خود تکلیف اٹھالیتے اور تدریس میں تعطل نہ آنے دیتے۔

تالیفات: میسر مصادر میں ان کے تذکرہ نگاروں نے ان کی کسی خاص تالیف کا ذکر نہیں کیا یہ بات ضرور کہی گئی کہ اگر وہ کثرت سے رحلات علمی اختیار نہ کرتے تو تالیفات کی ایک معتد بہ تعداد ضرور تالیف کرتے۔

وفات: غالباً طلیطلہ میں ذی قعدہ ۴۶۹ھ میں اس عالم بے مثل نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ابوالاصبغ عیسیٰ بن فیرہ (م ۴۸۶ھ) نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱)

ابومروان، حیان بن خلف بن حسین بن حیان بن وهب القرطبی (۳۷۷ھ۔۴۶۹ھ)

ابومروان کے جد اعلیٰ وهب بن حیان یا حیان بن محمد، اندلس میں اموی حکومت کے بانی عبدالرحمٰن الداخل کے مولیٰ تھے۔ ان کا خاندان اندلس آنے والے ان خاندانوں میں سے تھا جو عبدالرحمٰن الداخل کی حکومت کے آغاز میں آئے اور قرطبہ مقیم ہوئے۔ ابومروان کے والد خلف بن حسین ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنی ذکاوت وفطانت اور دیانت وامانت کی وجہ سے علماء قرطبہ میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ ابومروان اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے جب سن شعور کو پہنچے تو والد انھیں اپنے ساتھ رکھتے۔ شیوخ کے پاس جاتے تو والد کے ساتھ ہوتے۔

شیوخ: ابومروان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

۱- الصلة، ۱/۱۵۴؛ بغية الملتمس، ۱/۳۳۲ ترجمه ۶۶۰؛ ترتيب، ۴/۶۹۱؛ تاريخ ذهبى، ۳۱/۲۸۳؛ سير أعلام، ۱۸/۳۳۶؛ شجرة النور، ۱/۱۲۰؛ شذرات، ۳/۳۳۳؛ العبر، ۳/۲۶۹

Marfat.com

- خلف بن حسین (م ۴۲۷ھ)[1]۔صاحب ترجمہ کے والد محترم
- عمر بن حسین بن نابل (م ۴۰۱ھ)۔ادب ولغت کے ماہر۔
- صاعد بن حسن (م ۴۱۷ھ/۴۱۰ھ)۔مشہور ماہر لغت جو ۳۸۰ھ میں اندلس آئے اور ابن ابی عامر اور اس کے بیٹے عبدالملک کے ساتھ وابستہ رہے۔
- ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ)۔صاحب تاریخ علماء الاندلس، ممتاز محدث وعالم
- عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی یزید المصری (م ۴۱۰ھ)
- احمد بن عبدالعزیز (م ۴۰۰ھ) جو ابن ابی الحباب کے نام سے معروف تھے۔

تلامذہ: ابو مروان نے تحصیل علم کے بعد شائقین علم کی کثیر تعداد کو مستفید کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- طاہر بن مفوز (م ۴۸۴ھ)
- عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب (م ۵۳۱ھ)
- عبداللہ بن محمد بن دری (م ۵۲۰ھ)
- احمد بن عبداللہ بن طریف (م ۵۲۰ھ)
- ابو علی الغسانی (م ۴۹۸ھ)۔اپنے وقت کے ممتاز محدث۔
- عمر بن حیان (م ۴۷۴ھ)۔صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[2]

۱۔ ابو مروان کے والد ابو القاسم بن حسین بن حیان قرطبہ میں پیدا ہوئے اور یہاں نشو ونما ہوئی اور اجل علماء سے استفادہ کیا۔ غالباً ابو مروان کے والد ابو القاسم خاندان کے پہلے شخص تھے جنہیں اندلس کی اموی حکومت میں ذمہ داری ملی۔ حکم کے دور میں وہ ابن ابی عامر حاجب کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ جب ابن ابی عامر نے ایک خود مختار امیر ہونے کا اعلان کیا تو ابو القاسم اس کے ساتھ رہے اور کاتب کے عہدے کے علاوہ وزیر مالیات کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ عزم وہمت کے مالک تھے، دیانتداری اور غیر جانبداری ان کا شعار تھا۔ بسالت وجرأت کے ساتھ ساتھ احترام انسانیت ایسے اعلیٰ اوصاف کے حامل تھے۔ ان اوصاف کی وجہ سے ابن ابی عامر نے انہیں اپنا رازدان بنالیا تھا۔ وہ اپنے موقف میں بڑے معتدل تھے۔ محمود علی مکی اور خود صاحب ترجمہ نے مختلف مصادر میں ملنے والی روایات واخبار کی بنیاد پر ابو مروان کے خاندان بالخصوص والد کے بارے میں اہم معلومات فراہم کی ہیں جو ان کے تذکرہ نگاروں کے ہاں نہیں ملتیں۔ ابو القاسم کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کے لیے رجوع کیجئے: مقدمة المقتبس، ۸-۱۶؛ تکملة ابار، ۱/۲۴۱ ترجمہ ۸۲۱

۲۔ عمر بن حیان کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، /۳۸۲

Marfat.com

علمی مقام: ابو مروان ان چند ہستیوں میں سے ہیں جن کی تعلیم و تربیت پر والد نے خصوصی توجہ دی۔ والد اور دیگر اجل علماء سے اخذ و استفادے کے علاوہ تحقیق و جستجو کا ذوق اور اخلاق عالیہ کو بھی اپنی شخصیت کا حصہ بنایا۔ ابن حیان لغت و ادب، تاریخ و حساب کے علاوہ علم حدیث میں بھی ماہر تھے۔ ان کے تلمیذ رشید ابو علی الغسانی لکھتے ہیں:

كان قوى المعرفة مستبحراً فى الآداب بارعاً فيها، صاحب لواء التاريخ بالاندلس، أفصح الناس فيه وأحسنهم نظماله۔

محمد بن احمد بن عون (م ۵۱۲ھ) کا قول ہے کہ وہ تاریخی واقعات تحقیق و تفتیش کے بعد لکھتے:

كان أبو مروان فصيحاً فى كلامه، بليغاً فيما يكتبه بيده ولا يعتمد كذباً فيما يحكيه فى تاريخه من القصص والأخبار۔

حمیدی لکھتے ہیں:

وله حظ وافر من العلم والبيان وصدق الايراد

ذھبی بحیثیت محدث اور مؤرخ ان کی صلاحیتوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

الامام المحدث، المؤرخ، النحوى۔

الأعلام کے مؤلف لکھتے ہیں:

كان صاحب التاريخ بالاندلس، أفصح الناس بالتكلم فيه وأحسنهم تنسيقاًله۔

خاندان عامریہ کے حکمرانوں نے ان سے خوب فائدہ اٹھایا۔ جب بنو جھور قرطبہ کے حکمران بنے تو امیر ابوالولید بن جھور نے دیوان السلطان میں مراسلت کے اہم عہدہ پر فائزہ کیا۔

ابو مروان حقائق کی جستجو میں رہتے۔ امراء و وزراء کے غلط فیصلوں اور کاموں پر ٹوکا کرتے۔ وہ اپنے ہم عصر مؤرخین اور تذکرہ نگاروں سے مختلف تھے۔ ابو مروان تمام واقعات و معاملات پوری چھان بین اور تحقیق کے بعد درج کرتے گویا انھوں نے تاریخ میں علم حدیث کے کڑے معیار کو مدِ نظر رکھا۔ امراء کی ستائش اور انعامات کی امید میں دیگر اہل علم کی طرح دربار سے اس طرح وابستہ نہ ہوئے جو حق گوئی میں آڑے آئے۔

Marfat.com

دورِ حاضر کے عالم محمود علی المکی انھیں ازمنہ وسطیٰ کے اندلس اور مغرب کے مؤرخین میں ممتاز مقام دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

---ابا مروان حیان بن خلف یعد من أعظم مؤرخی الاسلام وھو بغیر شک اعظم مؤرخ انجبتہ الأندلس بل و الغرب کلہ۔

ابومروان اور ان کے والد فتنہ کے دور[1] میں قرطبہ ہی میں رہے جبکہ شہر سے بنومروان اور بنوعامر کے خاندان کے بہت سے افراد اندلس کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہو گئے تھے۔ ابومروان نے بدلتے حالات پر گہری نظر رکھی اور واقعات وظروف کو بے لاگ بیان کیا۔ اہل قرطبہ کو جس فتنہ کا سامنا کرنا پڑا انھوں نے اسے بڑے تحمل سے برداشت کرتے ہوئے مشاہدہ کیا اور مستند لوگوں کے بیانات پر اعتماد کرتے ہوئے مختلف واقعات وحالات سپرد قلم کیے۔ یہ وہ فتنہ تھا جسے ڈاکٹر محمود مکی نے الفتن الھائل کا نام دیا اور جو اندلس میں اسلام کی حکمرانی کے ختم ہونے کا باعث بنا۔

ابومروان خلافت بنومروان کے ختم ہونے کے بعد جو ۴۲۲ھ میں ہوئی بنوجھور کے دور میں اور اس کے بعد بھی اندلس بالخصوص قرطبہ اور دیگر قریبی شہروں میں ہونے والے واقعات کو بڑی محنت کے ساتھ تحریر میں لاتے رہے۔

تالیفات: ابن حیان نے تنظیمی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اہم تالیفات مرتب کیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- المقتبس عن انباء اھل الاندلس۔ یہ فتح اندلس ۹۱ھ سے مؤلف کے زمانے کو محیط ہے۔ ابن حیان نے اپنی اس کتاب میں اندلس کے اہل علم کے حالات اور رونما ہونے والے واقعات کو اپنے منفرد انداز میں تحریر کیا۔ اس کتاب کے کچھ اجزاء شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا ایک جزء ڈاکٹر محمود علی نے مبسوط مقدمے کے ساتھ مدون کیا جو شائع ہو چکا ہے۔ ابومحمد بن حزم نے اس کتاب کو موضوع پر لکھی جانے والی من أجل کتاب ألف فی ھذا المعنی قرار دیا۔

۱۔ اس فتنہ کی طرف اشارہ ہے جس میں قرطبہ اور اہلِ قرطبہ کے جان ومال کا تحفظ نہ رہا اور بربروں نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ ہزاروں شہری اور بے شمار علماء مثلاً ابن الفرضی، سعید بن منذر وغیرہ بھی شہید کر دیے گئے۔

Marfat.com

- تراجم الصحابة
- انتخاب من أخبار القضاة
- الجمع بين كتابي القبشي وابن العفيف
- أخبار دولة العامرية
- المتین۔ یہ کتاب ۳۹۹ھ سے ۴۶۳ھ تک کے واقعات پر محیط ہے اوران کے تجربات کا ماحصل ہے۔
- البطشة الكبرى۔ یہ ۴۶۲ھ میں ہونے والے واقعہ سے متعلق ہے۔ جب اشبیلیہ کے امیر المعتمد بن عباد نے قرطبہ پر بھی قبضہ کرلیا۔

وفات: ابومروان حیان بن خلف ۴۶۹ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے [۱]۔

ابوالولید، سلیمان بن خلف بن سعد التجیبی، القرطبی، الباجی، الذہبی (۴۰۳ھ۔ ۴۷۴ھ)

سلیمان بن خلف ابوالولید الباجی کے نام سے معروف ہوئے۔ اصلاً ان کا تعلق اندلس کے شہر بطلیوس سے تھا۔ دادا باجہ منتقل ہوگئے اور اسی نسبت سے سارا خاندان الباجی نسبت سے مشہور ہوا۔ ذہین وفطین تھے، متدین اور علمی خاندان سے تعلق تھا۔ والد اور والدہ ہر دو خاندان میں نامور اہل علم ہوئے اور علمی روایت آباء اور ابناء دونوں میں برقرار رہی [۲]۔ ابوالولید الباجی کا دور اندلس کی علمی وفکری ارتقاء کا دور ہے۔ ابوالولید نے روایت کے مطابق پہلے اندلس کے شیوخ سے استفادہ کیا ۴۲۶ھ میں طلب علم کی لگن میں بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ حج بیت اللہ ادا کیا اور مکہ کے اجل عالم ابوذر الھروی سے وابستہ ہوگئے۔ دمشق، بغداد، موصل اور دیگر شہروں کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔

۱۔ الصلة، ۱/ ۱۵۰؛ جذوة، ۲۰۰؛ بغية الملتمس، ۱/ ۳۴۲؛ ترجمہ ۶۸۱؛ سیر أعلام، ۱۸/ ۳۷۰؛ شذرات، ۳/ ۳۳۳؛ کشف الظنون، ۲/ ۱۴۵۶؛ الأعلام، ۲/ ۳۸۹؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱/ ۴۹۷؛ المقتبس، (مقدمة)، القاہرہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء

۲۔ الباجی کے نانا محمد بن موھب القبری (م ۴۰۶ھ) اور ماموں ابوشاکر عبدالواحد القبری (م ۴۵۶ھ) کے لیے دیکھیے: الصلة، ۲/ ۴۷۱؛ ۱/ ۳۶۵، نیز کتاب ھذا صفحہ ۱۷۴

Marfat.com

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- عبدالعزیز بن علی الأزجی (م ۴۴۴ھ)
- الحسن بن محمد الخلال البغدادی (م ۴۳۹ھ)
- قاضی ابوالطیب الطبری (م ۴۵۰ھ)
- عمر بن ابراہیم الزهری (م ۴۳۴ھ)
- ابوالفضل، محمد بن عبید بن عمروس (م ۴۵۲ھ)
- ابواسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی (م ۴۷۶ھ)
- قاضی ابوجعفر محمد بن احمد السمنانی (م ۴۴۴ھ)
- ابوالولید، یونس بن عبداللہ بن مغیث (م ۴۲۹ھ)
- ابوالحسن علی بن موسی السمسار الدمشقی (م ۴۳۳ھ)
- ابوعلی حسن بن علی البغدادی العطار المقرئ (م ۴۴۷ھ)
- ابوذر الهروی، عبد بن احمد (م ۴۳۴ھ) شیخ الحرم ابوذر کی خدمت میں رہے ان سے حدیث وفقہ میں خوب استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی خدمت بھی کی۔
- ابومحمد، عبداللہ بن ابی زید القیروانی (م ۳۸۹ھ) قیروان میں فقہ مالکی کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ لوگوں نے انھیں مالک الصغیر کا لقب دیا۔

تین سال تک حرم شریف میں شیوخ سے استفادہ کیا۔ بغداد اور موصل وغیرہ میں تقریباً دس سال تک اخذ و استفادہ کیا۔ ۱۳ سال بلادِ مشرق کے اجل شیوخ سے علم کثیر حاصل کیا اور اندلس واپس آئے۔ الضبی لکھتے ہیں:

ثم انصرف الی الاندلس۔

طالبان علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ بعض حکومتی مناصب اور ذمہ داریاں بھی ادا کیں۔

تلامذہ: تلامذہ میں ممتاز یہ ہیں:

- ابوعمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)

Marfat.com

- ابو محمد بن حزم (م ۴۵۶ھ)
- خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ)
- ابو بحر سفیان بن العاص (۵۲۰ھ)
- ابو عبداللہ الحمیدی (م ۴۸۸ھ)
- سلیمان بن نجاح (م ۴۹۶ھ)
- احمد بن علی بن غزلون (م ۵۲۰ھ قریباً)
- ابو علی بن سکرۃ الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابو علی الغسانی الجیانی (م ۴۹۸ھ)
- ابو القاسم بن سلیمان (م ۴۹۳ھ)۔ صاحبزادے [1]
- ابو علی بن سھل السبتی
- علی بن عبداللہ الصقلی

علمی مقام: ابو الولید الباجی کے علم کا شہرہ اندلس کے دوسرے شہروں تک پہنچا لوگوں نے حدیث وفقہ میں استفادہ کر کے نمایاں مقام حاصل کیا بعض تلامذہ عہدہ وزارت پر بھی رہے جب کہ کچھ اندلس کے مختلف شہروں میں بطور قاضی مقرر ہوئے۔

اہل علم نے ان کی علمی عظمت وجلالت کا اعتراف کیا۔ ان کے تلمیذ رشید ابو علی الصدفی کا بیان ہے کہ ان کے اخلاق وعادات عمدہ تھے۔ علمائے مشرق کے درمیان معروف تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

مارأیت مثل أبی الولید الباجی، ومارأیت أحداً علی سمته وهیئته وتوقیر مجلسه، هو أحدائمة المسلمین۔

قاضی ابو الولید شعر وادب کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ اچھے خطیب اور شاعر تھے۔ قاضی ابو الولید فقیہ، شاعر، ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ثقہ محدث بھی تھے۔ رواۃ حدیث پر گہری نظر تھی۔ حدیث کے علل کی بصیرت حاصل تھی۔ شاگرد رشید حمیدی سے منقول ہے:

۱۔ صاحبزادے احمد بن سلیمان بن خلف کے لیے دیکھیے: الصلة، ۱/ ۷۳؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۲۲۶ ترجمہ ۴۰۹؛ سیر أعلام، ۱۸/ ۵۴۵۔ نیز کتاب ھذا صفحہ ۲۱۸

Marfat.com

کان جلیلاً رفیع القدر و الخطر۔

ابوبکر الشاشی اور الطرطوشی (م ۵۲۰ ھ) سے بھی ان کے اخلاق اور علم وفضل کے بارے میں تعریفی کلمات منقول ہیں۔ الضبی لکھتے ہیں:

کان أعلم عصره علماً و دیانةً۔

طلب علم کے لیے گئے تو دیارِ غیر میں بھی محنت مزدوری کی اندلس واپس آئے تو ابتداء میں مالی حالات اچھے نہ تھے۔ جب علم کا شہرہ ہوا تو اِمراء اور روساء نے مختلف ذمہ داریاں دیں اور انھیں خوشحالی ملی۔ اندلس آئے تو ابن حزم کے افکار کا چرچا تھا جو مالکی مسلک کے حامل اہل علم کے لیے نا قابلِ قبول تھا۔ ابو الولید نے اہل علم کو دلائل و براھین کی روشنی میں ظاہری مسلک کے بارے میں وضاحت کی اور بعض اغلاط کی نشاندہی کی۔ مخالفین مالکی مسلک ابن حزم وغیرہ کے ساتھ اختلافی مسائل پر مناظرے بھی ہوئے اور کامیاب رہے۔

ذھبی نے انھیں الامام، الحافظ، ذو الفنون، القاضی کے القابات سے یاد کیا ہے۔

تالیفات: قاضی ابو الولید نے درس و تدریس، حکومتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ متنوع موضوعات پر مفید کتب تالیف کیں۔ ذھبی کہتے ہیں:

صنف التصانیف النفیسة۔

چند درج ذیل ہیں:

- کتاب الجرح و التعدیل ★
- المنتقی شرح موطأ مالک ★
- الایماء۔ المنتقی کا اختصار
- الاستیفاء (شرح موطا)
- اختلاف الموطآت
- السراج فی الاختلاف (مکمل نہ کر سکے)
- کتاب الاشارة فی اصول الفقه ★

Marfat.com

- ○ شرح المنہاج
- ○ التفسیر (مکمل نہ کر سکے)
- ○ کتاب الحدود
- ○ سنن الصالحین و سنن العابدین
- ○ مسئلۃ اختلاف الزوجین فی الصداق

وفات: علوم حدیث اور فقہ کا یہ امین ماہ رجب ۴۷۷ھ مریہ میں خالق حقیقی سے جا ملا۔[1]

ابو عبداللہ، محمد بن شریح بن احمد بن شریح الرعینی المقری الاشبیلی (۳۹۲ھ۔۴۷۶ھ)

ابن شریح ایک علمی گھرانے میں ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اشبیلیہ کے معروف قاری، محدث اور صاحب تالیف عالم تھے۔ ابن شریح نے اندلس اور بلاد مشرق کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ پہلے اندلس کے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے ازاں بعد ۴۳۳ھ مشرق کا سفر اختیار کیا۔ حج بیت اللہ ادا کیا وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ مصر گئے اور وہاں بھی اجل اہل علم کی مجالس علمی میں شریک ہوئے۔

اساتذہ: ان کے چند اجل اساتذہ حسب ذیل ہیں۔

- ○ ابو عمرو عثمان بن احمد القیشطیالی (م ۴۳۱ھ)
- ○ ابو القاسم محمد بن الطیب الکحال
- ○ احمد بن علی ابو العباس المقری (م ۴۴۵ھ)
- ○ مکی بن ابی طالب القیسی المقری (م ۴۳۷ھ)
- ○ ابو العباس بن النفیس المصری المقری (م ۴۵۳ھ)

۱۔ الصلۃ، ۱/ ۱۹۷؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۳۸۵ ترجمہ ۷۷۹؛ تذکرۃ، ۳/ ۱۱۷۸؛ سیر أعلام، ۱۸/ ۵۳۵؛ الدیباج، ۱۹۷؛ تاریخ قضاۃ اندلس، ۹۵

★ یہ تینوں کتب مطبوع ہیں اور پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہیں۔

Marfat.com

- ابوالحسن احمد بن محمد القنطری (م ۴۳۸ھ) ان سے علم قراءات اخذ کیا۔
- ابوذر الھروی (م ۴۳۵ھ) سے بخاری کی الجامع کا سماع کیا اور اسے روایت کرنے کی اجازت بھی حاصل کی۔
- ابوعلی حسن بن محمد بن ابراہیم البغدادی المقرئ (م ۴۳۸ھ) ان سے بھی علم قرأت میں مہارت حاصل کی۔

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

- ابوالحسن شریح بن محمد المقرئ (م ۵۳۹ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- ابوالعباس بن عیشون

علمی مقام: علوم قرآن بالخصوص علم قراءت میں مہارت رکھتے تھے۔ ایک موقع پر حاکم معتضد کے ساتھ نماز پڑھی اور اس میں سورۃ الرعد کی تلاوت کی اور آیت کذلک یضرب اللہ الامثال پر وقف کیا۔ اس موقع پر معتضد کو آیت کے غلط سمجھنے کا ادراک ہوا، اور کہا:

ما فهمت قط الآية التي قرأت بالبارحة في سورة الرعد الا من قراءتك۔

حاکم معتضد نے خلعت فاخرہ اور دیگر انعامات دینے کا حکم دیا۔ ابن بشکوال ان کی تبحر علمی کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان من جلة المقرئين وخيارهم، ثقة في روايته۔

ذھبی نے انھیں شیخ القراء کا لقب دیا۔ وہ مزید لکھتے ہیں:

كان رأسا في القراءات، بصيرا بالنحو والصرف، فقيها كبير القدر، حجة ثقة۔

ذھبی اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

كان من جلة قراء الأندلس۔

اشبیلیہ میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

۱۔ ابوالحسن شریح بن محمد قاضی اشبیلیہ کے لیے دیکھیے: الصلة، ۱/۲۲۹؛ سیر اعلام، ۲۰/۱۴۲؛ معرفة القراء، ۲/۹۵۳ ابوالحسن کے صاحبزادے اور ابوعبداللہ کے پوتے محمد بن شریح بن محمد (م ۵۶۳ھ) بھی معروف عالم تھے۔ رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶/۲۲۹ ترجمہ ۶۶۷

Marfat.com

تالیفات: ابن شریح نے علم قراءت اور علوم حدیث سے متعلق کئی کتب تالیف کیں۔ چند درج ذیل ہیں:

- کتاب التذکیر فی القراءات السبع
- تبصرة التذکرة ونزهة التبصرة
- اختصار الحجة
- کتاب روایة الادغام الکبیر
- الکافی فی القراءات السبع عن القراء السبعة

وفات: ابن شریح ماہِ شوال ۴۷۶ھ کو دارِ فانی سے دار بقا کوچ کر گئے۔ ان کے صاحبزادے ابوالحسن شریح بن محمد نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۱)

ابوجعفر، احمد بن محمد بن رزق الاموی القرطبی (م ۴۲۷ھ۔ ۴۷۷ھ)

اندلس میں علمی و ادبی سرگرمیاں عروج پر تھیں کہ ابن رزق ۴۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ علمی فضاء میں پلے بڑھے۔ تحصیل علم کے لیے اپنے وقت کے اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے نمایاں شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوعمر القطان (م ۴۶۰ھ) سے فقہ میں مہارت حاصل کی
- ابوعبداللہ محمد بن عتاب (م ۴۶۲ھ) صاحب ترجمہ کے خسر بھی تھے
- ابوعمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) سے احادیث کا سماع کیا
- ابوشاکر القبری عبدالواحد بن محمد (م ۴۵۶ھ)
- ابومحمد عبدالحق بن محمد الصقلی (م ۴۶۶ھ) نے اپنی مرویات اور تالیفات کی روایت کی اجازت دی

۱- الصلة، ۲/۵۲۳؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۱۲ ترجمہ ۱۴۶؛ کشف، ۲/۱۳۷۹؛ ایضاح المکنون، ۱/۲۲۱؛ سیر اعلام، ۱۸/۵۵۴؛ شذرات، ۳/۳۵۴؛ تاریخ الاسلام، ۳۲/۱۷۹؛ العبر، ۳/۲۸۵؛ معرفة القراء الکبار، ۲/۸۲۴؛ فهرسة ابن خیر، ۳۱، ۳۴، ۳۷

Marfat.com

تلامذہ: قرطبہ کے طالبان علم کا مرکز تھے۔ مجالس علمی منعقد کرتے جن میں حدیث، فقہ اور مناظرے وغیرہ کی تعلیم ہوتی۔ ابن بشکوال کہتے ہیں: نفع الله به کل من أخذ عنه۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابن الحاج محمد بن احمد بن خلف (م ۵۲۹ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابوالقاسم اصبغ بن محمد (م ۵۰۵ھ)
- ابومحمد بن ابی جعفر المرسی
- ابوعبداللہ بن الجراح

علمی مقام اور ذاتی اوصاف: ابن رزق متدین، متواضع، حلیم، پاکباز اور راہ استقامت پر چلنے والے عالم تھے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ وہ علم وفضل سے آراستہ تھے۔ ابن بشکوال ان کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کان فقیها، حافظاً للرأی، مقدماً فیه، ذاکراً للمسائل، بصیراً بالنوازل، عارفاً بالفتوی وکان مدار طلبة الفقه بقرطبة علیه فی المناظرة، والمدارسة۔

ابوالحسن بن مغیث کا قول ہے:

کان أذکی من رأیت فی علم المسائل واکثرهم حرصاً علی التعلیم وانفعهم لطالب فرع علی مشارکة له فی علم الحدیث۔

وفات: شاگرد رشید ابن الحاج القاضی کہتے ہیں کہ ماہِ شوال ۴۷۷ھ میں شیخ ابن رزق خالقِ حقیقی سے جاملے۔ (۱)

۱- الصلة، ۱/ ۶۸؛ بغیة الملتمس، ۱/۲۱۱ ترجمہ ۳۶۷؛ سیر، ۱۸/ ۵۶۳؛ الدیباج، ۱۰۳؛ شجرة النور، ۱/ ۱۲۱ کے مؤلف نے سال ولادت ۳۹۰ھ لکھا ہے۔ ہم نے ابن بشکوال کے قول کو ترجیح دی ہے۔

Marfat.com

ابوالعباس، احمد بن عمر بن انس بن دلہاث المری العذری، الدلائی (۳۹۳ھ۔ ۴۷۸ھ)

ابن دلہاث کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ مریہ کے قریب بستی دلایہ کی نسبت سے الدلائی بھی کہلائے۔

علمی اسفار اور شیوخ: بچپن میں ۴۰۷ھ میں والدین کے ساتھ بلاد مشرق کا سفر کیا۔ ۴۰۸ھ میں حج بیت اللہ کے لیے حجاز مقدس گئے۔ حج کیا اور آٹھ (۸) سال وہاں مقیم رہے۔ مکہ کے شیوخ کے علاوہ زیارت بیت اللہ کے لیے عراق، شام، خراسان وغیرہ سے آنے والے اہل علم سے بھی استفادہ کیا۔ چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالعباس الرازی (راوی صحیح مسلم) ان سے مسلم کی الجامع کا سماع کیا۔
- شیخ الحرم ابوذر الھروی (م ۴۳۵ھ) ان سے امام بخاری کی الجامع کا متعدد بار سماع کیا۔
- ابوعمر السفاقسی (م ۴۴۲ھ)
- مہلب بن ابی صفرہ (م ۴۳۶ھ)
- ابوالحسن بن جہضم (م ۴۱۴ھ)
- یونس بن عبداللہ (م ۴۲۹ھ)
- ابوعلی حسین بن عبداللہ البجانی (م ۴۱۱ھ)
- ابوبکر احمد بن محمد بن احمد البزار المکی
- علی بن بندار القزوینی
- ابوبکر بن نوح الاصفہانی

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد نے ابن دلہاث سے استفادہ کیا۔ چند درج ذیل ہیں:

- ابن حزم الظاہری (م ۴۵۶ھ)
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابوالولید الوقشی حمیدی (م ۴۸۸ھ)
- طاہر بن مفوز (م ۴۸۴ھ)
- ابوعلی الغسانی الجیانی (م ۴۹۸ھ)

Marfat.com

- ابو علی بن سکرہ (م ۵۱۴ھ)
- ابو بحر بن العاص (م ۵۲۲ھ)

علمی مقام: ابن بشکوال علم حدیث میں ان کی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان معتنيا بالحديث و نقله و روايته و ضبطه مع ثقته و جلالة قدره و علو اسناده۔

صاحبِ معجم لکھتے ہیں:

كان شيخاً ثقة واسع الرواية عالي السند عنده غرائب و فوائد۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ ان کے تذکرہ نگاروں نے درج ذیل کتب کا ذکر کیا ہے:

- دلائل النبوة
- فهرسة
- المسالك و الممالك / نظام المرجان في المسالك و الممالك

وفات: ابن دلهاث کا مریہ میں ۴۷۸ھ انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادے انس نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرۃ الحوض میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو محمد، عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن خزرج اللخمی، الاشبیلی (۴۰۷ھ۔ ۴۷۸ھ)

ابن خزرج کے نام سے معروف تھے۔ اہل علم کی کثیر تعداد سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی تعداد دو صد (۲۰۰) سے زیادہ بتائی جاتی ہے جن میں دو (۲) خواتین عالمات بھی شامل تھیں۔ چند اساتذہ درج ذیل تھے۔

- اسماعیل بن محمد بن خزرج (۴۲۱ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد (۲)
- ابو عبداللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ)

۱۔ الصلة، ۱/ ۲۹؛ جذوة، ۲۳۶؛ بغية الملتمس، ۱/ ۲۴۲ ترجمہ ۴۴۸؛ سیر اعلام، ۱۸/ ۵۶۷؛ شجرة النور، ۱/ ۱۲۱؛ دلایہ اور مریہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۲/ ۴۶۰، ۵/ ۱۱۹؛ شذرات، ۳/ ۳۵۷

۲۔ ابو القاسم اسماعیل بن محمد (م ۴۲۱ھ) اشبیلیہ کے نامور محدث اور صاحب تالیف عالم تھے۔ دیکھیے: الصلة، ۱/ ۱۰۴: صاحب ترجمہ کے دادا ابو عبداللہ محمد بن خزرج (م ۴۱۹ھ) بھی اشبیلیہ کے اہل علم میں سے تھے۔ دیکھیے: الصلة، ۲/ ۴۸۴

Marfat.com

- ابو عمر ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ)
- ابو الفتوح الجرجانی
- ابو بکر المیر اثی (م ۴۲۸ھ)
- ابو عمرو المرشانی (م ۴۳۰ھ)
- ابو عبد اللہ الباجی (م ۴۳۳ھ)

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کے شاگردوں میں چند یہ ہیں:

- شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابو محمد بن یربوع (م ۵۲۲ھ)
- ابو الحسن العبسی المقری (م ۴۹۸ھ)

علمی مقام: علم حدیث پر دسترس کے ساتھ ساتھ فقہ مالکی پر بھی عبور حاصل تھا اور اس کے مطابق راہنمائی کے لیے لوگوں کے مرجع تھے۔

ابن بشکوال ان کی علمی فضیلت کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کتب الیه جماعة منهم من المشرق، وكانت له عناية كاملة بالعلم و تقييده وروايته وجمعه۔۔۔ ثقة في روايته سمع الناس منه كثيراً۔

ذھبی نے انھیں الحافظ، المجود، المورخ کے القابات سے یاد کیا ہے۔ وہ آگے لکھتے ہیں:

كان مع حفظه فقيها مشاوراً اكثر الناس عنه۔

تالیفات: ذھبی نے ان کی درج ذیل ایک تالیف کا ذکر کیا ہے:

- التاریخ

وفات: ابو محمد عبد اللہ بن اسماعیل کا شوال ۴۷۸ھ میں انتقال ہوا۔[1]

۱۔ الصلة، ۱/۲۷۵؛ سیر أعلام، ۱۸/۴۸۸؛ هدية العارفين، ۱/۴۵۳؛ معجم المولفين، ۵/۳۵

Marfat.com

ابوالحسن، طاہر بن مفوز بن احمد بن مفوز المعافری الشاطبی (۴۲۹ھ - ۴۸۴ھ)

شاطبہ کے معروف علمی خاندان سے تعلق تھا۔ اپنے وقت کے معروف شیوخ سے علم اخذ کیا اور بہت جلد ابن مفوز کے علم وفضل کی شہرت دور ونزدیک پھیل گئی۔

شیوخ: اساتذہ میں معروف درج ذیل تھے:

- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) ابن المفوز نے ان سے خوب استفادہ کیا
- ابوالعباس احمد بن عمر بن دلھاث (م ۴۷۸ھ)
- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ)
- حاتم بن محمد الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- ابوبکر بن صاحب الاحباس
- ابومروان بن حیان (م ۴۶۹ھ)
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- عبداللہ بن مفوز (م ۴۷۵ھ)۔ صاحب ترجمہ کے بھائی

تلامذہ: چند تلامذہ یہ ہیں:

- ابوبکر محمد بن حیدرہ (م ۵۰۵ھ)۔ صاحب ترجمہ کے بھتیجے (۱)
- طاہر بن حیدرہ (م ۵۵۲ھ)۔ صاحب ترجمہ کے بھتیجے (۲)
- عبداللہ بن حیدرہ۔ صاحب ترجمہ کے بھتیجے

۱۔ کتاب ھذا، صفحہ ۲۲۷

۲۔ طاہر بن حیدرہ کے صاحبزادے مفوز بن طاہر (م ۵۹۰ھ) بھی اپنے وقت کے فقہ و حدیث کے ماہر تھے۔ (تکملۃ ابار، ۲/ ۲۰۸ ترجمہ ۵۷۱)۔ دوسرے صاحبزادے عبداللہ بن طاہر بن حیدرہ (م ۵۶۷ھ) بھی شاطبہ کے معروف محدث وفقیہ تھے (تکملۃ ابار، ۲/ ۲۶۹ ترجمہ ۷۸۱)۔ عبداللہ بن طاہر کے صاحبزادے ابوبکر احمد بن عبداللہ بن طاہر بھی اندلس کے مشہور عالم تھے (ذیل اوسی، ۱/۱/۳۳۰ ترجمہ ۳۲۳) عبداللہ بن طاہر کے پوتے اور احمد بن عبداللہ بن طاہر کے صاحبزادے عبدالملک بن احمد بن عبداللہ بن طاہر بن حیدرہ (م ۶۶۱ھ) معروف عالم اور مفید کتب کے مؤلف تھے (ذیل اوسی، ۵/۱/۱۰ ترجمہ ۵)

Marfat.com

- قاضی ابوبکر مفوز۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- ابومحمد عبداللہ۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- ابوالفتح نصر بن الحسن التنکتی (م ۴۸۶ھ)

علمی مقام: اہل علم نے ان کے علم وفضل کا اعتراف کیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان من اهل العلم مقدما فی المعرفة والفهم، عنی بالحدیث العنایة الکاملة، وشهر بحفظه واتقانه۔۔۔ وکان حسن الخط، جید الضبط مع الفضل والصلاح والورع والانقباض والتواضع والزهد۔

الضبی لکھتے ہیں:

فقیه محدث ادیب حافظ من اهل بیت جلالة۔۔۔ کان حسن الخط کتب کثیراً۔

ذہبی نے ان کے فضل وعلم کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

الامام، الحافظ، الناقد المجود۔۔۔ کان فهما ذکیاً، اماماً من أوعیة العلم وفرسان الحدیث وأهل الاتقان والتحریر، مع الفضل والورع، والتقوی والوقار والسَّمت۔

ان کے بھائی عبداللہ [1] بھی اہل علم میں سے تھے۔ اپنے زہد اور خشیتِ الٰہی کی وجہ سے اندلس کے زاہد سمجھے جاتے۔

ابوعمر بن عبدالبر کی روایات کے بارے میں مستند ترین سمجھے جاتے۔ شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔

وفات: شاطبہ کا یہ عالم ۴۸۴ھ میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔ [2]

۱- عبداللہ بن مفوز (م ۴۷۵ھ) زاہد اہل اندلس کے لیے دیکھیے: الصلة، ۲۷۴/۱: خاندان کے دیگر اہل علم کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۲۷۳/۱ ترجمہ ۹۴۳؛ ۲۰۸/۲ ترجمہ ۵۷۴؛ الصلة، ۲۲۱/۱: ۳۴۶

۲- الصلة، ۲۳۵/۱؛ بغیة الملتمس، ۴۲۲/۲ ترجمہ ۸۶۵؛ سیر اعلام، ۸۸/۱۹؛ ذیل اوسی، ۱۵۳/۴ ترجمہ ۲۷۹؛ شذرات، ۳۷۱/۳ یہاں نام میں تصحیف ہوئی اور طاہر بن مفوز کے بجائے طاہر بن منور مذکور ہے۔

Marfat.com

ابوالاصبغ عیسیٰ بن سھل بن عبداللہ الاسدی الجیانی المالکی (۴۱۳ھ۔۴۸۶ھ)

ابوالاصبغ کا جیان سے تعلق تھا قرطبہ میں سکونت اختیار کی۔ حدیث وفقہ کی تعلیم اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے حاصل کی اور اپنے تبحر علمی کے لیے مشہور ہوئے۔

شیوخ: معروف اساتذہ درج ذیل تھے:

- مکی بن ابی طالب (م ۴۳۷ھ)
- محمد بن عتاب (م ۴۶۲ھ)
- ابوعمر احمد بن محمد بن عیسیٰ بن القطان (م ۴۶۰ھ)
- حاتم بن محمد الاطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- ابوبکر محمد بن موسیٰ المعروف بابن الغراب (م ۴۶۰ھ)
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- ابوزکریا القلیعی (م ۴۴۲ھ)
- ابومروان بن مالک

تلامذہ: علوم میں دسترس حاصل کرنے کے بعد اپنے تلامذہ کے لیے مجالس درس منعقد کیں۔ ان کے تلامذہ میں معروف یہ تھے:

- قاضی ابومحمد بن منظور
- ابواسحاق بن جعفر
- ابراہیم بن احمد البصری
- ابوزید الصقر
- قاضی ابوعبداللہ بن عیسی التمیمی

بقول قاضی عیاض ان کے دو ماموؤں نے ابوالاصبغ سے سماع کیا۔

علمی مرتبہ: اہلِ علم نے ان کی ثقاہت اور تفقہ کا اعتراف کیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان من جلة الفقهاء وكبار العلماء، حافظا للرأى، ذاكراً للمسائل، عارفا بالنوازل بصيراً باالاحكام۔

ابوالحسن کہتے ہیں:

كان من اهل الخصال الباهرة والمعرفة التامة يشارك في فنون من المعرفة۔

ابن الصیر فی کا قول ہے:

كان من اهل العلم والفهم والتفنن في العلم مع الخير والورع، وصحه الدين وكثرة الجود وبارع الخط۔

الضبی لکھتے ہیں:

فقيه، محدث مشهور، عارف۔

اہم عہدوں پر فائز رہے۔طنجہ، مکناسہ اور غرناطہ کے قاضی رہے

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔فقہ پر ایک کتاب مرتب کی:

- الاعلام بنوازل الاحكام
- الفهرست

وفات: ابوالاصبغ ماہ محرم ۴۸۶ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن یصل الازدی الحمیدی، المیورقی (۴۲۰ھ۔۴۸۸ھ)

ابوعبداللہ کے والد کا تعلق قرطبہ سے تھا۔حمیدی اندلس کے ایک چھوٹے سے شہر بلیدہ میں پیدا ہوئے۔اندلس کے اہل علم سے استفادہ کے بعد بلاد مشرق کا سفر کیا۔علمی خانوادے سے تعلق تھا بقول حمیدی بچپن ہی سے ان کے والد اپنے ساتھ علمی مجالس میں لے جاتے۔وہ کہتے ہیں کہ

۱- الصلة، ۲/۴۱۵؛ الدیباج، ۲۸۲؛ بغية الملتمس، ۲/۵۲۵ ترجمہ ۱۱۴۸؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۹۶؛ شذرات، ۳/۳۷۷؛ هدية العارفين، ۱/۸۰۷؛ شجرة النور، ۱/۱۲۲؛ سير أعلام، ۱۹/۲۵؛ الاعلام، ۵/۱۰۳؛ معجم المولفين، ۸/۲۵؛ جیان، طنجہ اور مکناسہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۴/۲۳، ۵/۱۸۱، ۴/۱۹۵

Marfat.com

۴۲۵ھ میں کندھوں پر بیٹھ کر شیوخ کی خدمت میں لے جایا جاتا۔ سب سے پہلے ابوالقاسم اصبغ کی مجلس میں سماع کیا۔ حمیدی حاضرین مجلس میں احادیث پڑھنے میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔

طلب علم کے لیے ۴۴۸ھ میں عازم مشرق ہوئے۔ معروف شیوخ سے استفادہ کیا۔

اساتذہ: ان کے مشہور اساتذہ درج ذیل تھے۔

- ابونصر فتوح بن عبداللہ۔ صاحب ترجمہ کے والد (۱)
- ابوالقاسم اصبغ بن راشد (م ۴۴۰ھ)
- ابومحمد علی بن احمد بن حزم (م ۴۵۶ھ)
- ابوعمر ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- شیخہ کریمۃ المروزیۃ (م ۴۶۳ھ)
- اصبغ بن راشد (م ۴۴۰ھ)
- ابوالعباس احمد بن عمر العذری (م ۴۷۸ھ)
- ابوعبداللہ بن ابی الفتح
- ابن حزم الظاہری (م ۴۵۶ھ)۔ جن کی فکر سے متاثر ہوئے۔

تلامذہ:

- محمد بن طرخان الترکی (م ۵۱۳ھ)
- یوسف بن ایوب الزاھد (م ۵۱۲ھ)
- ابوبکر الخطیب (م ۴۶۳ھ)
- ابوعلی بن سکرہ الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابونصر ماکولا (م ۴۷۵ھ)
- ابومحمد الضراب (م ۴۹۲ھ)
- القضاعی (م ۴۵۴ھ)

۱۔ والد فتوح بن عبداللہ کے لیے دیکھیے: ذیل اوسی، ۵/ii/۵۳۵ ترجمہ ۱۰۳۷

Marfat.com

علمی مرتبہ: مسلکاً ظاہری تھے لیکن کسی حد تک وہ اس کو چھپاتے تھے۔ ثقہ اور متدین تھے، حدیث اور اس کے مختلف فنون میں مہارت حاصل تھی۔ علم رجال پر دسترس تھی۔ اندلس اور اہل اندلس کے حالات میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔

ابن حزم کو ان کے عقیدہ کی وجہ سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا تو حمیدی بغداد چلے گئے۔ شعروادب سے لگاؤ تھا۔ بالعموم اشعار موعظت ونصیحت پر مشتمل ہوتے۔

علماء نے ان کی تبحر علمی کا اعتراف کیا۔ محمد بن سعدون کا قول ہے؛

لایری، مثله وعن مثله یسأل، جمع بین الفقه والحدیث والأدب ورأی علماء الاندلس۔

یحیٰی بن ابراھیم السلماسی اپنے والد کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

لم ترعینا ی مثل الحمیدی فی فضله و نبله وغزارة علمه، و حرصه علی نشر العلم و بثه فی اهله، کان ورعاً ثقة اماما فی علم الحدیث وعلله ومعرفة متونه ورواته۔۔۔

صاحب نفح الطیب لکھتے ہیں:

کان اماماً من أئمة المسلمین فی حفظه ومعرفته واتقانه وثقته وصدقه و نبله و دیانته وورعه ونزاهته۔

ضبی لکھتے ہیں:

فقیه، عالم محدث، عارف، امام متقدم فی الحفظ والاتقان۔

ذھبی لکھتے ہیں؛

کان ثقة متدینا، بصیراً بالحدیث عارفاً بفنونه خبیراً بالرجال لاسیماباهل الاندلس وأخبارها، ملیح النظر حسن النغمة فی قراءة الحدیث ورعاً۔

تالیفات: مفید کتب کے مؤلف تھے۔ الضبی لکھتے ہیں

وله توالیف تدل علی معرفته وحفظه۔

Marfat.com

چند تالیفات کے نام یہ ہیں:

- الجمع بين الصحيحين
- جذوة المقتبس
- كتاب الترسل
- حفظ الجار
- الذهب المسبوك
- في وعظ الملوك

وفات: اندلس کے معروف محدث ومؤلف ۴۸۸ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ ابوبکر الشاشی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ باب حرب میں، بشر الحافی زاہد کے قریب دفن کیے گئے۔ [1]

ابوالولید، هشام بن احمد بن خالد بن سعید الکنانی الطلیطلی (۴۰۸ھ۔۴۸۹ھ)

طلیطلہ کے قریب ایک بستی وقش کی طرف نسبت سے الوقشی معروف ہوئے۔ میسر مصادر ان کے خاندان اور ان کے بارے میں خاموش ہیں۔ اندلس جو اس وقت علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ الوقشی نے رواج کے مطابق مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ اپنے شیوخ کی حد درجہ تکریم و تعظیم کرتے تھے۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے۔

- ابوعمر الطلمنکی (م ۴۲۹ھ)
- عبداللہ بن سعید (م ۴۳۶ھ)
- ابوعمرو السفاقسی (م ۴۴۲ھ)
- صاعد بن احمد (م ۴۶۲ھ)

۱۔ بغية الملتمس، ۱/۱۶۱ ترجمہ ۲۵۸؛ مرأة الجنان، ۳/۱۴۹؛ مفتاح السعادة، ۲/۱۴۰؛ نفح الطيب، ۲/۳۲۷؛ سیر اعلام، ۱۹/۱۲۰؛ شذرات، ۳/۳۹۲؛ تذكرة الحفاظ، ۴/۱۲۱۸؛ میورقہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/۲۴۶؛ جذوة المقتبس، مقدمہ محقق کتاب

Marfat.com

- ابوعمر بن الحذاء (م۴۶۷ھ)
- ابومحمد الشنتجیالی، عبد بن سعید (م۴۳۶ھ)
- ابومحمد بن عباس الخطیب

تلامذہ: میسر کتب مصادر میں تلامذہ کے نام نہیں ملتے۔ ابن بشکوال اور ذہبی نے ان کے تلامذہ میں سے ایک شاگرد ابوبحر الاسدی المربیطری (م۵۲۰ھ) کا ذکر کیا ہے۔ ان کا شمار جلیل القدر اور صاحب تصنیف علماء میں ہوتا ہے۔

علمی مرتبہ: الوقشی مختلف علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ وہ علوم قرآن وحدیث، نسب، لغت ونحو اور دیگر علوم متداولہ میں اپنے ہم عصر اہلِ علم میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ طلیرہ کے قاضی رہے۔ ابوالقاسم صاعد بن احمد (م۴۶۲ھ) کا قول ہے:

كان ابو الوليد أحد رجال الكمال في وقته باحتوائه على فنون المعارف، هو من أعلم الناس بالنحو واللغة ومعاني الاشعار والبلاغة، بليغ مجيد شاعر، حافظ للسنن واسماء الرجال بصيراً، باصول الاعتقادات واصول الفقه--- مشرف على جميع آراء الحكماء--- ثاقب الذهن مع حسن المعاشرة ولين الكنف و صدق اللهجة۔

ابن بشکوال کا قول ہے:

ابو بحر الاسدي كان يعظمه، ويقدمه، ويصفه بالاستبحار في العلوم۔

الضبی لکھتے ہیں:

فقيه امام في اللغة والآداب، متقدم عارف۔

ذہبی ان کے ذکر کا آغاز العلامة، البحر، ذو الفنون کے القابات سے کرتے ہیں۔

ابومحمد الریولی (م۴۵۱ھ) نے کسی شاعر کی زبان میں نے ان کے علم وفضل کا اعتراف کیا:

وكان من العلوم بحيث يقضى — له في كل علم بالجميع

تصانیف: وقشی نے متعدد مفید کتب تالیف کیں، مثلاً:

Marfat.com

- الرسالۃ المرشدۃ
- نکت الکامل ۔ یہ کتاب المبرد کی الکامل پر تھی۔

مندرجہ ذیل کتب میں وارد سقم اور ابہامات وشبہات کی نشاندہی کی اور ان کا ازالہ کیا۔

- رجال صحیح بخاری تالیف ابو نصر الکلاباذی
- الموتلف تالیف دارقطنی
- الکنی تالیف امام مسلم

وفات: وقشی کا جمادی الآخرۃ ۴۸۹ھ میں انتقال ہوا۔ (۱)

ابومروان، عبدالملک بن سراج بن عبداللہ الاموی مولاھم القرطبی (۴۰۰ھ ۔ ۴۸۹ھ)

ابن سراج کے نام سے معروف تھے۔ صاحب ثروت تھے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ والد ابوالقاسم سراج بن عبداللہ قاضی القضاۃ تھے۔ ابوالحسن بن مغیث کا قول ہے:

کان ابو مروان من بیت خیر و فضل و من مشاھیر الموالی بالأندلس۔

طلب علم کے شائق تھے۔ اندلس اور بلاد مشرق کے اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں سے چند درج ذیل ہیں:

- سراج بن عبداللہ (م ۴۵۶ھ) صاحب ترجمہ کے والد جو اہم عہدوں پر متعین رہے۔ (۲)
- قاضی یونس بن عبداللہ (م ۴۲۹ھ)
- ابراہیم بن محمد بن زکریا الافلیلی (م ۴۴۱ھ)
- ابوعمرو السفاقسی (م ۴۴۲ھ)
- ابومروان بن حیان (م ۴۶۹ھ)

۱۔ الصلۃ، ۲/ ۶۱۷؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۶۵۳ ترجمہ ۱۴۳۱؛ تاریخ ذہبی، ۳۳/ ۳۲۷؛ ایضاح المکنون، ۱/ ۵۶۹؛ سیر أعلام، ۱۹/ ۱۳۴؛ معجم المؤلفین، ۱۳/ ۴۷؛ الأعلام، ۸/ ۸۴؛ الوقش کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/ ۳۸۱

۲۔ ابوالقاسم سراج بن عبداللہ بن محمد کے لیے دیکھیے: الصلۃ، ۱/ ۲۲۲

Marfat.com

○ مکی بن ابی طالب القیسی القیروانی (م ۴۳۷ھ)

تلامذہ: تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کی مجالس علمی بڑی باوقار ہوتیں۔ کسی طالبعلم کو درمیان درس بولنے کی جرأت نہ ہوتی۔ استفادے کے لیے دور دراز علاقوں سے لوگ آتے۔ ابن سراج اپنے درس میں مشکل اور مبہم مقامات کی عمدگی سے وضاحت کرتے تھے۔ ان کے تلامذہ میں سے چند یہ ہیں۔

○ ابوالحسن سراج (م ۵۰۸ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۱)

○ ابوعلی بن سکرۃ الصدفی (م ۵۱۴ھ)

○ قاضی ابوعبداللہ بن الحاج (م ۵۲۹ھ)

○ ابوالحسن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)

علمی مقام: علوم دینیہ پر کامل دسترس تھی۔ ان کے شیوخ اپنی تالیفات کی تالیف وترتیب میں ان سے مشورہ لیتے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے شیخ مکی بن ابی طالب اپنی تالیفات وتحریرات میں ان سے مشورہ لیتے۔ ان کے تلمیذ رشید ابوعلی الصدفی جنہوں نے طویل عرصہ تک ان سے استفادہ کیا ان کا کہنا ہے کہ قرآن وحدیث اور ادب کی مختلف اصناف میں مہارت حاصل تھی جس کی وجہ سے دیگر اساتذہ سے فائق تھے۔

ایک دوسرے شاگرد ابوالحسن بن مغیث جو ابن سراج کی صحبت میں طویل عرصہ رہے ان کا بیان ہے:

کان واسع المعرفۃ، حافل الروایۃ، بحر علم، عالماً بالتفاسیر ومعانی القرآن و معانی الحدیث، احفظ الناس للناس العرب۔۔۔

ان کا ہی قول ہے کہ وہ اپنے وقت کے شیوخ سے علم وخلق دونوں میں فائق تھے۔ کہتے ہیں:

عندہ یسقط حفظ الحفاظ و دونہ یکون علم العلماء، فاق الناس فی وقتہ، و کان حسنۃ من حسنات الزمان وبقیۃ من الاشراف والاعیان۔

ضبی کہتے ہیں:

کان اماماً فی حفظ اللغات واللسان العربی لایجاری فی ذلک۔

۱۔ ابوالحسین/ابوالحسن سراج بن عبدالملک کے لیے دیکھیے: الصلۃ، ۲۲۲/۱

Marfat.com

امراء وسلاطین سے تعلق پسند نہیں کرتے تھے۔

وفات: علم وادب کا یہ مایہ ناز سپوت ۴۸۹ھ میں عرفہ کے دن دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ صاحبزادے ابوالحسن سراج نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ الربض میں دفن کیے گئے۔ (۱)

ابوالقاسم، احمد بن سلیمان بن خلف التجیبی الباجی الاندلسی القرطبی السرقسطی (م ۴۹۳ھ)

ابوالقاسم کا تعلق قرطبہ سے تھا جہاں وہ ممتاز علمی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ابوالولید الباجی اندلس کے ممتاز محدث، فقیہ، مؤرخ اور ادیب تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کی طرف بھرپور توجہ دی۔

شیوخ: ابوالقاسم نے مشرق ومغرب کے اجل اہلِ علم سے استفادہ کیا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ) صاحب ترجمہ کے والد (۲)۔ ان سے خوب استفادہ کیا
- حاتم بن محمد (م ۴۶۹ھ)
- ابن حیان (م ۴۶۹ھ)
- معاویہ بن محمد العقیلی (م ۴۶۹ھ)
- محمد بن عتاب (م ۴۶۳ھ)
- یوسف بن الفرج

تلامذہ: طلباء کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند مشہور تلامذہ درج ذیل تھے۔

- ابوعلی الجیانی (م ۴۹۸ھ)
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابوالولید محمد بن احمد بن رشد (م ۵۲۰ھ)

۱۔ الصلۃ، ۱/۳۴۶؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۴۹۴ ترجمہ ۱۰۷۱؛ ترتیب، ۴/۸۱۶؛ المغرب فی حلی المغرب، ۱/۱۱۵؛ الدیباج، ۲۵۷؛ سیر أعلام، ۱۹/۱۳۳؛ تاریخ ذھبی، ۳۳/۳۰۵؛ شجرۃ النور، ۱/۱۲۲؛ شذرات، ۳/۳۹۲

۲۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۱۹۷

Marfat.com

علمی مقام: ابوالقاسم نہایت ذہین وفطین تھے۔ والد ان کے علم وفضل کے معترف تھے۔ علمی وتصنیفی کاموں میں والد کے ساتھ تعاون کرتے بلکہ ابوالولید باجی (والد) نے اپنی تالیفات میں اصلاح واضافے کی بھی ان کو اجازت دی ہوئی تھی۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان فضلاً ديناً من افهم الناس وأعلمهم۔

قاضی عیاض کہتے ہیں:

كان حافظاً للخلاف والمناظرة، له النظم والأدب كان ديناً ورعاً۔

والد کی وفات کے بعد ان کی مسند درس کے جانشین بنے۔ زاہد وعابد تھے۔ تنگدستی کے باوجود والد کے ترکہ سے دستبردار ہو گئے۔

تصانیف: ابوالقاسم نے درس وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا۔ ابن بشکوال تالیفات کے بارے میں لکھتے ہیں:

وله تواليف حسان تدل على حذقه ونبله۔

چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- كتاب العقيدة
- كتاب البرهان
- معيار النظر
- كتاب سر النظر
- الاستعداد للخلاص في المعاد وغیرہ

وفات: مشرق کا سفر کیا۔ تقریباً دو سال بغداد رہے۔ یمن وغیرہ بھی گئے۔ فریضہ حج ادا کیا۔ حج سے واپسی پر جدہ میں ۴۹۳ھ میں یہ معروف محدث وفقیہ خالق حقیقی سے جاملا۔ [1]

۱- الصلۃ، ۱/۷۳؛ الدیباج، ۱۰۳؛ بغیۃ الملتمس، ۱/۲۲۶ ترجمہ ۴۰۹؛ سیر اعلام، ۱۸/۵۴۵؛ تاریخ ذہبی، ۳۴/۱۴۱؛ شجرۃ النور، ۱/۱۲۱

Marfat.com

ابو عبداللہ، محمد بن فرج المالکی القرطبی (م ۴۰۴ھ۔۴۹۷ھ)

ابو عبداللہ محمد بن فرج، محمد بن یحییٰ ابن الطلاع کے مولیٰ تھے اور ابن الطلاع کے نام سے معروف ہوئے۔ قرطبہ میں ۴۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن وہیں گذارا۔ تعلیم کا آغاز قرآن حکیم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا، ازاں بعد فقہ مالکی کی طرف متوجہ ہوئے۔

شیوخ: ابن الطلاع کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے ہم یہاں چند معروف اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں:

- احمد بن ھشام بن جھور (م ۴۳۰ھ)
- مکی بن ابی طالب (م ۴۳۷ھ)
- حاتم بن محمد، ابن الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- معاویہ بن محمد العقیلی (م ۴۶۹ھ)
- ابو عمر بن القطان القرطبی (م ۴۶۰ھ)
- یونس بن عبداللہ بن محمد بن مغیث قاضی الجماعۃ (م ۴۲۹ھ)

تلامذہ: ابن الطلاع کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جن کا تعلق مختلف فنون سے ہے۔ یہاں چند کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

- محمد بن حیدرۃ ابوبکر (م ۵۰۵ھ) ابن الطلاع سے علم حدیث میں رسوخ حاصل کیا۔
- عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن مخلد (م ۵۱۵ھ)
- ابو الولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابراہیم بن محمد بن خیرۃ (م ۵۱۷ھ)
- عبدالجلیل بن عبدالعزیز (م ۵۲۶ھ)
- یونس بن محمد بن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابن الاحمر، محمد بن محمد (م ۵۴۲ھ)
- علی بن حنین (م ۵۶۹ھ)

Marfat.com

- احمد بن محمد بن احمد بن رشد (م ۵۶۳ھ)
- محمد بن عبدالرحمٰن بن نبیل الرعینی (م ۵۱۸ھ)

علمی مقام: ابن الطلاع نے فقہ مالکی میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ مشاورت میں مقدم ہوتے۔ مختلف امصارونواحی سے لوگ ان کے پاس المدونة اور الموطأ اورنسائی کی السنن کے سماع کے لیے آتے۔ قرطبہ کی جامع مسجد کی امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ فصیح وبلیغ خطیب تھے۔

سند عالی کے حصول کے لیے کبار شیوخ نے بھی ان سے سماع کیا۔ بدعتی فرقوں کے سخت مخالف تھے۔ دنیا سے بے رغبتی تھی، زاہد وعابد، حق گو تھے۔ امراء وحکام کو تنبیہ کرتے اور ان کے غلط کاموں اور طریقوں پر بے دھڑک ٹوک دیتے۔ تعلیم وتبلیغ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتتے۔ قاضی عیاض کا قول ہے:

کان صالحاً، قوالاً للحق، شدیداً علی المبتدعة۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان فقیها عالماً، حافظا للفقه علی مذهب مالک وأصحابه، حاذقاً بالفتوی، مقدماً فی الشوری، عارفاً بعقود الشروط۔۔۔ مع خیر و فضل، و عفاف و دین و کثرة صدقة وطول صلاة قوالاً للحق وان أوذی فیه، لا تاخذه فی الله لومة لائم۔

ہر شخص ان سے محبت واحترام سے پیش آتا اور ان کے علم وفضل کا معترف تھا۔

تالیفات: فقہ مالکی پر مہارت کے ساتھ ساتھ تبلیغ وتشہیر دین کے لیے درس وتدریس اور خطبات کے فرائض سنبھالے۔ ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ چند مفید کتب بھی تالیف کیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- کتاب الشروط
- زوائد ابو محمد فی المختصر
- مختصر ابو محمد فی الولاء

Marfat.com

○ کتاب الوثائق

اقضية النبی صلى الله عليه وسلم/اقضية رسول الله صلى الله عليه وسلم (۱) ہے

ابن بشکوال، ابن خیر اور ابن فرحون نے اس کتاب کا نام أحکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے۔ ابن الطلاع ان چند مؤلفین میں سے ہیں جنہوں نے کتاب کے آخر میں مصادر کتاب سے قاری کو مطلع کیا ہے۔

وفات: أقضية الرسول علیہ الصلاۃ والسلام کا مؤلف ماہ رجب ۴۹۷ھ میں انتقال کر گیا۔ مقبرہ العباس میں تدفین ہوئی۔ (۲)

ابوعلی، حسین بن محمد بن احمد الغسانی الجیانی الاندلسی القرطبی (۴۲۷ھ۔ ۴۹۸ھ)

جیانی کے نام سے معروف تھے۔ جیان سے اصلاً نہیں تھے۔ ان کے والد فتنہ کے زمانے میں جیان منتقل ہو گئے تھے، الزہراء سے تعلق تھا۔

اساتذہ: اجل اساتذہ سے استفادہ کیا۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت کی روایت کے مطابق تحصیل علم کے لیے بلاد مشرق کا سفر نہیں کیا بلکہ علمائے اندلس سے بھرپور استفادہ کیا۔ ان کے معروف شیوخ درج ذیل تھے:

○ ابوعمر بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)

○ ابوالولید الباجی (م ۴۸۸ھ)

○ ابوعبداللہ محمد بن عتاب (م ۴۶۲ھ)

○ حاتم بن محمد الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)

۱۔ اقضیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کا وہ طبع ہمارے سامنے ہے جو خادم سنت ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی نے مدون کیا ہے۔ بیروت اور قاہرہ دونوں مقامات سے ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔

۲۔ الصلة، ۲/۵۳۴؛ بغية الملتمس، ۱/۱۶۰ ترجمہ ۲۵۷؛ شجرة النور، ۱/۱۲۳؛ سير اعلام، ۱۹/۱۹۹؛ شذرات، ۳/۴۰۷؛ الديباج، ۳۷۰؛ كشف الظنون، ۱/۱۳۷: صاحب کشف نے سال وفات ۵۵۰ھ لکھا ہے جو غلط ہے۔

Marfat.com

- احمد بن عمر بن دلھاث (م ۴۷۸ھ)
- سراج بن عبداللہ (م ۴۵۶ھ)
- ابوشاکر عبدالواحد بن محمد القبری (م ۴۵۶ھ)
- ابوعمر ابن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- حکم بن محمد الجذامی (م ۴۴۷ھ) ان کے اہم ترین استاد تھے۔

تلامذہ: لوگ دور ونزدیک سے ان سے استفادے کے لیے آتے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

رحل الناس اليه وعولوا في الرواية عليه۔

تلامذہ کی تعداد کثیر تھی مثلاً:

- قاضی ابوعبداللہ بن الحاج (م ۵۲۹ھ)
- القاضی ابن سعادۃ (م ۵۶۷ھ)
- قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ)
- ابوعلی بن سکرۃ (م ۵۱۴ھ)
- محمد بن احمد بن ابراھیم الجیانی
- محمد بن عبداللہ القیسی مسند مراکش۔ انھوں نے ابوعلی سے بخاری کی الجامع کا سماع کیا۔

علمی مقام: ابوعلی کے تبحر علمی کا اعتراف کیا گیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان من جهابذة المحدثين، وكبار العلماء المسندين، وعني بالحديث وكتبه وروايته وضبطه ـــ كان له بصر با للغة والاعراب ومعرفة بالغريب والشعر والانساب وجمع كله مالم يجمعه أحد في وقته۔

ابن بشکوال ہی ابوالحسن بن مغیث کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے ذکر کیا:

كان من أكمل من رأيت علما بالحديث ومعرفة بطرقه وحفظاً لرجاله ـــ وجمع من سعة الرواية مالم يجمعه أحد ادركناه۔

ابن الابار لکھتے ہیں:

Marfat.com

رئیس المحدثین بقرطبة۔

ان کے ہم عصر اہل علم نے ان کے حفظ و اتقان، تواضع اور جلالت علمی کا تذکرہ کیا ہے۔

علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ محدثین سے بہت انس و محبت رکھتے اور ان کو دیگر علوم کے حاصل کرنے والوں پر فوقیت دیتے۔

وہ طالبان حدیث کو دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور انھیں مرحبا کہتے۔ ابن الاصم نے اپنے والد کے حوالے سے ان کے درج ذیل اشعار کا ذکر کیا ہے۔

اهلاً و سهلاً بالذين احبهم		ووادهم فى الله ذى الالآء
اهلاً بقوم صالحين ذوى تقاً		غر الوجوه وزين كل ملآء
يا طالبى علم النبى محمد		ما انتم وسواكم بسواء

ابن الابار لکھتے ہیں:

آخر المسندين بقرطبة واضبط الناس لكتاب، فكثر الراحلون اليه، وغص مجلسه۔۔

ذہبی انھیں الامام، الحافظ المجود، الحجۃ، الناقد ایسے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ ان کی درج ذیل کتاب کا ذکر ملتا ہے:

- تقیید المہمل و تمییز المشکل الصحیحین۔ صحیحین کے رجال پر عمدہ تالیف تھی۔

ابن فرحون نے معرفت رجال اور صحیح و سقیم کی پہچان میں ان کی منفرد حیثیت کا ذکر کیا۔ اہل علم نے ان کی اس کتاب کو مفید قرار دیا۔ بعد میں آنے والوں نے جب اس فن پر قلم اٹھایا تو اس سے استفادہ کیا۔

وفات: ابو علی الجیانی کا ۴۹۸ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

۱- الصلة، ۱/۱۴۱؛ المعجم فى اصحاب القاضى الصدفى، ۸۶ ترجمہ ۶۷؛ بغية الملتمس، ۱/۳۲۷ ترجمہ ۶۴۵؛ وفیات، ۲/۱۸۰؛ الدیباج، ۱۷۴؛ تذکرہ، ۴/۱۲۳۳؛ کشف الظنون، ۱/۸۸، ۴۷۰؛ مرأة الجنان، ۳/۴۶، ۱۶۱؛ سیر اعلام، ۱۹/۱۴۸؛ شجرة النور، ۱/۱۲۳؛ شذرات، ۳/۴۰۸

Marfat.com

چھٹی صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

ابوبکر، محمد بن حیدرہ بن احمد بن مفوز المعافری الشاطبی (۴۶۳ھ-۵۰۵ھ)

ابوبکر کا تعلق عالی نسب علمی خانوادے سے تھا۔ الضبی لکھتے ہیں:

من اهل بيت جلالة و تقدم و ادب۔

اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا اور علم حدیث، فقہ اور ادب میں ممتاز مقام حاصل کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوالحسن طاہر بن مفوز (م ۴۸۴ھ)۔ صاحب ترجمہ کے چچا(۱)
- ابوعلی حسین بن محمد الغسانی (م ۴۹۸ھ)
- ابومروان عبدالملک بن سراج (م ۴۸۹ھ)
- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ)
- ابوعبد بن حیدرہ
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)

تلامذہ: میسر مصادر میں تلامذہ کا تعین نہ ہوسکا۔ ابن الفرضی اور ابن ابار لکھتے ہیں کہ اپنے شیخ ابو علی الغسانی کی وفات کے بعد جامع قرطبہ میں مجالس علمی منعقد کرتے جہاں طلباء کی کثیر تعداد ان

۱۔ دیکھیے کتاب ہذا صفحہ ۲۰۸

Marfat.com

سے احادیث کا سماع کرتی اور یہ سلسلہ تا حیات جاری رہا اور لوگ استفادہ کرتے رہے۔

علمی مقام: علم حدیث میں ان کو مہارت حاصل تھی۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں:

كان حافظاً للحديث وعلله منسوبا الى فهمه، عارفاً باسماء رجاله وحملته، متقناً لما كتبه، ضابطاً لما نقله۔

ابن الفرضی ہی لکھتے ہیں کہ ان کو لغت عربی اور شعر و ادب پر بھی دسترس حاصل تھی۔ ان کا کہنا ہے:

كان من اهل المعرفة بالأدب واللغة والعربية والشعر ومعانى الحديث، عنى بذلک عناية كاملة۔۔۔

ابنِ ابار لکھتے ہیں:

أحد الحفاظ، بل خاتمتهم بالأندلس للحديث وعلله، والمبرّزين فى صناعته، معرفة بمعانيه، وحفظاً لأسماء رجاله، مع الضبطِ والتحرز والاتقان۔۔۔

ذہبی کا قول ہے:

كان اديباً شاعراً، فصيحاً نبيلاً، اسمع الناس بقرطبة۔

وفات: کہا جاتا ہے کہ احادیث روایت کرنے کے دوران اچانک ۵۰۵ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ الربض میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابوعبداللہ، احمد بن محمد بن عبداللہ بن غلبون الخولانی القرطبی الاشبیلی (م ۴۱۸ھ - ۵۰۸ھ)

ابوعبداللہ اصلاً قرطبہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن اشبیلیہ سکونت اختیار کر لی تھی ابن الحصار کے نام سے معروف ہوئے۔ اہل علم اور متدین گھرانے سے تعلق تھا۔ والد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (۲) سے (م ۴۷۸ھ)

۱۔ صلة، ۲/ ۵۳۷؛ المعجم فى اصحاب الصدفى، ۱۰۴ ترجمہ ۸۱؛ بغية الملتمس، ۱/ ۱۰۰ ترجمہ ۱۰۰؛ تذکرة، ۱۲۵۵/۴؛ سیر اعلام، ۴۲۱/۱۹

۲۔ والد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخولانی (م ۴۴۸ھ) اجل عالم تھے علم حدیث میں خوب مہارت تھی۔ دیکھئے: الصلة، ۵۰۷/۲

Marfat.com

اور دادا عبداللہ بن عبدالرحمٰن (۱) ممتاز عالم تھے۔ صاحب ترجمہ مشہور محدثِ اندلس شریح بن محمد کے ماموں تھے (۲)۔ علمی ماحول میں تربیت و پرورش ہوئی۔ والد اپنے صاحبزادے کی تعلیم کے بارے میں بڑے کوشاں تھے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد انھیں کبار اہل علم کی مجالس میں لے جاتے اور انھیں احادیث کے سماع کا موقع دیتے۔

شیوخ: اپنے وقت کے اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔ چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (م ۴۴۸ھ) والد گرامی سے خوب استفادہ کیا۔
- ابوعمرو عثمان بن احمد القیشطالی/ القیجتالی (م ۴۳۱ھ) سے موطأ کا سماع کیا۔
- ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن الاحدب (م ۴۳۷ھ)
- عبداللہ بن سعید (م ۴۳۶ھ)
- علی بن حمویہ الشیرازی
- ابومحمد الشنتجالی

کبار شیوخ درج ذیل تھے جنھوں نے روایت کی اجازت بھی دی۔

- ابوعمرو المرشانی (م ۴۳۰ھ)
- یونس بن عبداللہ القاضی (م ۴۲۹ھ)
- ابوعمرو الدانی المقرئ (م ۴۴۴ھ)
- ابوذر الھروی (م ۴۳۵ھ)
- مکی بن ابی طالب المقرئ (م ۴۳۷ھ)
- السفاقسی (م ۴۴۲ھ)
- ابوعمر الطلمنکی (م ۴۲۹ھ) ابوعمر بن عبدالبر کے شیخ

۱۔ دادا، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن الخولانی (م ۴۰۳ھ) دیکھیے: الصلة، ۱/ ۲۵۱

۲۔ بھانجے شریح بن محمد الرعینی المقرئ خطیب اشبیلیہ (م ۵۳۹ھ) کے لیے دیکھیے: الصلة، ۱/ ۲۲۹؛ سیر، ۲۰/ ۱۴۲

Marfat.com

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے سماع کیا۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں:

- ابوالولید بن الدباغ (م ۵۴۶ھ)
- علی بن الحسین اللواتی (م ۵۷۳ھ)
- ابوعبداللہ بن زرقون (م ۵۸۶ھ) کو روایت کی اجازت دی

علمی مقام: ابن بشکوال ان کے علمی مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان شيخا فاضلاً، عفيفاً، منقبضاً من بيت علم و دين و فضل۔

وہ صاحب علم و دین و فضل اور مشہور محدث ابوالحسن شریح بن محمد کے ماموں تھے۔

ذہبی نے ان کے علم و فضل کے اعتراف میں الشيخ الفاضل المعمر الصادق، مسند الاندلس کے القابات و اعزازات دیئے ہیں۔

وفات: اندلس کے یہ نامور محدث ۵۰۸ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔(۱)

ابوعلی حسین بن محمد بن فیرّہ بن حیوّن بن سکرہ الصدفی السرقسطی (م ۴۵۴ھ۔ ۵۱۴ھ)

ابوعلی کا تعلق سرقسطہ سے تھا لیکن سکونت مرسیہ میں اختیار کر لی تھی۔ ابن سکرۃ کے نام سے معروف ہوئے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا(۲)۔ اندلس کے مختلف شہروں میں مقیم اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۴۸۱ھ میں بلادِ مشرق کا سفر بھی کیا۔ فریضہ حج ادا کیا ازاں بعد دوسرے شہروں میں گئے۔ تاکہ وہاں کے اہل علم سے ملاقات و استفادہ کر سکیں۔ صرف بغداد میں پانچ سال قیام کیا۔

۱- الصلة، ۱/۷۶؛ بغية الملتمس، ۱/۲۰۸ ترجمہ ۳۵۸؛ النجوم الزاهرة، ۵/۲۰۹؛ شذرات، ۴/۲۱؛ سیر أعلام، ۱۹/۲۹۶؛ تاریخ ذهبی، ۳۵/۲۰۰

۲- ابوعلی کی صاحبزادی فاطمہ کے لیے رجوع کیجئے: کتاب ھذا صفحہ ۴۵۵
ابوعلی کے داماد ابن برطلہ (م ۵۶۳ھ) اور نواسے ابوبکر بن برطلہ (م ۵۹۹ھ) بھی اہل علم تھے، دیکھیے: تکملۃ ابار، ۲/۲۶۶ ترجمہ ۷۷۷؛ ۳/۱۴۱ ترجمہ ۳۳۲؛ ابوعلی کے بھتیجے محمد بن حازث بن محمد الصدفی کے لیے رجوع کیجئے: تکملۃ ابار، ۲/۳۴ ترجمہ ۹۵؛ ذیل اوسی، ۶/۱۵۵ ترجمہ ۴۰۹

Marfat.com

شیوخ:

- ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی (م ۴۷۴ھ)
- مالک البانیاسی (م ۴۸۵ھ)
- ابوالعباس العذری (م ۴۷۸ھ)
- محمد بن سعدون القروی (م ۴۸۵ھ)
- ابوعبداللہ بن المرابط (م ۴۸۵ھ)
- ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)
- عبدالملک بن شغبہ البصری (م ۴۸۴ھ)
- حسین بن علی الطبری (م ۴۹۸ھ)
- جعفر بن محمد العبادانی (م ۴۹۳ھ)
- المبارک بن عبدالجبار الصیرفی
- ابوبکر الطرطوشی (م ۵۲۰ھ)
- نصر بن ابراہیم المقدسی (م ۴۹۰ھ)
- ابومحمد رزق اللہ بن عبدالوہاب التمیمی (م ۴۸۸ھ)
- سلیمان بن نجاح (م ۴۹۶ھ)
- ابوالفضل ابن خیرون البغدادی (م ۴۸۸ھ)
- احمد بن ابراھیم الرازی (م ۴۹۱ھ)
- رزق اللہ بن عبدالوہاب البغدادی (م ۴۸۸ھ)
- عاصم الأدیب (م ۴۸۳ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسماعیل (م ۴۹۵ھ)
- ابوعبداللہ حمیدی (م ۴۸۸ھ)
- ابواسحاق الحبال (م ۴۸۲ھ)

Marfat.com

- محمد بن عبدالسلام بن اُحمولۃ
- ابوالمعالی الاسفرائینی
- ابویعلی المالکی
- ابوالحسن صاحب ابوعمرو الدانی۔ ان سے علوم قرآن پڑھے۔
- ابوبکر الشاشی (م ۵۰۷ھ) کے ساتھ طویل عرصہ رہے اور ان کی کتاب التعلیقۃ پڑھی
- ابوالفوارس، طراد بن محمد الزینبی البغدادی (م ۴۹۱ھ)

تلامذہ: تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ چند ممتاز تلامذہ درج ذیل تھے:

- موسیٰ بن سعادہ (م ۵۲۲ھ)۔ ابوعلی کے داماد[1]
- ابوطاہر السّلفی (م ۵۷۶ھ)
- نصر بن ابراھیم (م ۴۹۰ھ) ابن سکرۃ کے شیخ
- سلیمان بن عبدالرحمٰن (م ۵۵۰ھ)
- قاضی عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ)
- ابن خیرون بغدادی (م ۵۳۹ھ)
- عبدالرحمٰن ابن صابر الدمشقی (م ۵۷۶ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- قاضی محمد بن یحییٰ الزکوی

علمی مقام: بلادِ مشرق سے علم کثیر اندلس لائے۔ مرسیہ میں قیام کیا اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے لیے اپنے آپ کو وقف کر لیا۔ مرسیہ کے مشہور مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ اندلس کے دور دراز مقامات سے لوگ استفادے کے لیے آتے۔ ذھبی لکھتے ہیں:

رجع بعلم جمّ ویرع فی الحدیث متناً واسناداً مع حسن الخط والضبط

۱۔ موسیٰ بن سعادہ کے لیے رجوع کیجئے: المعجم فی اصحاب الصدفی، ۱۹۳ ترجمہ ۱۶۷؛ دیکھیے کتاب ہذا صفحہ ۲۴۲

Marfat.com

وحسن التأليف والفقه والأدب۔

مرسیہ کے عہدہ قضا کی پیشکش ہوئی لیکن قبول نہ کیا اور جب مجبور کیا گیا تو روپوش ہو گئے۔

ان کے علم و فضل کا اہل علم نے اعتراف کیا۔ ان کا حافظہ بہترین تھا۔ اگر کوئی شخص کسی صحیح حدیث کے سلسلہ طرق کا ذکر کرتا تو وہ اس کا متن بتا دیتے اور اگر کوئی متن سناتا تو اس کی سند انھیں ازبر ہوتی۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان عالماً بالحديث وطرقه، عارفاً بعلله واسماء رجاله ونقلته، يبصر المعدلين منهم والمجرّحين، وكان حسن الخط، جيد الضبط، وكتب بخطه علماً كثيراً وقيده۔

بہت سی کتب احادیث کے مجموعے انھیں یاد تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی کی السنن خود لکھی۔

ان کے فضائل حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان فاضلاً ديناً متواضعاً حليماً، وقوراً، عاملاً، عالماً۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان امام عصره في علم الحديث، وآخر أئمته في الاندلس۔۔۔ وكان كثير الفوائد۔ غزير العلم، وأخذ الناس عنه علماً كثيراً۔۔۔ كان موصوفاً بالعلم والدين، والعفة والصدق۔

ابن سکرۃ سے استفادہ کرنے والوں کا حلقہ بلادِ مشرق تک جا ملتا ہے۔

وفات: اندلس کی تاریخ سے باخبر طالبعلم جانتا ہے کہ جب وہاں طوائف الملوکی کا راج تھا، دشمنان اسلام مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے اور کسی نہ کسی سرحد پر عیسائیوں کی یلغار رہتی یا بعض اوقات مسلمانوں کے مختلف قبیلوں میں باہم لڑائیاں جاری رہتیں۔ یہ فاضل عالم قتندہ/کتندہ کے معرکے میں دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے ۵۱۴ھ میں شہید ہو گئے۔ اپنے پیچھے ایک چھوٹی بچی فاطمہ (۱) چھوڑی جنھوں نے اپنے والد کے مشن کو جاری رکھا۔ (۲)

۱- فاطمہ کے لیے دیکھیے کتاب ھذا ۴۵۵

۲- الصلة، ۱/۱۴۳؛ بغية الملتمس، ۱/۳۳۱ ترجمہ ۶۵۷؛ الديباج، ۱۷۳؛ تذكرة الحفاظ، ۴/۱۲۵۳؛ شجرة النور، ۱/۱۲۸؛ تهذيب ابن عساكر، ۵/۲۶۲؛ سير أعلام، ۱۹/۳۷۶؛ شذرات، ۴/۴۳

Marfat.com

ابوبکر، محمد بن الولید بن خلف بن سلیمان بن ایوب الفہری الطرطوشی (۴۵۱ھ۔ ۵۲۰ھ)

ابوبکر الطرطوشی اندلس کے شہر طرطوشہ میں ۴۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں وہ ابن ابی رندقہ کے نام سے معروف تھے۔ تحصیل علم کا آغاز اندلس سے ہوا، مختلف شہروں میں مقیم اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔ ۴۷۶ھ میں دیار مشرق کا سفر کیا۔ حج کا فریضہ ادا کیا پھر شام، عراق، بغداد اور دیگر شہروں میں گئے اور وہاں کے نمایاں شیوخ سے ملاقات کی اور استفادہ کیا۔

شیوخ: بلادِ مغرب و مشرق سے ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- قاضی ابوعبداللہ الدامغانی (م ۴۷۸ھ)
- رزق اللہ التمیمی (م ۴۸۸ھ)
- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ) کی صحبت میں رہے اور بھرپور استفادہ کیا۔
- ابومحمد بن حزم (م ۴۵۶ھ) ان سے ادب و شعر میں مہارت حاصل کی۔
- ابوعلی التستری (م ۴۷۹ھ) ان سے بصرہ میں ابوداؤد کی السنن کا سماع کیا۔
- ابوبکر الشاشی (م ۴۸۵ھ) ان سے فقہ میں مہارت حاصل کی۔

بیت المقدس اور شام بھی گئے۔

تلامذہ: مغرب و مشرق کے کثیر تلامذہ نے ان سے استفادہ کیا۔ شام میں تدریس و تعلیم میں مصروف رہے۔ اسکندریہ میں طلباء کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوالطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- یوسف بن محمد القروی (م ۵۱۳ھ)
- ظافر بن عطیہ (م ۵۲۳ھ)
- ابوالطاہر اسماعیل بن عوف الزہری (م ۵۸۱ھ)
- عبدالمجید بن دُلیل (م ۵۸۵ھ)
- عبداللہ بن عطاف

Marfat.com

- سلار بن المقدم
- قاضی عیاض نے بالمشافہ استفادہ نہ کیا بلکہ الطرطوشی نے انھیں اپنی تالیفات ومرویات کی روایت کی اجازت دی۔

علمی مقام اورذاتی اوصاف: ابن ابی رندقہ زاہد و عابد اور ورع وخشیت الٰہی کے پیکر تھے۔ نڈر تھے، حکام وقت کو ان کی غلطیوں اور مظالم پر ٹوکتے۔ افضل ابن امیر الجیوش کو نصیحت کی کہ وہ مظلوم کی آہ سے ڈرے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ اس کی پوچھ گچھ کرے گا۔

مذکور الافضل نے طرطوشی پر سختیاں کیں اور ایک مسجد میں محصور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ظلم کی سزا دی اور وہ قتل ہوا۔ اس کی جگہ المامون بن البطائحی نے عہدہ کو سنبھالا اور اس نے شیخ کا بہت اکرام واحترام کیا۔ طرطوشی نے ایک کتاب اس کی طرف منسوب کی ۔ متصوفین اور فلاسفہ کے خلاف تھے جو لوگوں کو کلامی بحثوں میں الجھا کر دین سے دور کر رہے تھے انھوں نے انکی بھی خبر لی۔ امام غزالیؒ کی کتاب احیاء علوم الدین اور رسائل اخوان الصفاوغیرہ کے رد میں ایک رسالہ تحریر کیا تا کہ عوام الناس علمی وفکری گمراہی سے بچ سکیں۔

بنو عبید کے دور میں سکندریہ سے نکال دیا گیا تو فسطاط آ گئے اور وہاں تلامذہ کے لیے درس وتدریس کی مجالس منعقد کیں۔ اس کے بعد پھر اسکندریہ آ گئے اہل علم نے ظلم کے مقابلے پر ان کے زہد وتقویٰ اور جرات و بے باکی کا ذکر کیا ہے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان اماماً عالماً زاھداً ورعاً، دیناً متواضعاً متقشفاً، متقللاً من الدنیار راضیا بالیسیر۔

مقری نے بھی ان کے زہد وتقوی کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

کان زاھداً عابداً، متورعاً، متقللاًمن الدنیا، قوالاًللحق۔

وسائل کم ہونے کے باوجود ضرورتمند اہل علم کی مالی معاونت کرتے۔ ادب سے لگاؤ تھا اور شعر بھی کہتے، ان کی شاعری کا موضوع بالعموم زہد اور تقویٰ ہوتا۔

تالیفات: طرطوشی جن کو حکومت وقت نے اطمینان سے ایک جگہ بیٹھنے نہ دیا، اللہ کے

Marfat.com

فضل وکرم سے انھوں نے وقت کا بہترین استعمال کیا۔ اور کئی کتب تالیف کیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

- سراج الملوک بادشاہوں کے لیے نصیحت نامہ جو انھوں نے مصر کے المامون کے لے لکھا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ کتاب بہترین تھی، ان کے الفاظ میں: من امتع الکتبواجودھا
- مختصر تفسیر االثعالبی
- الکتاب الکبیر فی مسائل الخلاف
- بدع الامور ومحدثاتھا
- شرح رسالة شیخ ابن ابی زید

وفات: یہ عالم بے مثال ۵۲۰ھ کو سکندریہ میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔ صاحبزادے محمد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

ابوبحر سفیان بن العاصی بن احمد بن العاصی بن سفیان، المربیطری القرطبی (۴۴۰ھ۔ ۵۲۰ھ)

ابوبحر سفیان، المربیطر / مرباطر سے تھے قرطبہ سکونت اختیار کرلی تھی۔ طلب علم کے شائق تھے۔ اندلس کے شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند اہم شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالولید الباجی (م ۴۷۷ھ)
- ابوالعباس بن دلھاث (م ۴۷۸ھ)
- طاہر بن مفوز (م ۴۸۴ھ)

۱۔ الصلة، ۲/۵۴۵؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۷۵ ترجمہ ۲۹۶؛ معجم البلدان، ۴/۳۰؛ وفیات، ۴/۲۶۲؛ نفح الطیب، ۲/۳۰۰؛ الدیباج، ۱/۳۷؛ کشف، ۲/۹۸۴؛ شجرة النور، ۱/۱۲۴؛ سیر أعلام، ۱۹/۴۹۰؛ شذرات، ۴/۶۲

Marfat.com

- ہشام بن احمد الکنانی (م۴۸۹ھ)
- ابوالفتح نصیر بن حسن الترکی (م۴۸۶ھ)
- ابوالعباس العذری (م۴۷۸ھ)
- محمد بن سعدون القروی (م۵۲۴ھ)
- ابوداؤد بن نجاح المقریٔ (م۴۹۶ھ)
- ابواسحاق الکلاعی
- عیسی بن ابی ذرالھروی
- ابوعمر بن عبدالبر (م۴۶۳ھ) ابوبحر نے ان سے الموطأ، کتاب الفرائض اور بهجة المجالس کا سماع کیا۔

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

سمع الناس منه کثیراً۔

چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابن بشکوال (م۵۷۸ھ)
- ابوالولید بن الدباغ (م۵۴۶ھ)
- ابوبکر بن الجد (م۵۸۶ھ)
- عبدالحق بن بونہ (م۵۸۷ھ)

علمی مقام: ابوبحر سفیان بن العاص علم نحو، فقہ اور حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ میں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ ان سے سماع کیا اور ان کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ نیز انھوں نے مجھے اپنی مرویات کی روایت کی اجازت بھی دی۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

کان من جلة العلماء وکبار الادباء، ضابطاً للکتبه، صدوقاً فی روایته، حسن الخط، جید التقیید، من اهل الروایة والدرایة۔

ذہبی نے انہیں الامام، المتقن النحوی کے القابات سے یاد کیا۔

Marfat.com

الضبی ان کی جلالت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام، محدث، أديب متقدم۔

وفات: ابو بحر کا ۵۲۰ھ میں انتقال ہوا۔ ابو القاسم احمد بن بقی (م ۵۳۲ھ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ الربض میں تدفین ہوئی۔ (۱)

ابو محمد، عبد الرحمٰن بن محمد بن عتاب بن محسن، القرطبی (۴۳۳ھ۔۵۲۰ھ)

ابو محمد، ابن عتاب کا تعلق علمی خاندان سے تھا۔ قرطبہ جو علم وادب کا مرکز تھا وہاں قیام پذیر تھے۔ ابن عتاب کو اپنے والد قرطبہ کے شیوخ اور دیگر علاقوں کے اجل علماء سے استفادے کا موقعہ ملا۔

شیوخ: ان کے نمایاں شیوخ درج ذیل تھے:

- محمد بن عتاب بن محسن (م ۴۶۲ھ) صاحب ترجمہ کے والد (۲)۔ ابن عتاب نے ان سے کثرت سے روایت کیا اور خوب استفادہ کیا۔
- حاتم بن محمد الطرابلسی (م ۴۶۹ھ)
- ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عابد (م ۴۳۹ھ)
- ابو عمرو السفاقسی (م ۴۴۲ھ)
- ابو محمد عبد اللہ بن سعید الشنتجیالی (م ۴۳۶ھ)
- ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ)
- ابو عمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابو حفص بن الزہراوی (م ۴۵۴ھ)
- ابو زکریا القلیعی (م ۴۴۲ھ)

۱۔ الصلة، ۱/۲۲۵؛ بغية الملتمس، ۲/۳۸۹ ترجمہ ۷۸۴؛ تذکرة، ۴/۱۲۷۱؛ سیر اعلام، ۱۹/۵۱۵؛ شذرات، ۴/۶۱؛ مزید نظر کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/۹۹

۲۔ محمد بن عتاب (م ۴۶۲ھ) قرطبہ کے عظیم محدث اور مشہور مفتی تھے۔ الصلة، ۲/۵۱۵

Marfat.com

- ابوعبداللہ بن شماخ الغافقی القاضی
- ابوعمر بن مغیث
- ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن شعیب المقریؒ (م ۴۷۲ھ) ۔ان سے سبع قراءات میں قرآن حکیم پڑھا اور تجوید بھی سیکھی۔
- مکی بن ابی طالب (م ۴۳۷ھ) نے اپنی مرویات کی روایت کی اجازت دی۔
- ابومروان بن حیان (م ۴۶۹ھ)۔ انھوں نے اپنی مرویات کی روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: تلامذہ کے لیے سراپا رحمت ومحبت تھے۔ان کو سوال کرنے سے نہ روکتے بلکہ ان کے سوالات کو بغور سنتے اور جواب دیتے۔اندلس کے اس جلیل القدر شیخ سے لوگوں نے کثرت سے سماع کیا۔دور ونزدیک سے لوگ آتے۔ابن بشکوال لکھتے ہیں:

سمع الناس منه كثيرأو كانت الرحلة فى وقته اليه۔

ہر عمر کے طالبان علم ان کے مجلس میں ہوتے۔ابن بشکوال ہی لکھتے ہیں:

سمع منه الآبأو الأبناءو الكبار و الصغار۔

ان کے چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- محمد بن اصبغ الازدی القاضی (م ۵۳۶ھ)۔ صاحب ترجمہ کے داماد[1]
- ابوبکر محمد بن عبداللہ بن الجد (م ۵۸۶ھ)
- عبدالحق بن بونہ (م ۵۸۷ھ)
- احمد بن عبدالملک بن عمیرہ (م ۵۷۷ھ)
- محمد بن یوسف بن سعادہ المرسی (م ۵۶۶ھ)
- محمد بن عبدالرحمٰن بن عبادہ (م ۵۶۴ھ)
- عبداللہ بن خلف الفہری (م ۵۷۶ھ)
- احمد بن یوسف بن رشد

۱۔ قاضی الجماعہ محمد بن اصبغ (م ۵۳۶ھ) کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۲/ ۵۵۴

Marfat.com

○ محمد بن عراق

علمی مقام: ان کی ثقاہت، سندِ عالی، علمی فضیلت اور تبحر کا شہرہ تھا۔ قرآن حکیم کے معانی ومفاہیم اور غریب الفاظ پر خوب دسترس حاصل تھی۔ ثقاہت کی وجہ سے محدثین کرام کا مرجع تھے۔ ابن بشکوال کہتے ہیں:

مدار اصحاب الحدیث علیه لثقته و جلالته و علو اسناده و صحة کتبه۔

علم حدیث کا ابلاغ اور تشہیر ان کا مقصدِ زندگی تھا۔ ہر روز مجالس کا انعقاد کرتے کسی قسم کی تھکاوٹ کا اظہار نہ ہوتا بلکہ بڑے صبر وتحمل کے ساتھ یہ مقدس فریضہ سرانجام دیتے۔ طلبہ کے سوالات سنتے اور جواب دیتے۔ دن کے علاوہ مغرب اور عشاء کے درمیان بھی احادیث روایت کرتے۔ علوم قرآن حدیث وفقہ اور عربی لغت میں مہارت حاصل تھی جس کا اعتراف اہل علم نے کیا۔ ابن بشکوال کہتے ہیں:

کان حافظاً للقرآن العظیم کثیر التلاوة له، عارفاً بروایاته وطرقه، واقفاً علی کثیر من تفسیر وغریبه ومعانیه، مع حظ وافر من اللغة والعربیة۔

ضبی کہتے ہیں:

عارف، محدث مکثر فی الروایة معدوداً۔

ابن فرحون کا قول ہے:

کان عالماً بالقراءات السبع، وکثیر من التفسیر وغریبه ومعانیه، مع حظ وافر من اللغة۔۔۔ وکانت الرحلة فی وقته الیه، ومدار اصحاب الحدیث علیه۔

ذہبی لکھتے ہیں:

الشیخ العلامة، المحدث الصدوق، مسند الأندلس۔

ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کا شمار اندلس کے آخری اکابر شیوخ میں ہوتا ہے۔

تالیفات: ان کی تالیفات میں درج ذیل ایک کتاب کا ذکر ملتا ہے:

○ شفاء الصدور (یہ کتاب زہد کے موضوع پر تھی)

Marfat.com

وفات: ابن عتاب قرطبہ میں ۵۲۰ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کے داماد قاضی ابوعبداللہ محمد بن اصبغ (م۵۳۶ھ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔[1]

ابومحمد، عبداللہ بن احمد بن سعید بن یربوع الشنترینی الاشبیلی (م ۴۴۴ھ۔ ۵۲۲ھ)

ابن یربوع اصلاً شنت مریہ سے تھے اشبیلیہ آئے لیکن قرطبہ میں قیام پذیر ہوئے۔ طلب علم کے شوقین تھے۔ پہلے اپنے شہر کے اہل علم سے استفادہ کیا ازاں بعد دوسرے شہروں میں مقیم اجل شیوخ سے تحصیل علم کے لیے سفر کیے۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابومحمد بن خزرج (م۴۷۸ھ)
- ابوالقاسم حاتم بن محمد (م۴۶۹ھ)
- ابومروان بن سراج (م۴۸۹ھ)
- ابوعلی الغسانی (م۴۹۸ھ) کی صحبت سے طویل عرصہ مستفید ہوئے۔
- ابوالعباس العذری (م۴۷۸ھ) انھوں نے بذریعہ کتابۃ روایت کی اجازت دی۔
- محمد بن احمد بن منظور (م۴۶۹ھ) ابوذر سے روایت کردہ امام بخاری کی الجامع کا سماع کیا۔

تلامذہ: طالبان علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ ان کے تذکرہ نگاروں نے صرف ایک نام کا تعین کیا ہے یعنی ابن بشکوال (م۵۷۸ھ)۔

علمی مقام: ابن یربوع کے شیوخ، تلامذہ اور دیگر اہل علم نے ان کی علمی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ ان کے شیخ ابوعلی الغسانی کا قول ہے کہ وہ ابن یربوع کو اپنے دیگر شاگردوں پر ترجیح دیتے اور ان کی ذہانت وفطانت کی تعریف کرتے۔ شاگردِ رشید ابن بشکوال لکھتے ہیں:

۱- الصلة، ۱/۳۳۲؛ بغية الملتمس، ۲/۴۶۴ ترجمہ ۹۸۹؛ تذكرة، ۴/۱۲۷۱؛ الديباج، ۲۴۶؛ سير أعلام، ۱۹/۵۱۴؛ شذرات، ۴/۶۱

Marfat.com

وكان حافظاً للحديث وعلله، عارفاً باسماء رجاله ونقلته، يبصر المعدلين منهم والمجرحين، ضابطاً لما كتبه، ثقة فيما رواه وكتب بخطه علماً كثيراً۔

ابو محمد ثقہ راوی ہونے کے ساتھ رواۃ کے اسماء اور جرح وتعدیل کے فن میں بھی دسترس رکھتے تھے۔

تالیفات: چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- الاقليد في بيان الأسانيد
- تاج الحلية وسراج البغية في معرفة أسانيد الموطأ
- البيان عما في كتاب ابی نصر الكلاباذی (ابونصر کلاباذی (م ۳۹۸ھ) نے بخاری کی الجامع کے رواۃ پر کتاب الارشاد فی معرفۃ رجال البخاری پر مرتب کی۔ ابو محمد نے اپنی اس کتاب میں الارشاد میں وارد اغلاط کو درست کیا اور اس میں کچھ اضافے بھی کیے)
- المنهاج في رجال مسلم ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ وہ شیخ کی ان مجالس میں شریک ہوتے جن میں وہ اپنی تالیفات تلامذہ کے سامنے بیان کرتے۔

وفات: ابن یربوع کا ۵۲۲ھ میں قرطبہ میں انتقال ہوا۔ قاضی محمد بن اصبغ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرۃ الربض میں تدفین ہوئی۔ [۱]

ابوعمران، موسیٰ بن سعادۃ المرسی (۵۲۲ھ)

موسیٰ بن سعادہ، سعید بن نصر کے مولیٰ تھے۔ اصلاً بلنسیہ سے تھے لیکن جب دشمن نے بلنسیہ پر قبضہ کیا تو مرسیہ آ گئے۔ مرسیہ کے اہل علم خانوادے سے تعلق تھا۔

شیوخ: اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوبکر الطرطوشی (م ۵۲۰ھ)۔ ان سے السنن کا سماع کیا

۱- الصلة، ۱/ ۲۸۲؛ بغية الملتمس، ۲/ ۴۴۰ ترجمہ ۹۰۸؛ تذكرة، ۴/ ۱۲۷۱؛ شجرة النور، ۱/ ۱۳۰؛ الديباج، ۲۲۹؛ سیر اعلام، ۱۹/ ۵۷۸؛ الاعلام، ۴/ ۶۶؛ شنت مریہ کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۳/ ۳۶۷

Marfat.com

- ابو محمد بن مفوز الشاطبی (م ۵۲۹ھ)
- ابوالحسن بن شفیع (م ۵۱۴ھ)۔ ان کے پاس الموطأ پڑھی
- ابو علی بن سکرۃ (م ۵۱۴ھ) ابو عمران نے ان کی صحبت کو لازم قرار دیا اور بھرپور استفادہ کیا۔ صحیحین کا متعدد بار سماع کیا۔ یہ تعلق اس وقت اور مستحکم ہوا جب ابو عمران نے اپنی صاحبزادی ابو علی بن سکرہ کی زوجیت میں دی۔ مشرق کا سفر کیا، حج بیت اللہ ادا کیا اور سکندریہ کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔

تلامذہ: چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابو محمد عاشر بن محمد (م ۵۶۷ھ)
- ابو عمران موسیٰ بن محمد بن سعادۃ۔ صاحب ترجمہ کے بھتیجے۔
- ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن سعادہ القاضی (م ۵۶۶ھ) صاحب ترجمہ کے بھتیجے[1] شیخ سے ابن قتیبہ کی ادب الکتاب اور ثعلبی کی الفصیح روایت کیں۔

بلاد مشرق کا سفر کیا۔ فریضہ حج بھی ادا کیا اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ ابو عمران اور ابو محمد عاشر بن محمد (م ۵۶۷ھ) دونوں نے ابو علی بن سکرہ سے صحیحین کا متعدد بار سماع کیا اور ان کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔ یہ دونوں کتب صحت کے اعلیٰ درجے پر سمجھی جاتی تھیں۔ الھروی کی کتاب الغریبین بھی اپنے ہاتھ سے لکھی۔

مرسیہ کی جامع مسجد میں نمازوں کی امامت کراتے۔ جب استاد ابو علی جہاد پر گئے تو ان کے اہلِ خانہ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی انہوں نے ادا کی۔

علمی مقام: ابن ابار ان کے علم و فضل اور سماحت و سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان أحد الا فاضل الصلحاء والاجواد السمحا ء یؤم بالناس فی صلاۃ الفریضۃ ویتولی القیام بمؤن صهره أبی علی--- کانت له مشارکة فی علم اللغة والأدب۔

۱- دیکھیے کتاب ھذا صفحہ ۲۸۰

Marfat.com

مرسیہ کی جامع مسجد میں نماز کی امامت کراتے اور اپنے شہید داماد ابوعلی کے اہل خانہ کے تمام معاملات کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتے، علم لغت وادب سے بھی خصوصی لگاؤ تھا۔

الضبی لکھتے ہیں:

فقیه، فاضل، محدث، أكثر الرواية عن أبی الصدفی و كان عارفاً بما روى ونقل۔

وفات: مرسیہ میں اس خادم قرآن وسنت کا انتقال ۵۲۲ھ میں ہوا۔ (۱)

ابوالحسن عبدالجلیل بن عبدالعزیز، بن محمد الاموی المقریٔ القرطبی (م ۴۶۳ھ۔۵۲۶ھ)

ابوالحسن قرطبہ کے معروف ماہر قراءات تھے۔ علم حدیث سے بھی خصوصی تعلق تھا۔

شیوخ: اپنے وقت کے جید اہل علم سے استفادہ کیا، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابوعلی الغسانی (م ۴۹۸ھ)
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابوداؤد سلیمان بن نجاح المقریٔ (م ۴۹۶ھ)
- علی بن خلف العبسی المقریٔ (م ۴۹۸ھ)
- یحییٰ بن ابراہیم، ابن البیاز المقریٔ (م ۴۹۶ھ)
- خازم بن محمد (م ۴۹۶ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن فرج ابن الطلاح (م ۴۹۷ھ)
- ابوعبداللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ)
- ابوالحسین سراج بن عبدالملک (م ۵۰۸ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوالحسن بن الاخضر

۱۔ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۱۹۳ ترجمہ ۱۶۷؛ تکملة ابار، ۱۷۷/۲ ترجمہ ۴۵۴؛ بغیة الملتمس، ۶۰۶/۲ ترجمہ ۱۳۳۴

Marfat.com

○ مالک بن عبداللہ العتبی

تلامذہ: طلباء کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔

○ ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ) لکھتے ہیں کہ ہم سب تلامذہ کو احادیث روایت کیں اور ہمیں ان کو روایت کرنے کی اجازت بھی دی۔

علمی مقام: ابن بشکوال علم قراءات اور حدیث میں ان کی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان عارفاً بالقراءات وطرقها، مجوداً لها، ضابطاً لحروفها وله مشاركة في علم الحديث وعناية بسماعه وروايته ومعرفة باسماء رجاله ونقلته، مع حظ وافر من الأدب واللغة والعربية۔

وہ کہتے ہیں کہ تاحیات وہ علم سیکھتے اور ضبط تحریر میں لاتے رہے۔ ان کے شخصی اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ وہ متقی اور منکسر المزاج تھے۔ طویل عرصے تک قرطبہ کی جامع مسجد میں تلامذہ کو قرآن حکیم پڑھایا۔ ذھبی معرفة القراء میں لکھتے ہیں:

المقرى احد الحذاق۔۔۔ رأس في القراءات وعللها، وشارك في علم الحديث ومعرفة اللغة والأدب۔

وفات: ماہ محرم ۵۲۶ھ قرطبہ میں انتقال کر گئے۔ مقبرہ ام سلمہ میں تدفین ہوئی۔ [1]

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن خلف بن لب بن بیطیر التجیبی القرطبی (۴۵۸ھ۔۵۲۹ھ)

ابوعبداللہ کا تعلق قرطبہ سے تھا مسلکاً مالکی تھے۔ ابن الحاج کے نام سے معروف تھے۔ انھوں نے اپنے وقت کے اجل علماء سے علم حاصل کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

○ خازم بن محمد (م ۴۹۶ھ)

۱- الصلة، ۳۶۸/۱؛ معرفة القراء الكبار، ۹۲۶/۲ ترجمہ ۶۴۱؛ بغية الملتمس، ۵۰۴/۲ ترجمہ ۱۱۰۳: صاحب بغیة نے ان کا سال وفات ۵۳۲ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

- محمد بن فرج الطلاعی (م ۴۹۷ھ)
- ابو بکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابن عتاب (م ۵۲۰ھ)
- ابو بکر بن عطیہ (م ۵۱۸ھ)
- ابو محمد عبدالحق (م ۵۴۱ھ)
- ابو بحر الاسدی (م ۵۲۰ھ)
- ابن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابو القاسم خلف بن مدیر
- ابو جعفر احمد بن رزق (م ۴۷۷ھ) ان سے فقہ میں کمال حاصل کیا۔
- ابو مروان عبدالملک بن سراج (م ۴۸۹ھ) ان سے ادب ولغت میں مہارت حاصل کی۔
- ابو علی الغسانی (م ۴۹۸ھ) سے کثرت سے استفادہ کیا۔
- شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ) تحریر کے ذریعے روایت کی اجازت دی۔
- ابو عبداللہ المازری (م ۵۳۶ھ) بذریعہ تحریر روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ابن الحاج کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

- محمد بن محمد بن احمد (م ۵۷۱ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے [1]
- عبداللہ بن خلف الفہری (م ۵۷۶ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- عبداللہ بن مغیث قاضی الجماعۃ (م ۵۷۶ھ)
- ابو الحسن بن النعمۃ (م ۵۶۷ھ)

۱- ان کے صاحبزادے ابو القاسم محمد بن محمد بن احمد بن خلف التجیبی القرطبی (م ۵۷۱ھ) بھی معروف محدث و عالم تھے۔ قرطبہ کے قاضی رہے (دیکھیے: تکملۃ ابن ابار، ۲/ ۴۵ ترجمہ ۱۲۲)۔ خاندان کے دیگر اہل علم کے لیے دیکھیے: ابار تکملۃ، ۲/ ۱۸۶ ترجمہ ۳۷۷، ۳۷۸

Marfat.com

○ ابوالولید بن الحاج (م ۶۴۱ ھ) نواسے (۱)

علمی مقام اور شخصی اوصاف: اندلس اور بالخصوص قرطبہ میں اپنے علم وفضل کی وجہ سے محترم اور مقبول تھے۔ ان کے تلمیذ خاص ابن بشکوال ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان من جلة الفقهاء و کبار العلماء، معدوداً فی المحدثین والادباء بصیراً بالفتیا۔۔۔ وکانت الفتوی فی وقته تدور علیه لمعرفته وثقته ودیانته۔

یہی مؤلف آگے لکھتے ہیں:

کان معتنیا بالحدیث والاثار، جامعاً لها، مفیداً لما أشکل من معانیها، ضابطاً لأسماء رجالها ورواتها، ذاکراً للغریب والأنساب واللغة، عالماً بمعانی الاشعار والسیر والأخبار۔۔۔ قید العلم عمره کله وعنی به عنایة کاملة ما أعلم احداً فی وقته عنی به۔

قرطبہ کی جامع مسجد میں علمی مجالس منعقد کرتے جس میں شائقین علم کی کثیر تعداد سماع کے لیے آتی۔ قرطبہ کے دو بار قاضی رہے وہ اس عہدے پر وفات تک رہے۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے ساری عمر احادیث لکھنے میں گزار دی۔ احادیث کی حفاظت اور توجہ میں وہ لاثانی تھے۔

وہ طبعاً بہت حلیم اور منکسر المزاج تھے۔ خشیت الٰہی اور ورع کے پیکر تھے۔ ابن بشکوال ہی لکھتے ہیں:

وکان فی ذاته لیناً، صابراً، طاهراً، حلیماً، متواضعاً، لم یحفظ له جور فی قضیته۔۔۔ وکان کثیر الخشوع والذکر لله تعالیٰ۔

وفات: جمعۃ المبارک کی نماز پڑھا رہے تھے کہ حالت سجدہ میں کسی شقی القلب نے شہید کر دیا۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے اور ہر ایک کی زبان پر کلمات خیر تھے۔ مقبرہ ام سلمہ میں تدفین ہوئی۔ صاحبزادے ابوالقاسم محمد بن محمد بن احمد نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۲)

۱- نواسے ابوالولید محمد بن احمد کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶/۴۲

۲- الصلة، ۲/۵۵۰؛ بغیة الملتمس، ۱/۷۵ ترجمه ۲۵؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۰۲؛ سیر أعلام ۱۹/۶۱۴؛ شذرات، ۴/۹۳

Marfat.com

ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر بن محمد التمیمی المازری المالکی (۵۳۶ھ)

خاندان کا تعلق مازر سے تھا جو مہدیہ آبسا اور وہیں مازری پیدا ہوئے۔ مسلکاً مالکی تھے۔ خداداد ذہانت وفراست پائی۔ تحصیل علم کے لے علماء اندلس اور افریقہ کے شیوخ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے علم وفضل کی شہرت افریقہ واندلس میں بہت جلد پھیل گئی۔ لہذا اجل شیوخ نے بذریعہ کتابت اپنی مرویات بیان کرنے کی اجازت دی۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالحسن علی بن محمد اللخمی القیروانی (م ۴۷۸ھ)
- عبدالحمید بن الصائغ (م ۴۸۶ھ)

تلامذہ: مازری کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے:

- عبدالسلام البرجینی (م ۵۳۶ھ)
- ابن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابوعبداللہ بن تومرت (م ۵۲۴ھ)
- صالح بن ابی القاسم (م ۵۸۶ھ)
- ابوالحسن علی المعروف بابن المقرئ
- عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابن ابی العیش (م ۵۷۰ھ)
- قاضی عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ)
- ابن قرقول (م ۵۶۹ھ)
- ابن خیر (م ۵۷۵ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحیم ابن الفرس (م ۵۶۷ھ)

علمی مقام: کہا جاتا ہے کہ افریقہ کے شیوخ میں آخری شیخ ہیں جو فقہ واجتہاد کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچے۔ ان کے بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ روئے زمین پر اپنے وقت کے سب سے

Marfat.com

بڑے مالکی فقیہ تھے۔ فقہ کے علاوہ علم حدیث پر ید طولی رکھتے تھے۔ طب، حساب اور ادب میں بھی مہارت حاصل تھی۔ ان کے شاگرد رشید قاضی عیاض کہتے ہیں:

سمع الحديث وطالع معانيه، واطلع على علوم كثيرة من الطب والحساب والانشاء فكان أحد رجال الكمال۔

شجرۃ النور کے مؤلف لکھتے ہیں:

كان خاتمة العلماء المحققين والأئمة الأعلام المجتهدين الحافظ، النظار، كان واسع الباع في العلم والاطلاع مع ذهن ثاقب ورسوخ تام۔

ذہبی نے انھیں الشیخ الامام العلامة البحر المتفنن کے القابات سے یاد کیا ہے۔ ابن العماد نے بھی ان کو من کبار ائمة زمانه کہا۔ علم حدیث اور فقہ پر ان کی تالیفات بحیثیت محدث اور فقیہ شاہد عدل ہیں۔

تالیفات: اپنے وقت کے فصیح وبلیغ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کے بھی شہ سوار تھے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں:

كان قلمه أبلغ من لسانه

انھوں نے متعدد موضوعات پر مفید کتب تالیف کیں جو درج ذیل ہیں:

- **المعلم بفوائد مسلم** یہ کتاب امام مسلم کی الجامع الصحیح کی شرح ہے۔ درحقیقت یہ وہ دروس تھے جو اپنے تلامذہ کو دیتے۔ ان کے بعض تلامذہ نے ان کو کتابی صورت میں محفوظ کرلیا۔ مازری نے جب ان مکتوب دروس کو دیکھا تو پسند کیا۔ اس کی تھذیب و درستگی کی اور کتابی شکل میں اس کے نسخے بہت جلد اہل علم کے ہاتھوں پہنچے اور پسند کیے گئے۔ آنے والے مؤلفین نے المارزی کے اس کام کو آگے بڑھایا جن میں قاضی عیاض اور محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی م ۸۲۸ھ اور محمد بن محمد بن یوسف السنوسی م ۸۹۵ھ کے اسماء نمایاں ہیں (۱)۔

۱۔ قاضی عیاض نے مازری کی شرح کی تکمیل اکمال المعلم کے نام سے کی۔ ابی نے اکمال اکمال المعلم اور السنوسی نے مکمل اکمال الاکمال کے نام سے امام مسلم کی الجامع کی خدمت کی۔

Marfat.com

- ایضاح المحصول من برھان الاصول ابوالمعالی الجوینی (م۴۷۸ھ) کی مشہور کتاب البرھان کی شرح
- شرح التلقین مؤلفہ عبدالوھاب (م۴۲۲ھ)۔اس شرح کے بارے میں ابن فرحون کہتے ہیں:

  لیس للمالکیۃ کتاب مثلہ
- تعلیق علی أحادیث الجوزقی،
- کتاب التعلیقۃ علی المدونۃ
- الاحیاء مؤلفہ امام غزالی کے بعض فلسفیانہ مباحث کا رد کیا۔
- کشف الغطاء عن لمس الخطا

وفات: مازری ۵۳۶ھ میں مھدیہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوالحسن، سعدالخیر بن محمد بن سھل بن سعد الانصاری البلنسی (م۵۴۱ھ)

غالباً سلسلہ نسب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سھل بن سعد الانصاریؓ سے ملتا ہے۔ بلنسیہ میں پیدا ہوئے۔ یاقوت لکھتے ہیں کہ یہاں کے رہائشی اندلس کے ممتاز شہری سمجھے جاتے اور لوگ اس کو عرب الاندلس کہتے تھے۔ سعدالخیر کے ترجمہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ سیاحت کرنے والے تھے۔ ایک سفر میں وہ چین تک پہنچ گئے اسی لیے وہ اپنی نسبت الصینی بھی کرتے تھے۔ بلنسیہ کے تاجر تھے لیکن اپنے تجارتی اسفار میں اہل علم سے استفادہ کیا۔ بغداد، اصفہان اور دیگر مشرقی شہروں میں گئے۔ مکہ سکونت پذیر ہوئے۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے۔

- طراد بن محمد الزینبی (م۴۹۱ھ)

۱- الدیباج، ۳۷۴؛ النجوم، ۲۶۹/۵؛ شجرۃ النور، ۱۲۷/۱؛ سیر أعلام، ۱۰۴/۲۰؛ ذیل تذکرۃ الحفاظ لابن فھد، ۷۲؛ الأعلام، ۲۷۷/۶؛ مھدیہ اور مازر کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۲۲۹/۵، ۴۰

Marfat.com

- ثابت بن بندار البقال (م ۴۹۸ھ)
- ابوسعد المطرز الاصفہانی (م ۵۰۳ھ)
- محمد ابن طلحہ النعالی (م ۴۹۳ھ)
- فاطمہ بنت عبداللہ الجوزدانیہ (م ۵۲۴ھ)
- ابن البطر نصر بن احمد (م ۴۹۴ھ)
- ابوحامد الغزالی (م ۵۰۵ھ)
- عیسیٰ بن ابی ذر الھروی
- ابوالحسین المبارک بن عبدالجبار (م ۵۰۰ھ)
- عبدالرحمٰن بن حمد الدونی (م ۵۰۲ھ)۔ امام نسائی کی السنن ان کی سند سے روایت کی

بعض مجالس علمی میں ان کی صاحبزادی فاطمہ بھی شریک ہوتیں۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ باپ اور بیٹی نے فاطمہ الجوزدانیہ سے کثرت سے سماع کیا۔ اسی طرح بغداد میں جوھری کے اصحاب سے بھی دونوں نے استفادہ کیا۔

تلامذہ:

- فاطمہ (م ۶۰۰ھ) صاحبزادی [۱]
- ابن نجیہ علی بن ابراھیم بن نجا (م ۵۹۹ھ) داماد
- ابن عساکر ابوالقاسم (م ۶۱۶ھ)
- ابوالطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- السمعانی (م ۵۶۲ھ)
- ابوموسیٰ المدینی (م ۵۸۱ھ)
- ابومحمد عبدالخالق بن اسد (م ۵۲۴ھ)
- ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ)

۱- دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۴۴۶

Marfat.com

- ابوالیمن الکندی زید بن الحسن (م ۶۱۳ھ)
- ابوالثناء حماد بن ھبۃ اللہ الحرانی (م ۵۱۱ھ)
- علی بن عبدالرحیم العصار (م ۵۷۶ھ)
- ابوعبداللہ بن حمود المکناسی (حرم شریف کے امام)

علمی مقام: اپنے وقت کے ممتاز عالم اور متقی و پرہیز گار تھے۔ انھوں نے احادیث روایت کیں۔ ابن الزبیر کہتے ہیں:

کان زاھداً، حافظاً فاضلاً

منذری انھیں الشیخ الاجل الفاضل کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ الأوسی الذیل والتکملۃ میں لکھتے ہیں:

کان محدثا، حافظاً مکثراً صحیح السماع ثقۃ، صالحا، زاھداً فاضلاً خیراً دیناً۔

ابن الجوزی نے ان کی توثیق کی۔ کتب کو حاصل کرنے کا ذوق تھا۔ بعد میں بغداد میں مقیم ہو گئے تھے۔

تالیفات: اوسی کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے شیوخ سے متعلق المعجم مرتب کی۔

وفات: بغداد میں ۵۴۱ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کے صاحبزادے نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کثیر تعداد میں لوگ جنازے میں شریک ہوئے۔ قاضی القضاۃ الزینبی بھی موجود تھے۔ وصیت کے مطابق عبداللہ بن احمد بن حنبل کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (۱)

ابومحمد، عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمٰن بن عطیہ المحاربی الغرناطی (۴۸۰/۴۸۱ھ۔۵۴۱ھ)

ابومحمد کا تعلق علمی خاندان سے تھا۔ دادا ابوزید عبدالرحمٰن بن غالب (۲) اور والد ابوبکر غالب

۱۔ صلۃ زبیر، ۳/۳۶۹ ترجمہ ۸۶۸؛ ذیل اوسی، ۴/۱۶ ترجمہ ۴۳؛ المستفاد من تاریخ بغداد، ۱/۱۲۰؛ معجم البلدان، ۱/۴۹۱؛ سیر اعلام، ۲۰/۱۵۸؛ شذرات، ۴/۱۲۸

۲۔ دادا ابوزید عبدالرحمن بن غالب کے لیے دیکھیے: الصلۃ، ۱/۳۲۴

Marfat.com

بن عبدالرحمٰن (1) اندلس کے معروف اہل علم میں سے تھے۔ ابو محمد بھی اپنے وقت کے عظیم محدث، فقیہ، ماہر علم نحو اور ادیب و شاعر تھے۔

شیوخ: ممتاز علماء سے علم حاصل کیا، جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوبکر غالب بن عبدالرحمٰن (م ۵۱۸ھ) صاحب ترجمہ کے والد
- ابوعلی الغسانی (م ۴۹۸ھ)
- محمد بن الفرج مولیٰ ابن الطلاع (م ۴۹۷ھ)
- حسن بن عمر الھوزنی (م ۵۱۲ھ)
- ابومحمد بن عتاب (م ۵۳۱ھ)
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)

تلامذہ: علوم قرآن وحدیث اور فقہ وادب میں دسترس حاصل کرنے کے بعد طلباء کی کثیر تعداد کو مستفید کیا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- حمزہ بن عبدالحق۔ صاحبزادے
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوجعفر بن مضاء (م ۵۹۲ھ)
- عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابوبکر بن ابی جمرۃ المرسی (م ۵۹۹ھ)

علمی مقام: ابن عطیہ ذہین و فطین تھے۔ کتب کے مطالعے کا بہت شوق تھا۔ ان کے علم و فضل کا چرچا دور ونزدیک پھیل گیا۔ وہ ماہر فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر وحدیث پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ مریہ کے قاضی رہے۔ اہل علم نے ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

وکان واسع المعرفة قوی الأدب متفننا فی العلوم۔

1- ابوبکر غالب بن عبدالرحمٰن (م ۵۱۸ھ) کے لیے دیکھیے: الصلة، ۲/۴۳۲؛ بغیة، ۲/۵۷۷ ترجمہ، ۱۲۸۱؛ شجرة النور، ۱/۱۲۹؛ تذکرة، ۴/۱۲۶۹؛ سیر أعلام، ۱۹/۵۸۶

Marfat.com

ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان فقيها عالماً بالتفسير والاحكام والحديث والنحو واللغة والأدب... له نظم ونثر۔

الضبی بغیة میں لکھتے ہیں:

فقيه، حافظ، محدث مشهور نحوی، اديب، شاعر، بليغ كاتب۔

تالیفات: درس و تدریس اور قضاء کے عہدہ پر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مفید کتب تالیف کیں۔ ان کی شہرت کا زیادہ مدار ان کی تالیف:

- المحرر الوجيز فی تفسير الكتاب العزيز۔

الضبی تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

الف فی التفسير كتاباً أربی فيه علی كل متقدم

ان کی تفسیر عربی لغت پر ان کی دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ابن تیمیہ ان کی تفسیر کو زمخشری کی مشہور تفسیر الکشاف سے بہتر قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

وهو خير من تفسير الزمخشری، واصح نقلاً وبحثاً، وأبعد عن البدع وان اشتمل علی بعضها، بل هو خير منه بكثير بل لعله أرجح هذه التفاسير۔

ابوحیان اندلسی جو خود معروف مفسر تھے ابن عطیہ کی تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

كتاب ابن عطية انقل وأجمع واخلص وكتاب الزمخشری الخص وأغوص۔

بقول ابن خلدون ابن عطیہ نے اپنی اس تفسیر کا ایک اختصار بھی مرتب کیا تھا۔

- البرنامج۔ ابومحمد کے شیوخ اور ان کی مرویات کے تذکرے پر مشتمل تھی۔

وفات: غرناطہ کا یہ عظیم مفسر، محدث اور ماہر فقیہ لورقہ میں ۵۴۲ھ/۵۴۱ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔(۱)

۱- الصلة، ۱/ ۳٦۷؛ بغية الملتمس، ۲/ ۵۰٦ ترجمہ ۱۱۰٦؛ الديباج، ۲۷۵؛ سير أعلام، ۱۹/ ۵۸۷؛ شذرات، ۴/ ۵۹؛ شجرة النور، ۱/ ۱۲۹؛ لورقہ، اندلس کے صوبہ تدمیر کا ایک شہر دیکھیے: معجم البلدان، ۵/ ۲۵

Marfat.com

ابو محمد، عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف اللخمی، المری، الرشاطی (۴۶۶ھ۔ ۵۴۲ھ)

ابو محمد اوریولہ میں ۴۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی چھ (۶) سال کے تھے کہ مریہ منتقل کر دیئے گئے (والد مریہ منتقل ہو گئے)۔ الرشاطی نسبت سے معروف ہوئے [1]۔ مریہ میں نشوونما ہوئی اور اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ کثیر ہیں ان میں سے چند چوٹی کے درج ذیل ہیں:

- ابو علی بن سکرۃ (م ۵۱۴ھ)۔ ان سے کثرت سے سماع کیا۔
- ابو علی الغسانی (م ۴۹۸ھ)۔ طویل عرصہ ان سے بھی مستفید ہوئے۔
- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)۔ ان سے مروی سباعیات کا سماع کیا۔
- ابو عبداللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ)
- ابو القاسم بن فتحون۔ صاحب ترجمہ کے والد کے ماموں
- ابو الحسن بن الدش/ الدوش الشاطبی (م ۴۹۶ھ)

علوم دینیہ بالخصوص علم حدیث محبت و رغبت سے حاصل کیا اور وہ بہت جلد مریہ کے اجل علماء کی صف میں شامل ہو گئے۔

تلامذہ: الضبی لکھتے ہیں:

کثر الآخذون عنه والمستفیدون منه

طالبان علم کی کثیر تعداد کو مستفید کیا جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوبکر بن رزق (م ۵۶۰ھ)
- ابو الولید الدباغ (م ۵۴۶ھ)
- ابوبکر بن خیر (م ۵۷۵ھ)
- ابوبکر احمد بن مضاء (م ۵۹۲ھ)

۱۔ رشاطی نسبت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے سیر اعلام کے محقق نے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے (سیر اعلام، ۲۰/۲۵۸، ۲۵۹ حاشیہ)

Marfat.com

- ابوخالد بن رفاعہ (م ۵۶۱ھ)
- ابومحمد بن عبدالرحیم (م ۵۴۲ھ)
- ابوبکر بن ابی جمرۃ (م ۵۹۹ھ)
- ابوبکر بن فتحون
- ابوعبداللہ النمیری
- ابوالقاسم بن بشکوال (م ۵۷۸ھ) ان کو اپنی مسموع روایات کی اجازت بھی دی۔

علمی مقام: اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادے کے بعد ان کا شمار چوٹی کے شیوخ میں ہونے لگا اور ان کے علم وفضل کا چرچا دور و نزدیک پھیل گیا۔ انھوں نے لغت، نسب، حدیث میں مہارت حاصل کی۔ حافظہ بہترین تھا اپنی روایات میں متقن تھے اہل علم نے ان کے تبحر علمی اور ذاتی اوصاف کا اعتراف کیا ہے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كانت له عناية كثيرة بالحديث والرجال والرواة۔

ابن ابار لکھتے ہیں:

كان مشاركاً في اللغات والآداب ومتحققاً بالآثار والانساب

الضبی انھیں الفقیہ، النسابۃ کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ ذھبی لکھتے ہیں:

وكان ضابطاً محدثاً متقناً اماماً، ذاكراً للرجال، حافظاً للتاريخ، والأنساب، فقيها بارعاً، أحد الجلة المشار اليهم۔

یاقوت حموی لکھتے ہیں:

له عناية تامة بالحديث ورجاله والتاريخ۔

ان کی بیشتر روایات کا مرجع وماخذ ان کے اجل شیوخ ابوعلی السکرۃ اور ابوعلی الغسانی ہیں، یہ دونوں سند عالی کے لیے معروف تھے۔

تالیفات: الرشاطی نے مفید کتب تالیف کیں جو ان کے حفظ و اتقان وسعت علمی پر شاہد عدل ہیں۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

Marfat.com

○ اقتباس الأنوار والتماس الأزهار فی انساب (اسماء) الصحابة ورواة الآثار

رواۃ کے انساب و حالات کے موضوع پر بہترین کتاب تسلیم کی گئی۔ ابن ابار کتاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لم یسبق الی مثله، واستعمله الناس۔

الضبی لکھتے ہیں:

وهو کتاب غریب، کثیر الفوائد جامع۔

○ کتاب الاعلام بما فی کتاب المؤتلف والمختلف من الأوهام

یہ امام دارقطنی کی کتاب مذکور میں وارد بعض اوہام واغلاط کے ازالے پر مشتمل تھی۔

○ کتاب اظهار فساد الاعتقاد ببیان سوء الاعتقاد

یہ کتاب ابو محمد عبدالحق بن عطیہ کے بعض افکار کے رد میں ہے۔

وفات: الرشاطی مریہ کے عالم بے بدل نے ۵۴۲ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کی شہادت دشمنان اسلام کے مریہ کے قبضہ کے موقع پر ہوئی۔ (۱)

ابوبکر، محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن العربی المعافری الاشبیلی (م ۴۶۸ھ۔ ۵۴۳ھ)

ابوبکر ابن العربی اندلس کے متبحر علماء میں سے تھے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ والد اہل علم اور صاحب منصب تھے۔ والد کے ساتھ ۴۸۵ھ میں مشرق کے سفر پر نکلے بغداد گئے اور وہاں ۴۸۹ھ میں فریضہ حج ادا کرنے گئے۔ دوبارہ بغداد آئے اور اجل علماء سے اخذ و استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

۱- الصلة، ۵۸؛ معجم اصحاب الصدفی، ۳۲ ترجمہ ۲۰۰؛ بغیة الملتمس، ۴۵۲/۲ ترجمہ ۹۴۶؛ معجم البلدان، ۴۵/۳؛ سیر أعلام، ۲۵۸/۲۰؛ شجرة النور، ۱۳۵/۱؛ معجم البلدان، ۲۸۰/۱

Marfat.com

- ابن العربی عبداللہ بن محمد بن عبداللہ الاشبیلی (م ۴۹۳ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد گرامی (۱)
- ابن الطیوری الصیرفی (م ۵۰۰ھ)
- ابوالفوارس طراد بن محمد الزینبی (م ۴۵۱ھ)
- الحسین بن علی الطبری (م ۴۹۸ھ)
- ابوبکر الشاشی (م ۵۰۷ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)،
- ابوبکر الطرطوشی (م ۵۲۰ھ)
- ابوالحسن الخلعی (م ۴۹۲ھ)
- ابوحامد الغزالی (م ۵۰۵ھ)
- ابومحمد ھبۃ اللہ الاکفانی (م ۵۲۴ھ)
- محمد بن علی المازری (م ۵۳۶ھ)
- ثابت بن بندار الحمامی (م ۴۹۸ھ)
- ابوسعید الزنجانی
- ابوالقاسم الحسن بن عمر الھوزنی (م ۵۱۲ھ)۔ صاحب ترجمہ کے ماموں (۲)

تلامذہ: ابھی مصر میں تھے کہ والد گرامی کا انتقال ہوگیا ابن العربی م ۴۹۳ھ میں اندلس واپس آئے اور شائقین علم کی کثیر تعداد کو مستفید کیا جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ المعافری۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۳)
- ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابومحمد عبدالحق الخراط (م ۵۸۱ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ) صاحب کتاب الصلۃ

۱- ابن العربی کے والد کے لیے دیکھیے: سیر اعلام، ۱۹/ ۱۳۰؛ شذرات، ۴/ ۱۴۲؛ وفیات الأعیان، ۴/ ۲۹۷

۲- صاحب ترجمہ کے ماموں ابوالقاسم الھوزنی کے لیے رجوع کیجیے: الصلۃ، ۱/ ۱۳۷

۳- صاحبزادے ابوالحسن عبدالرحمن بن محمد کے لیے رجوع کیجیے: تکملۃ ابار، ۳/۲۵، ترجمہ ۷۶

Marfat.com

- جعفر حسین اندی (م ۵۴۰ھ)
- ابو جعفر بن الباذش
- ابوالقاسم الحوفی
- قاضی عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ) مفید کتب کے مؤلف
- ابوزید السہیلی (م ۵۸۱ھ) سیرۃ پر مشہور کتاب الروض الأنف کے مؤلف
- ابوبکر بن خیر الاشبیلی (م ۵۷۵ھ) مفید کتاب الفہرست کے مؤلف

علمی مقام: ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ مشرق سے خوب مستفید ہو کر آئے۔ ان کے شاگرد رشید ابن بشکوال لکھتے ہیں:

قدم بلده اشبيلية بعلم كثير لم يدخله احد قبله ممن كانت له رحلة الى المشرق۔

ابن العربی اپنے وقت کے مشہور محدث، فقیہ، متکلم اور ادیب تھے۔

ابن بشکوال ہی لکھتے ہیں:

كان من أهل التفنن في العلوم والاستبحار فيها والجمع لها، متقدماً في المعارف كلها، متكلماً في أنواعها، نافذاً في جميعها، حريصاً على ادائها ونشرها، ثاقب الذهن في تمييز الصواب منها۔

اس کے علاوہ وہ عمدہ اخلاق واطوار کے مالک تھے۔ شریف النفس، وعدہ کے پابند اور مشفق ومہربان تھے۔

تبحر علمی اور بلند اخلاق کا چرچا ہوا۔ اشبیلیہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ اپنے فیصلوں میں جادۂ حق پر رہے جس سے ظالموں کے دلوں پر ایک ہیبت اور رعب رہتا۔ جب اس عہدہ سے الگ کئے گئے تو خدمت علم میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیا۔ ابن بشکوال کہتے ہیں کہ میں نے قرطبہ اور اشبیلیہ دونوں شہروں میں ان سے احادیث کا سماع کیا' ان کی تالیفات سنیں اور ان کے سامنے پڑھیں۔ تاریخ قضاۃ الاندلس کے مؤلف لکھتے ہیں:

Marfat.com

استقضی بمدینة اشبیلیة فقام بها أجمل قیام وکان من اهل السرابة فی الحق، والشدة، والقوة علی الظالمین، والرفق بالمساکین۔

الضبی لکھتے ہیں:

فقیہ، حافظٌ، عالمٌ، متفنن أصولی، محدث، مشهور، ادیب رائق الشعر، رئیس وقته۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

کان فصیحا، حافظاً، ادیباً شاعراً، کثیر الملح ملیح المجلس۔

ابن العربی کی مجالس علمی تفسیر قرآن، احادیث نبویہ علیہ الصلاۃ والسلام فقہ واصول فقہ اور کلامی مسائل پر ہوتیں۔ ابن العربی کو دشمنوں کی طرف سے پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا جو انھوں نے صبر و ہمت سے برداشت کیں۔ ازاں بعد وہ اشبیلیہ سے قرطبہ اور پھر مراکش چلے گئے۔

تالیفات: ابن العربی نے متنوع موضوعات پر بیش قیمت کتب تالیف کیں۔ ابن الزبیر لکھتے ہیں:

وصنف فی غیر فن تصانیف ملیحةً، حسنةً، مفیدةً۔

چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- المحصول (اصول فقہ پر)
- کتاب المسالک فی شرح موطأ
- کتاب القبس فی شرح الموطأ
- القواصم والعواصم
- تفسیر احکام القرآن (۱)
- عارضة الاحوذی شرح جامع الترمذی (۲)
- کتاب الناسخ والمنسوخ

۱۔ تفسیر احکام القرآن متعدد بار بلاد عرب سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ امام ترمذی کی الجامع کی شرح مشہور شروح میں سے ہے۔ یہ بھی مطبوع ہے۔ ہمارے سامنے طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۷ء/۱۴۱۸ھ موجود ہے۔ ان کی بعض اور کتب بھی زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

- شرح حدیث جابر فی الشفاعة
- الرد من خالف السنة
- حدیث ام زرع
- کتاب الخلافیات
- تبیین الصحیح فی تعیین الذبیح
- کتاب المریدین
- کتاب النبرین فی الصحیحین

وفات: اشبیلیہ کا یہ مایہ ناز فرزند اپنے وطن سے دور فاس میں ۵۴۳ھ میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔ اور باب المحروق سے باہر قبرستان میں دفن کیے گئے۔ (۱)

ابوالفضل، عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن موسی بن عیاض الیحصبی السبتی (۴۷۶ھ۔۵۴۴ھ)

قاضی عیاض کا تعلق قبیلہ حمیر کی ایک شاخ یحصب سے ہے جو قاضی عیاض کے دادا یحصب کی طرف منسوب ہے۔ یعنی قاضی عیاض عربی الاصل ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب امام مالک بن انس سے جا کر ملتا ہے۔ ان کے جد امجد عمرون اندلس سے فاس چلے گئے پھر سبتہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ قاضی عیاض سبتہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق علمی خاندان سے تھا (۲) تعلیم کا آغاز بھی اسی شہر سے کیا۔ قرآن حکیم کے بعد حدیث نبوی اور فقہ کی طرف توجہ دی۔ ۵۰۷ھ میں تحصیل علم کے لیے سبتہ سے قرطبہ آئے۔

۱۔ الصلة، ۲/۵۵۸؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۲۵ ترجمہ ۱۸۰؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۰۵؛ نفح الطیب، ۲/۳۴۵؛ شجرة النور، ۱/۱۳۶؛ وفیات، ۴/۲۹۶؛ شذرات، ۴/۱۴۱؛ سیر اعلام، ۲۰/۱۹۷؛ ذیل اوسی، ۶/۳۰۸ ترجمہ ۸۰۰

۲۔ قاضی عیاض کا خاندان اہل علم کا خاندان تھا۔ ان کے پوتے ابوالفضل عیاض بن محمد (م ۶۳۰ھ) وغیرہ بھی معروف عالم تھے۔ (صلۃ زبیر، ۳/۳۳۱ ترجمہ ۷۸۶)
ان کے صاحبزادے محمد بن عیاض بن محمد الیحصبی (م ۶۵۵ھ) مالقہ کے صاحب عزو شرف اور فاضل تھے۔ (صلۃ زبیر، ۳/۱۷ ترجمہ ۲۸)

Marfat.com

شیوخ: ان کے شیوخ میں درج ذیل معروف ہیں جن میں سے کچھ سے بالمشافہ سماع کیا اور بعض شیوخ نے روایت کی اجازت دی۔

- ابو علی حسین بن محمد بن سکرہ الصدفی (م ۵۱۴ھ) کی صحبت کو اپنے لیے لازم قرار دے لیا۔
- محمد بن حمدین (۵۰۸ھ)
- ابو بحر بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابو عبداللہ المازری (م ۵۳۶ھ)
- ابوالحسین سراج بن عبدالملک (م ۵۰۸ھ)
- ابو بکر الطرطوشی (م ۵۲۰ھ)
- ابو بکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- محمد بن عیسیٰ التمیمی (م ۵۰۵ھ)
- ھشام بن احمد الوقشی (م ۴۸۹ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابو محمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)
- المازری (م ۵۳۶ھ)
- ابو علی الغسانی الجیانی (م ۴۹۸ھ) نے روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: قاضی عیاض سے عاشقان علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابو عبداللہ محمد بن عیاض (م ۵۷۵ھ) صاحب ترجمہ کے صاحبزادے (۱)
- ابن زرقون (م ۵۸۶ھ)
- عبداللہ بن محمد الاشیری (م ۵۶۱ھ)
- خلف بن بشکوال (م ۵۷۸ھ)

۱- صاحبزادے ابو عبداللہ محمد بن عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م ۵۷۵ھ) اور ان کے بیٹے عیاض بن محمد مشہور مالکی فقیہ و محدث تھے۔ ابو عبداللہ نے اپنے والد کے حالات زندگی پر التعریف بالقاضی عیاض کے نام سے کتاب تالیف کی جو شائع ہو چکی ہے۔ دیکھیے: تکملۃ ابار، ۲/۵۹ ترجمہ ۴۰۸؛ سیر اعلام، ۲۰/۲۱۹

Marfat.com

- ابن خیر الاشبیلی (م ۵۷۵ھ)
- ابوالقاسم الملجوم
- ابوجعفر بن القصیر الغرناطی
- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ الحجری (م ۵۹۱ھ)

علمی مقام: غالباً ۵۰۸ھ میں قرطبہ اور دیگر شہروں کے شیوخ سے استفادے کے بعد اپنے شہر سبتہ آ گئے۔ یہاں بھی قاضی مقرر ہوئے اس کے بعد کچھ عرصے کے لیے غرناطہ میں بطور قاضی مقرر ہوئے۔ سبتہ میں دوبارہ قاضی مقرر ہوئے ازاں بعد مراکش کے شمال مغرب میں ایک بستی میں قاضی کے فرائض سرانجام دیئے۔ بقول نباھی بطور قاضی معروف ومقبول ہوئے۔ فیصلوں میں عدل وانصاف کا اہتمام کیا۔ قاضی عیاض اپنے اسلاف کی طرح مختلف علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں:

وهو من أهل التفنن فى العلم والذكاء واليقظة والفهم

علم حدیث سے خصوصی تعلق تھا۔ محدثین سے ملاقات کا اہتمام کرتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ ابن بشکوال ہی لکھتے ہیں:

وعنى بلقاء الشيوخ والأخذ عنهم وجمع من الحديث كثيرا وله عناية كثيرة به، واهتمام بجمعه وتقييده

صاحب شجرة النوران کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

قاضى الائمة شيخ الاسلام وقدوة العلماء الاعلام عمدة أرباب المحابر والأقلام والفضائل۔۔۔ سارت مآثره مسير الشمس والقمر، المتبحر فى العلوم حامل لواء المنثور والمنظوم مع يقظة وفهم۔

ذہبی انھیں الامام العلامة الحافظ الأوحد، شیخ الاسلام جیسے عظیم القابات سے یاد کرتے ہیں۔

Marfat.com

قاضی شمس الدین کہتے ہیں:

هو امام الحديث في وقته واعرف الناس بعلومه وبالنحو واللغة وكلام العرب وأيامهم وانسابهم

تالیفات: قاضی عیاض کی تالیفات نے ان کو حیات دوام بخشی۔ ان کی کتب کے موضوعات میں تنوع ہے لیکن اکثر کا تعلق علم حدیث سے ہے۔ قاضی شمس الدین کہتے ہیں:

كل تواليفه بديعة

چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- اخبار القرطبيين
- ترتيب المدارك وتقريب المسالك (مطبوع)
- مشارق الانوار
- التنبيهات
- شرح حديث ام زرع
- جامع التاريخ
- غنية في أسماء الشيوخ (قاضی عیاض نے اس میں اپنے شیوخ کے حالات جمع کیے)۔
- اكمال المعلم شرح صحيح مسلم (اپنے شیخ مازری کی تالیف المعلم کی تکمیل کی)۔ (مطبوع)
- الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم (مطبوع)
- الالماع في ضبط الرواية وتقييد السماع (مطبوع)

Marfat.com

وفات: اندلس کے ممتاز عالم قاضی عیاض حالت جلاوطنی میں مراکش میں ۵۴۴ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ [1]

ابوالولید، یوسف بن عبدالعزیز بن یوسف بن فیرہ اللیثی اللخمی الاندی (م ۴۸۱ھ۔۵۴۶ھ)

ابن الدباغ کے نام سے معروف تھے۔ تعلق اندہ سے تھا لیکن مرسیہ منتقل ہو گئے تھے۔ حصول علم کے لیے مغرب و مشرق کے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

شیوخ: ان کے چند اساتذہ درج ذیل تھے۔

- ابوعمران بن ابی تلید (م ۵۱۷ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابو بحر الاسدی (م ۵۲۰ھ)
- ابوالقاسم خلف بن ابراہیم النخاس
- عبدالقادر الصدفی الفروی (م ۵۰۷ھ)
- ابومحمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)۔ ان کی صحبت میں طویل عرصہ رہے۔
- احمد بن محمد الخولانی (م ۵۰۸ھ)۔ ان سے الموطأ کا سماع کیا۔

ابن بشکوال اور صاحب ترجمہ کے بہت سے شیوخ مشترک تھے۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جو مختلف طبقات سے تعلق رکھتے تھے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابوعبداللہ محمد الاشبیری

1- الصلة، ۲/۴۲۹؛ الدیباج، ۲۷۰؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۰۱؛ بغية الملتمس، ۲/۵۷۲ ترجمہ ۱۲۷۳؛ الاحاطة، ۴/۱۸۸؛ سیر اعلام، ۲۰/۲۱۲؛ شذرات، ۴/۳۸؛ وفیات، ۳/۴۸۳؛ شجرة النور، ۱/۱۴۰

Marfat.com

- محمد بن علی بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- احمد بن ابی مطرف البلنسی
- احمد بن سلمہ اللورقی
- ابو عبد الملک مروان بن عبد العزیز (م ۵۵۸ھ) وزارت کے عہدہ پر رہے۔

علمی مقام: اپنے شیوخ سے خصوصی تعلق اور محبت تھی۔ اپنے علاقے میں اچھی شہرت رکھتے تھے۔ أندہ کے خطیب رہے اور مجلس شوریٰ کے بھی اہم رکن تسلیم کیے جاتے۔ علم حدیث واسماء الرجال کے ماہر تھے۔ حدیث صحیح اور سقیم کی پہچان میں ممتاز تھے۔ ابن بشکوال ان کی جلالت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی کتاب الصلة میں لکھتے ہیں:

کان من انبل أصحابنا ، وأعرفهم بطريقة الحديث واسماء الرجال وأزمانهم وثقاتهم وضعفائهم، واعمارهم وآثارهم، ومن اهل العناية الكاملة بتقييد العلم

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

هو أحد الأئمة المهرة المتقنين فى صناعة الحديث، وجهابذة النقاد... واعتمده الناس فيما قيده وضبطه، لامامته واتقانه وعول عليه الجلة وكان آخر أئمة الحديث بالاندلس

صاحب شذرات لکھتے ہیں:

كان حافظاً، متقناً مصنفا ثقة نبيلا متقناً اماماً رأساً في الحديث وطرقه ورجاله

ذھبی انھیں الحافظ، المتقن الأوحد کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

دانیہ اور مرسیہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ خود اہم کتب کا سماع کیا اور تالیف وتصنیف کا کام بھی کیا۔

- برنامج
- تسمية طبقات الحفاظ (۱)

۱- آزاد بلگرامی نے مآثر الکرام میں ان کی کتاب الطبقات کا ذکر کیا ہے، ۳۴، (دائرة المصنفين، کراچی، ۱۹۸۳ء)

Marfat.com

○ مشتبہ الاسماء والنسبة

وفات: ابن الدباغ ۵۴۶ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔[1]

ابو عبداللہ، محمد بن الحسن بن محمد بن سعید المقریؒ الاندلسی الدانی (م ۴۷۲ھ۔ ۵۴۷ھ)

تعلق دانیہ سے تھا۔ ابن غلام الفرس کے نام سے معروف تھے (کہا جاتا ہے کہ ان کے اجداد میں سے کوئی تاجر الفرس کے ماتحت تھا)۔ شرق اندلس کے آخری معروف محدث اور مقریؒ تھے۔

شیوخ: مشرق و مغرب کے شیوخ سے استفادہ کیا چند درج ذیل ہیں:

ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)۔ ابوعلی سے قراءات پر ابن سوار کی کتاب المستنیر کا سماع کیا۔

اس کے علاوہ الموطا، الصحیحین، جامع ترمذی اور کتاب الشمائل کا سماع کیا۔

دیگر شیوخ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

○ ابوالحسن ابن الدوش (م ۴۹۶ھ)

○ ابن البیاز اللواتی (م ۴۹۶ھ)

○ ابن اخت غانم النفزی (م ۵۲۵ھ)

○ ابوالحسن ابن شفیع (م ۵۱۴ھ)

○ ابوالطاہر السِّلفی (م ۵۷۶ھ)

○ ابومحمد بطلیوسی (م ۴۹۴ھ)

○ ابن الحاج (م ۵۷۵ھ)

○ ابن العربی (م ۵۴۳ھ)

○ ابوعلی حسن بن عبداللہ بن العرجاء (م ۵۴۷ھ)

○ ابن رشد (م ۵۶۳ھ)

۱- الصلة، ۲/۶۴۴؛ بغیة الملتمس، ۲/۶۶۲ ترجمہ ۱۴۵۰؛ صلة زبیر، ۳/۴۲۶ ترجمہ ۹۹۳؛ تاریخ ذھبی، ۳۷/۲۶۳؛ تذکرة الحفاظ، ۴/۱۳۱۰؛ سیر اعلام، ۲۰/۲۲۰؛ شذرات، ۴/۱۴۲؛ اندہ، دانیہ اور مرسیہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/۲۶۴؛ ۲/۲۳۱؛ ۵/۱۰۷

Marfat.com

- ابوداود سلیمان بن نجاح (م۴۹۶ھ)
- المازری (م۵۳۶ھ)
- مالک العتبی
- ابومحمد ابن عتاب (م۵۲۰ھ)
- ابن فتحون
- ابوعبداللہ محمد بن سھل الاندلسی
- ابن ابی جعفر
- ابن العواد

تلامذہ:

- ابراھیم بن محمد بن الحسن (م۵۴۶ھ) صاحبزادے [1]
- ابوالحجاج یوسف بن عبداللہ الفھری (م۵۹۲ھ)
- ابوعبداللہ بن سعادہ (م۵۶۵ھ)
- یوسف بن سلیمان البلسنی (م۵۹۸ھ تقریباً)
- ابوالقاسم بن بشکوال (م۵۷۸ھ)
- ابوجعفر بن عون اللہ الحصار (م۶۰۹ھ)
- ابومحمد علیم بن عبدالعزیز (م۵۶۴ھ)
- عبدالمنعم بن الفرس (م۵۹۷ھ)
- ابوبکر ابن رزق
- ابوالحسن ابن ھذیل المقریٔ (م۵۶۴ھ)
- ابوالعباس الاقلیشی

۱- صاحبزادے ابراھیم بن محمد الحسن (م۵۴۶ھ) نے والد سے سماع کیا۔ ان کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کی اور بلادِ مشرق کے اہلِ علم سے استفادہ کے لیے مختلف علاقوں میں بھی گئے۔ اپنے والد سے کچھ عرصہ قبل ہی وفات پا گئے۔ رجوع کیجئے: تکملۃ ابار، ۱/۱۲۷ ترجمہ ۳۸۰

Marfat.com

- عبداللہ بن یحییٰ (صاحب الصلاۃ)
- ابوجعفر احمد بن محمد النفزی المقریؒ
- ابوعبداللہ محمد بن ابی العاص النفزی المقریؒ (م ۵۵۲ھ)

علمی مقام: علم قراءات اور علم حدیث میں مہارت حاصل تھی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

واسماع الحديث وتعليم العربية كان اماماً فاضلاً، صاحب ضبط واتقان وتصدر للاقراء مشاركاً في علوم جمة۔۔۔ هو آخر المقرئين المحدثين بشرق الأندلس

آگے لکھتے ہیں:

انتهت اليه الرياسة في معرفة القراءات وعللها مع حظ الوافر من الحديث وحفظ اسماء رجاله

ذہبی لکھتے ہیں:

كان ذاحظ من علم الحديث ومعرفة رجاله

الضبی لکھتے ہیں:

كان زاهداً، ورعاً مقدماً في الاقراء والضبط والاتقان

اوسی نے ان کے زہد و ورع اور تقوی کی تعریف کی، لکھتے ہیں:

شهر بالصيانة والتعفف والورع والفضل

علوم قراءات اور حدیث پر مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان آخر المهرة من مجودي القرآن ومتقي ادائه، ومن جلة المحدثين، من اهل الضبط لماروى والتقييد والثقة والذكاء وجودة الخط۔۔۔

وفات: ابوعبداللہ دانیہ میں ۵۴۷ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[1]

۱- تکملۃ ابار، ۲/۱۰ ترجمہ ۲۰؛ معجم اصحاب الصدفی، ۱۲۶ ترجمہ ۱۴۲؛ معرفۃ القراء الکبار، ۲/۹۸۰؛ شجرۃ النور، ۱/۱۴۲؛ بغیۃ الملتمس، ۱/۹۸ ترجمہ ۸۸؛ ذیل اوسی، ۶/۱۶۳ ترجمہ ۴۴۰

Marfat.com

ابومروان، عبدالملک بن بونہ بن سعید العبدری الغرناطی (م ۴۶۲ھ۔۵۴۹ھ)

عبدالملک بن بونہ، ابن البیطار کے نام سے معروف ہوئے۔ اسلاف وادی الحجارہ سے تھے، غرناطہ رہے لیکن آخر میں مالقہ میں سکونت اختیار کی۔ اپنے وقت کے ممتاز عالم تھے۔

شیوخ: اجل شیوخ سے استفادہ کیا جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابوالحسین یونس بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابوبحر سفیان بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابوجعفر البطر وجی (م ۵۴۲ھ)
- ابوبکر غالب بن عطیہ (م ۵۱۲ھ)
- ابوعبداللہ بن اُخت غانم (م ۵۲۵ھ)
- ابوالحسن بن باذش الغرناطی (م ۵۴۰ھ)
- ابوالحسن بن دری (م ۵۲۰ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابن عتاب (م ۵۳۱ھ)

تلامذہ: ابن ابار لکھتے ہیں: حدث عنه جلة۔

چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابومحمد عبدالحق بن عبدالملک بن بونہ (م ۵۸۷ھ)۔ صاحبِ ترجمہ کے صاحبزادے (۱)
- ابوجعفر احمد بن عبدالملک (م ۵۶۴ھ)۔ صاحبِ ترجمہ کے صاحبزادے (۲)
- ابوعبداللہ بن الفرس (م ۵۶۷ھ)

۱۔ صاحبزادے ابومحمد عبدالحق بن عبدالملک بن بونہ منکب کے اجل عالم ومحدث تھے۔ رجوع کیجئے: تکملة ابار، ۳/۱۲۱ ترجمہ ۳۰۰؛ صلة زبیر، ۳/۱۸۵ ترجمہ ۳۴۳؛ سیر، ۲۱/۲۷۵

۲۔ صاحبزادے احمد بن عبدالملک معروف محدث کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۱/۱/۲۴۱ ترجمہ ۳۲۴

Marfat.com

○ ابوالقاسم السھیلی (م ۵۸۱ھ)

علمی مقام: ابومروان غاناطہ کے معروف محدث وفقیہ تھے۔اہل علم نے ان کی فضیلت علمی کا اعتراف کیا۔ابن ابار لکھتے ہیں:

كان من أهل المعرفة بصناعة الحديث و العناية بالتقييد۔

اوسی لکھتے ہیں:

و كان محدثاً و مكثراً من الرواية، عني كثيراً بلقاء المشائخ و حملة العلم عالماً بصناعة الحديث' مثابر أعلى التقييد ديناً فاضلاً۔

ابن زبیر لکھتے ہیں:

و كان محدثا حافظاً ذاكر أللرجال و التاريخ عدلا ثقة۔

حافظہ نہایت عمدہ تھا۔کہا جاتا ہے کہ انھیں امام بخاری کی الجامع ازبر تھی، مالقہ کے قاضی رہے لوگوں کے معاملات عدل وانصاف سے طے کرتے۔

وفات: عبدالملک بن بونہ کا ۵۴۹ھ میں مالقہ میں انتقال ہوا۔[1]

ابومحمد،عبداللہ بن عیسی بن عبداللہ بن سعید الشلبی (۴۸۴ھ۔۵۴۸ھ/۵۵۱ھ)

الشلبی کا تعلق علاقہ شلب سے تھا۔اہل علم ومناصب خاندان سے تعلق تھا۔ابن ابار لکھتے ہیں:

ولبيته نباهة ووجاهة وثروة

اندلس کے شیوخ کے علاوہ بلاد مشرق کے شیوخ سے بھی اخذ وسماع کیا۔اس مقصد کے لیے انھوں نے حجاز مقدس،مھدیہ،مصر،بغداد وخراسان وغیرہ کا سفر کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

○ ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)

۱۔ تکملۃ ابار، ۳/۷۸ ترجمہ ۱۸۹؛ معجم الصدفی، ۲۵۵ ترجمہ ۲۳۰؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۴۸۹ ترجمہ ۱۰۶۳؛ صلۃ زبیر، ۳/۱۶۸ ترجمہ ۳۹۳

Marfat.com

- ابوالحسن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابوعبداللہ المازری (م ۵۳۶ھ)
- ابوبحر بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابوغالب بن البناء البغدادی (م ۵۲۷ھ)
- حسن بن عمر الھوزنی (م ۵۱۲ھ)
- عتیق بن عبدالرحمٰن الأوریولی (م ۵۵۱ھ)
- زاھر بن طاہر الشحامی (م ۵۳۳ھ)

تلامذہ:

- ابوالمظفر السمعانی (م ۵۶۲ھ)
- ابن خیر (م ۵۷۵ھ)

علمی مقام: خاندان کے افراد صاحب علم تھے جو مختلف مناصب پر فائز رہے۔ شلبی تبحر عالم تھے۔ سمعانی نے ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا۔ شلب کے قاضی رہے ان کی علمی فضیلت اور زہد و تقوی کا اعتراف کرتے ہوئے ابن ابار لکھتے ہیں:

کان من اهل العلم بالاصول والفروع والحفظ للحديث ورجاله --- کان من اهل الدين والخير والزهد

ابن فرحون کا قول ہے:

کان من اهل الحفظ للحديث ورجاله

نو سال قاضی کے منصب پر فائز رہے۔ اپنی حق گوئی کی وجہ سے امراء کی طرف سے آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اشبیلیہ میں مقید کر دیئے گئے جب خلاصی ہوئی تو حج کے ارادے سے عازم مشرق ہوئے۔ راستے میں مھدیہ میں قیام کیا اس کے بعد ۵۲۷ھ اور ۵۲۸ھ میں حج ادا کیا۔ ادائیگی حج کے بعد مصر، خراسان، عراق وغیرہ گئے۔ بلاد مشرق میں بھی ان کے علم و فضل کی شہرت پھیلی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

Marfat.com

أقام بها اعواماً و طار ذکره فی هذه البلاد و عظم شأنه فی العلم و الدین

سمعانی اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے ان سے ملاقات کی تو علم کا سمندر پایا۔ وہ لکھتے ہیں:

و جدته بحراً لاینزف فی العلوم من الحدیث و الفقه و النحو۔

وفات: ابوعبداللہ کا ھراۃ میں ۵۵۱ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

ابوالحسن، طاہر بن حیدرہ بن مفوز بن احمد المعافری الشاطبی (م ۵۵۲ھ)

شاطبہ کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق تھا۔ اوسی لکھتے ہیں:

کان من بیت حسب و علم

خود بھی اجل عالم ہوئے۔ اپنے وقت کے اجل شیوخ سے سماع کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوبکر محمد بن حیدرہ (م ۵۰۵ھ)۔ صاحب ترجمہ کے بھائی (۲)
- ابوعمر بن الحذاء (م ۴۶۷ھ)
- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابوالولید الباجی (م ۴۷۴ھ)
- ابوعلی الغسانی (م ۴۹۸ھ)
- ابومروان عبدالملک بن سراج (م ۴۸۹ھ)
- ابوجعفر بن جحدر

۱۔ تکملۃ ابار، ۲/۲۶۲ ترجمہ ۷۶۱؛ سیر اعلام، ۲۰/۲۹۷؛ نفح الطیب، ۳/۳۹۱: ذھبی نے سال وفات ۵۴۸ھ لکھا ہے

۲۔ بھائی ابوبکر کے لیے رجوع کیجیے: الصلۃ، ۲/۵۳۷؛ تذکرۃ الحفاظ، ۴/۱۲۵۵؛ صاحب تذکرہ نے سال وفات ۵۱۵ھ لکھا ہے۔ نیز کتاب ہذا صفحہ ۲۲۷

Marfat.com

- ابوالحسن طاہر بن مفوز (م ۴۸۴ھ)۔ صاحب ترجمہ کے چچا[1]۔ انھوں نے روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ:

- ابوبکر مفوز بن طاہر القاضی۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- ابومحمد عبداللہ بن طاہر۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- احمد بن عبداللہ بن طاہر۔ صاحبِ ترجمہ کے پوتے (۲)

علمی مقام: فقہ میں مہارت حاصل تھی۔ پیش آمدہ مسائل کو خوب سمجھنے والے اور ان کا حل پیش کرنے میں دسترس رکھتے تھے۔ شاطبہ اور جزیرہ شُقَر میں قاضی کے فرائض سرانجام دیئے۔ اپنے عدل وانصاف اور اخلاق عالیہ کی وجہ سے عوام میں مقبول تھے۔ آٹھ (۸) سال عہدہ قضاء پر رہنے کے بعد اس سے مستعفی ہو گئے۔

وفات: طاہر بن حیدرہ محرم ۵۵۲ھ میں شاطبہ میں انتقال کر گئے۔ (۳)

ابوالقاسم، محمد بن عبداللہ بن احمد بن مسعود بن مفرّج الشلبی (م ۵۶۱ھ)

ابوالقاسم کے آباء کا تعلق قنطرۃ السیف سے تھا اسی نسبت سے وہ قنطری کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کی سکونت شلب میں تھی۔ اپنے علم وفضل کی وجہ سے اندلس میں معروف ہوئے۔ اپنے وقت کے ممتاز اہلِ علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں ممتاز درج ذیل ہیں:

- احمد بن مسعود (م ۵۰۱ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد

۱۔ چچا ابوالحسن طاہر بن مفوز کے لیے رجوع کیجئے۔ کتاب ھذا صفحہ ۲۰۸

۲۔ احمد بن طاہر کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۱/i/۳۳۰ ترجمہ ۲۲۳

۳۔ تکملۃ ابار، ۲۷۳/۱ ترجمہ ۹۴۳؛ ذیل اوسی، ۱۵۳/۴ ترجمہ ۲۷۹؛ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۹۹ ترجمہ ۷۷؛ شقر کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۳۵۴/۳ صاحب ترجمہ کے پوتے احمد بن عبداللہ بن طاہر اور ان کے صاحبزادے ابوالحسین عبدالملک بھی معروف علماء میں سے تھے۔

Marfat.com

- القاضی ابوبکرابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- یونس بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابوالحکم بن برجان الاشبیلی (م ۵۳۶ھ)
- ابوجعفر البطروجی (م ۵۴۲ھ)
- ابوبکر بن غالب (م ۵۱۸ھ)
- ابن ابی الخصال (م ۵۲۸ھ)
- ابن ورد (م ۵۴۰ھ)
- عبدالرحیم بن الفرس (م ۵۴۳ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابومروان الباجی (م ۵۳۲ھ)
- ابوالحسین بن صاعد

تلامذہ:

- یعیش بن القدیم بن یعیش (م ۶۲۶ھ)
- ابن خیر (م ۵۷۵ھ)
- ابن رزق اللہ
- ابوعمرو مرجی بن یونس
- ابوالخلیل مفرج بن سلمہ

علمی مقام: ابن اباران کے علمی مقام کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان من اهل المعرفة الكاملة بصناعة الحديث، بعيد الصيت فى الحفظ والاتقان۔۔۔مشاركاًفي فنون من العلم

اوسی لکھتے ہیں:

كان من بيت علم وفقه و حديث وجلالة، محدثاً كامل المعرفة بصناعة الحديث، واسع الرواية، ثقة، حافظاً۔۔۔ ضابطاً ، متقناً حسن التقييد نبيل

Marfat.com

الخط، کتب الکثیر۔

فقہ پر دسترس تھی احکام سے متعلق مشاورت کا کام سرانجام دیا۔ یاقوت الحموی لکھتے ہیں کہ وہ شلب کے معروف مفتی تھے۔

تالیفات: میسر مصادر میں کسی تصنیف کا تعین نہ ہوسکا۔ البتہ انھیں کتب جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ ابن ابار کہتے ہیں:

کان جماعة للکتب والدواوین۔

وفات: قنطری مراکش میں ۵۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ خطیب ابومحمد بن عمران نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۱)

ابوبکر، محمد بن علی بن عبداللہ بن یاسر الانصاری الجیانی (۴۹۲ھ-۵۶۳ھ)

ابوبکر جیان میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کا آغاز اپنے شہر سے کیا۔ ابھی ۲۰/ ۲۲ سال کے تھے کہ علمی اسفار کا آغاز کیا۔ قیروان، حجاز، ماوراء النہر، شام، مصر اور بخاریٰ وغیرہ گئے۔ ۵۲۰ھ میں ابوالقاسم ابن عساکر کے ساتھ خراسان بغداد وغیرہ بھی گئے اور وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند اساتذہ درج ذیل ہیں۔

- ابن الحصین ھبة اللہ (م ۵۲۵ھ)
- ابومنصور محمد بن علی الکرعی (م ۵۲۵ھ)
- ابوعمرو عثمان بن محمد البلخی (م ۵۳۷ھ)
- محمد بن الفضل الفراوی (م ۵۳۰ھ)
- علی بن مسلم (م ۵۳۳ھ)

۱- تکملة ابار، ۲/ ۲۹ ترجمہ ۸۵؛ ذیل اوسی، ۶/ ۲۴۱ ترجمہ ۷۰۰؛ بغیة الملتمس، ۱/ ۱۳۱ ترجمہ ۱۸۱؛ سیر اعلام، ۲۰/ ۴۵۵؛ معجم البلدان، ۴/ ۴۰۷: صاحب معجم البلدان نے ان کا شجرہ نسب یہ لکھا ہے محمد بن احمد بن مسعود بن مفرج۔۔۔
قنطرة السیف اور شلب کے لیے دیکھیے: معجم، ۴/ ۴۰۶، ۳/ ۳۵۷

Marfat.com

- ابوالقاسم بن عساکر (م۵۷۱ھ)
- حمزہ الحسینی النیشاپوری (م۵۲۳ھ)
- یوسف بن ابراہیم الھمدانی
- ابوالقاسم الشحامی زاھری بن طاہر (م۵۳۳ھ)
- سھل بن ابراہیم المسجدی النیشاپوری (م۵۲۲ھ تقریباً)

تلامذہ: ان کے چند تلامذہ درج ذیل ہیں۔

- ابوالفتح بن الحصری (م۶۱۹ھ)
- ابوالمظفر السمعانی (م۶۱۳ھ)
- ابومحمد بن الاستاذ (م۶۲۳ھ)
- ابوحفص المیانشی (م۵۸۱ھ)
- ابوحفص عمر بن قشام
- عبداللہ بن علی بن سویرہ
- قاضی ابوالمحاسن یوسف بن شداد (م۶۳۲ھ)

علمی مقام: ابوبکر بغداد اور مکہ مکرمہ وغیرہ گئے اور وہاں مقیم اہل علم سے اخذ واستفادہ کے ساتھ ساتھ شائقین علم کو مستفید بھی کیا۔ حلب میں سکونت اختیار کی۔ علم اور کتب سے بہت محبت تھی۔ اپنا ذخیرہ کتب جامعہ حلب کو وقف کر دیا۔ موصل بھی گئے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ حلب کے خزانۃ الکتب (لائبریری) کے انچارج مقرر ہوئے۔ ان کے شاگرد رشید الحصری سے الجیانی کے علم وفضل کے بارے میں کسی سائل نے پوچھا توانھوں نے کہا: شیخ حافظ عالم بالحدیث وفیہ فضل۔

ابن النجار لکھتے ہیں کہ انھوں نے جیانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ خواب پڑھا کہ انھوں نے خواب میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے انھیں ہدایت فرمائی کہ اختلافی مسائل کی طرف توجہ کے بجائے حدیث کی طرف متوجہ ہو۔ جیانی لکھتے ہیں کہ اس کے بعد

Marfat.com

انھوں نے اختلافی فقہی مسائل میں دلچسپی لینی ختم کردی اور حدیث مبارکہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

تالیفات: حاجی خلیفہ اور زرکلی نے ان کی درج ذیل تالیفات کا ذکر کیا ہے:

- الاربعین العلویة
- الأربعین من روایة المحدثین

حتمی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا یہ دو مستقل تالیفات تھیں یا ایک ہی تھی جس کو دو عنوانات سے موسوم کیا گیا۔

وفات: الجیانی حلب میں ۵۶۳ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابومحمد، علیم بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ الشاطبی (۵۰۷ھ۔ ۵۶۴/۵۶۵ھ)

ابومحمد کا سلسلہ نسب حضرت عمر بن الخطابؓ خلیفہ ثانی سے جا ملتا ہے۔ اسلاف کا تعلق طرطوشہ سے تھا۔ متدین علمی خاندان سے تعلق تھا۔ شاطبہ میں پیدا ہوئے۔ دانیہ کے کسی صوبہ میں نشوونما ہوئی اور ازاں بعد شاطبہ میں مقیم ہوئے۔ اپنے وقت کے اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔ وہ اپنی ذہانت و فطانت اور محنت کے نتیجہ میں علوم قرآن، حدیث اور فقہ میں ماہر ہو گئے۔

شیوخ:

- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابوعبداللہ بن غلام الفرس الدانی (م ۵۴۷ھ)
- ابوجعفر بن جحدر
- ابوعبداللہ بن مغاور
- ابوعبداللہ بن سعید المقریؒ (م ۵۴۷ھ)
- ابوالقاسم بن الورد

۱۔ تکملة ابار، ۲/۳۱ ترجمہ ۸۸؛ طبقات السبکی، ۶/۱۵۳؛ النجوم، ۵/۳۸۰؛ سیر اعلام، ۲۰/۵۰۹؛ تاریخ ذھبی، ۳۹/۱۷۷؛ نفح الطیب، ۳/۳۶۹؛ کشف، ۱/۵۷؛ الاعلام، ۷/۱۶۱؛ جیان، اندلس کا اہم شہر دیکھیے: معجم البلدان، ۲/۱۹۵

Marfat.com

- ابوعمروالخضر بن عبدالرحمٰن
- ابومحمدالرشاطی (م ۵۴۲ھ)
- ابوالحسن علی بن منذرالطرطوشی
- ابوالحجاج بن یسعون

تلامذہ: چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابوعمر بن عات (م ۶۰۹ھ)
- ابن عیاد (م ۶۰۳ھ)
- ابومحمد بن سفیان
- ابوبکر عتیق بن علی العبدری (م ۶۰۰ھ)

علمی مقام: ابومحمد کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ ابن عیاد ان کو چوٹی کے ان چار اہل علم میں سے شمار کرتے ہیں جن کا حافظہ عمدہ تھا اور زہد کے اعلیٰ مرتبے پر تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

وأحفظ من رأيته أربعة وهم: أبو محمد القلنى وأبو الوليد بن خيرة القرطبى وأبو الوليد بن الدباغ الأندى وابو محمد عليم بن عبد العزيز الشاطبى، وأزهد من رأيت أربعة وهم: ابو محمد طارق بن يعيش، وابو الحسن بن هذيل، وأبوبكر بن رزق وأبو محمد عليم رحمهم الله جميعهم

علوم قرآن، علوم حدیث اور فقہ سے خاص شغف تھا۔ ادب، علم کلام اور دیگر فنون سے بھی دلچسپی تھی۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

كان أحد العلما الحفاظ الفضلاء الزهاد أقرأ القرآن و درس الفقه واسمع الحديث وكان يبصره ويشارك فى الآداب وعلم الكلام والتفسير وفنون كثيرة

اوسی لکھتے ہیں:

كان محدثاً حافظاً لمتون الأحاديث، صالحاً۔۔۔ واعظاً ناصحاً وكان مثابراً

Marfat.com

علی الدراسة... کان ذاحظ وافر من الأدب وعلم الکلام وتعبیر الرؤیا وقرض الشعر... محببا عند العامة و الخاصة...

وہ احادیث کی روایت کے لیے مجالس منعقد کرتے اور احادیث اپنے حافظہ سے سناتے بالخصوص الموطأ اور الصحیحین کی تدریس حافظہ کی مدد سے نہایت صحت کے ساتھ کرتے۔

وہ خود اپنے حفظ واتقان کے بارے میں لکھتے ہیں:

ما حفظت شیأً فنسیته۔

نہایت متدین اور سنت کی پیروی کرنے والے تھے۔ نہایت سخی، ہمدرد اور ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ لوگوں کے ساتھ میل جول میں بہت متواضع تھے۔ خاص وعام کے درمیان پسندیدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی ربط وتعلق تھا۔

وفات: ابومحمد، خادم دین وملت کا انتقال بلنسیہ میں ۵۶۴ھ میں ہوا۔ تدفین شاطبہ میں ہوئی۔ (۱)

ابوعبداللہ، محمد بن یوسف بن سعادۃ القاضی المرسی الشاطبی (م ۴۹۶ھ۔ ۵۶۶ھ)

ابوعبداللہ سعید بن نصیر عبدالرحمٰن الناصر کے مولیٰ کے مولیٰ تھے۔ تعلق مرسیہ سے تھا۔ پیدائش بھی مرسیہ میں ہوئی۔ شاطبہ سکونت اختیار کرلی تھی۔ اسلاف واجداد کا تعلق بلنسیہ کے علمی خاندان سے تھا۔ آباؤ ابناء میں ممتاز اہل علم پیدا ہوئے (۲)۔ خود ابوعبداللہ اپنے وقت کے ممتاز عالم تھے۔ اندلس اور بلادِ مشرق کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ بلادِ مشرق کا سفر ۵۲۰ھ میں کیا، فریضہ حج ادا کیا، اور ازاں

۱۔ تکملة ابار، ۴/۴۳ ترجمہ ۱۲۷؛ ذیل اوسی، ۵/۱/۴۲۹ ترجمہ ۷۴۰؛ صلة زبیر، ۳/۳۲۸ ترجمہ ۷۸۲؛ سیر اعلام، ۲۰/۵۱۸

۲۔ مصادر میں تین بھائیوں محمد بن سعادہ (م ۵۳۱ھ)، موسی بن سعادہ (م ۵۲۲ھ) اور یوسف بن سعادہ کا ذکر ملتا ہے جو شاطبہ کے اہل علم میں سے تھے۔ اول الذکر کے صاحبزادے موسی بن محمد تھے۔ ثانی الذکر موسی بن سعادہ کی صاحبزادی ابوعلی الصدفی کے نکاح میں تھیں۔ ہماری موضوع بحث شخصیت محمد بن یوسف بن سعادہ آخر الذکر بھائی یوسف بن سعادہ کے صاحبزادے تھے۔ دیکھیے: المعجم فی اصحاب الصدفی، ۱۹۳، ۱۹۵؛ تکملة ابار، ۲/۱۷۷ ترجمہ ۴۵۴، ۴۵۵؛ ذیل اوسی، ۶/۲۰۱

Marfat.com

بعد مشرق کے دیگر شہروں میں مقیم شیوخ سے اخذ واستفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوعلی الصدفی (م ۵۱۴ھ) ان سے کثرت سے استفادہ کیا اور چچا موسیٰ بن سعادہ کی وجہ سے رشتہ داری بھی قائم ہوئی۔
- موسیٰ بن سعادۃ (م ۵۲۲ھ)۔صاحبِ ترجمہ کے چچا[1]
- ابوطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوبحر بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابومحمد بن عتاب القرطبی (م ۵۶۰ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابوعبداللہ بن الحاج (م ۵۲۹ھ)
- ابوعمران بن ابی تلید (م ۵۱۷ھ)
- ابومحمد بن السید (م ۵۲۱ھ)
- ابن نادر (م ۵۲۳ھ)
- ابوالطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ)
- ابوعبداللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ)
- رزین بن معاویہ بن العبدری (م ۵۳۵ھ)
- ابوبکر الطرطوشی (م ۵۲۰ھ)
- ابوالحجاج بن زیاد المیورقی
- محمد بن صدقہ المعروف بابن غزالی
- ابومحمد بن أبی جعفر

۱۔ موسیٰ بن سعادہ کے لیے رجوع کیجئے: کتاب ھذا صفحہ ۲۴۲

Marfat.com

- ابوعبداللہ المازری (م ۵۳۶ھ) سے ان کی کتاب المعلم کے کچھ حصہ کا سماع کیا۔

ان کے علاوہ دیگر اساتذہ سے استفادے کے بعد ۵۲۶ھ میں مرسیہ واپس آئے اور طلبہ کی کثیر تعداد کو مستفید کیا۔

تلامذہ: تذکرہ نگاروں نے چند تلامذہ کا ذکر کیا ہے مثلاً:

- ابومحمد الرشاطی (م ۵۴۲ھ)
- ابومحمد بن عاشر (م ۵٦۷ھ)
- ابوالحسن بن موھب (م ۵۳۲ھ)
- ابوعمر بن عات (م ٦۰۹ھ)
- ابن عیاد (م ۵۷۵ھ)
- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵٦۴ھ) نے ترمذی کی الجامع کا سماع کیا۔

علمی مقام: ابن سعادۃ علوم قرآن اور حدیث پر دسترس رکھتے تھے۔ مرسیہ شاطبہ، بلنسیہ وغیرہ میں احادیث وفقہ کی مجالس منعقد کیں۔ مرسیہ اور شاطبہ کے قاضی بھی رہے۔ مذکورہ شہروں میں وہ جمعہ کے دن خطیب بھی ہوتے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

کان عارفاً بالسنن والآثار مشاركاً في علوم القرآن وتفسيره حافظاً للفروع بصيراً باللغة ذاحظ من علم الكلام۔۔۔

تصوف کی طرف میلان تھا۔ فصیح وبلیغ خطیب تھے۔ اخلاق عالیہ کے مالک تھے۔ ابن عیاد کا قول ہے:

كان صلباً في الاحكام مقتفيا للعدالة، حسن الخلق والخلق، جميل المعاملة، لين الجانب، فكه المجالسة۔۔۔

ابن عیاد ہی بتاتے ہیں کہ ان کے پاس بنیادی کتب تھیں۔ ولم يكن عند شيوخنا مثل كتبه في صحتها واتقانها وجودتها

ابن فرحون لکھتے ہیں:

كان عارفاً بالسنن، والآثار، والتفسير، والفروع والأدب۔۔۔ مائلاً الى

Marfat.com

التصوف، وكان خطيباً بليغاًينشئى الخطب۔

ابو محمد بن عاشر نے ان کی وفات پر کہا:

رحم الله أبا عبد الله كان من اهل العلم والعمل

تالیفات: ابن ابار لکھتے ہیں کہ انھوں نے چند کتب تالیف کیں جن میں معروف یہ ہیں:

- شجرة الوهم المترقية الى ذروة الفهم
- الفهرسة۔ جو اکابر شیوخ پر مشتمل تھی

وفات: شاطبہ میں عہدہ قضا پر متعین تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ سال وفات ۵٦٦ھ اور مہینہ محرم کا تھا۔ ابو عمر بن عبد البر کی طرف منسوب قبرستان تدفین ہوئی۔ [1]

ابوالحسن، علی بن عبداللہ بن خلف بن محمد الانصاری، المری، البلنسی (م ۴۹۰ھ۔ ۵٦۷ھ)

ابوالحسن کے خاندان کا تعلق اندلس کے مشہور شہر مریہ سے تھا ان کی پیدائش مریہ میں ہوئی لیکن سکونت بلنسیہ میں اختیار کی۔ ابوالحسن، ابن النعمۃ کے نام سے معروف ہوئے۔ تعلیم کا آغاز مریہ میں ہوا، والد ۵۰٦ھ میں بلنسیہ منتقل ہوئے تو یہاں کے اہل علم سے قرآن حکیم اور احادیث رسول کی تعلیم حاصل کی۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں مندرجہ ذیل ممتاز ہیں:

- ابو عبداللہ بن الحاج (م ۵۲۹ھ)
- ابو بحر بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابوالحسن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابوالقاسم بن بقی (م ۵۲۵ھ)

۱۔ تکملة ابار، ۲/۳۵ ترجمہ ۹۸؛ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۱۸۱ ترجمہ ۱۵۸؛ بغية الملتمس، ۱/۱۸۳ ترجمہ ۳۰۹؛ الدیباج، ۳۸۱؛ نفح الطيب، ۲/۳۷۲؛ سیر اعلام، ۲۰/۵۰۸؛ شجرة النور، ۱/۱۳۹؛ الأعلام، ۷/۱۳۹؛ شذرات، ۴/۲۱۸

Marfat.com

- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابوعبداللہ بن مکی (م ۵۳۵ھ)
- ابوعلی سکرۃ (م ۵۱۴ھ)
- ابوالحسن بن عفیف
- ابوعبداللہ بن باسہ الزھری
- ابوالحسن عبدالعزیز بن شفیع (م ۵۱۴ھ)۔ ان سے مریہ میں قرآن حکیم کی تعلیم کا آغاز کیا
- ابوالحسن عباد بن سرحان (م ۵۴۳ھ)۔ یہ بھی مریہ کے شیوخ میں سے تھے
- ابوعمران موسیٰ بن خمیس الضریر۔ ان سے قرآن پڑھا
- ابومحمد البطلیوسی (م ۵۲۱ھ) سے طویل عرصے تک استفادہ کیا۔
- خلیص بن عبداللہ۔ ان سے کثرت سے روایت کیا
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ) ان سے فقہ میں مہارت حاصل کی۔
- ابومحمد بن عتاب (م ۵۳۱ھ) (احادیث کا سماع کیا)

۵۱۳ھ میں علم و ادب کے مرکز قرطبہ آ گئے اور وہاں اہل علم سے استفادہ کیا۔

شیوخ کی کثیر تعداد نے ان کو روایت کی اجازت دی، مثلاً

- ابوالحسن بن الاَ خضر (م ۵۱۴ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوعمران موسیٰ بن عبدالرحمٰن بن تلید (م ۵۱۷ھ)
- ابوالقاسم بن ابی لیلی

تلامذہ: اوسی لکھتے ہیں کہ وہ مشفق استاد تھے اور اپنے طلباء کی ہر طرح مدد کرتے۔ لوگ جوق در جوق ان کی مجلس میں دور و نزدیک سے آتے اور ان کی ہر طرح کی مدد کرتے۔ اجل شیوخ سے استفادے کے بعد بلنسیہ واپس آئے جہاں انھوں نے علوم قرآن و حدیث اور فقہ کی تدریس کے حلقے قائم کیے۔ دوسرے شہروں سے طالبان علم استفادے کے لیے آتے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

Marfat.com

كثر الوافدون عليه والراحلون اليه وسمع منه أعلام جلة

چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابوالخطاب بن واجب (م ۶۱۴ھ)
- ابوداؤد بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوجعفر ابن عون اللہ الحصار (م ۶۰۹ھ)
- عبدالعزیز بن سعادۃ (م ۶۱۴ھ)
- ابوعمر احمد بن ھارون بن عات (م ۶۰۹ھ)
- ابومحمد غلبون بن محمد بن غلبون (م ۶۱۳ھ)
- ابوعامر نذیر بن وھب (م ۶۳۶ھ)
- ابن سعد الخیر (م ۵۴۱ھ)
- ابن قرقول (م ۵۶۹ھ)
- احمد بن سید بونہ

علمی مقام: ابوالحسن کو علوم قرآن، تفسیر قرآن، حدیث اور فقہ میں مہارت حاصل تھی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

كان عالماً متفننا، حافظاً للفقه والتفاسير، ومعاني الآثر والسنن، متقدماً في علم اللسان، فصيحاً مفوها، فاضلاً ورعاً۔

اوسی ان کی علمی فضیلت کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

وكان ممن ساد بنفسه في العلم ولم يكن له سلف فيه۔

بلنسیہ میں بعض اہم ذمہ داریوں پر متعین ہوئے۔ بلنسیہ کی مجلس شوریٰ کے امیر تھے۔ زبان و بیان پر خوب دسترس تھی۔ بلنسیہ کی جامع مسجد میں امامت کے علاوہ طویل عرصے تک وہاں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ فہم قرآن اور فتوی میں امامت کے درجے پر فائز تھے۔ ابن ابار ہی لکھتے ہیں:

وانتهت اليه الرياسة في الاقراء والفتوى وهو كان رأس المشاورين بها۔

Marfat.com

اوسی لکھتے ہیں:

كان متفننا فى معارف جمة، راسخاً فى العلم مقرئاً مجوداً، مفسراً محدثاً، راوية حافظاً فقيها۔

اوسی ان کے شخصی اوصاف کا یوں ذکر کرتے ہیں:

حسن الحال لين الجانب ، محمود السير ، موسراً عاكفاً على تدريس العلم وافادته

اہل علم نے انھیں شرق اندلس کا خاتمة العلماء فی عصرہ کہا۔

تالیفات: حکومتی مناصب، درس وتدریس، خطابت وامامت کی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے نبھانے کے ساتھ ساتھ انھوں نے مفید کتب بھی تالیف کیں۔ اوسی لکھتے ہیں:

وله مصنفات جامعة

ان کی چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- ری الظمآن فی تفسیر القرآن۔ قرآن حکیم کی تفسیر تھی جو کئی اجزاء پر مشتمل تھی ابن ابار بتاتے ہیں کہ یہ ضخیم تفسیر تھی جو ابن النعمہ نے اپنے ہاتھ سے لکھی
- الامعان فی شرح مصنف النسائی

دونوں کتابوں کی افادیت واہمیت کو اہل علم نے تسلیم کیا۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

لم يتقدمه أحد الى مثله بلغ فيهما الغاية من الاحتفال والاكثار

ضبی لکھتے ہیں:

هو كتاب كبير جمع فيه علوماً جمة۔

وفات: قرآن حکیم اور احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے والا عظیم شخص بلنسیہ میں رمضان ۵۶۷ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔(۱)

۱- تکملة ابار، ۳/۲۰۶، ترجمہ ۵۱۶؛ ذیل اوسی، ۵/i/ ۲۲۶ ترجمہ ۴۵۵؛ شجرة النور، ۱/ ۱۵۰ بغية الملتمس، ۲/ ۵۵۲ ترجمہ ۱۲۲۸؛ سیر اعلام، ۲۰/ ۵۸۴؛ شذرات، ۴/ ۲۲۳؛ تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: اوسی کی الذیل کی مذکورہ جلد اور صفحات

Marfat.com

ابو محمد عاشر بن محمد بن عاشر بن خلف الانصاری یناشتی الشاطبی، (۴۸۴ھ۔۵۶۷ھ)

اصلاً یناشتہ اینشہ سے تھے۔شاطبہ میں سکونت اختیار کی۔اندلس کے اجل علماء میں سے تھے۔

شیوخ: ممتاز شیوخ سے سماع کیا، ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابو محمد عبداللہ بن ابی جعفر الخشنی۔ان سے فقہ میں درس حاصل کیا۔
- ابو علی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- محمد بن عاشر الانصاری۔صاحب ترجمہ کے والد [1]
- ابو محمد بن عتاب (م ۵۳۱ھ)
- ابو الحسن بن واجب محمد بن عمر (م ۵۴۰ھ)
- ابو بکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابو الحسین بن سراج (م ۵۰۸ھ)
- ابو عمران بن ابی تلید (م ۵۱۷ھ)
- ابو الولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابو عبداللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ)
- ابو الحسن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابو جعفر بن جحدر
- ابو القاسم بن النخاس
- ابو الحسن رزین بن معاویہ (م ۵۲۴ھ)
- ابو الحجاج بن نادر۔بلادِ مشرق سے روایت کی اجازت دی۔
- ابو بحر الاسدی (م ۵۶۰ھ) احادیث کا سماع کیا
- ابو جعفر بن ذروہ المرادی۔ان سے سبع قراءات سیکھیں۔

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

۱۔ صاحب ترجمہ کے والد محمد بن عاشر کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۲۰/۶ ۴ ترجمہ ۱۱۲۷

Marfat.com

- ابوبکر بن ابی جمرہ المرسی (م ۵۹۹ھ)
- مفوز بن طاہر المعافری (م ۵۹۰ھ)
- ابوالخطاب بن واجب (م ۶۱۴ھ)
- ابوعبداللہ الاندرشی (م ۶۲۱ھ)
- ابن سعادۃ ابوعبداللہ (م ۶۱۴ھ)
- عبدالواحد بن محمد بن بقی القیسی (م ۵۵۰ھ)
- ابوعمر بن عات (م ۶۰۹ھ)
- ابومحمد عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابومحمد غلبون بن محمد (م ۶۱۳ھ)
- محمد بن عبدالعزیز بن سعادۃ (م ۶۱۴ھ)

علمی مقام: علم فقہ وحدیث میں ماہر تھے۔ فقہ کے مشکل مسائل کے حل کے لیے معروف تھے۔ بعض وقت جب پیچیدہ مشکل مسائل ان کے سامنے آتے تو وہ ابوالقاسم بن الورد اور ابوالولید کو مشورہ کے لیے لکھتے وہ دونوں ان کو جواب دیتے۔

مختلف شہروں مثلاً باغہ، بلنسیہ، مرسیہ وغیرہ میں قاضی کے فرائض سرانجام دیئے اور دیگر ذمہ داریوں پر بھی متعین کئے گئے۔ لمتونی حکومت کے خاتمہ یعنی ۵۳۹ھ تک مرسیہ کے قاضی رہے۔ ازاں بعد شاطبہ آگئے جہاں وہ احادیث اور فقہ کی مجالس قائم کرتے حافظہ بہت اچھا تھا۔ ابن ابار ان کی علمی فضیلت کا اعتراف بایں الفاظ کرتے ہیں:

وهو كان رأس المفتين والمشاورين واليه ترد صعاب المسائل ومشكلاتها وعليه كان مدار المناظرة في زمانه و المذاكرة لغزارة حفظه وقوة معرفته مع التفنن في العلوم

بطور قاضی عدل وانصاف سے فیصلے کیے جس کی وجہ سے لوگ ان کی بہت تعظیم وتکریم کرتے۔

ابن ابار لکھتے ہیں:

Marfat.com

نال دنیا عریضة وحمدت سیرته وجزالته ونباهته

صاحب شجرة النور لکھتے ہیں:

کان رئیس الفتوی والیه ترد صعاب المسائل ـــ مشهور بالحفظ والفهم

حکومت لمتونیہ کے خاتمہ کے بعد شاطبہ درس وتدریس میں مصروف رہے اور فتنہ سے دور رہے۔ عمر کے آخری حصہ میں بینائی ختم ہوگئی تھی۔

تالیفات: ابو محمد عاشر نے ابن الورد سے نئے پیش آمدہ مسائل میں ان کا نقطہ نظر معلوم کیا ابو محمد نے ان تمام جوابات کو مدون اور اسے دیوان کا نام دیا۔

- الجامع البسیط وبغیة الطالب النشیط۔ مکمل نہ کرسکے۔

وفات: ابو محمد ۵۶۷ھ میں شاطبہ میں انتقال کر گئے۔[1]

ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن محمد بن خلیل القیسی اللبلی الاشبیلی (م ۵۷۰ھ)

ابوعبداللہ لبلہ سے تھے لیکن عمر کا زیادہ حصہ فاس میں گذارا۔ عمر کے آخری حصے میں مراکش منتقل ہوگئے تھے۔ طلب علم کے شوقین تھے۔ مالک بن وھب کی طویل عرصہ تک صحبت میں رہے اور ان سے اخذ واستفادہ کیا۔ بلادِ مشرق ومغرب کا سفر کیا اور وہاں مقیم اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- خازم بن محمد (م ۴۹۶ھ)
- ابوالحسین بن سراج (م ۵۰۸ھ)
- ابوعلی بن سکرة الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- مالک بن وھیب۔ ان کے ساتھ چھ سال رہے

۱- تکملة ابار، ۴۴/۴ ترجمہ ۱۲۸؛ ذیل اوسی، ۹۹/i/۵ ترجمہ ۱۸۲؛ صلة زبیر، ۳۲۹/۳ ترجمہ ۷۸۳؛ بغیة الملتمس، ۵۷۲/۲ ترجمہ ۱۲۷۴؛ معجم الصدفی، ۳۰۴ ترجمہ ۲۸۱؛ الاحاطة، ۱۸۶/۴؛ شجرة النور، ۱۴۹/۱؛ یناشتہ/ینشہ اور بیاسہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳۵۱/۵؛ ۵۱۸/۱

Marfat.com

- ابوعلی الغسانی الجیانی (م ۴۹۸ھ) سے امام مسلم کی الجامع کا سماع کیا
- ابن الطلاع (م ۴۹۷ھ) سے مسلم کی الجامع کو روایت کرنے کی اجازت کی۔

تلامذہ: اخذ واستفادے کے بعد شائقین علم کی بڑی تعداد کو مستفید کیا۔ چند تلامذہ یہ ہیں:

- یعیش بن القدیم (م ۶۲۶ھ)
- اسحاق بن عامر الطوسی (م ۶۵۵ھ)
- ابوعبداللہ الأندرشی (م ۶۲۱ھ)
- ابوعبداللہ بن عبدالحق الکوفی (م ۶۲۵ھ)

علمی مقام: علم روایت اور علم درایت دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ فقہ میں بھی مہارت تھی۔ احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کو لوگوں تک پہنچایا۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

کان من اهل الروایة والدرایة

اوسی لکھتے ہیں:

کان محدثا، عالی الروایة، مفتنا فی جملة معارف، ماهراً فی کل ما ینتحل منها۔۔۔

وفات: ابوعبداللہ نے طویل عمر پائی۔ ۵۷۰ھ میں انتقال ہوا۔ (۱)

ابوبکر، محمد بن خیر بن عمر بن خلیفة اللمتونی الأموی الاشبیلی (۵۰۲ھ۔۵۷۵ھ)

ابن خیر الاشبیلی کے نام سے معروف ہوئے۔ اپنے وقت کے اجل اہل علم سے اخذ واستفادہ کیا۔ علوم القرآن بالخصوص علم قراءات اور حدیث میں مہارت حاصل کی۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

۱۔ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۱۸۶ ترجمہ ۱۶۱؛ ذیل اوسی، ۳۰۵/۶ ترجمہ ۷۹۶؛ النجوم الزاہرہ، ۷۵/۶؛ سیر اعلام، ۵۱۷/۲۰؛ شذرات، ۲۳۸/۴؛ لبلہ اور فاس کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۲۳۰/۴؛ ۱۰/۵

Marfat.com

- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ) کے ساتھ وابستہ رہے اور ان سے علم قراءات سیکھا
- ابومروان الباجی (م ۵۳۲ھ)
- ابوجعفر بن عبدالعزیز القرطبی
- ابوعبداللہ بن الحاج (م ۵۲۹ھ)
- یونس ابن مغیث (۵۳۲ھ)
- ابن ابی الخصال (م ۵۲۸ھ)
- ابومحمد بن عطیہ (م ۵۳۷ھ)
- ابوالفضل بن عیاض (م ۵۴۴ھ)
- عباد بن سرحان (م ۵۴۳ھ)
- ابن زرقون (م ۵۸۶ھ)
- ابن اخت غانم (م ۵۲۵ھ)
- ابومروان بن قزمان (م ۵۶۴ھ)
- ابوالحسین عبدالملک بن الطلاء (م ۵۵۱ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابوبکر بن طاہر
- ابواسحاق بن حبیش

متعدد علماء نے بذریعہ کتابت روایت کی اجازت دی جن سے چند یہ ہیں:

- ابومحمد بن عتاب الاندلسی (م ۵۲۰ھ)
- ابوبحر الاسدی (م ۵۲۰ھ)
- ابوالقاسم بقی (م ۶۲۵ھ)
- ابن الوراق
- ابوطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ) نے سکندریہ سے اجازت دی

Marfat.com

- ابوعبداللہ المازری (۵۳۶ھ) نے مہدیہ سے اجازت دی۔

ابن خیر مجلس سماع میں شریک اپنے ساتھیوں سے بھی احادیث کا سماع کرتے۔ ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ساری عمر طلب علم میں گزاری۔ اجل اہل علم سے نہ صرف احادیث کا سماع کیا بلکہ ان کی بے شمار کتب بھی روایت کیں۔

تلامذہ: ابن خیر کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ ابن ابار لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی کتاب برنامج/فہرست میں اپنے شیوخ اور تلامذہ کی تعداد کا ذکر کیا ہے۔ قرطبہ کی جامع مسجد کے امام رہے اور اس اثناء طلباء کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوالبقاء یعیش بن القدیم (م ۶۲۵ھ)
- ابوالحسین بن السراج (م ۶۵۷ھ)
- عبدالرحیم بن ملجوم (م ۶۰۶ھ)
- ابن خروف النحوی (م ۶۱۰ھ)
- ابوبکر عبداللہ بن ابی زمنین (م ۶۰۲ھ)

علمی مقام: ابن خیر علم قراءت میں مہارت رکھتے تھے۔ روایت حدیث میں ثقہ و متقن تھے۔ ان کے مرتب کردہ حدیث پر اجزاء نہایت قیمتی سمجھے جاتے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

كان من الإكثار في تقييد الآثار والعناية بتحصيل الرواية

اپنے شہر اشبیلیہ میں مجالس علمی کے انعقاد کا ذکر کرتے ہوئے ابن ابار لکھتے ہیں:

وقد تصدر باشبيلية بلده للاقراء والاسماع وأخذ عنه الناس وكان مقرئاً مجوداً، ضابطاً، محدثا جليلا متقناً اديباً نحويا لغويا واسع المعرفة، كريم العشرة، خير أفاضلاً

ان کے ایک ممتاز شاگرد ابوالخطاب ابن واجب القیسی (م ۶۱۴ھ) کا قول ہے کہ ان سے جن بزرگوں نے اس وقت سنا جب وہ ابھی عنفوان شباب میں تھے تو وہ ان کی تعریف و توصیف بیان کرنے سے نہ رہ سکے سو اگر وہ آج جب وہ مختلف فنون میں مہارت حاصل کر چکے ہیں تو ان کے تاثرات کچھ

Marfat.com

اور ہی ہونگے۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے عبداللہ بن حمید کو اور انھوں نے ابوالحسن بن مغیث کو کہتے سنا:

ابو بکر بن خیر، خیر بن خیر و ذلک وقت قراءته علیه و فی حداثته فکیف لو رأ ه حین رأیناه۔

اوسی لکھتے ہیں:

کان من ائمة المقرئین المجودین و جلة المحدثین المسندین، ثقة فیما یرویه مأموناً متسع الروایةأخذ عن النظیر والکبیر والصغیر و کان متفننا فی علوم اللسان متقدماًفی النحو واللغة۔

ان کی کتب کی صحت واتقان کی بات کرتے ہوئے ابن ابار ہی لکھتے ہیں:

کانت کتبه فی غایة الصحة والاتقان لکثرة ماعاناها و عالج تصحیحها بحسن خطه و جودة تقییده و ضبطه و فی ذلک قطع دهره و أنفق حیاته فلحق بالمتقدمین و أربی علی المتاخرین۔

تالیفات: ان کے تذکرہ نگاروں نے صرف ایک کتاب کا تذکرہ کیا ہے جو اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے اندلس کی علمی واجتماعی زندگی کی عکاسی کرتی ہے یہ کتاب فهرسة ابن خیر کے نام سے معروف ہے۔ متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

وفات: ابن خیر اشبیلی ۵۷۷ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس عالم بے مثل کے جنازہ میں ہر طبقہ زندگی کے لوگوں نے شرکت کی اور ہر ایک کی زبان پر ان کے لئے تحسینی کلمات تھے۔ (۱)

ابوالقاسم، خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال القرطبی (۴۹۴ھ۔۵۷۸ھ)

ابن بشکوال کے نام سے معروف ہوئے، اصلاً شریون سے تھے۔ علمی خانوادہ سے تعلق

۱- تکملة ابار، ۲/۴۹ ترجمہ ۱۳۲؛ تذکرة الحفاظ، ۴/۱۳۶۶؛ سیر اعلام، ۲۱/۸۵؛ شذرات، ۴/۲۵۲؛ ذیل اوسی، ۲۹۹/۱/۸ ترجمہ ۹۳؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۰۴ ترجمہ ۱۱۳؛ معرفة القراء، ۳/۱۰۷۰

Marfat.com

تھا۔ ان کے والد [۱] اور بھائی [۲] کا شمار اجل علماء میں ہوتا ہے۔ اندلس کے ممتاز شیوخ میں شمار ہوتے ہیں۔ اجل شیوخ کی بڑی تعداد سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے اساتذہ میں چند درج ذیل تھے:

- عبدالملک بن مسعود ابو مروان (م ۵۳۳ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد
- ابو بحر سفیان بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- القاضی ابوبکر ابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ)
- ابوعبداللہ بن الحاج (م ۵۲۹ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد الرعینی الاشبیلی (م ۵۳۹ھ)
- ابوجعفر احمد بن عبدالرحمٰن البطروجی القرطبی (م ۵۴۲ھ)
- ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب (م ۵۳۱ھ) ان سے کثرت سے روایت کیا۔

درج ذیل شیوخ نے ابن بشکوال کو بذریعہ تحریر روایت کی اجازت دی:

- ابوالقاسم بن منظور الاشبیلی (م ۵۲۰ھ)
- ابوعمران بن أبی تلید (م ۵۱۷ھ)
- ابوالحسن بن واجب (م ۵۱۹ھ)
- ابوالطاہر السِّلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوعلی بن سکرۃ الصدفی القاضی السرقسطی (م ۵۱۴ھ)۔ ۵۱۲ھ میں روایت کی اجازت دی
- ابوالمظفر ھبۃ اللہ بن احمد بن الشبلی البغدادی (م ۵۵۷ھ)

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابوالقاسم احمد بن محمد بن احمد بن رشد قاضی قرطبہ (م ۵۶۳ھ)

۱- والد عبدالملک بن مسعود کے لیے دیکھیے: الصلۃ، ۳۴۸/۱

۲- بھائی محمد بن عبدالملک کے لیے دیکھیے: المعجم فی أصحاب الصدفی، ۱۹۰ ترجمہ ۱۶۴

Marfat.com

- ابوالخطاب عمر بن حسن بن علی الدانی السبتی (م ۶۳۳ھ)
- جعفر بن علی الھمدانی (م ۶۳۶ھ) بذریعہ اجازت روایت کی۔

علمی مقام: ابن بشکوال علم حدیث، فقہ عربی ادب پر عبور رکھتے تھے۔ ابن ابار ان کے علم و فضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کان متسع الروایة، شدید العنایة بها، عارفاً بوجو ھها ، حجة فیما یرویه ویسنده۔۔۔ مقدماً علی أهل وقته فی هذاالشأن معروفاً بذلک، حافظاً حافلاً اخباریاً ممتعا تاریخیاً مفیدا ذاکراً لأخبار الاندلس القدیمة والحدیثة۔۔۔ کتب بخطه علماً کثیراً

ابن العماد لکھتے ہیں:

کان سلیم الباطن کثیر التواضع

ذہبی انھیں الامام ، العالم، الحافظ، الناقد، المجوّد، محدث الأندلس کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔

ذہبی اپنی ایک اور تالیف میں لکھتے ہیں:

حافظاً، حافلاً اخباریاتاریخیا ذاکر الاخبار الأندلس، سمع العالی والنازل

تصانیف: ابن بشکوال صاحب تالیف تھے۔ ان کی تصانیف متنوع موضوعات پر ہیں تعداد پچاس سے اوپر بتائی جاتی ہے۔ ان کے پیش رو ابن الفرضی نے علماء اندلس پر کتاب لکھی۔ ابن بشکوال نے اس کا ذیل بعنوان الصلة لکھا۔

- کتاب الصلة فی تاریخ ائمة الاندلس وعلمائهم ومحدثیهم

ابن ابار اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں:

هو کتاب فی فنه خطیر القیمة ضروری الاستعمال

- معرفة علماء الافاضل
- ذکر من روی الموطأ عن مالک

Marfat.com

- اخبار ابی المطرف القنازعی
- طرق حدیث "من کذب علی"
- اخبار ابن المبارک
- غوامض الاسماء المبھمة/الغوامض والمبھمات (۱)

وفات: عظیم محدث ومؤرخ رمضان ۵۷۸ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ مقبرہ ابن عباس میں یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کے قریب دفن ہوئے۔ حاکم قرطبہ ابوالولید ہشام بن عبداللہ بن ہشام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (۲)

ابوالحجاج، یوسف بن ابراہیم بن عثمان العبدری المقریٔ الغرناطی (۵۰۳ھ-۵۷۹ھ)

ابوالحجاج کے اسلاف کا تعلق ثغر سے تھا جو لاردہ کی سرحد پر تھا۔ اس نسبت سے وہ الثغری بھی کہلائے۔ والد غرناطہ منتقل ہو گئے جہاں ابوالحجاج ۵۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ علم کے حصول کے لیے شیوخ کی طرف رجوع کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوالقاسم عبدالرحیم بن الفرس (م ۵۶۷ھ)، سے علم قراءات حاصل کیا۔
- ابوالحسن بن الباذش (م ۵۴۲ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوبکر الطرطوشی (م ۵۲۰ھ)
- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابومحمد بن عطیہ (م ۵۴۱ھ)

۱- ابوالخطاب الواجب (م ۶۱۴ھ) نے اس کا اختصار مرتب کیا۔

۲- تکملة ابار، ۱/۲۴۸ ترجمہ ۸۵۱؛ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۹۱ ترجمہ ۷۰؛ الدیباج، ۱۸۴؛ وفیات، ۲/۲۴۰؛ تذکرة الحفاظ، ۴/۱۳۳۹؛ سیر أعلام، ۲۱/۱۳۹؛ شذرات، ۴/۲۶۱؛ شجرة النور، ۱/۱۵۴، شریون کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳/۳۴۱

Marfat.com

- ابو جعفر البطر وجی (م ۵۴۲ھ)
- ابوالقاسم بن بقی (م ۵۳۲ھ)
- ابوالحسن بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابو علی الصدفی (م ۵۱۴ھ)
- ابو مروان الباجی (م ۵۳۲ھ)
- ابو عبداللہ بن نجاح
- ابو عبداللہ بن ابی الخصال
- ابو مروان بن مسرۃ
- ابو بکر بن مسعود النحوی

تلامذہ: ابوالحجاج علوم قرآن، حدیث اور فقہ کے متبحر عالم تھے۔ تحصیل علم کے بعد تلامذہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ جب غرناطہ میں فتنہ وفساد ہوا تو قلیوشہ آگئے اور وہاں قرآن حکیم اور احادیث پڑھاتے رہے۔ قلیوشہ کی جامع مسجد کی امامت اور خطابت کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ ان کے چند شاگرد درج ذیل ہیں:

- ابو عبداللہ التجیبی۔ انھوں نے ابوالحجاج کے ساتھ طویل وقت گذارا اور سبع قراءات سیکھیں۔
- عبدالغنی بن علی م ۵۸۰ھ۔ چچازاد بھائی [1]
- ابو محمد غلبون المرسی (م ۶۱۳ھ)
- ابو عمر بن عیاد (م ۵۷۵ھ)
- ابوالعباس بن عمیرہ
- ابو سلیمان حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)۔ انھوں نے الموطأ کا سماع کیا

علمی مقام: علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ چچازاد بھائی ابو محمد عبدالغنی الشغری (م ۵۸۰ھ)

۱۔ عبدالغنی بن علی کے لیے دیکھیے: تکملة الابار، ۳/۱۳۷، ترجمہ ۳۳۵

Marfat.com

اور یولہ کے قاضی رہے۔ ان کی رشتہ دار بہن سیدہ بنت عبد الغنی (۱) مذکور چچا زاد بھائی کی صاحبزادی بھی زاہدہ و عابدہ خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی مختلف قراءتوں کی ماہر بھی تھیں۔ ابن ابار، ابوالحجاج کے تبحر علمی کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان فقيها حافظاً، محدثا راوية، مقرئاً ضابطاً مفسراً أديباً

ان کے تلمیذ رشید ابوعبداللہ التجیبی اپنے شیخ کے علم و فضل کے بے حد معترف تھے۔ وہ کہتے ہیں:

لم أر ممن أخذت عنه ببلاد الأندلس و البلاد الغربية أفضل منه و لا أزهد و لا أحفظ لحديث و تفسير منه

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

كان فقيهاً، محدثاً راوية، عارفاً أديباً جليلاً

وفات: قلیوشہ میں ۵۷۹ھ میں انتقال ہوا۔ (۲)

ابو محمد، عبد الحق بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن سعید الازدی، الاشبیلی (م ۵۱۰ھ۔۵۸۱ھ)

ابو محمد کا اشبیلیہ سے تعلق تھا۔ ابن الخراط کے نام سے معروف تھے۔ بجایہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ بلادِ مغرب اور مشرق کے اہل علم سے اخذ و استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے اجل شیوخ درج ذیل تھے۔

- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوالحکم بن برجان (م ۵۳۶ھ)
- ابوالوقت السجزی (م ۵۵۳ھ)

۱- سیدہ بنت عبد الغنی کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۴۴۹

۲- تکملة ابار، ۲/ ۲۱۳ ترجمہ ۵۹۹، صلة زبیر، ۳/ ۴۳۱ ترجمہ ۱۰۰۴؛ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۳۲۸ ترجمہ ۳۱۲؛ بغية الملتمس، ۲/ ۶۵۸ ترجمہ ۱۴۴۲؛ معرفة القراء، ۳/ ۱۰۵۸؛ بلغی اور قلیوش کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/ ۴۸۸؛ ۴/ ۳۹۶

Marfat.com

- ابوطاہر السلفی (م ۵۷٦ھ)
- ابوحفص عمر بن ایوب الیحصبی (م ۵۴۵ھ)
- ابوالحسن طارق بن یعیش (م ۵۴۹ھ)
- ابوبکر بن مدیر
- ابومحمد المقری
- ابومحمد طاہر بن عطیہ (م ۵۳۷ھ) سے امام مسلم کی الجامع کا سماع کیا۔
- ابوالقاسم بن عساکر (م ۵۷۱ھ) نے شام سے روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند کا تعین ہوسکا جو درج ذیل ہیں:

- ابوالعباس العزفی (م ٦۳۳ھ)
- ابوالحجاج ابن الشیخ (م ٦۰۴ھ)
- ابوذر الخشنی (م ٦۰۹ھ)
- ابوالحسن علی بن محمد المعافری (م ٦۱۳ھ)
- محمد بن احمد بن غالب الازدی
- ابوعبداللہ بن ینمش

ابن ابار کہتے ہیں کہ ہمارے شیوخ کی کثیر تعداد نے ان سے روایت کیا۔

علمی مقام: ثقہ اور جید عالم تھے۔ اہل علم نے ان کے علم وفضل اور زہد وورع کا اعتراف کیا ہے۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

کان فقیها، حافظاً، عالماً بالحدیث وعلله، عارفاً بالرجال، موصوفاً بالخیر والصلاح والزهد والورع ولزوم السنة والتقلل من الدنیا

حافظ ذھبی نے انھیں الحافظ، البارع المجود، العلامۃ کے القابات دیئے۔

وہ درس وتدریس میں مصروف تھے کہ اندلس میں حکومت لمتونیہ کے خاتمہ کے وقت جو آفت ٹوٹی اس موقع پر اشبیلیہ کے ایک ضلع لبلہ آ گئے۔ اہل خانہ اس حادثہ سے متاثر ہوئے۔ لہٰذا وہ حج

Marfat.com

کے ارادہ سے وہاں سے نکلے لیکن وہ اس سعادت سے محروم کیے گئے۔لہٰذا ۵۵۰ھ میں بجایہ آ گئے اور وہاں علم حدیث کی تدریس اور اشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر لیا۔ بجایہ کی جامع مسجد کے خطیب اور امام مقرر ہوئے۔

تالیفات: ادب پر دسترس تھی۔ صفِ اول کے شعراء میں سے تھے۔ شاعری کا موضوع زہد ہوتا۔ بجایہ آنے کے بعد زیادہ وقت تصنیف و تالیف میں گذارا۔ اپنی مفید تالیفات کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ ان کی تصانیف کو قبول عام حاصل ہوا۔ چند کتب درج ذیل ہیں:

- الاحکام الصغریٰ، الاحکام الوسطیٰ اور الاحکام الکبریٰ مرتب کیں۔ یہ حدیث کے موضوع پر تھیں۔ منذری کہتے ہیں کہ الاحکام الصغریٰ، ابن الخراط کے شاگرد علی بن محمد المعافری نے مجھے دی۔
- الجمع بین الصحیحین مرتب کی۔ ترتیب مسلم کی رکھی لیکن سند کو حذف کر دیا۔ ذھبی اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں: اتقنہ وجودہ
- الجمع بین المصنفات الکتب الستہ
- کتاب المعتل من الحدیث
- کتاب العاقبة۔ موضوع وعظ وزھد تھا
- کتاب الرقائق
- اختصار کتاب الانساب مؤلفہ اللرشاطی
- الواعی احادیث میں وارد غریب الفاظ پر مشتمل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ عمدہ کتاب تھی۔ ابن ابار کا قول ہے:

ولہ فی اللغة کتاب حافل ضاھی بہ کتاب الغریبین للھروی

- الکفایة فی علم الروایة للخطیب بغدادی کا اختصار مرتب کیا۔

Marfat.com

وفات: وفات سے قبل مصائب و آزمائش سے گزرے اور ۵۸۱ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[1]

ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن رضوان السہیلی المالقی (م ۵۰۷ھ۔۵۸۱ھ)

مالقہ کی بستی سہیل میں ۵۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اس کی نسبت سے سہیلی کہلائے۔ وہ اپنا نسب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابورویحہ الخثعمی رضی اللہ عنہ سے ملاتے ہیں۔ ان کے تذکرہ نگار ابوزید اور ابوالحسن کنیتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ علمی خاندان سے تعلق تھا۔ مالقہ میں نشوونما ہوئی اور معروف شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابوعبداللہ جعفر بن مکی (م ۵۳۵ھ)
- ابوعبداللہ بن اخت غانم المقریٔ (م ۵۲۵ھ)
- عباد بن سرحان (م ۵۴۳ھ)
- ابومروان بن بونہ (م ۵۴۹ھ)
- ابن ورد (م ۵۴۰ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوبکر بن طاہر
- ابوعبداللہ بن نجاح
- ابوداؤد سلیمان بن یحییٰ بن سعید المقریٔ (م ۵۴۰ھ)۔ ان سے علم قراءت سیکھا
- ابوعلی منصور بن الخیر (م ۵۲۶ھ)۔ ان سے بھی علم قراءات میں مہارت حاصل کی۔
- ابوالحسین بن الطراوۃ۔ ان سے کتب لغات اور آداب کا سماع کیا

۱- تکملۃ ابار، ۳/۱۲۰ ترجمہ ۲۹۹؛ بغیۃ الملتمس، ۲/۵۰۸ ترجمہ ۱۱۰۷؛ الدیباج، ۲۷۶؛ شذرات، ۴/۲۷۱؛ تکملۃ منذری، ۱/۶۱ ترجمہ ۸؛ تذکرۃ الحفاظ، ۴/۱۳۵۰؛ سیر أعلام، ۲۱/۱۹۸؛ تاریخ ذہبی، ۴۱/۱۱۱؛ بجایہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۱/۳۳۹: منذری نے سال وفات ۵۸۲ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

تلامذہ:

- ابو محمد بن حوط اللہ (م ۶۲۲ھ)
- ابوالحجاج بن الشیخ (م ۶۰۴ھ)
- ابو محمد غلبون (م ۶۱۳ھ)
- ابوعمرو بن عیشون (م ۶۴۰ھ)
- ابوالحسین ابن سراج (م ۶۵۷ھ)
- ابو محمد بن عطیہ (م ۵۴۱ھ)
- ابوالخطاب بن خلیل السکونی (م ۶۵۲ھ)
- ابوالقاسم الجیانی

علمی مقام: ابوزید کے ہم عصر اہل علم اور متاخرین نے ان کی تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔
ابن ابار ان کی علم قراءت، اخبار وانساب میں مہارت کا یوں ذکر کرتے ہیں:

کان عالماً بالقراءات واللغات والعربیۃ وضروب الآداب، حافظاً للسیر والاخبار والانساب

ذہین وفطین تھے جیسا کہ ابن ابار لکھتے ہیں:

اماماً فی الحفظ والذکر والادراک، مقدماً فی الفہم والفطنۃ والذکاء، تصدر للاقراء والتدریس واسماع الحدیث۔

ذہبی لکھتے ہیں:

کان من بحور العلم لاسیما فی اللغۃ، والنسب والمعانی۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

كان واسع المعرفة، غزير العلم، نحويا، متقدماً أديبا لغويا عالماً بالتفسير وصناعة الفقه، حافظاً للتاريخ القديم والحديث نبيها ذكيا

ان کے بعض تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ابھی یہ سترہ برس کے تھے کہ بینائی ختم ہوگئی تھی کچھ

Marfat.com

دوسرے تذکرہ نگاروں نے اس کی تردید کی ہے۔امام ذھبی اور ابن فرحون نے ان کی ذکاوت وذہانت اور مختلف علوم وفنون میں دسترس کی تعریف کی ہے۔صاحب مراکش نے جب ان کے علم وفضل کا چرچا سنا تو مراکش بلایا اور عزت واکرام سے پیش آیا۔

تالیفات: سھیلی نے مفید کتب تالیف کیں۔ ابن ابار اور ابن الزبیر انھیں صاحب توالیف جلیلة ومفیدة کہتے ہیں۔ضبی لکھتے ہیں:

توالیفه دالة علی علمه وذکائه

چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- الروض الأنف۔ یہ کتاب ابن ھشام کی السیرة النبویة کی شرح وتفصیل پر مبنی ہے۔ابن ابار اس کتاب کو أجل توالیفه میں شمار کرتے ہیں۔سھیلی بتاتے ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کی توضیح وتشریح میں سو سے زیادہ مصادر استعمال کیے
- کتاب التعریف والاعلام بما أبهم فی القرآن العزیز من الاسماء الأعلام
- شرح آیة الوصیة
- نتائج الفکر
- مسئلة الرؤیة النبی صلی اللہ علیه وسلم فی المنام

وفات: سیرۃ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ مایہ ناز مؤلف مراکش میں ۵۸۱ھ میں انتقال کر گیا۔(۱)

ابو القاسم، عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد اللہ بن یوسف، المری، المرسی (م ۵۱۴ھ۔ ۵۸۴ھ)

ابو القاسم، اندلس کی ایک بستی مریہ میں ۵۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ابن حبیش ماموں کی نسبت سے معروف ہوئے۔ خاندان شارقہ سے مریہ منتقل ہوا، وہاں سکونت اختیار کی۔ابتدائی تعلیم

۱۔ تکملة ابار، ۳/ ۳۲ ترجمہ ۸۹؛ صلة زبیر، ۳/ ۱۳۹ ترجمہ ۳۲۹؛ بغیة الملتمس، ۲/ ۴۷۷ ترجمہ ۱۰۲۸؛ الروض الانف، ۱/ ۶؛ معرفة القرا، ۳/ ۱۰۷۹؛ الدیباج، ۲۴۶؛ شذرات، ۴/ ۲۷۱؛ شجرة النور، ۱/ ۱۵۶؛ معجم البلدان، ۳/ ۲۹۰: سھیلی نسبت شہر سھیل کی طرف دیکھیے: معجم البلدان، ۳/ ۲۹۱۔ان کی کتاب الروض الأنف متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔بنیادی مصادر میں شمار ہوتی ہے۔

Marfat.com

مریہ میں حاصل کی پھر وہ مرسیہ اور اندلس کے دوسرے شہروں میں بھی سکونت اختیار کرتے رہے۔

شیوخ: ان کے اجل شیوخ درج ذیل ہیں۔ مریہ میں درج ذیل شیوخ سے علم قراءت سیکھا۔

- ابوالقاسم احمد بن عبدالرحمٰن القصبی
- ابوالقاسم بن ابی رجاء البلوی
- ابوالاصبغ بن یسع

درج ذیل شیوخ سے فقہ میں مہارت حاصل کی اور احادیث کا سماع بھی کیا۔

- ابوالقاسم احمد بن محمد بن الورد (م ۵۴۰ھ)
- ابوالحسن علی بن احمد نافع (م ۵۳۲ھ)
- ابومحمد عبدالحق بن غالب المحاربی (م ۵۴۲ھ)
- ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ (م ۵۴۳ھ)
- ابوالحسن، یونس بن محمد بن مغیث (م ۵۳۲ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن اصبغ الازدی (م ۵۳۶ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن حسین الانصاری (م ۵۳۲ھ)
- ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن مکی القیسی (م ۵۳۵ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ الرشاطی (م ۵۴۲ھ)
- ابوالحسن، علی بن عبداللہ بن محمد بن موھب (م ۵۳۲ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن ابی زید۔ ان سے عربی اور ادب میں مہارت حاصل کی۔

بعض اہل علم نے روایت کی اجازت دی جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوالولید بن بقوی (م ۵۳۰ھ)
- ابوطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)

Marfat.com

- ابوالفضل بن عیاض (م ۵۴۴ھ)
- ابوجعفر احمد بن عبدالرحمٰن البطروجی (م ۵۴۲ھ)

تلامذہ: اندلس میں ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

- احمد بن محمد الطرطوسی (م ۵۷۵ھ)
- ابوسلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)[1]
- محمد بن وھب (م ۶۰۶ھ)
- محمد بن ابراہیم بن صلتان (م ۶۳۰ھ)
- علی بن ابی العافیہ القسطلی (م ۶۲۶ھ)
- نذیر بن وھب (م ۶۳۶ھ)
- عبداللہ بن الحسن القرطبی (م ۶۱۱ھ)[2]
- ابوالخطاب ابن دحیہ (م ۶۳۳ھ)
- ابوالربیع الکلاعی (م ۶۳۴ھ)
- علی بن الشریک
- محمد بن محمد بن ابی السداد

علمی مقام: ابوالقاسم المرسی حدیث، فقہ وادب میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ قرطبہ، مرسیہ، جزیرۃ شقر گئے وہاں مختلف ذمہ داریاں ادا کیں۔ جزیرۃ شقر میں تقریباً بارہ سال نماز کی امامت، خطبہ اور احکام کا شعبہ کی ذمہ داری ادا کی۔ ۵۵۶ھ میں مرسیہ چلے گئے اور وہاں کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ ۵۷۵ھ میں مرسیہ کے قاضی رہے۔

ابن اباران کے علمی مرتبے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان آخر ائمة المحدثین بالمغرب والمسلم له فی حفظ أغربة الحدیث

۱۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۳۹۸

۲۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۳۳۷

Marfat.com

ولغات العرب وتواريخها ورجالها وأيا مها، لم يكن احد يجاريه فى معرفة رجال الحديث واخبار هم وموالدهم ووفياتهم۔۔۔ كان خطيبا، فصيحا حسن الصوت وله خطب حسان فى انواع شتى من انشائه

ابوعبداللہ بن عیاد کہتے ہیں:

كان عالماً بالقرآن واماماً فى علم الحديث عارفاً بعلله، واقفاً على اسماء رواته ونقلته، لم يكن بالاندلس من يجاريه فيه، يقر له بذلك أهل عصره، ويعترف به أهل دهره

ان سے سماع حدیث کے لئے دور ونزدیک سے لوگ آتے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی عزت کرتے، اصاغر واکابر سب برابر کا مقام رکھتے تھے۔

تالیفات: ابن حبیش کو اندلس کے مخدوش حالات کی وجہ سے کسی ایک شہر میں اطمینان سے قیام کا موقعہ نہ ملا لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنے علم وفضل سے دوسروں کو تالیف کے ذریعے بھی مستفید کیا۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- كتاب المغازى
- التعليقات على كتاب الصلة لابن بشكوال

وفات: یہ عالم باعمل مرسیہ میں ۵۸۴ھ میں خالق حقیقی سے جا ملا۔ امیر مرسیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کا اژدحام تھا جس کی وجہ سے ہلاکتوں کا خدشہ پیدا ہوا۔ (۱)

ابوعبداللہ محمد بن سعید بن احمد بن عبدالبر ابن زرقون المقرئ الاشبیلی (۵۰۲ھ-۵۸۶ھ)

ابوعبداللہ ۵۰۲ھ میں شریش میں پیدا ہوئے۔ ابن زرقون کے لقب سے مشہور ہوئے یہ لقب یعنی زرقون ان کے پردادا کا تھا اور اسی نسبت سے ابوعبداللہ ابن زرقون کہلائے۔ علمی

۱- تکملة ابار، ۳/ ۳۴، ترجمہ ۹۳؛ بغية الملتمس، ۲/ ۴۶۵ ترجمہ ۹۹۱؛ تکملة منذری، ۱/ ۷۹، ترجمہ ۳۵؛ تذکرۃ، ۴/ ۱۳۵۳؛ النجوم الزاهرة، ۶/ ۱۰۸؛ شذرات، ۴/ ۲۸۰؛ سیر اعلام، ۲۱/ ۱۱۸؛ شارقہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳/ ۳۰۷

Marfat.com

خانوادے سے تعلق تھا۔ ان کے والد ابوالطیب سعید بن احمد بن سعید اپنے وقت کے ممتاز محدث تھے۔ انھوں نے اجل شیوخ سے بالمشافہ اخذ حدیث کے ساتھ ساتھ بذریعہ اجازۃ بھی علم حاصل کیا۔ ان شیوخ نے جب ابوالطیب سعید کو ان کی ثقاہت و دیانت کی بنیاد پر اپنی مرویات کی روایت کی اجازت دی تو نومولود ابن زرقون محمد بن سعید کو بھی اس میں شامل کیا(۱)۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالطیب سعید بن احمد بن سعید (م ۵۲۰ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد(۲)
- القاضی عبداللہ بن احمد الوحیدی (م ۵۴۲ھ)
- محمد بن شبرین الشلبی (م ۵۰۳ھ)
- ابومحمد عبدالمجید بن عیذون/عبدون (م ۵۲۹ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابومحمد، عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب (م ۵۲۰ھ)
- خلف بن یوسف ابن الابرش (م ۵۳۲ھ)
- ابومروان عبدالملک بن عبدالعزیز الباجی (م ۵۳۲ھ)
- ابوعبداللہ بن محمد الخولانی (م ۵۰۸ھ) نے ابن زرقون کو الموطأ کی روایت کی اجازت دی اس وقت ان کی عمر ایک سال بھی نہ تھی۔ صاحب ترجمہ اندلس میں خولانی سے بذریعہ اجازت روایت کرنے والے آخری شخص ہیں۔
- ابوعمران موسیٰ بن ابی حلید (م ۵۱۷ھ) سے بھی روایت کی اجازت میں منفرد ہیں۔
- ابن زرقون نے انہیں ۵۱۶ھ میں ابن عبدالبر کی کتاب التقصی پڑھ کر سنائی۔

۱۔ طرق تحمل حدیث میں طریقہ اجازۃ کی مختلف اقسام میں سے ایک قسم نومولود اور آنے والی نسلوں تک کو روایت کی اجازت ہے۔ مشرق و مغرب کے علماء نے بعض شروط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے فتح المغیث للعراقی، ۲۱۰/۲؛ الالماع لقاضی عیاض، ۸۴؛ اصول الحدیث مصطلحات و علوم، ۱۹۸/۲ وبعد، فیصل ناشران، لاہور ۲۰۱۴ء

۲۔ والد کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۱۱۷/۴ ترجمہ ۳۳۹

Marfat.com

- قاضی موسیٰ بن عیاض (م ۵۴۴ھ)۔ ان سے الموطأ کا سماع کیا اور طویل عرصے ان کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

تلامذہ: ابن زرقون سے کثیر شائقین علم حدیث نے استفادہ کیا۔ مختلف علاقوں سے تلامذہ ان سے سند عالی حاصل کرنے کے لیے آتے اور کتب حدیث کا سماع کرتے۔ ان کے چند تلامذہ یہ ہیں:

- ابوالحسین محمد بن محمد بن زرقون (م ۶۲۱ھ)۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- ابوسحاق ابراہیم بن قسوم (م ۶۴۲ھ)
- ابوسلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- محمد بن عبدالنور الاشبیلی (م ۶۱۴ھ)
- ابن خلفون (م ۶۳۶ھ)
- ابوالخطاب ابن دحیہ (م ۶۳۳ھ)
- ابوالربیع بن سالم الکلاعی (م ۶۳۴ھ)
- ابوالعباس احمد بن الرومیۃ النباتی (م ۶۳۷ھ)
- محمد بن عبداللہ بن القرطبی (م ۶۱۱ھ)
- عبدالغنی بن محمد الغرناطی الصید لانی (م ۶۲۷ھ)
- محمد بن محمد اللوشی الحیانی (م ۶۳۱ھ)

علمی مقام: ابن زرقون ان علماء میں سے تھے جن کو کبار علماء نے چھوٹی عمر میں اپنی تالیفات کی روایت کی اجازت دی۔ ابن زرقون نے اپنے شیوخ کی امیدوں کو پروان چڑھایا اور دیانت وامانت کے ساتھ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمودات کو آگے بڑھانے کا کام ذوق وشوق سے کیا اور اپنے تلامذہ کو سند عالی کے ساتھ تالیفات کے سماع کا موقع فراہم کیا۔

اہل علم نے ابن زرقون کے اخلاق واوصاف اور ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے

1۔ ان کے صاحبزادے محمد بن محمد بن زرقون بھی اشبیلیہ کے ممتاز محدث وفقیہ اور صاحب تالیف تھے۔ دیکھیے: تکملۃ ابار، ۲/ ۱۲۳، ترجمہ ۳۲۰؛ سیر، ۲۲/ ۳۱۱

Marfat.com

تلمیذ رشید ابو الربیع کا قول ہے:

کان شیخنا ابو عبد اللہ من جلة العلماء الحافظین للمذھب، مع متانة الأدب، وجلالة القدر، وکرم الخلق، وسعة الصدر، واتساع جانب البر

اندلس کے مختلف شہروں شلب اور سبتہ میں قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ عدل وانصاف اور اخلاق عالیہ کی وجہ سے مرجع خلائق ٹھہرے۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

حمدت سیرته وعرفت نزاهته وکان أحد سروات الرجال، حافظاً للفقه مبرزاً فیه۔۔۔ صبوراً علی الجلوس للاسماع مع الکبرة۔

تالیفات: کئی مفید کتب کے مولف تھے جن میں سے چند یہ ہیں:

- کتاب الانوار (اس کتاب میں انھوں نے ابو الولید الباجی کی المنتقی اور ابن عبد البر کی الاستذکار کو جمع کیا)
- الجمع بین سنن الترمذی وسنن أبی داود۔ (غالباً انہوں نے یہ کتاب حمیدی کی الجمع بین الصحیحین کے طرز پر مرتب کی ہو)

ابن ابار کہتے ہیں:

ھو آخر من حدث من الأندلسیین بالاجازة عن الخولانی

وفات: ۵۸۶ھ میں اشبیلیہ کا یہ عالم بے مثل خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابوبکر، محمد بن عبد اللہ بن یحیی بن الجد الفھری اللبلی الاشبیلی (م ۴۹۶/۴۹۱ھ۔۵۸۶ھ)

اشبیلیہ کا یہ تبحر عالم جس کے اجداد کا تعلق لبلہ سے تھا اسی شہر یعنی لبلہ میں پیدا ہوا۔ ابن الجد کے نام سے معروف ہوئے۔ معزز خاندان سے تعلق تھا۔ ان کے بھائی ابو القاسم بن الجد

۱- تکملة ابار، ۲/۶۳ ترجمہ ۱۷۶؛ بغیة الملتمس، ۱/۱۱۱ ترجمہ ۱۳۹؛ ذیل اوسی، ۶/۲۰۳ ترجمہ ۵۹۷؛ تکملة منذری، ۱/۱۳۱ ترجمہ ۱۱۸؛ الدیباج، ۳۷۹؛ النجوم الزاهرة، ۶/۱۱۲؛ سیر أعلام، ۲۱/۱۴۷؛ شریش کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳/۳۴۰

Marfat.com

(م ۵۱۵ھ) صاحب علم تھے[1]۔ ضبی لکھتے کہ وکان من اھل بیت وجلالۃ۔ اندلس کے ممتاز شیوخ سے کسبِ فیض کیا۔

شیوخ: ان کے چند ممتاز شیوخ درج ذیل تھے:

- ابو بحر بن العاص (م ۵۲۰ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوالولید احمد بن عبداللہ بن طریف (م ۵۲۰ھ)
- ابو محمد عبدالرحمٰن بن عتاب (م ۵۳۱ھ)
- ابو مروان الباجی (م ۵۳۲ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۵۲۰ھ) نے اپنی تالیف کتاب البیان اور کتاب المقدمات دی۔
- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ) سے امام ترمذی کی الجامع کا سماع کیا۔
- ابوالقاسم الھوزنی۔ (م ۵۱۲ھ) ان سے امام مسلم کی الجامع الصحیح کا سماع کیا۔
- ابوالحسن بن الاخضر علی بن عبدالرحمٰن (م ۵۱۴ھ) سے سیبویہ کی کتاب اور دوسری کتب لغت وادب پڑھیں۔

تلامذہ: اندلس کے اہل علم نے ان سے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ یہ ہیں:

- ابو محمد ابن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)
- ابوالحسین محمد بن محمد بن زرقون (م ۶۲۱ھ)
- محمد بن علی بن الغزال (م ۶۲۵ھ)
- ابو علی عمر بن محمد الشلوبین الاشبیلی (م ۶۴۵ھ)
- ابوالخطاب بن دحیہ (م ۶۳۳ھ)
- یحییٰ بن احمد السکونی اللبلی (م ۶۲۷ھ)
- ابن قنترال (م ۶۰۰ھ)

۱۔ بھائی ابوالقاسم کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶/ ۳۲۶ ترجمہ ۸۴۱

Marfat.com

- ابن قطرال (م ۶۴۵ھ)
- ابن خلفون (م ۶۳۶ھ)
- ابن الرومیہ (م ۶۳۷ھ)
- محمد بن عبید اللہ الشریشی
- داود بن سلیمان ابن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوالربیع بن سالم (م ۶۳۴ھ) نے شیخ کو امام ترمذی کی الجامع سنائی۔
- ابو محمد القرطبی (م ۶۱۱ھ)

علمی مقام: ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آغاز میں ادب عربی میں مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد حدیث وفقہ کی طرف توجہ کی۔ ان کے شیخ ابوالولید بن رشد نے جب انھیں سلیم الفطرت اور ذہین پایا تو انھوں نے فقہ مالکی کے اتفاقی اور اختلافی مسائل کے حصول وحفظ کی طرف رغبت دلائی تو بہت جلد اس میں کمال حاصل کیا اور فتویٰ کی ریاست کے بے تاج بادشاہ بن گئے اور ساٹھ سال تک اس مقام پر فائز رہے۔ کہا جاتا ہے کہ فن حدیث میں درجہ کمال تک تو نہ پہنچے لیکن انھوں نے جو کچھ حاصل کیا اور لوگوں تک پہنچایا اس میں سند عالی کا اہتمام کیا۔

ان کے تلمیذ رشید ابوالربیع بن سالم نے ان کے حافظہ اور تبحر علمی کے اعتراف میں کہا:

فقيه الأندلس، وحافظها، وزعيمها غير منازع ولا مدافع۔۔۔ وآيةً من الآيات۔

حافظہ بہترین تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ پڑھتے حفظ ہو جاتا اور جو حفظ ہو جاتا وہ نقش ہو جاتا اور نہ بھولتے۔ ادبی ان کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان فقيها حافظاً، نحويا بارعاً، خطيبا مفوها بليغاً۔۔۔ عارفاً بأخبار أهل الأندلس عموماً وبأخبار اهل بلده خصوصاً۔

ان کے شاگرد ابن ملجوم کہتے ہیں:

حافظ أهل المغرب غير مدافع بحر يغرف من محيط۔

الضبی لکھتے ہیں:

Marfat.com

فقیه، حافظ متقدم فی الحفظ و الأدب

ابن رشید فقہ میں ان کی مہارت کے اعتراف میں کہتے ہیں:

بحر الفقه و حبره، و فقيه الأندلس و حافظ المذهب، لايدانيه احد مع الذهن الثاقب و سرعة الجواب و البراعة في العربية۔۔۔

منذری لکھتے ہیں:

حدث و أفتى و انتهت اليه الرياسة في القضاء و الفقه بالاندلس زيادة على ستين سنة۔

ابن ابار نے ان کی فصاحت وبلاغت کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

كان فصيحا، بليغاً خطيبا مفوهاً۔۔۔

ابن الجد وقت کی سازشوں کا نشانہ بنے اور لبلہ میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

تالیفات: ابن ابار لکھتے ہیں کہ اپنی ذہانت وفطانت اور تبحر علمی کے باوجود کتب تالیف نہ کر سکے۔ صرف ایک مجموعہ جو زکوۃ سے متعلق تھا اس تک رسائی ہوئی، لکھتے ہیں:

و لم يشتغل بالتأليف على غزارة حفظه و معانة مادة علمه۔

وفات: لبلہ کا یہ عظیم فرزند ۵۸۶ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابوبکر، عبدالرحمٰن بن محمد بن مغاور بن حکم بن مغاور السلمی الشاطبی (۵۰۲ھ۔۵۸۷ھ)

ابن مغاور کا تعلق علمی گھرانے سے تھا۔ تحصیل علم کا آغاز اپنے والد اور شاطبہ کے شیوخ سے کیا۔

شیوخ: ان کے ممتاز شیوخ یہ ہیں:

۱۔ تكملة ابار، ۲/ ۶۶۴ ترجمہ ۱۷۷؛ بغية الملتمس، ۱/ ۱۳۱ ترجمہ ۱۸۲؛ تكملة منذری، ۱/ ۱۳۵ ترجمہ ۱۲۳؛ النجوم، ۶/ ۱۱۲؛ الديباج ، ۳۹۴؛ سير أعلام، ۲۱/ ۱۷۷؛ شذرات ، ۴/ ۲۸۶؛ لبلہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/ ۱۰

Marfat.com

- محمد بن مغاور الشاطبی (م ۵۳۶ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد محترم [1]
- ابو علی حسین بن محمد بن فیرہ الصدفی السرقسطی (م ۵۱۴ھ)۔ ان سے ترمذی کی الشمائل کا سماع کیا۔
- ابو جعفر احمد بن علی بن غزلون التطیلی (م ۵۲۴ھ)
- ابو جعفر احمد بن عبدالرحمٰن بن جحدر الانصاری الشاطبی (م ۵۱۵ھ)
- ابو الولید بن الدباغ (م ۵۴۶ھ)

تلامذہ: ابن مغاور اپنے علم کو دوسروں تک پہنچانے میں بڑے مستعد تھے۔ مجالس علمی منعقد کرتے۔ ان کے نمایاں تلامذہ درج ذیل ہیں:

- قاضی ابو الحسن بن واجب (م ۵۴۰ھ)
- قاضی ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابن حوط اللہ داؤد بن سلیمان (م ۶۲۱ھ)
- ابو القاسم طیب المرسی
- ابن حوط اللہ عبداللہ سلیمان (م ۶۱۲ھ)
- الوالربیع سلیمان بن سالم (م ۶۳۴ھ) نے شاطبہ میں ۵۸۶ھ میں فوائد أبی علی الصدفی کا سماع کیا۔

علمی مقام: محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ممتاز ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ ابن ابار ان کے علم وفضل کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان في وقته بقية مشيخة الكتاب وجلة الأدباء المشاهير بالاندلس مع الثقة وصدق اللهجة وكرم النفس، بليغاً مفوها مدركاً۔

۱۔ محمد بن مغاور الشاطبی (م ۵۳۶ھ)۔ ابو علی السکری کے معروف تلامذہ میں سے تھے۔ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۱۳۹ ترجمہ ۱۱۹؛ تکملۃ ابار، ۱/ ۳۵۸ ترجمہ ۱۲۷۶۔ ان کے والد مغاور بن حکم بھی اہل علم میں سے تھے۔

Marfat.com

ذھبی نے انھیں الامام العلامة الفقیه، الکاتب البلیغ کے خطابات سے یاد کیا ہے۔

وفات: ابن مغاور شاطبہ میں ۵۸۷ھ میں انتقال کر گئے۔ (۱)

ابو محمد، قاسم بن فیرہ بن ابی القاسم خلف بن احمد الرعینی الشاطبی (م ۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

ابو محمد شاطبہ میں ۵۳۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اندلس کے شیوخ سے استفادے کے ساتھ ساتھ بلاد مشرق کے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ بعد میں قاہرہ منتقل ہو گئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔

شیوخ: شیوخ کی فہرست طویل ہے۔ علم قراءت بالخصوص پہلے تین شیوخ سے سیکھا۔

- ابو عبداللہ محمد بن علی بن ابی العاص الضریر بن اللایہ المقریٔ (م ۵۶۰ھ) (۲)
- ابو جعفر احمد بن محمد بن علی۔ ابن للایۃ کے صاحبزادے (۳)
- ابو الحسن بن ھذیل البلنسی (م ۵۶۴ھ)
- ابو الحسن بن النعمۃ (م ۵۶۷ھ)

چند دیگر شیوخ کے اسماء یہ ہیں:

- ابو عبداللہ بن سعادۃ الشاطبی (م ۵۶۶ھ)
- ابو محمد علیم بن عبدالعزیز (م ۵۶۴ھ)
- ابو محمد بن عاشر (م ۵۶۷ھ)
- ابو جعفر بن مسعود بن ابراھیم بن اشکنبذ
- ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحیم (م ۵۶۷ھ)
- ابو عبداللہ بن حمید

۱۔ تکملة ابار، ۳/ ۳۹ ترجمہ ۹۸؛ تکملة منذری، ۱/ ۱۵۳ ترجمہ ۱۳۶؛ سیر اعلام، ۲۱/ ۱۵۰؛ شذرات، ۴/ ۲۸۹؛ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۲۴۷ ترجمہ ۲۲۱؛ صلة زبیر، ۳/ ۱۴۲ ترجمہ ۳۳۳

۲۔ ابو عبداللہ بن اللایہ کے لیے رجوع کیجیے: تکملة ابار، ۱/ ۳۶۷ ترجمہ ۱۳۱۵؛ معرفة قراء الکبار، ۳/ ۱۰۴۸

۳۔ صاحبزادے ابو جعفر کے لیے رجوع کیجیے: تکملة ابار، ۱/ ۶۸ ترجمہ ۱۹۹؛ ذیل اوسی، ۱/i/ ۶۳۲ ترجمہ ۷۰۳۔ والد اور صاحبزادے دونوں اندلس کے ممتاز عالم جو علوم قرآن وحدیث کے ماہر تھے۔

Marfat.com

○ ابوالطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)۔ حج کے لیے گئے تو سکندریہ میں ان سے سماع کیا۔

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد بالخصوص مصر کے تلامذہ نے خوب استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

○ عیسی بن مکی بن حسین (م ۶۴۹ھ) صاحب ترجمہ کے داماد

○ علی بن سالم بن شجاع (م ۶۴۸ھ)

○ ابوعمر بن عات الاندلسی (م ۶۰۹ھ)

○ ابوالحسن بن خیرہ

○ ابوالعباس العزفی السبتی

○ ابوبکر بن وضاح الشغری

○ ابوالحسن علی بن الجمیزی

○ ابومحمد بن عبدالوارث

○ علی بن شجاع القرشی

○ ابوالقاسم بن الحداد

○ محمد بن یحییٰ الجنجالی

تلامذہ کی کثیر تعداد نے بذریعہ اجازۃ بھی روایت کیا۔

علمی مقام: شاطبی فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے اندلس سے نکلے تو ازاں بعد ۵۷۲ھ میں مصر میں سکونت اختیار کر لی۔ وہ علم قراءت، حدیث، شعروادب پر دسترس رکھتے تھے۔ اہل مصر میں ان کے علم وفضل کا چرچا ہوا اور شہرت دور دور تک پھیلی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

نزل مصر و تصدر للاقراء بها وعظم شأنه وبعد صيته و انتهت اليه الرياسة فی تلك الصناعة وأخذ عنه الناس و كان مقرئاً محققا من أهل التجويد و التعليل والمعرفة بالقراءات والقيام عليها والحفظ لها۔

الاوسی لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان من جلة أئمة المقرئين كثير المحفوظات جامعاً لفنون العلم بالتفسير، محدثا راوية ثقة، فقيها مستبحراً متحققا بالعربية مبرزاً فيها، بارع الأدب شاعراً مجيداً، عارفاً بالرويا ديناً فاضلاً صالحاً مراقبا۔

ذھبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

كان اماماً قدوة، زاهداً، عابداً مهيباً كبير الشأن۔

وفات تک مدرسہ فاضلیہ میں قرآن حکیم پڑھاتے رہے۔ حافظہ بے مثل تھا آنکھوں کی نعمت سے محروم ہونے کے باوجود کتب میں مسائل کی تحدید (یعنی صفحہ نمبر وغیرہ) کر دیتے تھے۔ جب ان کے سامنے الموطأ یا الصحیحین پڑھی جاتیں تو اپنی یادداشت سے اغلاط کی تصحیح کر دیتے۔ ایک موقعہ پر اپنے نابینا داماد کو تنبیہ کی کہ اصول سیکھنا اس کے لیے مناسب نہیں۔ صاحب کرامات تھے۔ زہد وورع کا پیکر تھے۔

تالیفات: وہ قادر الکلام تھے۔ بلاغت وفصاحت ان کی تحریروں میں جھلکتی ہے۔ انھوں نے کئی کتب تالیف کیں، مثلاً:

- حرز الامانی ووجہ التھانی

  یہ منظوم قصیدہ علم قراءت سے متعلق تھا جس میں انھوں نے سات مشہور قراءات کو جمع کیا۔ اہل علم نے اسے القصیدة الفریدة کہا۔

  وہ کہا کرتے کہ یہ قصیدہ میں نے رضائے الٰہی کے لیے منظوم کیا ہے۔ ان شاء اللہ جو اسے پڑھے گا اسے فائدہ ہوگا۔

- عقيلة القصائد في أسنى المقاصد۔ یہ مصحف کے رسم پر ایک قصیدہ تھا۔
- قصیدہ دالیة۔ پانچ صد (۵۰۰) ابیات پر مشتمل تھا۔ یہ قصیدہ التمہید لا بن عبد البر کے محتویات وموضوعات پر مہارت حاصل کرنے کا ذریعہ تھا۔

ذھبی ان دونوں قصائد کے بارے میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

وقصیدتاہ فی القراءات والرسم ممایدل علی تبحرہ۔

انھوں نے ان قصائد کے ذریعے ایک مشکل فن کو آسان بنادیا۔

وفات: یہ عالم بے مثل مصر میں جمادی الاخرہ ۵۹۰ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔امام جامع مصر ابواسحاق العراقی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں بڑے بڑے اہل علم نے شرکت کی۔ہر شخص کی زبان پر تحسینی کلمات تھے اور وہ ان سے جدائی پر متاسف تھے۔مقبرہ البیسانی میں تدفین ہوئی۔(۱)

ابومحمد،عبدالمنعم بن محمد بن عبدالرحیم بن فرج الخزرجی الغرناطی (م ۵۲۴ھ۔۵۹۷ھ)

ابن الفرس کے نام سے معروف تھے۔علمی وادبی خانوادے سے تعلق تھا۔ابن فرحون لکھتے ہیں:

وبیتہ عریق فی العلم والنباھۃ۔

تعلیم کا آغاز اپنے دادا اور والد سے کیا۔ان کے علاوہ دیگر اجل شیوخ کی خدمت میں بیٹھے اور استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ یہ ہیں:

- الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحیم (م ۵۶۷ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد محترم (۲)
- ابوالقاسم عبدالرحیم بن محمد (م ۵۴۲ھ)۔ دادا محترم (۳)

۱- تکملۃ ابار، ۴/۳/۷ ترجمہ ۲۰۶؛ ذیل اوسی، ۵/ii/۵۴۸، ترجمہ ۱۰۸۸؛ صلۃ زبیر، ۳/۷/۳۴۷ ترجمہ ۸۱۲؛ سیر اعلام، ۲۱/۲۶۱؛ شذرات، ۴/۳۰۱؛ نفح الطیب، ۲/۲۴۱؛ معرفۃ القراء، ۳/۱۰۴۸؛ تاریخ ذہبی، ۴۱/۳۸۳

۲- والد ابوعبداللہ محمد بن عبد الرحیم (م ۵۶۷ھ) کے لیے رجوع کیجیے: تکملۃ ابار، ۲/۷/۳ ترجمہ ۱۰۲؛ شجرۃ النور، ۱/۱۵۰

۳- دادا عبدالرحیم بن محمد (م ۵۴۲ھ) کے لیے دیکھیے: صلۃ زبیر، ۳/۱۵۹ ترجمہ ۳۷۱؛ شجرۃ النور، ۱/۱۳۵؛ المعجم فی اصحاب الصدفی، ۲۵۰ ترجمہ ۲۲۳

Marfat.com

- ابوالولید بن الدباغ (م ۵۴۶ھ)
- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابوعبداللہ بن سعادۃ (م ۵۶۶ھ)
- ابوالقاسم ابن ورد (م ۶۲۵ھ)
- ابوالقاسم ابن بقی (م ۶۲۵ھ)
- یونس بن مغیث (م ۵۳۳ھ)
- الرشاطی (م ۴۶۶ھ)
- ابوطاہر السّلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابومحمد عبدالحق ابن عطیہ (م ۵۴۱ھ)
- ابوعبداللہ غلام الفرس (م ۵۴۷ھ)
- ابومروان بن قزمان (م ۵۶۴ھ)
- قاضی عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ)
- ابن نجاح (م ۵۵۰ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹)
- المازری (م ۵۳۶ھ)
- ابومروان الباجی (م ۵۳۲ھ)
- ابن ابی الخصال (م ۵۲۸ھ)
- ابن موھب
- ابوالعباس بن خلف بن عیشون
- ابوعامر بن شیرویہ۔ ان سے سیرۃ ابن ھشام کا سماع کیا۔

تلامذہ: اس وقت کے تمام اکابر نے ان سے استفادہ کیا جن میں سے چند یہ ہیں:

Marfat.com

- ابن الفرس ابویحییٰ عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم۔صاحب ترجمہ کے صاحبزادے[1]
- اسماعیل بن یحیی العطار المقریؒ (م ۶۶۸ھ)
- ابومحمد بن عطیہ (م ۶۰۸ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن الحسن القرطبی (م ۶۱۱ھ)
- ابن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوالقاسم محمد بن عبدالواحد الملاحی (م ۶۱۹ھ)
- ابن واجب القیسی (م ۶۱۴ھ)
- ابوالحسین/ ابوعلی الرندی (م ۶۴۹ھ)
- یحیی بن عبداللہ الدانی (م ۶۲۳ھ)
- ابومحمد ابن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)
- ابوالربیع بن سلیمان (م ۶۳۴ھ)
- ابن قطرال (م ۶۵۱ھ)
- الشرف المرسی۔ انھوں نے ابن الفرس سے الموطأ کا سماع کیا۔
- ابومحمد عبدالغنی بن محمد (م ۶۲۷ھ)۔ ابن فرس کی صحبت میں بیس سال رہے۔
- ابن عتیق اللاردی (م ۵۵۶ھ)۔ ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے ابوعبداللہ سے ان کی جوانی میں سنا اور جلد ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

علمی مقام: وہ اپنے وقت کے اجل فقیہ اور محدث تھے۔اہل علم نے ان کے فقاہت اور ذہانت کی تعریف کی ہے۔ابن ابار لکھتے ہیں:

کان له التحقق بالعلوم علی تفاریقها و أخذ فی کل فن منها و له التقدم فی حفظ الفقه و بصر بالمسائل مع المشارکة فی صناعة الحدیث و العکوف علیها۔

۱۔ ابویحییٰ عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم کے لیے رجوع کیجئے: تکملة ابار، ۳/۴۹ ترجمہ ۱۲۱

Marfat.com

ابوالربیع بن سالم ابن الجد کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

ماأعلم بالاندلس أحفظ لمذهب مالك من عبد المنعم بن الفرس بعد أبی عبد الله بن زرقون۔ وبيته عريق فی العلم والنباهة وله ولأبيه وجده رواية ودراية وجلالة، كان كل واحد منهم فقيها مشاورأ وعالما متفننا۔

ابن زبیر لکھتے ہیں:

كان فقيها حافظاً جليلاً، عارفاً بالنحو والآدب واللغة، كاتباً بارعاً، شاعراً مطبوعاً۔۔۔ كان متقن التقييد، جيد الضبط بارع الخط، سنيا فاضلا۔

اوسی لکھتے ہیں:

كان من بيت علم وجلالة مستبحراً فی فنون المعارف۔۔۔ ذكی القلب، حافظاً للفقه حاضر الذكر له، متقدماً فی علوم اللسان۔

اندلس کے کئی شہروں میں قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے۔ غرناطہ کے قاضی القضاۃ رہے۔ اس کے علاوہ جزیرہ شقر، وادی آش اور جیان میں بھی قاضی کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس کے بعد شرطہ اور احتساب کے شعبہ کی ذمہ داری کو ادا کیا۔ تمام عہدوں کو احسن طریق پر ادا کیا۔ النباھی صاحب قضاۃ الاندلس لکھتے ہیں:

وقام بالمجموع كلها أحسن قيام۔

تالیفات: متعدد کتب ابن الفرس کی طرف منسوب کی گئی ہیں، مثلاً

- کتاب الأحکام یہ کتاب ۲۵ سال کی عمر میں تحریر کی۔
- اختصار کتاب النسب لابی عبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ)
- الاختصار لاحکام السلطانیة
- المحتسب لابن جنّی کا اختصار کیا۔
- ناسخ القرآن ومنسوخه لابن شاھین کا اختصار مرتب کیا۔

Marfat.com

- رسالة تفضيل العجم على العرب لابن الغرسية (م ۳۸۱ھ) کا رد لکھا۔
- كتاب صناعة الجدل (کوفہ اور بصرہ کے علمائے نحو کے اختلافات پر مبنی تھی)

وفات: وفات سے چند سال قبل یادداشت خراب ہوگئی تھی، فالج کا حملہ بھی تھا لہٰذا تلامذہ ان سے علم کی تحصیل سے رُک گئے تھے۔ ۵۹۷ھ میں قرطبہ میں وفات ہوئی۔ جنازے میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ مقبرہ باب البیرہ میں تدفین ہوئی۔[1]

ابوبکر، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن موسیٰ الازدی المرسی (۵۴۷ھ۔۵۹۷ھ)

ابن برطلہ کے نام سے معروف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ ابوعلی الصدفی الشہید (م ۵۱۴ھ) کے نواسے تھے۔ والدہ فاطمہ (م ۵۹۰ھ) اپنے وقت کی عالمہ وفاضلہ خاتون تھیں۔ والد ابن برطلہ عبداللہ بن موسی بن سلیمان[2] بھی اپنے وقت کے ممتاز اہل علم میں سے تھے۔

شیوخ: ابوبکر نے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ ان کے ممتاز شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوبکر بن ابی لیلی (م ۵۶۶ھ)
- ابوعبداللہ بن سعادہ (م ۵۶۵ھ)
- ابوبکر بن الجد (م ۵۸۹ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوعبداللہ بن عبدالرحیم بن الفرس (م ۵۶۷ھ)
- ابومحمد بن عاشر (م ۵۶۷ھ)

۱- تکملة ابار، ۳/ ۱۲۷ ترجمہ ۳۱۰؛ صلة زبیر، ۳/ ۱۹۴، ترجمہ ۳۶۱؛ ذیل اوسی، ۵/i/۵۸ ترجمہ ۱۲۹؛ شجرة النور، ۱/ ۱۵۰؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۱۰؛ سیر اعلام، ۲۱/ ۳۶۴؛ تکملة مندری، ۱/ ۴۰۴ ترجمہ ۶۲۸؛ تاریخ ذہبی، ۴۲/ ۳۰۶؛ النجوم الزاهرة، ۶/ ۱۸۰؛ الدیباج، ۳۱۲؛ ابن فرحون اور محمد بن مخلوف نے سال وفات ۵۹۹ھ لکھا ہے۔ شقر اور جیان کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۳/ ۳۵۴؛ ۲/ ۱۹۵

۲- والد عبداللہ بن موسی بن سلیمان الازدی المرسی (م ۵۶۳ھ) کے لیے رجوع کیجئے: تکملة ابار، ۲/۲۶۶ ترجمہ ۷۷۷

Marfat.com

- ابوبکر بن بییش (م ۵۸۰ھ)
- ابوالقاسم بن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابوالحسن بن النعمۃ (م ۵۶۷ھ)
- ابومحمد بن سھیل الضریر
- ابوعلی بن عریب الطرطوشی (م ۵۶۳ھ)۔ان سے علم قراءات سیکھا

تلامذہ: تلامذہ کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔درج ذیل تلمیذ کا تعین ہوسکا:

- ابوالربیع بن سالم (م ۶۳۴ھ)

علمی مقام: حدیث اور فقہ کی درس وتدریس کے علاوہ مرسیہ کی جامع مسجد کے خطیب اور امام رہے۔دانیہ میں قاضی کے عہدہ پر فرائض سرانجام دیئے۔نیک سیرت اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ابن الابار لکھتے ہیں:

کان حمید السیرۃ معروف النزاھۃ۔

حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔ثقہ ومتقن راوی تھے۔ابن ابار لکھتے ہیں:

کان حافظاً للحدیث راویۃ متقناً ذاحظ من العربیۃ و مشارکۃ فی الأدب۔

محمد مخلوف لکھتے ہیں:

کان اماماً حافظاً للحدیث راویۃ، متفنناً فی العلوم فقیھا مع الفصاحۃ والجلالۃ ونباھۃ السلف والعدالۃ۔

وفات: ابوبکر بن برطال مرسیہ میں ۵۹۷ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔الباب الجدید کے قریب مقبرہ میں تدفین ہوئی۔(۱)

۱- تکملۃ ابار، ۳/۴۱ ترجمہ ۱۰۰؛ شجرۃ النور، ۱/۱۷۰؛ صلۃ زبیر، ۳/۱۴۳ ترجمہ ۳۳۴

Marfat.com

ابوجعفر، احمد بن یحییٰ بن احمد بن عمیرہ الضبی المرسی (۵۵۵ھ-۵۹۹ھ)

ابوجعفر بلش میں پیدا ہوئے۔ لورقہ میں تعلیم حاصل کی۔ مختلف علاقوں کے رحلات کے بعد مرسیہ میں سکونت اختیار کر لی۔ افریقہ اور اندلس کے مختلف شہروں میں مقیم شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند اساتذہ درج ذیل ہیں:

- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- عبدالحق الاشبیلی (م ۵۸۱ھ)
- عبدالرحمٰن بن القصیر (م ۵۷۶ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابوحفص المیانشی (م ۵۸۱ھ)
- ابوالطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ)
- ابن دُلیل
- احمد بن عبدالملک (م ۵۷۷ھ)۔ والد کے چچازاد بھائی [1]
- ابوعبداللہ بن حمید۔ الضبی کے سب سے پہلے شیخ۔ اس وقت صاحب ترجمہ کی عمر ابھی دس برس بھی نہیں تھی۔

تلامذہ: میسر مصادر میں ان کے تلامذہ کا تعین نہ ہو سکا۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

روى عنه جماعة من شيوخنا و كبار أصحابنا۔

علمی مقام: الضبی نے بلادِ اندلس، افریقہ، حجاز اور دیگر علاقوں کے بکثرت سفر کیے اور اہل علم سے استفادہ کیا۔ ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے ضبی سے بھی استفادہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا خط بہت خوبصورت تھا اور بہت تیز لکھا کرتے تھے۔ فن کتابت کے ذریعے انھیں خطیر رقم مل

۱- چچازاد بھائی احمد بن عبدالملک کے لیے رجوع کیجیے: تکملۃ ابار ۱۰/۲/۷۲ ترجمہ ۲۱۳

Marfat.com

جاتی اور وہ سہولت کے ساتھ زندگی گزارتے۔ الضبی کو ادب سے بھی لگاؤ تھا۔ وہ شعر بھی کہتے۔

تالیفات: الضبی کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحت میں گذرا اور پچاس سال سے کم عمر میں فوت ہو گئے لیکن اس کے باوجود مفید تالیفات ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- الاربعين
- المسلسلات النبوية
- مطلع الانوار لصحيح الآثار۔ اس میں انہوں نے امام بخاری اور مسلم کے الجامع کو یکجا کیا۔
- بغية الملتمس في رجال اهل الأندلس۔ یہ کتاب علمائے اندلس کے تذکرہ پر مشتمل ہے

بغية دراصل الحمیدی (م ۴۸۸ھ) کی کتاب جذوة المقتبس کا تکملہ ہے۔ حمیدی نے ۴۵۰ھ تک وفات پانے والے اہل علم کے حالات محفوظ کیے۔ الضبی نے بغية میں ۵۹۱ھ تک کے اہل علم کو اپنی کتاب میں جگہ دی۔ الضبی نے بغية میں ابن الفرضی کی تاریخ علماء الأندلس اور حمیدی کی الجذوة سے اخذ واستفادہ کیا لیکن ساتھ ساتھ حمیدی کی بعض اغلاط کی تصحیح کی۔ الضبی کے تراجم مختصر ہیں جبکہ بعض صورتوں میں تو صرف صاحب ترجمہ کے نام پر اکتفا کرتے ہیں۔ انھوں نے حمیدی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کتاب کے آغاز میں اندلس کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔

وفات: الضبی کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کی وفات ان پر ایک عمارت گرنے سے ہوئی۔ ان کو نکال لیا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔ یہ حادثہ ۵۹۹ھ میں پیش آیا۔ (۱)

ابو بکر، محمد بن احمد بن عبد الملک بن موسیٰ بن ابی جمرہ الأموی المرسی (م ۵۱۸ھ۔ ۵۹۹ھ)

ابو بکر کے جدِ امجد محمد بن مروان جو ابو جمرہ کے نام سے معروف ہوئے، ان لوگوں میں سے

۱۔ تکملة ابار، ۱/ ۸۴ ترجمہ ۲۴۲؛ بغية (مقدمة المحقق)، ۱/ ۱۵۔ ۲۱؛ بلنش اور لوزقۃ/ لُرقہ کے لیے رجوع کیجئے: معجم البلدان، ۱/ ۴۸۴؛ ۵/ ۲۵

Marfat.com

تھے جو اموی حکومت کے آغاز میں اندلس آئے۔ مروان بن حکم کے مولیٰ تھے۔ انھوں نے قیروان میں سحنون بن سعید سے المدونۃ کا سماع کیا جو خاندان میں آباء سے ابناء تک مسلسل روایت ہوتی رہی۔ صاحب ترجمہ نے بھی اس کا سماع کیا۔ ابن ابی جمرہ مرسیہ کے معزز و ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے تھے (۱)۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

کان عریقاً فی النباھة و الوجاھة۔

اوسی لکھتے ہیں:

کان من بیت علم و جلالة

ابن ابی جمرہ کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے جو بڑی دعاؤں کے بعد پیدا ہوئے۔ اپنے خاندان کی روش پر چلے اور بہت جلد فقہ مالکی اور علمی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- احمد بن عبدالملک بن موسیٰ (م ۵۳۳ھ)۔ والد (۲)۔ ان سے المدونۃ اور الدانی کی التیسیر پڑھی۔
- ابو بحر سفیان بن العاص (م ۵۲۰ھ)

۱۔ خاندان کے بعض اہل علم کے لیے دیکھیے: مروان بن عبدالملک (تکملۃ ابار، ۲/ ۱۸۳ ترجمہ ۴۷۵)؛ ولید بن مروان (تکملۃ ابار، ۴/ ۱۵۱ ترجمہ ۴۳۹)؛ محمد بن مروان (تکملۃ ابار، ۱/ ۲۸۵ ترجمہ ۴۷۵)؛ لسان الدین ابن خطیب نے خاندان کے ایک اور عالم عبد اللہ بن محمد بن احمد بن ابی جمرہ م ۷۱۱ھ کا ذکر بھی کیا ہے (الاحاطة، ۳/ ۳۱۶)۔

۲۔ ابو العباس احمد بن عبدالملک بن موسیٰ بن عبدالملک م ۵۳۳ھ (ذیل اوسی، ۱/۱/ ۴۴۵ ترجمہ ۳۴۸)؛ بھائی محمد بن عبدالملک بن موسیٰ م ۵۲۰ھ (ذیل اوسی، ۶/ ۴۰۹ ترجمہ ۱۰۹۹)؛ دادا ابو مروان عبدالملک بن موسیٰ م ۴۸۵ (تکملۃ ابار، ۳/ ۱۷ ترجمہ ۱۷۱)؛ پردادا موسیٰ بن عبدالملک بن ولیدان کے بارے میں ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ جب اندلس میں فتنہ و فساد پھیلا تو انہوں نے بلادِ مشرق جانے کا ارادہ کیا لیکن جب اپنے شیخ یونس بن مغیث سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ابو ایوب انصاریؓ سے مروی یہ روایت سنی: ان للہ تعالیٰ فی أرضه جزیرة یقال لها الأندلس فیهم مرابط و میتهم شهید یأمنون من الصعقة لکثرة فزعهم۔ سنائی تو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے ارادہ کو ترک کر دیا، دیکھیے: (تکملۃ ابار، ۲/ ۱۷۲)

Marfat.com

- ابوالحسن بن النعمہ (م ۵۶۷ھ)
- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابوعبداللہ بن یوسف بن سعادہ (م ۵۶۶ھ)
- ابوالفضل بن عیاض (م ۵۴۴ھ)
- ابومحمد عبدالحق بن عطیہ (م ۵۴۲ھ)۔ انھوں نے اپنی تفسیر کی روایت کی اجازت دی۔
- ابوبکر ابن الجد (م ۵۸۶ھ)
- ابوالقاسم محمد بن ھشام بن ابی جمرہ (م ۵۳۰ھ)
- ابومحمد عاشر بن محمد (م ۵۶۷ھ)
- ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابوالحسن شریح بن محمد (م ۵۳۹ھ)
- ابوالولید بن الدباغ (م ۵۴۶ھ)
- ابوالقاسم بن ورد احمد بن محمد (م ۵۴۰ھ)
- ابومحمد الرشاطی (م ۵۴۲ھ)
- ابوالولید بن رزق (م ۵۶۰ھ)
- ابوالطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوعبداللہ المازری (م ۵۳۶ھ)

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوالقاسم احمد بن محمد بن احمد بن محمد (م ۶۱۳ھ)
- ابوسلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوالربیع بن سالم (م ۶۳۴ھ)
- ابوعمر بن عات (م ۶۰۹ھ)
- ابوالحسن بن البناد علی بن عبداللہ (م ۶۱۴ھ)

Marfat.com

- ابوبکر بن مشلیون
- ابوعبداللہ بن نذیر
- ابوالعباس العزفی
- ابوبکر بن محرز
- ابوعلی بن زلال

علمی مقام: ابنِ ابی جمرہ مرسیہ کے ممتاز علماء میں سے تھے جو متنوع علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ فقہ میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ ۵۳۹ھ یعنی اکیس (۲۱) برس کی عمر میں مجلس شوریٰ کی ذمہ داری عمدگی سے انجام دی۔ مرسیہ، بلنسیہ، شاطبہ اور یولہ وغیرہ میں عہد قضاء پر رہے۔ وہ ایک عادل اور منصف قاضی کے طور پر جانے جاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ساٹھ (۶۰) سال تک بطور مفتی کام کرتے رہے۔ ابن ابار ان کی فضیلت علمی کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کان فقیها حافظاً بصیراً بمذهب مالک، عاکفاً علی تدریسه، فصیح اللسان، حسن البیان عدلاً فی أحکامه، جزلاً فی رأیه۔۔۔ کان رئیس المفتین۔

اوسی نے ان الفاظ میں ان کے علم وفضل کا اعتراف کیا:

کان فقیها حافظاً فصیح اللسان، ادیباً بلیغاً حسن المشارکة، ذاکراً للتواریخ، محدثاً عالی الروایة۔

ذہبی انھیں الشیخ المعمر، مسند المغرب کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عمر کے آخری حصے میں فتویٰ دینے سے روک دیئے گئے۔

تالیفات: درس وتدریس اور طویل عرصہ فتویٰ دینے کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ مفید کتب کے مصنف بھی تھے۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- شرح صحیح مسلم
- اقلید التقلید/الاقلید
- الأعلام فی التعریف ببنی جمرة الأعلام

Marfat.com

- نتائج الأفکار /الابکار و مناهج النظار فی معانی الآثار
- برنامج

وفات: ابن ابی جمرہ مرسیہ میں ۵۹۹ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ا۔ تکملۃ ابار، ۲/۷۹ ترجمہ ۲۲۲؛ ذیل اوسی،۶/۵ ترجمہ ۱؛ سیر اعلام، ۲۱/۳۹۸؛ شجرۃ النور، ۱/۱۶۲؛ شذرات، ۴/۳۴۲

Marfat.com

ساتویں صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

ابوعمر، احمد بن ھارون بن احمد بن جعفر بن عات النفزی الشاطبی (۵۴۲ھ۔۶۰۹ھ)

ابوعمر احمد بن ھارون ابن عات کے نام سے معروف تھے۔ شاطبہ میں پیدا ہوئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ مشہور قبیلہ نفزہ سے تعلق تھا۔ علم کی تحصیل کے لیے بلاد مغرب اور مشرق کے سفر کیے۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں چند یہ ہیں:

- ابومحمد، ھارون بن احمد (م ۵۸۲ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد[1]
- ابوالحسن، علی بن محمد بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- علیم بن عبدالعزیز الاندلسی (م ۵۶۴ھ)
- ابوالطاہر اسماعیل بن مکی بن عوف (م ۵۸۱ھ)
- ابوطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوالقاسم ابن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوالفرج الجوزی (م ۵۹۷ھ)
- ابوالحسن بن النعمۃ (م ۵۶۷ھ)
- ابوالحسن علی بن المفضل المقدسی (م ۶۱۱ھ)
- شھدہ بنت ابی نصر (م ۵۷۴ھ)

۱۔ والد ھارون بن احمد (۵۸۲ھ) شاطبہ کے معروف محدث تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۱۴۱/۴ ترجمہ ۴۰۹؛ صلۃ زبیر، ۳۸۶/۳ ترجمہ ۹۰۲

Marfat.com

- عبدالحق اشبیلی الخراط (م ۵۸۱ھ)
- محمد بن یوسف بن سعادہ (م ۵۶۶ھ)
- وھب بن نذیر (م ۵۹۵ھ)
- ابوبکر بن نمارہ الحجری (م ۵۶۳ھ)
- مخلوف بن علی معروف بابن جارہ الاسکندرانی (م ۵۸۳ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ) صاحب تکملۃ الصلۃ نے بھی روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ کثیر تھے۔ منذری لکھتے ہیں کہ وہ طالبان علم کے سامنے احادیث بیان کرتے۔ حافظہ بے مثل تھا۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابوعمرو سالم بن صالح (م ۶۲۰ھ)
- ابن غلبون (م ۶۱۳ھ)
- ابوالقاسم محمد بن عبدالواحد الملاحی (م ۶۱۹ھ)
- ابومحمد بن برطلہ (م ۶۶۱ھ)
- ابوالخطاب احمد بن محمد بن واجب (م ۶۱۴ھ)
- ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن جوبر
- ابوالقاسم احمد بن محمد بن نجوت (م ۶۶۱ھ)

علمی مقام: علوم و معارف کی تحصیل کے لیے ہمیشہ آمادہ رہتے۔ زاہد و عابد تھے۔ زندگی نہایت سادہ تھی۔ موٹا جھوٹا کھانے پینے اور پہننے میں کوئی شرم محسوس نہ کرتے۔ مسجد میں مؤذن نہ ہوتے تو یہ اذان بھی دے دیا کرتے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

كان أحد الحفاظ يسرد المتون ويحفظ الأسانيد عن ظهر قلب لا يخل منها بشئى، موصوفاً بالدراية والرواية، غالباً عليه الورع والزهد على منهاج السلف

کہا جاتا ہے کہ اہل شاطبہ ابوعمر ابن عبدالبر اور ابن عات پر فخر کرتے تھے۔ اوسی لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان من اكابر المحدثين الجلة الحفاظ المسندين للحديث والآداب بلا مدافعة يسرد الاسانيد والمتون فلا يخل بحفظ شيء منها عدلاً ثقة ماموناً مرضياً

طرزِ زندگی نہایت سادہ تھا۔ زاہد و عابد تھے۔ سخی و فیاض تھے، مساکین و غربا کی دل کھول کر مدد کرتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ كان من بقايا الحفاظ المكثرين

تالیفات: کئی کتب کے مؤلف تھے۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

له تواليف دالة على سعة حفظه مع حظ من النظم والنثر

چند تالیفات یہ ہیں۔ اپنے شیوخ کے حالات پر مشتمل دو کتب تالیف کیں۔

- النزهة في التعريف بشيوخ الوجهة
- ريحانة النفس وراحة الانفس في ذكر شيوخ الاندلس
- كتاب الطرر على الوثائق المجوعة

وفات: اندلس سیاسی اعتبار سے دگرگوں تھا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگیں ہوئیں۔ ان میں سے ایک واقعہ العقاب (۱) ہے جس میں صاحب ترجمہ نے حصہ لیا۔ اسی جہاد میں انھوں نے م۶۰۹ھ میں شہادت پائی۔ اس معرکے میں گو مسلمان بظاہر فتحیاب ہوئے لیکن مسلمانوں کی کثیر تعداد نے جامِ شہادت نوش کیا۔ (۲)

ابوعبداللہ، محمد بن عبدالرحمن بن علی بن محمد التجیبی الاشبیلی المرسی (۵۴۰ھ-۶۱۰ھ)

ابوعبداللہ کا اشبیلیہ سے تعلق تھا۔ ان کے والد اوریولہ میں سکونت رکھتے تھے۔ خاندان مرسیہ منتقل ہوا اور ابوعبداللہ ۵۴۰ھ میں لقنت الصغریٰ میں پیدا ہوئے۔ اندلس کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ ازاں بعد حجاز مقدس فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے گئے اور اس کے بعد مشرق کے

۱۔ واقعہ العقاب کے لیے دیکھیے: الروض المعطار، ۴۱۶

۲۔ التکملة ابار، ۱/۹۰ ترجمہ ۲۶۲؛ ذیل اوسی، ۱/i/۳۲۷ ترجمہ ۸۵۸؛ التکملة منذری، ۲/۲۴۲ ترجمہ ۱۲۳۲؛ تذکرة، ۴/۱۳۸۹؛ سیر اعلام، ۲۲/۱۳؛ شذرات، ۵/۳۶؛ قضاة الاندلس، ۱۱۶؛ نفح الطیب، ۳/۳۴۵؛ تاریخ ذہبی، ۴۸/۲۰۵

Marfat.com

مختلف شہروں میں اہل علم سے ملاقات اور استفادے کے لیے سفر کیے۔ بلادِ مشرق میں طویل عرصہ رہے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے مشرق کے ڈیڑھ سو (۱۵۰) سے زیادہ اجل شیوخ سے سماع کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالحجاج الثغری (م ۵۷۹ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحیم بن الفرس (م ۵۶۷ھ)
- ابومحمد عبدالحق الاشبیلی (م ۵۸۱ھ)
- ابومحمد بن عبداللہ
- علی بن حمید الطرابلسی
- ابواحمد بن معط المرسی۔ ان سے علم قراءت اور تجوید کا فن سیکھا
- ابوطاہر السّلفی (م ۵۷۶ھ) کی صحبت میں رہے اور خوب استفادہ کیا۔
- علی بن عمار (م ۵۷۵ھ) سے امام بخاری کی الجامع کا سماع کیا۔

تلامذہ: ۵۷۴ھ میں جب مشرق سے اندلس واپس آرہے تھے تو ابوطاہر سلفی نے اپنے تلمیذ رشید کے لیے دعائیہ کلمات کہے اور خبر دی **تکون محدث المغرب ان شاء اللہ قد حصلت خیراً کثیراً**۔ اس کے علاوہ انھوں نے عمر میں برکت کی دعا بھی دی۔ سبتہ آئے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور شیخ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں سے لوگ استفادہ کے لیے آئے اور ان سے بہت زیادہ روایت کیا۔ ابن ابار تو بتاتے ہیں کہ میرے ہمعصر ساتھی اور شیوخ بھی علو سند اور عدالت کی وجہ سے ان سے روایت کرنا پسند کرتے۔ تلامذہ کی تعداد کثیر ہے چند درج ذیل ہیں:

- ابوالطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ)
- ابوالقاسم جارۃ (م ۵۸۳ھ)
- الیسع بن حزم (م ۵۷۵ھ)
- ابوجعفر بن مضاء (م ۵۹۲ھ)

Marfat.com

- ابوعبداللہ بن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابوحفص المیانشی (م ۵۸۱ھ)
- ابوزید عبدالرحمٰن السہیلی (م ۵۸۱ھ)
- ابن الابار (م ۶۵۸ھ) کو اپنی مرویات اور تالیفات کی روایت کی اجازت دی۔

سبتہ کے بعد تلمسان آئے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ یہاں بھی انھوں نے احادیث روایت کیں اور تلامذہ کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔

علمی مقام: ابوعبداللہ نے اپنی مرویات میں سند عالی کا اہتمام کیا۔ لہذا مشرق و مغرب کے شیوخ نے ان سے روایت کرنے کا اہتمام کرتے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

کان حافظاً للحدیث محافظاً علی اسماعه، عدلاً خیاراً مقیداً لماروی۔ مفیداً بما جمع۔۔۔ روی عنه اکثر اصحابنا و جماعة من جلة شیوخنا لعلو روایته وتشاهر عدالته

امام ذہبی ان کا ذکر الشیخ، الامام، العالم، الحافظ، المحدث کے القابات سے کرتے ہیں۔

تالیفات: ان کی متعدد تالیفات ہیں۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کی تصانیف بڑی مفید اور مستند معلومات پر مبنی ہوتیں۔ اپنے شیوخ کے بارے میں حروف تہجی کے مطابق ایک ڈائری/معجم مرتب کی۔

- برنامج الاکبر
- برنامج الاصغر
- الفوائد الصغری
- الفوائد الکبری (دونوں کا موضوع حدیث تھا)
- اربعین حدیثاً فی المواعظ
- اربعین حدیثاً فی الفقر و فضله
- اربعین فی الحب لله
- الترغیب فی الجهاد

Marfat.com

- تلقین الولید
- مشیخة ابی الطاهر السلفی
- معجم۔ اپنے شیوخ پر مرتب کی۔
- اربعین فی فضل الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- فضائل الشهور الثلاثة رجب، شعبان ورمضان
- مناقب السبطین الحسن والحسین رضی اللہ عنهما

وفات: یہ عالم بے مثل ۶۱۰ھ میں تلمسان/تلمسین میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابو محمد، عبداللہ بن الحسن بن احمد بن یحییٰ الانصاری، المالقی (۵۵۶ھ۔۶۱۱ھ)

ابو محمد اپنے وقت کے عظیم محدث و محقق تھے۔ اصلاً تعلق مالقہ سے تھا۔ ان کے والد مالقہ سے قرطبہ منتقل ہو گئے، ابن القرطبی کے نام سے معروف ہوئے۔ قرطبہ میں یہ خاندان عظمت و ثروت والا تھا۔ جد اعلیٰ عبداللہ کی نسبت سے بنوعبداللہ کے نام سے بھی مشہور تھے۔ اپنے وقت کے اجل علماء سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوزید السھیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ (م ۵۸۱ھ) ان کے ساتھ وابستہ ہوئے اور یہ وابستگی طویل عرصہ رہی۔
- ابوعلی الحسن بن احمد (م ۵۸۵ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد (۲)
- ابوبکر بن الجد محمد بن عبداللہ (م ۵۸۶ھ)
- ابن الطیلسان (م ۵۵۸ھ)

۱۔ تکملة ابار، ۲/۱۰۲ ترجمہ ۲۷۱؛ ذیل اوسی، ۶/۳۵۶ ترجمہ ۹۴۱، اوسی نے ان کے شیوخ و تلامذہ کی طویل فہرست دی ہے (ذیل، ۶/۳۵۶) نفح الطیب، ۳/۱۳۶؛ سیر اعلام، ۲۲/۲۴؛ تاریخ ذہبی، ۴۳/۳۸۴؛ مرسیہ، لقنت الصغریٰ اور تلمسان کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/۲۱، ۱۰۷؛ ۲/۴۴

۲۔ والد ابوعلی الحسن کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۱/۲۱۲ ترجمہ ۶۹۶

Marfat.com

- ابوعبداللہ بن زرقون الاشبیلی (م ۵۸۶ھ)
- ابوالحسن بن النعمہ (م ۵۶۷ھ)
- ابن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابومحمد بن جمہور (م ۵۹۲ھ)
- ابوالعباس بن الیتیم (م ۵۸۱ھ)
- عبدالحق بن بونہ (م ۵۸۷ھ)
- ابواسحاق بن قرقول (م ۵۶۹ھ)
- ابوخالد یزید بن رفاعہ (م ۵۸۸ھ)
- عبدالوھاب بن عبدالصمد الصدفی
- ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن حمید

بعض شیوخ سے بالمشافہ تو استفادہ نہ کرسکے لیکن ابن القرطبی کے مقام اور علم کے ساتھ ان کے تعلق کی وجہ سے انھوں نے بذریعہ تحریر روایت کی اجازت دی۔ روایت کی اجازت دینے والے شیوخ میں سے چند یہ ہیں:

- ابومروان بن قزمان (م ۵۶۴ھ)
- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابوعبداللہ بن الفخار (م ۵۹۰ھ)

تلامذہ: اوسی کے علاوہ ان کے دیگر تذکرہ نگاروں نے تلامذہ کا تعین نہیں کیا۔ لیکن یہ بات ان کے بیانات سے واضح ہوتی ہے کہ علم حدیث سے رغبت ومحبت اپنے والد محترم سے ورثے میں پائی تھی اور شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ علم میں رسوخ اور ثقاہت اس درجہ تھی کہ دوسرے علاقوں کے طالبان علم نے ان سے مروی روایات کے بیان

Marfat.com

کرنے کی اجازت کی درخواست کی۔ ان کے چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابن سعید الطراز (م ۶۴۵ھ)
- محمد بن عبدالنور الاشبیلی (م ۶۱۴ھ)
- ابوالقاسم بن الطیلسان (م ۶۴۲ھ)
- ابن عسکر (م ۶۳۶ھ)
- عتیق بن احمد بن مجبر الانصاری

علمی مقام: ابن القرطبی کا خاندان علم حدیث کی تبلیغ وتشہیر میں ممتاز تھا۔ اپنے والد سے ذہانت وشرافت ورثے میں پائی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

کان من اهل المعرفة الكاملة التامة بصناعة الحديث و البصر بها و الاتقان لها، والحفظ لأسماء الرجال والتقدم فى ذلك على الكمال مع المعرفة بالقراءات ووجوهها، والمشاركة فى علم العربية والآداب ـــ كان كريم الخلال، محببا الى الناس، معظماًفى نفوس الخاصة و العامة

ابن ابار ہی لکھتے ہیں کہ ان کی وجہ شہرت علم حدیث بنی۔ وہ کہتے ہیں:

الا ان الذى شهر به ومال اليه علم الحديث والتصرف فى فنونه والتحقق بالضبط مع جودة الخط

ان کے تبحر علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اوسی لکھتے ہیں:

كان فى وقته ببلده كامل المعارف صدراً فى المقرئين المجودين ، رئيس المحدثين، واسع المعرفة مكثراً ثقة عدلاً اميناً ـــ ذاكراً اسما رجال الحديث وطبقاتهم وتواريخهم وما حلوا من جرح وتعديل

ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ حافظہ میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ رواۃ کے حالات اور جرح وتعدیل کے بارے میں اہل علم کی آراء مستحضر رہتیں۔

ابومحمد بن حوط اللہ کا قول ہے:

Marfat.com

المحدثون بالأندلس ثلاثۃ، ابو محمد بن القرطبی ابو الربیع بن سالم۔۔۔

انھوں نے تیسر نے شخص کا نام نہیں لیا۔لیکن بالعموم یہ سمجھا گیا کہ تیسرے خود ابن حوط اللہ تھے۔ وفات تک مالقہ میں خطیب کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

وفات: ابن القرطبی مالقہ ہی میں م ۶۱۱ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔اہلِ علم نے وفات پر مرثیے کہے۔(۱)

ابو محمد عبداللہ بن سلیمان بن داؤد بن حوط اللہ الانصاری الحارثی الأندی (۵۴۹ھ۔ ۶۱۲ھ)

ابن حوط اللہ کے نام سے معروف تھے۔علمی گھرانے سے تعلق تھا۔والد اور بھائی (۲) کا شمار اندلس کے ممتاز محدثین علماء میں ہوتا تھا۔۵۴۹ھ میں بمقام اندہ پیدا ہوئے۔تحصیل علم کا شوق بچپن ہی سے تھا۔تعلیم کا آغاز والد سلیمان بن داؤد سے کیا اور بہت جلد اندلس اور علمائے مشرق سے بھرپور استفادے کے بعد مرجع خلائق بنے۔

شیوخ: ان کے اساتذہ محترم کی فہرست طویل ہے۔چند نمایاں شیوخ درج ذیل تھے۔

- سلیمان بن داؤد (م ۵۶۷ھ)(۳)۔ والد جن سے سبع قراءات پڑھیں
- ابوبکر محمد بن أبی زمنین (م ۶۰۲ھ)
- ابوالحسن الشقوری (م ۶۱۶ھ)
- ابوخالد بن رفاعہ (م ۵۶۱ھ)
- محمد بن ابی الصقر (م ۵۸۰ھ)

۱۔ تکملۃ ابار، ۲/ ۲۸۶ ترجمہ ۸۲۶؛ تکملۃ منذری، ۲/ ۳۲۰ ترجمہ ۱۳۷۹؛ سیر أعلام، ۲۲/ ۶۹؛ تذکرۃ، ۴/ ۱۳۹۶؛ شذرات، ۵/ ۴۸؛ تاریخ ذہبی، ۴۴/ ۷۱؛ ذیل اوسی، ۴/ ۱۹۱ ترجمہ ۳۶۳؛ ۴/ ۲۱۸ ترجمہ ۳۶۹

۲۔ بھائی ابوسلیمان داؤد بن سلیمان بن حوط اللہ الانصاری البلنسی الاندی (م ۶۲۱ھ) اندلس کے اجل شیوخ میں سے تھے۔رجوع کیجئے: تکملۃ ابار، ۱/ ۲۵۶ ترجمہ ۸۷۷؛ تکملۃ منذری، ۳/ ۱۱۹ ترجمہ ۱۹۷۵؛ سیر اعلام، ۲۲/ ۱۸۴؛ نیز دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۳۵۷

۳۔ سلیمان بن داؤد بن حوط اللہ کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۴/ ۹۶ ترجمہ ۲۷۹

Marfat.com

- محمد بن عبداللہ ابن الجد (م ۵۸۶ھ)
- ابوعبداللہ ابن زرقون (م ۵۸۶ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن سعید (م ۵۸۱ھ)
- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابومحمد عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابوطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوالعباس احمد بن مضاء (م ۵۹۲ھ)
- ابوطاہر الخشوعی (م ۵۹۸ھ)
- ابوالحسن، نجبۃ بن یحیی (م ۵۹۱ھ)
- ابوالعباس المجریطی (م ۵۹۸ھ)
- نصراللہ القزاز بن زریق (م ۵۸۳ھ)
- ابوالحسن بن کوثر (م ۵۸۹ھ)
- ابوالطاہر اسماعیل بن عوف (م ۵۸۱ھ) سے بذریعہ اجازت روایت کی۔
- ابوالحسن ابن ھذیل البلنسی (م ۵۶۴ھ) ان سے الایجاز مؤلفہ الدانی نصف اول سبقاً سبقاً پڑھی۔
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ) علم قراءات حاصل کیا۔
- ابوزید السھیلی عبدالرحمٰن بن عبداللہ (م ۵۸۱ھ)

تلامذہ: میسر مصادر میں تذکرہ نگاروں نے ان کے تلامذہ کے ناموں کا تعین نہیں کیا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اکثر مسافرت میں رہنے والا صاحب علم اخذ واستفادے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی مستفید کرتا ہے۔ البتہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر مراکش نے اپنے صاحبزادوں کی تعلیم وتربیت کے لیے ان کی خدمات حاصل کیں۔ ابن النجار کا کہنا ہے کہ وہ ان سے عاریتاً کتب لیتے اور

Marfat.com

استفادہ کرتے۔ تلامذہ میں صاحبزادے احمد بن عبداللہ [1] اور ابوالقاسم محمد بن عبداللہ [2] کے نام ملتے ہیں۔

علمی مقام: اپنے وقت کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتا ہے۔ اہلِ علم نے ان کی تبحر علمی کا اعتراف کیا۔ مراکش اور اندلس کے مختلف شہروں مثلاً سلا، سبتہ، مرسیہ، اشبیلیہ، قرطبہ وغیرہ کے قاضی بھی رہے۔ علم حدیث میں ان کو دسترس حاصل تھی۔ ابن النجار کہتے ہیں:

من ائمة المسلمين حافظاً للحديث متناً و اسناداً عارفاً بمعا نيه و غريبه، متقنا للا سماء۔

ابن الابار لکھتے ہیں:

واعتنى بالطلب من صغره الى كبره، وروى العالي و النازل، و كان اماماً في هذا الشأن، ضابطاً بصيراً بها ، معروفاً بالا تقان لها حسن الخط، حافظاً لا سماء الرجال واقفاً على المعدلين و المجرحين۔۔۔ كان حميد السيرة، كريم العشرة جامد الراحة محبباً الى الناس، جزلاً، صليبا في الحق مهيباً۔

حافظ ذھبی نے انہیں محدث الاندلس کا خطاب دیا۔

تالیفات: ابن الابار کہتے ہیں کہ وہ علمی اسفار میں مشغول رہے اگر رحلات کم ہوتے تو ان کی تصانیف زیادہ ہوتیں۔ تذکرہ نگاروں نے ان کی ایک کتاب جو کتب خمسہ (ماسوائے سنن ابن ماجہ) کے رجال پر تھی۔ انھوں نے اپنی اس کتاب میں ابونصر الکلاباذی کے منہج کو اختیار کیا لیکن وہ اس کی تکمیل نہ کر سکے۔

۱۔ ابوبکر احمد بن عبداللہ بن سلیمان کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۱/i/ ۳۲۸ ترجمہ ۲۲۱

۲۔ ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن سلیمان (م ۶۰۷ھ)، رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۶/ ۲۸۱ ترجمہ ۷۴۰؛ شجرۃ النور، ۱/ ۱۷۱

Marfat.com

وفات: کہا جاتا ہے کہ غرناطہ سے مرسیہ کے عہدہ قضاء پر دوبارہ ذمہ داری سنبھالنے کے لیے جا رہے تھے کہ قرطبہ میں ۶۱۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۱)

ابوبکر، عتیق بن علی بن خلف بن احمد بن عمر ابن قنترال (م۵۲۶ھ۔۶۱۲ھ)

ابوبکر عتیق بن علی امیر عبدالرحمن بن معاویہ الداخل کی اولاد میں سے تھے۔ ابن قنترال کے نام سے معروف ہوئے۔ اصلاً مربیطر سے تھے، اشبیلیہ میں سکونت اختیار کی اور عمر کے آخری حصے میں مالقہ منتقل ہو گئے۔ ۵۶۱ھ میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے گئے۔ مشرق و مغرب میں مقیم اپنے وقت کے اجل قراء و محدثین سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوعبداللہ بن سعادہ (م۵۶۵ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م۵۸۴ھ)
- ابوبکر بن الجد (م۵۸۹ھ)
- ابوالطاہر بن عوف (م۵۸۱ھ)
- ابوعبداللہ بن زرقون (م۵۸۶ھ)
- ابوالطاہر السّلفی (م۵۷۶ھ)
- ابوعبداللہ بن الفخار (م۵۹۰ھ)
- ابوالقاسم السہیلی (م۵۸۱ھ)
- ابوبکر یحییٰ بن مفرج الزہری (م۵۷۰ کے بعد
- ابومحمد القاسم بن دحمان
- ابوالحسن بن عبداللہ بن حمود المکناسی

۱۔ التکملة ابار، ۲/۲۸۷ ترجمہ ۸۲۸؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۱۲؛ التکملة منذری، ۲/۳۵۷؛ ترجمہ ۱۴۴۵؛ ذیل اوسی، ۴/۲۲۶ حاشیہ؛ الدیباج، ۲۳۱؛ سیر اعلام، ۲۲/۴۱؛ تاریخ ذہبی، ۴۴/۱۰۳؛ شذرات، ۵/۵۵؛ تذکرة، ۴/۱۳۹۷؛ شجرة النور، ۱/۱۷۳

Marfat.com

- ابوالحسن بن النعمہ (م ۵۶۷ھ)۔ ان سے علم قراءات اور عربی لغت وادب کا علم حاصل کیا اور ان کی صحبت میں طویل عرصہ رہے۔

بعض شیوخ نے روایت کی اجازت دی جن میں سے چند یہ ہیں:

- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابومروان بن قزمان (م ۵۶۴ھ)
- ابوالقاسم بن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابواسحاق بن ملکون

تلامذہ: اندلس، سکندریہ اور دیگر علاقوں کے شیوخ سے استفادے کے بعد مالقہ واپس آئے اور مالقہ میں قرآن حکیم کی قراءات اور احادیث نبویہ علیہ الصلاۃ والسلام کو شائقین تک پہنچانے کا آغاز کیا۔ ابن قنترال تلامذہ سے تدریس وتعلیم کا معاوضہ قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کے چند معروف تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابومحمد عبداللہ بن ابی بکر (م ۶۱۹ھ)۔ والد ابن ابار
- ابوعبداللہ بن ابی البقاء
- ابوسلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوالقاسم ابن فرقد
- ابوالقاسم بن عتیق۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- ابوالحسن بن الودود
- ابوالقاسم بن الطیلسان (م ۶۴۲ھ)
- ابوبکر بن عبدالنور
- ابن عسکر
- ابوعمرو بن تقی
- ابوعبداللہ بن سعید الطراز

Marfat.com

- ابو جعفر الطنجالی
- ابو الخطاب بن خلیل (م ۶۵۲ھ)
- ابو عبداللہ بن جوبر

علمی مقام: بلاد اندلس کے شیوخ اور مکہ مکرمہ، سکندریہ وغیرہ کے شیوخ سے استفادے کے بعد اپنا تمام وقت اور وسائل تعلیم قرآن اور حدیث پر مرکوز کی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

قفل من رحلته فتصدر بما لقة للاقراء والاسماع وحدث بها۔۔۔ وكان مقرأ صالحاً لا يأخذ على التعليم اجراً

اوسی ان کے زہد وورع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان شيخاً صالحاً، ورعاً زاهداً ناسكا صحيح الاعتقاد معولاً على مذهب مالك، رحيم القلب، سريع البكاء عند ذكر الصالحين۔۔۔ حاملاً لكتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم، مواظباً على تلاوة القرآن۔

تالیفات: ابن زبیر کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے تالیف وتصنیف کا کام بھی کیا، مثلاً:

- البرنامج تالیف کی جس میں انہوں نے اپنے شیوخ کے نام اور ان سے متعلق دیگر معلومات جمع کیں۔

وفات: ابن قنترال ۶۱۲ھ مالقہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابو الحسین، محمد بن احمد بن محمد بن جبیر الکنانی البلنسی (۵۴۰ھ/۵۳۹ھ۔ ۶۱۴ھ)

۵۴۰ھ میں بلنسیہ میں پیدا ہوئے۔ ابن جبیر کا تعلق متدین علمی گھرانے سے تھا۔ تحصیل علم کا آغاز بچپن سے ہو گیا تھا۔

۱- تکملة ابار، ۲۵/۴ ترجمہ ۶۳؛ صلة زبیر، ۲۳۴/۳ ترجمہ ۵۴۶؛ ذیل اوسی، ۱۲۱/۱/۵ ترجمہ ۲۳۸؛ معرفة قراء الكبار، ۱۱۶۱/۳

Marfat.com

شیوخ: ان کے شیوخ میں سے چند درج ذیل تھے:

- ابوجعفر احمد بن جبیر (م ۵۵۴ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد [1]
- ابوالولید بن الدباغ (م ۵۴۶ھ)
- ابومحمد بن عساکر (م ۶۰۰ھ)
- ابوحفص المیانجی/ المیانشی (م ۵۸۱ھ)
- ابواحمد ابن سکینہ (م ۶۰۷ھ)
- ابوجعفر احمد بن علی القرطبی (م ۵۹۷ھ)
- ابوالطاہر الخشوعی (م ۵۹۸ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ السبتی
- محمد بن عبداللہ التمیمی
- ابوعبداللہ الاصیلی
- ابوالحسن علی بن ابی العیش (۵۶۰ھ تقریباً) ان سے علم قراءات حاصل کیا

تلامذہ: الزکی المنذری (م ۶۵۶ھ) صاحب التکملة کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسین سے سماع کیا۔

- الکمال الضریر (م ۶۲۱ھ)
- ابوالطاہر اسماعیل الملنجی
- عبدالعزیز الخلیلی

علمی مقام: ابن جبیر اندلس کی اہم شخصیات میں سے تھے۔ ان کا رجحان زہد کی طرف تھا۔ لہٰذا تعلق بھی زاہد اور نیک لوگوں سے رہا۔ علوم دینیہ سے تعلق کی وضاحت ان کے سفرنامہ کتاب الرحلة سے ہوتی ہے۔ بلادِ مشرق کا تین بار سفر کیا آخری سفر ۵۷۸ھ میں شروع ہوا اور ۵۸۱ھ میں ختم ہوا انھوں نے اپنے مشاہدات اور تجربات اپنی کتاب الرحلة [2] میں بیان کیے ہیں۔ یہ سفرنامہ

۱۔ احمد بن جبیر الکنانی کے لیے رجوع کیجئے: ذیل او سی، ۱/i/۲۶۹ ترجمہ ۹۰

۲۔ کتاب الرحلة کا سب سے پہلے ایک مستشرق نے فرانسیسی میں ترجمہ کیا جو لائڈن سے ۱۸۴۶ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد بلادِ اسلامیہ میں یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ ہمارے سامنے دار بیروت کا طبع ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء ہے۔

Marfat.com

شعروادب سے ان کے تعلق کا واضح ثبوت ہے۔ لسان الدین ابن الخطیب لکھتے ہیں:

کان ادیباً بارعاً شاعراً مجیداً، سری النفس، کریم الاخلاق

ان کے شاگرد رشید منذری لکھتے ہیں:

کان من اهل العلم والدیانة والفضل والصیانة

ایک عرصہ غرناطہ رہے اور وہاں احادیث روایت کرتے رہے۔ القدس اور سرحدی علاقوں میں گئے تو وہاں بھی شائقین کو اپنے علم سے مستفید کیا۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

وعنی بالآداب فبلغ منها الغایة وتقدم فی صیاغة القریض وصناعة الکتاب ونالا بها دنیا عریضة ثم رفضها وزهد فیها۔

ان کا یہ سفرنامہ بلادِ مشرق کی ایک اہم علمی، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ مشرق کے جس علاقے میں گئے وہاں جو کچھ مشاہدہ کیا بلا کم وکاست خوبصورت الفاظ میں بیان کیا۔ ان کی خصوصی توجہ علاقے کی مذہبی حالت، وہاں کی مساجد، مدارس، رفاہ عامہ کے منصوبے، مذہبی علمی ودینی شخصیات جو ان علاقوں میں مدفون ہیں وغیرہ پر ہے۔

اس وقت مشرق میں صلیبی جنگیں جاری تھیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ دشمن کے ساتھ سلطان صلاح الدین کے رویے اور عدل وانصاف کی مدح کی ہے۔

ابن جبیر جب کسی علاقے سے روانہ ہوتے ہیں یا پہنچتے ہیں تو اس شہر کے بارے میں دعائیہ کلمات مثلاً یحرسها الله، عمرها الله، حماها الله لکھتے ہیں۔ وہ علاقے جو دشمن کے قبضے میں آگئے تھے ان کے بارے میں أعادها الله کے دعائیہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔

یہ سفر بحری تھا۔ سفر کی صعوبتوں، راستے میں ہوا کی تیزی اور سمندر کی طغیانی اور زبردست بہاؤ کا ذکر کرتے ہیں اور ان سے نکلنے کی دعا کرتے ہیں۔ جب طوفانی ہوائیں اور تند وتیز لہریں پرسکون ہوتی ہیں تو رب ذوالجلال کے حضور شکر وحمد ادا کرتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں:

وطرأ علینا من مقابلة البر فی اللیل هول عظیم، عصم الله منه بریح أرسلها الله تعالیٰ فی الحین فی تلقاء البر، فأخرجنا عنه، والحمد لله علی ذلک

Marfat.com

مرسی پر جب جہاز لنگر انداز ہوا تو بتاتے ہیں کہ مسافروں میں سے ایک مسافر جسے علاقے کی زبان کی شد بد تھی وہ علاقے میں گھوما پھرا تو دیکھا کہ تقریباً اسی (۸۰) مسلمان مرد اور عورتیں جو دشمن کی قید میں تھیں وہ فروخت ہو رہے تھے۔ لکھتے ہیں:

و كان ذلک عند وصول العدو، دمرالله، بهم من سواحل البحر ببلاد المسلمين، والله يتدارکهم برحمته

اسکندریہ پہنچنے پر جہاز میں مسلمان مسافروں کے ساتھ جو امتیازی معاندانہ رویہ رکھا گیا اس کا ذکر کرتے ہیں۔ جدہ اور حرمین شریفین کی زیارت کا حال بیان کرتے ہیں۔ حرم کعبہ کے در و دیوار کی تفصیل بتاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسماعیل کی قبر ہے۔ رکن عراقی کی طرف ان کی والدہ حاجر کی قبر ہے (حرمین شریفین کی تفصیلات کتاب کے صفحہ ۵۷ تا ۱۸۱ تک محیط ہیں)۔

تالیفات:

- الرحلة۔ مؤلف کی معروف تالیف جو ان کے علم و ادب سے محبت اور صوفیانہ رجحان کی آئینہ دار ہے۔

وفات: زاہد و عابد، عظیم مورخ اور ادیب ابن جبیر سکندریہ میں ۶۱۴ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ عظیم صحابی عمرو بن العاصؓ کے احاطہ میں دفن کیے گئے۔ (۱)

۱- تکملۃ ابار، ۲/۱۰۹ ترجمہ ۲۸۹؛ تکملۃ المنذری، ۲/۴۰۷ ترجمہ ۱۵۵۰؛ الاحاطۃ، ۲/۱۶۸؛ شذرات، ۵/۶۰؛ النجوم، ۶/۲۱۴؛ سیر اعلام، ۲۲/۴۵؛ شذرات، ۵/۶۰؛ نفح الطیب، ۳/۱۳۸؛ معرفۃ القراء، ۳/۱۱۷۰ ترجمہ ۷۹۷

Marfat.com

ابوالخطاب احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن واجب بن عمر البلنسی (۵۳۷ھ۔۶۱۴ھ)

ابو الخطاب، ابن واجب کے نام سے معروف ہوئے۔ بلنسیہ میں ۵۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ علمی خانوادے[1] کے چشم و چراغ تھے۔ ابنِ فرحون کہتے ہیں:

کان شھیر البیت رفیع القدر۔

صاحب الصلۃ ان کے خاندان کے مقام رفیع کے بارے میں لکھتے ہیں:

من بیتۃ فضل، و جلالۃ و نباھۃ، و صیانہ

اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے وقت کے مشرق و مغرب کے ممتاز اساتذہ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے متعدد شیوخ تھے جن میں سے کچھ سے بالمشافہ استفادہ کیا جبکہ بعض نے ابن واجب کو اپنی مرویات اور تصانیف کی روایت کی اجازت دی۔

- ابوالحسن بن ھذیل البلنسی (م ۵۶۴ھ)۔ ان سے التیسیر اور ابوعمر والدانی کی دیگر کتب پڑھیں۔
- ابوحفص عمر بن محمد (م ۵۵۶ھ)۔ دادا سے بھی خوب اخذ و استفادہ کیا
- ابوبکر بن رزق (م ۵۶۰ھ)
- ابوالحسن الزھری (م ۵۶۷ھ)
- ابوبکر بن نمارۃ الحجری (م ۵۶۳ھ)
- محمد بن یوسف بن سعادۃ المرسی (م ۵۶۶ھ)
- حافظ یوسف بن الدباغ (م ۵۴۶ھ)

۱۔ صاحب ترجمہ کے پردادا ابوالحسن محمد بن واجب بن عمر القیسی (م ۵۱۹ھ) صاحب الصلۃ لکھتے ہیں کہ وہ بلنسیہ کے معروف عالم و محدث تھے (الصلۃ، ۲/ ۵۴۴)۔ دادا ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن واجب القیسی (م ۵۵۶ھ) بھی اندلس کے معروف عالم و محدث تھے (تکملۃ ابار، ۳/ ۱۵۳ ترجمہ ۳۸۷؛ صلۃ زبیر، ۳/ ۲۴۰ ترجمہ ۵۶۲)؛ ابن واجب کے والد ابوالحسن محمد بن عمر بن واجب (م ۵۴۰ھ) عالم شباب میں (تیس سال کی عمر میں) خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ صاحب ترجمہ کو ان سے استفادے کا موقع نہیں ملا (تکملۃ ابار، ۱/ ۳۶۴ ترجمہ ۱۳۰۲)

Marfat.com

- ابوعبداللہ بن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابن الفرس محمد بن عبدالرحیم (م ۵۹۷ھ)
- ابن ابی لیلی عبدالرحمٰن بن احمد (م ۵۶۶ھ)
- ابن قزمان القرطبی (م ۵۶۴ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابن زرقون محمد بن سعید (م ۵۸۶ھ)۔ ان سے ابن عبدالبر کی التقصی کا سماع کیا
- ابوالحسن بن النعمہ الاندلسی (م ۵۶۷ھ)۔ ان سے عربی زبان پر دسترس حاصل کی
- ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال القرطبی (م ۵۷۷ھ) ان سے سماع کے لیے کئی بار قرطبہ گئے۔

مشرق کے درج ذیل علما نے بذریعہ اجازت روایت کی اجازت دی۔

- طاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- الخشوعی (م ۵۹۸ھ)
- ابن عوف (م ۵۸۱ھ)

تلامذہ: ابن الابار لکھتے ہیں کہ ہر عمر اور طبقے کے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا حتی کہ اکابر شیوخ نے بھی ان کی مجالس میں شرکت کی۔ وہ لکھتے ہیں۔

سمع منه الناس قديماً و حديثاً و انتفعوا بلقائه و اخذ عنه جماعة من جلة شيوخنا و كبار اصحابنا۔۔۔ و كانت الرحلة اليه فى زمانه

منذری تلامذہ کا تعین نہیں کرتے وہ کہتے ہیں: وحدث بالكثير۔

اوسی نے ان کے درج ذیل چند تلامذہ کی نشاندہی کی ہے:

- عبداللہ بن احمد القیسی۔ صاحبزادے

Marfat.com

- ابوعبداللہ محمد بن احمد القیسی (م ۶۵۳ھ)۔ صاحبزادے (۱)
- احمد بن محمد بن عمر (م ۶۳۷ھ)۔ چچازاد بھائی (۲)
- ابن مسدی المجاور (م ۶۶۳ھ)
- محمد بن محمد بن مشلیون (م ۶۳۲ھ)
- ابوبکر بن خیر (م ۵۷۵ھ)
- محمد بن جوبر (م ۶۵۵ھ)
- ابن عمیرہ المخزومی (م ۶۵۸ھ)

علمی مقام اور ذاتی اوصاف: ابن واجب کے تذکرہ نگاران کے زہد و ورع اور خشیت الٰہی کا بطور خاص ذکر کرتے ہیں۔ علم حدیث کے حصول اور اس کو لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ رکھتے تھے۔ ابن الابار نے انھیں حامل رأية الرواية بشرق الاندلس وآخر المحدثين المسندين کا خطاب دیا۔ وہ مزید لکھتے ہیں:

لا يعدل به احد من اهل وقته عدالة و جلالة و علو اسناد و صحة نقل و ضبط۔۔۔ وتقلل من الدنيا مع رسوخ في الدين والورع ۔۔۔ مع عناية كاملة بصناعة الحديث وبصر به وتحقق بحمله وذكر لرجاله۔۔۔

منذری لکھتے ہیں:

كان من اهل النزاهة والعدالة والتزام السنة۔

ان کی خاندانی وجاہت اور شخصی اوصاف کے بارے میں اوسی لکھتے ہیں:

كان وجيه البيتة ببلده، شهير البيتة في اهلها، نبيه القدر، فاضلا۔

علم حدیث، ادب، نسب، تاریخ میں ان کے رسوخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ صاحبزادے محمد بن احمد کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶/۶۱ ترجمہ ۱۳۳

۲۔ احمد بن محمد بن عمر (م ۶۳۷ھ) کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۱/i/ ۶۳۷ ترجمہ ۷۱۴؛ تکملة ابار، ۱/ ۱۰۷ ترجمہ ۳۰۵

Marfat.com

كامل الاستقلال بعلم الحديث حافظا له متسع الرواية ثقة، عدلاً، ضابطاً۔۔۔ وافر لحظ من علم العربية والادب والتاريخ والنسب مع الدين المتين۔

ابنِ فرحون لکھتے ہیں:

كان من اعظم الناس عناية بالرواية، ولقاء الشيوخ۔۔۔ وكان فاضلاً، كامل الاشتغال بعلم الحديث، حافظاً له متسع الرواية، حريصاً على الافادة والاستفادة۔

اہم عہدوں پر کام کیا۔ بلنسیہ اور شاطبہ میں متعدد بار قاضی کے عہدہ پر متمکن ہوئے۔

تصانیف: ابن واجب نے درس وتدریس اور علم حدیث کے پھیلاؤ اور ابلاغ کے علاوہ تالیف وتصنیف کا کام بھی کیا۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- کتاب الغوامص والمبهمات مصنفہ ابن بشکوال کی تلخیص مرتب کی یہ تلخیص بڑی مفید تھی۔
- کتاب الفصل للوصل المدرج مؤلفہ خطیب بغدادی کی تلخیص مرتب کی
- کتاب معجم الشعراء مولفہ ابو عبداللہ المرزبانی اس پر استدرکات اور تنبیہات مرتب کیں جو ان کے وسعت مطالعہ پر دلالت کرتی ہیں۔

کتابوں سے محبت تھی، بعض وقت وہ صرف کتب کے حصول کے لیے سفر کرتے۔ اپنے تلامذہ کے لیے حدیث کے بے شمار اجزء اور مجموعے تیار کیے کچھ ان کو بالمشافہ مجلس علمی میں املاء کراتے جبکہ کچھ اجزا کی طالبان علم کی درخواست پر روایت کی اجازت دے دیتے۔

وفات: ابن واجب خیر الناس من ینفع الناس کی تعبیر تھے۔ کبرسنی میں معلوم ہوا کہ ایک ضرورت مند ہمسایہ کا وظیفہ مراکش کے بیت المال سے بند ہو گیا ہے تو اس کے اجراء کے لئے مراکش کا رخت سفر باندھا لیکن وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ستتر (۷۷) سال کی عمر میں ماہ رجب ۶۱۴ھ میں انتقال کر گئے۔(۱)

۱- التکملة ابار، ۱/۹۴ ترجمہ ۲۷۶؛ تکملة منذری، ۲/۴۰۳ ترجمہ ۱۵۴۳؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۱۶؛ ذیل اوسی، ۱/i/۶۳۵ ترجمہ ۷۱۳؛ الدیباج، ۱۲۴؛ سیر اعلام، ۲۲/۴۴؛ شذرات، ۵/۵۷؛ معرفة قراء الکبار، ۳/۱۱۷۴۔ صاحب معرفة قراء نے سال ولادت ۵۳۹ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

ابوالحسن، علی بن اُحمد بن علی بن عیسیٰ بن سعید، الشقوری (م ۵۳۶ھ۔۶۱۶ھ)

ابوالحسن قرطبہ کے نواح شقورہ میں ۵۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت یعنی شقوری سے معروف ہوئے۔ ان کا تعلق ایک متدین اور علمی گھرانے سے تھا۔ والد، چچا اور دیگر اعزہ بھی اہل علم میں سے تھے۔ عیسیٰ بن دینار سے قرابت داری تھی۔ ذہین وفطین تھے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ اہل علم نے ان کی پیشانی سے علم کی محبت ورغبت کو محسوس کیا اور بعض اجل علماء مثلاً قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ)، ابوبکر بن العربی (م ۵۴۳ھ)، ابومحمد بن عطیہ (م ۵۴۱ھ) وغیرھم نے اپنی مرویات وتالیفات کی روایت کی اجازت دے دی۔

شیوخ: چند اہم شیوخ یہ ہیں:

- احمد بن علی بن عیسیٰ الغافقی۔ ان سے سبع قراءات سیکھیں۔ والد گرامی (۱)
- عبدالعزیز بن علی بن عیسیٰ (م ۵۳۱ھ)۔ تایا (۲)
- ابوالحسن محمد بن عبدالعزیز (م ۵۷۹ھ)۔ تایازاد بھائی
- ابوعمر/ابوعمرو الخضر بن عبدالرحمٰن (م ۵۴۰ھ)
- ابومحمد بن بونہ (م ۵۸۷ھ)
- ابوالحسن ابن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابوالحسن ابن النعمۃ (م ۵۶۷ھ)
- ابوزید عبدالرحمٰن بن عبدالحق الخزرجی (م ۵۴۰ھ)
- ابوالطاہر السّلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابن مدیر
- ابوعبداللہ بن عبدالرزاق

۱۔ والد احمد بن علی بن عیسی الشقوری المقریٔ کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۱/۶۹ ترجمہ ۲۰۰؛ ذیل اوسی، ۱/i/۴۹۰ ترجمہ ۴۰۵

۲۔ تایا عبدالعزیز بن علی بن عیسی الشقوری کے لیے رجوع کیجیے: الصلۃ، ۱/۳۵۶

Marfat.com

○ عبدالملک بن ابی یداس (م ۵۶۰ھ) شقورہ میں ان سے سماع کیا۔

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے بالمشافہ سماع کیا جبکہ ایک بڑی تعداد کو روایت کی اجازت دی۔ الشقوری کو اجل علماء نے روایت کی اجازت دی تھی لہٰذا لوگ جوق در جوق سند عالی کے حصول کے لیے ان کے پاس قرطبہ آتے۔ جبکہ کچھ دور دراز علاقوں میں مقیم شائقین علم روایت کی اجازت طلب کرتے۔ قرطبہ کی جامع مسجد میں قرآن حکیم پڑھنا، پڑھانا اور روایت احادیث کے لیے مجالس منعقد کرنا ان کا معمول کا مشغلہ تھا۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

○ ابوالقاسم بن الطیلسان القرطبی (م ۶۴۲ھ)
○ ابوعبداللہ بن سعید بن الطراز (م ۶۴۵ھ)
○ ابوالعباس بن الرومیہ (م ۶۳۷ھ)
○ ابومحمد بن عبدالرحمٰن بن برطلہ (م ۵۹۷ھ)
○ ابوالحسن الرعینی (م ۶۳۲ھ)
○ ابوبکر السقطی
○ القاضی ابوزھر ربیع
○ ابن مسدی (م ۶۳۷ھ) نے ان سے سماع کے لیے سفر کیا لیکن ابھی وہ راستے میں تھے کہ شیخ کا انتقال ہو گیا۔

علمی مقام: ابھی چند سال کے تھے کہ اندلس کے کبار علماء نے ان کو اپنی مرویات و تالیفات کی روایت کی اجازت دے دی تھی۔ اندلس اور بیرون اندلس سے مرجع خلائق تھے۔ طالبان علم سند عالی کے حصول کے لیے ان کی خدمت میں آتے۔ اوسی لکھتے ہیں:

کان عالی الروایة تفرد فی وقته بالروایة عن الأکابر۔۔۔

تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ہر روز پورا قرآن حکیم پڑھنا ان کا معمول تھا۔ قرطبہ کی جامع مسجد میں مجالس درس و تدریس بھی منعقد کرتے۔ عادل و ثقہ تھے۔ قرطبہ کے بعض علاقوں میں قاضی بھی رہے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

Marfat.com

رحل الناس الیه وأخذ واعنه وکا تبوه من البلاد لعلو اسناده وکان ثقة، عدلاً، صالحاً فاضلاً۔

ابن مسدی کہتے ہیں:

مات بموته بالأندلس اسناد کثیر

طویل عمر پائی، عمر کے آخری سالوں میں بینائی ختم ہوگئی لیکن اس کے باجود وہ ہر روز قرطبہ کی جامع مسجد میں قرآنِ حکیم پڑھتے رہتے۔

وفات: اندلس کا یہ اجل عالم ماہ صفر ۶۱۶ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ مقبرہ ام سلمہ میں تدفین ہوئی۔ ھارون بن سالم الزاھد کا قرب ملا۔ (۱)

ابوالقاسم محمد بن عبدالواحد بن ابراھیم بن مفرج الغافقی، الملاحی (م ۵۴۹ھ۔ ۶۱۹ھ)

ابوالقاسم کا غرناطہ کی ایک بستی الملاحہ سے تعلق تھا۔ اس بستی میں ۵۴۹ھ میں علمی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ اندلس کی روایت کے مطابق علم کی تحصیل کا آغاز قرآن حکیم اور احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے مروج نصاب سے کیا۔

شیوخ: ان کے سب سے پہلے شیخ خود ان کے والد محترم تھے۔ ازاں بعد دیگر اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔ وہ خود اپنے شیوخ کی تعداد ایک سو پچاس (۱۵۰) سے اوپر بتاتے ہیں۔

- ابومحمد عبدالواحد بن ابراھیم الغافقی۔ صاحب ترجمہ کے والد (۲)
- ابواسحاق بن الحلاء۔ صاحب ترجمہ کے ماموں
- ابوالحسن علی بن محمد بن احمد الانصاری۔ نانا (۳)

۱۔ تکملة ابار، ۳/۲۲۹ ترجمہ ۵۷۶؛ ذیل اوسی، ۵/i/۱۶۷ ترجمہ ۳۳۴؛ صلة زبیر، ۳/۲۹۲، ترجمہ ۷۰۹؛ سیر أعلام، ۲۲/۹۵؛ تاریخ ذہبی، ۴۴/۳۰۴۔ شقورہ کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳/۳۵۵

۲۔ والد ابومحمد عبدالواحد بن ابراھیم کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۳/۱۱۸ ترجمہ ۲۹۵؛ ذیل اوسی، ۵/i/۶۶ ترجمہ ۱۳۹

۳۔ نانا ابوالحسن علی بن محمد بن احمد کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۳/۲۱۳ ترجمہ ۵۲۹

Marfat.com

- ابو القاسم الشراط (م ۵۸۶ھ)
- ابو الطاہر السّلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابو الخطاب بن جمیل (م ۶۳۳ھ)
- ابو عبد اللہ ابن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابو عبد اللہ بن عروس (م ۵۸۶ھ)
- ابو خالد بن رفاعۃ (م ۵۶۱ھ)
- ابو عبد اللہ بن بونہ (م ۵۸۷ھ)
- ابو محمد عبد الحق (م ۵۸۷ھ)
- ابو بکر بن زمنین (م ۶۰۲ھ)
- ابو القاسم بن سمجون (م ۶۱۰ھ)
- ابو بکر بن الجد اللبلی (م ۵۸۶ھ)
- ابو عبد اللہ بن زرقون (م ۵۸۶ھ)
- ابو زید السہیلی (م ۵۸۱ھ)
- ابو الطاہر الخشوعی (م ۵۹۸ھ)
- ابو حفص المیانشی (م ۵۸۱ھ)
- ابو الحسن بن کوثر
- ابو سلیمان السعدی
- ابو محمد بن الفرس (م ۵۹۷ھ) ان سے کثرت سے اخذ و استفادہ کیا۔
- ابو الطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ)۔ روایت کی اجازت دی

تلامذہ: ملاحی نے کثرت سے روایت کیا۔ کبار اہل علم کے علاوہ کم عمر اہل علم سے بھی لکھا انھوں نے سند عالی کے حصول کے لیے بھرپور محنت کی۔

Marfat.com

ابن ابار لکھتے ہیں:

روی العالی والنازل وکتب عن الصغار والکبار وبالغ حیاته کلها فی الاستکثار۔

میسر مصادر کے تذکرہ نگاروں نے بعض تلامذہ کا تعین کیا۔

چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- علی بن محمد بن عبدالواحد الملاحی۔ صاحبزادے[1]
- عبدالواحد بن محمد بن عبدالواحد الملاحی۔ صاحبزادے[2]
- ابوالربیع بن سالم (م ۶۳۴ھ)
- ابوالقاسم ابن الطیلسان (م ۶۴۲ھ)
- ابن القرطبی (م ۶۱۱ھ)
- ابوالقاسم بن قنترال
- ابن فرقد

علمی مقام: ملاحی علم حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔ روایت میں ثقہ اور متقن تھے ان کی تحریر خوبصورت تھی۔ رواۃ کے حالات پر بھی نظر تھی۔ ابن ابار ان کی صلاحیتوں کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

کان مقدماً فی صناعة الحدیث، شدید العنایة بالروایة، حسن الخط جید الضبط، حافظاً لاسماء الرواة ممیزاً لهم عارفاً بأخبارهم

اوسی لکھتے ہیں:

کان محدثاً حافظاً مکثراً، روی عن الکبیر والنظیر والصغیر، عارفاً بالتواریخ والانساب ذاکراً لها، ثقة فی نقله۔

ذہبی ان کے تبحر علمی کے اعتراف میں الامام، الحافظ، البارع، المتقن الأوحد کے

۱- صاحبزادے ابوالحسن الملاحی کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۵/ا/۳۱۲ ترجمہ ۶۱۷

۲- عبدالواحد بن محمد الملاحی کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۵/ا/۷۰ ترجمہ ۱۴۸

Marfat.com

القابات دیتے ہیں۔

تالیفات: کثرت سے اخذ واستفادہ اور افادہ کے ساتھ ساتھ مفید کتب تالیف کیں۔

- الاستیعاب لابن عبدالبر۔ مفید استدراکات واضافے کیے۔
- علماء البیرۃ۔ یہ البیرۃ کے علماء پر تھی۔
- فضائل القرآن
- کتاب الانساب جسے انھوں نے کتاب الشجرۃ کا نام بھی دیا۔
- لمحات الانوار ولفحات الأزھار فی ثواب قاری القرآن
- برنامج روایاته
- کتاب الأربعین

وفات: الملاحی کا ۶۱۹ھ میں غرناطہ میں انتقال ہوا۔ (۱)

ابوسلیمان، داؤد بن سلیمان بن حوط اللہ الحارثی البلنسی الاندی (م ۵۵۲ھ۔۶۲۱ھ)

ابوسلیمان بن حوط اللہ کا تعلق مالقہ کے علمی ودینی گھرانے سے تھا۔ اصلاً اندہ سے تھے مالقہ جابسے تھے۔ والد گرامی، بھائی اور دیگر افراد خاندان احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے اخذ واستفادے کے لیے معروف تھے۔ اخذ علم کے لیے بلاد مغرب کا سفر کیا۔ ابن حوط اللہ کے شیوخ کی تعداد دوصد (۲۰۰) سے اوپر بتائی جاتی ہے۔ منذری لکھتے ہیں:

واتسع فی الروایة واخذ عن الصغار والکبار۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالربیع سلیمان بن داؤد (م ۵۶۷ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد گرامی (۲)

۱۔ تکملة ابار، ۲/ ۱۱۸ ترجمہ ۳۱۲؛ ذیل اوسی، ۶/ ۴۱۳ ترجمہ ۱۱۱۳؛ سیر اعلام، ۲۲/ ۱۶۲؛ شذرات، ۵/ ۸۶

۲۔ والد سلیمان بن داؤد ابوالربیع/ ابوداؤد المقریٔ کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۴/ ۹۶، ترجمہ ۲۷۹

Marfat.com

- ابو محمد عبداللہ بن سلیمان (م ۶۱۲ھ)۔ صاحب ترجمہ کے بھائی (۱)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوطاہر الخشوعی (م ۵۹۸ھ)
- ابوعبداللہ بن زرقون اندلسی (م ۵۸۶ھ)
- ابوعبداللہ بن عروس (م ۵۹۰ھ)
- ابوعبداللہ بن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- عبدالحق بن بونہ (م ۵۸۷ھ)
- ابوزید السہیلی (م ۵۸۱ھ)
- ابوعبداللہ بن نوح (م ۶۰۸ھ)
- ابوبکر بن مغاور الشاطبی (م ۵۸۷ھ)
- ابوالحسن الشقوری (م ۶۱۶ھ)
- ابوبکر بن أبی زمنین (م ۶۵۲ھ)
- ابوالقاسم بن سمجون (م ۶۱۰ھ)
- ابوالقاسم بن بشکوال (م ۵۷۸ھ) سے طویل عرصے تک استفادہ کیا۔
- ابوالطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ) سکندریہ سے اپنی مرویات کی روایت کی اجازت دی۔
- ابوعبداللہ بن حمید

تلامذہ: ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں:

وعنه أخذ من لا يعد كثرة واتسع فی الرواية

چند تلامذہ کے اسماء کا تعین ہو سکا۔

- ابن الابار (م ۶۵۸ھ)

ا۔ بھائی ابو محمد، عبداللہ بن سلیمان کے لیے دیکھیے: سیر، ۲۲/۴۱؛ تاریخ قضاۃ الاندلس، ۱۱۲؛ تکملۃ ابار ۲/۲۸۷، ترجمہ ۸۲۸؛ تکملۃ منذری، ۲/۳۵۷ ترجمہ ۱۴۴۵: نیز کتاب ھذا صفحہ ۳۳۹

Marfat.com

○ ابن مسدی (م ۶۶۳ھ)

علمی مقام: مالقہ کے ممتاز محدث اور عالم تھے۔ دونوں بھائی اندلس میں اپنے وقت کے کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔ حافظہ بہترین تھا بالعموم وہ حافظہ کی مدد سے روایت کرتے۔ ابوسلیمان بلنسیہ اور مالقہ کے قاضی بھی رہے۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

أن معظم ما أورده من حفظه وكان شديد العناية بالرواية۔۔۔ وهو واخوه كان أوسع أهل الأندلس رواية في وقتها لا ينازعان في ذلك ولا يدافعان مع الجلالة والعدالة۔

ان کے بعض تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اپنے بھائی ابو محمد سے زیادہ زاہد و عابد تھے۔ مختلف اوقات میں بعض مناصب پر متعین کئے گئے۔ جزیرۃ خضراء، بلنسیہ، مالقہ وغیرہ میں عہدہ قضاء پر متمکن ہوئے۔ عوام الناس احترام و اکرام سے پیش آتے۔ خود بھی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ ابن الابار ان کے تلمیذ خاص ہی لکھتے ہیں:

الغالب على أحواله التواضع ولين الجانب وخفض الجناح وحسن السيرة والطريقة والنزاهة والعدل والاعتدال۔

وفات: مالقہ میں عہدہ قضا کے دوران ۶۲۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات پر عوام الناس نے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار اشک اور آنسوؤں سے کیا۔ (۱)

ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن احمد الانصاری، البلنسی (۵۴۴ھ-۶۲۱ھ)

ابوعبداللہ الاندرشی، ابن البلنسی اور ابن الیتیم کے ناموں سے معروف تھے۔ اسلاف کا تعلق بلنسیہ سے تھا لیکن مریہ سکونت اختیار کرلی تھی۔ ابتدائی تعلیم بلنسیہ میں حاصل کی اندلس کے مختلف شہروں سبتہ وغیرہ کے اہل علم سے استفادے کے لیے گئے اور متعدد بار بلنسیہ بھی گئے۔ بلاد مشرق

۱- تکملۃ ابار، ۱/۲۵۶، ترجمہ ۸۷۷؛ تکملۃ منذری، ۳/۱۱۹، ترجمہ ۱۹۷۵؛ سیر اعلام، ۲۲/۱۸۴؛ شذرات، ۵/۹۴؛ شجرۃ النور، ۱/۱۷۴

Marfat.com

مکہ مکرمہ، بغداد، مصر، سکندریہ، فاس وغیرہ بھی اہل علم سے استفادہ کے لیے گئے۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالعباس احمد بن محمد بن عبداللہ (م ۵۸۱ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد (۱)
- ابوالحسن بن ھذیل (م ۵۶۴ھ)
- ابوالقاسم بن غالب الشراط (م ۵۸۶ھ)
- ابوالحسن بن النعمۃ (م ۵۶۷ھ)
- ابوعبداللہ بن سعادۃ (م ۵۶۶ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوزید السھیلی (م ۵۸۱ھ)
- ابوعبداللہ بن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابوالقاسم بن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابوبکر بن خیر (م ۵۷۵ھ)
- شھدۃ بنت الابری (م ۵۷۴ھ)
- ابوالطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوالطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ)
- ابوبکر بن رزق (م ۵۶۰ھ)
- ابومروان بن قزمان (م ۵۶۴ھ)
- ابواسحاق بن قرقول المالکی (م ۵۶۹ھ)
- ابن عساکر الدمشقی (م ۶۱۶ھ)
- ابوحفص المیانشی/نجی (م ۵۸۱ھ)

۱۔ والد ابوالعباس کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۱/۵۷ ترجمہ ۲۲۲؛ معرفۃ قراء الکبار، ۳/۱۰۶۸؛ المعجم فی اصحاب الصدفی ترجمہ ۸۳؛ ذیل اوسی، ۱/i/۶۰۷ ترجمہ ۶۵۵

Marfat.com

- عثمان بن فرج
- عبدالکریم بن غلیب المقری (م ۵۹۰ھ کے قریب)
- صالح بن عبدالملک الاوسی (م ۵۸۰ھ اغلباً)
- ابوالحسن بن حنین القرطبی الفاسی (م ۵۶۹ھ) سے الموطأ روایت ابن الطلاع کا سماع کیا۔

اہل علم کی کثیر تعداد نے انھیں اپنی مرویات وتالیفات کی روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ ان کے ترجمہ نگاروں نے صرف چند ایک کی طرف اشارہ کیا ہے۔

- ابن الابار (م ۶۵۸ھ) کو روایت کی اجازت دی۔
- ابن مسدی (م ۶۶۳ھ) نے ان سے سماع کیا۔
- ابوجعفر ابن الزبیر (م ۷۰۸ھ) صاحب صلة الصلة
- سلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)

علمی مقام: ابن البلنسی طلب علم کے بہت شوقین تھے لہذا کثرت سے سفر کیے۔ ذھبی اور ابن ابار انہیں ان اہل علم میں شمار کرتے ہیں جنھوں نے کثرت سے علمی رحلات اختیار کیے۔

ابن الابار ان کی صلاحیتوں اور علم وفضل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان راوية مكثراً، رحالة في طلب العلم عالي الاسناد۔

اوسی لکھتے ہیں:

كان ممن اطال التجوال في طلب العلم وابعد الرحلة في التماسه... كان معدوداً في المجودين من مقرئ القرآن، حسن التصرف في طريقة الحديث، بر المعاملة، جميل العشرة، كريم الاخلاق، عدلا ثقة في ما يرويه۔

ابن ابار اور اوسی کہتے ہیں کہ ہمارے بعض شیوخ نے ان کی مرویات میں اضطراب کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

نسبه بعض شيوخنا الى الاضطراب وغمزه...

Marfat.com

لیکن اس کے باوجود اہل علم کی کثیر تعداد نے سماع کے لیے ان کی طرف رخ کیا۔ ابن ابار ہی کہتے ہیں:

وعلی ذلک انتابه الناس ورحلوا الیه للسماع منه وقد أخذ عنه من الجلة وأكابر أصحابنا

دلایہ میں قضاء کے عہدہ پر متعین ہوئے اور کئی سال تک یہ ذمہ داری ادا کی۔ اس کے علاوہ مریہ کی جامع مسجد کے خطیب بھی رہے۔ ابن مسدی کہتے ہیں کہ میں نے ان کے اپنے خط (handwriting) میں بخاری کی الجامع دیکھی جو محاملی، ابن البیع، ابن البطر اور الطاہر السلفی کی سند سے ان تک پہنچی۔

وفات: اکثر حالت سفر میں رہنے والے اس عالم نے ۶۲۱ھ میں مالقہ کا سفر اختیار کیا یہ دنیاوی سفر تو پورا نہ ہو سکا لیکن ابدی سفر اختیار کر لیا۔ (۱)

ابوالقاسم، احمد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن بقی بن مخلد بن یزید (۵۳۷ھ۔۶۲۵ھ)

احمد بن یزید کا تعلق قرطبہ کے اہل ثروت و وجاہت خاندان سے تھا۔ علم و فضل کے اعتبار سے بھی اندلس کے چند ممتاز خاندانوں میں سے تھے۔ اس خاندان میں کئی صدیوں تک نسل در نسل اہل علم و فضل ہوتے رہے ہیں۔ پرورش علمی ماحول میں ہوئی۔ تعلیم کا آغاز خاندان کے اہل علم سے ہوا۔ تمام افراد خاندان نے احادیث روایت کیں۔ اندلس میں مقیم شیوخ سے استفادہ کیا اور بلادِ مشرق کا سفر بھی کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالولید یزید بن عبدالرحمٰن (م ۵۸۰ھ)۔ صاحب ترجمہ کے والد (۲)

۱۔ تکملة ابار، ۲/۱۲۲ ترجمه ۳۱۸؛ ذیل اوسی، ۶/۴۴ ترجمه ۹۰؛ تکملة المنذری، ۳/۱۳۴ ترجمه ۲۰۰۹؛ شجرة النور، ۱/۱۷۸؛ شذرات، ۵/۹۵؛ سیر اعلام، ۲۲/۲۵۰؛ مریة، البیرہ اور دلایة کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۵/۱۱۹، ۱/۴۹۰، ۲/۴۶۰

۲۔ والد ابوالولید یزید بن عبدالرحمٰن کے لیے رجوع کیجئے: تکملة ابار، ۴/۲۳۳ ترجمه ۶۵۱

Marfat.com

- ابوالحسن عبدالرحمٰن بن احمد (م۵۶۶ھ)۔ صاحب ترجمہ کے دادا[1]
- ابوالقاسم خلف بن بشکوال (م۵۷۸ھ)
- ابوالعباس بن الیتیم (م۵۸۱ھ)
- ابوالقاسم بن الولید بن رشد (م۵۹۳ھ)
- عبدالملک بن مسرۃ (م۵۵۲ھ)
- محمد بن عبدالحق الخزرجی (م۵۶۰ھ)
- ابن قزمان (م۵۶۴ھ)
- ابوزید السہیلی (م۵۸۱ھ) سے ان کی تالیف الروض الانف کا سماع کیا۔
- احمد ابن مضاء ابوالعباس (م۵۹۲ھ) ان سے سیبویہ کی کتاب اور مقامات پڑھے
- شریح بن محمد الرعینی (م۵۳۹ھ) انھوں نے بیٹے (یعنی صاحب ترجمہ) ان کے والد اور دادا کو ایک ہی مکتوب کے ذریعے ۵۳۸ھ میں روایت کی اجازت دی۔
- ابوالحسن بن حنین (م۵۶۹ھ)

تلامذہ: دور ونزدیک سے طلبہ کی کثیر تعداد قرطبہ استفادے کے لیے آتی۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابن الابار (م۶۵۸ھ)
- محمد بن عیاش بن محمد الخزرجی
- ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن المرحل
- ابوالحسین بن ابی الربیع
- محمد بن محمد المؤمنائی الفاسی
- ابوالقاسم بن یوسف بن الأیسر الجذامی (م۶۹۰ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ھارون الطائی (م۶۲۰ھ) نے الموطأ کا سماع کیا۔

۱۔ دادا ابوالحسن عبدالرحمن بن احمد بن محمد کے لیے رجوع کیجئے: تکملۃ ابار، ۲۹/۳ ترجمہ ۸۲

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کے آخری شخص تھے جنھوں نے الموطأ کو امام مالک سے چھ مسلسل واسطوں سے روایت کیا۔

علمی و شخصی مقام: حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز رہنے کے باوجود نہایت متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ مراکش میں قیام رہا اور وہاں بھی تعلیم و تدریس کے ساتھ مختلف مناصب پر کام کیا۔ ابن الابار لکھتے ہیں:

وکان من رجالات الأندلس جلالاً وکمالاً ولا نعلم بیتا أعرق من بیته فی العلم والنباهة الابیت بنی مغیث بقرطبة وبیت بنی الباجی باشبیلیة وله التقدم علی هؤلاء وولی علی قضا الجماعة بمراکش مضافاً ذلک الی خطتی المظالم والکتابة العلیا۔۔۔ولم تزده الرفعة الاتواضعاً۔

مراکش میں جب ان ذمہ داریوں سے مستعفی ہوئے تو قرطبہ آگئے اور یہاں عہدہ قضاء سنبھالا تا آنکہ کبرسنی کی وجہ سے فرائض کی ادائیگی مشکل ہوگئی۔ ابن الزبیر لکھتے ہیں:

کان له باع مدید فی النحو والأدب، تنافس الناس فی الأخذ عنه

ذھبی کہتے ہیں کہ اپنے معاملات اور احکام میں اہل اثر کی طرف میلان رکھتے تھے۔

وفات: جمعہ کے مبارک دن رمضان کے مقدس ماہ میں ۶۲۵ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۱)

۱- تکملة ابن ابار، ۱/۱۰۲ ترجمہ ۲۹۲؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۱۷؛ تکملة المنذری، ۳/۲۲۸ ترجمہ ۲۲۰۸؛ النجوم الزاهرة، ۶/۲۷۰؛ تاریخ ذهبی، ۴۵/۲۲۰؛ سیر أعلام، ۲۲/۲۷۴؛ شذرات، ۵/۱۱۶

Marfat.com

ابوعمرو، عثمان بن حسن بن علی بن محمد الجمیل السبتی الکلبی الدانی (۵۴۴ھ۔ ۶۳۴ھ)

ابوعمرو اپنا تعلق صحابی رسول ﷺ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے جوڑتے تھے۔ والد سبتہ کے شرفا میں سے تھے [۱]۔ ان کے بھائی ابوالخطاب عمر بن حسن بن علی [۲] اور ابوعمرو کا تعلق سبتہ سے تھا۔ اندلس افریقہ اور بلادِ مشرق کے شیوخ سے سماع کیا۔ دونوں بھائیوں کے بہت سے شیوخ مشترک تھے۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابومحمد بن بونہ عبدالحق (م ۵۸۷ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوبکر بن مغاور (م ۵۸۷ھ)
- ابن قرقول (م ۵۶۹ھ)
- ابوالحسین الشقوری (م ۵۴۴ھ)
- ابوجعفر الصید لانی (م ۶۰۳ھ)
- ابوالقاسم ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- ابوعبداللہ بن زرقون (م ۵۸۶ھ)
- ابوبکر بن خیر (م ۵۷۵ھ)
- ابوبکر بن الجد (م ۵۸۶ھ) ان کے بارے میں تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ اپنے شاگرد ابوعمرو کی مالی مدد بھی کرتے۔

۱۔ والد حسن بن علی بن محمد بن الجمیل سبتہ کے شرفا و فضلا میں سے تھے۔ رجوع کیجئے: تکملۃ ابار، ۱/ ۲۱۸ ترجمہ ۷۲۱

۲۔ بھائی عمر بن حسن ابوالخطاب ابن دحیہ (۵۴۶ھ۔ ۶۳۳ھ) معروف محدث تھے جو مشرق و مغرب کے مختلف علاقوں میں اخذ و استفادہ اور مستفید کرنے کے لیے گئے۔ مصر گئے تو ملک عادل نے اپنے بیٹے ولی عہد الکامل کی تدریس و تربیت پر مقرر کیا۔ مالی حالات اچھے تھے۔ بھائی ابوعمرو جب مصر آئے تو ان کے پاس قیام کیا۔ مفید کتب کے مؤلف تھے۔ ان کے صاحبزادے اور بھتیجے بھی اہل علم میں سے تھے۔ مزید معلومات کے لیے دیکھئے: تکملۃ ابار، ۳/ ۱۶۴ ترجمہ ۴۱۰؛ صلۃ زبیر، ۳/ ۲۸۴ ترجمہ ۵۷۷؛ ذیل او سی، ۸/ أ/ ۲۱۵۰ ترجمہ ۲۳؛ سیر أعلام، ۲۲/ ۳۸۹؛ میزان، ۲/ ۲۵۲؛ النجوم الزاھرۃ، ۶/ ۲۹۵؛ نفح الطیب، ۳/ ۳۱۳؛ شذرات، ۵/ ۱۶۰

Marfat.com

- ابوالقاسم السہیلی (م۵۸۱ھ) سے سماع کیا لیکن شیخ نے روایت کی اجازت نہ دی

تلامذہ: اندلس، بلادِ مشرق اور افریقہ کے تلامذہ کو احادیث روایت کیں۔ ان کے چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابن الدبیثی (م۶۳۷ھ)
- الحمال
- ابومحمد الجزائری۔ انھوں نے ابوعمرو سے قابسی کی کتاب الملخص کا سماع کیا۔

ابن نقطہ کہتے ہیں کہ سکندریہ کے لوگوں نے ان سے امام ترمذی کی الجامع/السنن کا سماع کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن سامعین کا اژدحام ہوتا۔ ترمذی کی الجامع انھیں حفظ تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابن نقطہ بھی ان کی مجالس میں شریک ہوئے لیکن جب ابوعمرو نے امام مالک اور امام شافعی کے بارے میں نازیبا باتیں کیں تو انھوں نے ان کی مجلس میں آنا ترک کر دیا۔

علمی مقام: سکندریہ اور افریقہ کے تلامذہ میں مقبول تھے۔ ابن مسدی لکھتے ہیں:

أربى على أخيه بكثرة السماع كما أربى أخوه عليه بالفطنة و كرم الطباع و كان متزهداً۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

كان ذاكراً للجرح و التعديل و الأسانيد و الرجال۔۔۔ صاحب شذوذ في كلامه حتى فارق بذلك غيره۔۔۔ مع انه معروف بالعدالة و المعرفة۔

تالیفات:

- المنتخب۔ یہ احکام سے متعلق تھی۔

وفات: عثمان بن حسن اٹھاسی (۸۸) سال کی عمر میں ۶۳۴ھ کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[1]

۱- تکملة ابار، ۳/۱۷۲ ترجمہ ۴۲۷؛ صلة زبیر، ۳/۲۵۲ ترجمہ ۵۸۵؛ تذکرة، ۴/۱۴۲۲؛ سیر أعلام، ۲۳/۲۶؛ حسن المحاضرة، ۲/۱۵۹؛ تاریخ ذہبی، ۴۶/۲۰۴؛ نفح الطیب، ۳/۳۰۹

Marfat.com

ابو الربیع، سلیمان بن موسیٰ بن سالم الحمیری الکلاعی البلنسی (۵۶۵ھ۔۶۳۴ھ)

ابو الربیع مرسیہ میں ۵۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بلنسیہ میں سکونت اختیار کی۔ بلنسیہ کے علماء حدیث کے باقیات الصالحات میں سے تھے۔ علوم قرآن وحدیث سے خصوصی رغبت تھی۔ مغرب ومشرق میں مقیم اہل علم کی مجالس میں استفادے کے لیے گئے۔

شیوخ: اساتذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند اساتذہ درج ذیل ہیں:

- ابن حذیل (م ۵۶۴ھ) ان سے علم قراءات سیکھا۔
- عبدالرحمٰن بن محمد بن مغاور السلمی (م ۵۸۷ھ)
- ابو الولید بن رشد (م ۶۰۴ھ)
- ابو الخطاب بن واجب (م ۶۱۴ھ)
- ابو خالد یزید بن رفاعہ (م ۵۸۸ھ)
- ابو بکر ابن الجد، محمد بن عبداللہ (م ۵۸۶ھ)
- ابو العباس المجریطی (م ۵۹۸ھ)
- ابو الحجاج یوسف بن عبداللہ (م ۵۷۵ھ)
- ابو عبداللہ بن زرقون (م ۶۲۲ھ)
- ابو محمد بن بونہ (م ۵۸۷ھ)
- ابو القاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابو الحسن نجبہ بن یحییٰ (م ۵۹۱ھ)
- ابو محمد بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابو عبداللہ بن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- محمد بن جعفر النحوی (م ۵۸۶ھ)
- ابو جعفر بن مضاء (م ۵۹۲ھ)
- ابو القاسم بن سمجون (م ۶۱۰ھ)

Marfat.com

- احمد بن ابی المطرف عبدالرحمٰن (م ۵۸۳ھ)
- ابوالطاہر بن عوف (م ۵۸۱ھ)
- ابوالقاسم بن جارۃ (م ۵۸۳ھ)
- عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابوعبداللہ بن عروس (م ۵۸۶ھ)
- ابومحمد بن جمہور (م ۵۹۲ھ)
- ابوعمر بن عات (م ۶۰۹ھ)
- ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن صاحب الاحکام (م ۵۸۱ھ)

تلامذہ: دور ونزدیک سے طلبہ استفادے کے لیے آتے۔ خشنی کہتے ہیں:

والیه کانت الرحلة فی عصره للاخذ عنه والسماع منه۔

ان کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

- ابومحمد عبدالحق بن برطلہ (م ۶۶۱ھ)
- ابن الابار (م ۶۵۸ھ)
- ابوالحسن الرعینی (م ۶۳۲ھ)
- ابوجعفر الطنجالی
- ابوالعباس ابن الغماز قاضی تونس
- ابوعبداللہ بن حزب اللہ
- ابوالحسین عبدالملک بن احمد بن مفوز (م ۶۶۰ھ)
- ابومحمد المنذری (م ۶۵۶ھ) نے بذریعہ اجازت روایت کیا۔
- ابوالحجاج بن الحکم

علمی مقام: ابوالربیع کی جلالت علمی کا اعتراف ان کے تلامذہ، ہمعصر علماء اور بعد میں آنے والے اہل علم نے کیا۔ بلاشبہ وہ علوم قرآن و حدیث میں بے مثل تھے۔ ان کے

Marfat.com

شاگرد رشید ابن الابار لکھتے ہیں:

کان اماماً فی صناعة الحدیث، بصیرا به، حافظا حافلا، عارفا بالجرح و التعدیل ذاکرا للموالید و الوفیات و فی حفظ اسماء الرجال،۔۔۔ کان حسن الخط، لانظیر له فی الاتقان و الضبط مع الاستبحار فی الأدب، فردا فی انشاء الرسائل مجیدا فی النظم خطیبا فصیحا مفوها۔

ابن مسدی لکھتے ہیں:

لم ألق مثله جلالة، ونبلا ورياسةً وفضلاً، کان اماماً مبرّزا فی فنون من منقول و معقول و منثور و موزون۔۔۔ برع فی علوم القرآن و التجوید و الأدب وهو ختام الحفاظ۔

اوسی علم حدیث میں ان کی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و کان بقية الأکابر من اهل العلم بصقع الاندلس الشرقی حافظاً للحدیث مبرزاً فی نقده تام المعرفة بطرقه ضابطاً لاحکام اسانید ذاکراً لرجاله وتواریخهم وطبقاتهم۔

اوسی ان کے اخلاق عالیہ کی توصیف میں کہتے ہیں:

کان کامل المروءة طيب العشرة حسن الخلق و الخلق جميل الصحبة، عذب المنطق۔۔۔ من اولی الحزم و الجرأة و البسالة و الأقدام۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

کان محدثا عارفا متقنا مقیدا ضابطا، ادیبا کاتبا بارع الخط، حسن التقييد، ذاکرا للرجال و التاریخ، جلیلا فاضلا۔

تاریخ قضاۃ کے مؤلف لکھتے ہیں:

سارفی احکامه بأجمل سيرة، وأحمد طريقة من العدل و التثبيت و الفضل، وکان حسن الهيئة، كريم النفس، يطعم فقراء الطلبة وينشطهم۔۔۔ کان

Marfat.com

رئیسافی الحدیث و الکتابۃ۔

ذہبی نے انھیں من کبار ائمۃ الحدیث کے اعزاز سے نوازا۔

درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ساتھ بعض حکومتی اہم اور نازک ذمہ داریاں بھی سنبھالیں۔ مختلف اوقات میں اندلس کے مختلف شہروں مثلاً غرناطہ، سبتہ، مالقہ، دانیہ، شاطبہ وغیرہ میں قاضی کے عہدے پر رہے۔

علمی ذمہ داریوں اور اعلیٰ مناصب پر تعیناتی کے ساتھ ساتھ دشمنان اسلام کے خلاف بر سرِ پیکار رہے اور کہا جاتا ہے کہ ایک ایسے ہی موقع پر دشمن (نصاریٰ) سے دوبدو مقابلہ میں شہید ہوئے۔

تالیفات: ابوالربیع نے مفید کتب تالیف کیں۔ جو ان کی تبحر اور وسعت علمی کا واضح ثبوت ہیں۔ منذری لکھتے ہیں:

جمع مجامیع مفیدۃ تدل علی غزارۃ علمہ و کثرۃ حفظہ و معرفتہ بھذا الشان۔

ابن ابار لکھتے ہیں:

ولہ تصانیف مفیدۃ شہیرۃ فی فنون شتی۔

اوسی لکھتے ہیں:

ولہ مصنفات۔۔۔ تدل علی رسوخ قدمہ فی المعارف و براعتہ فیما تولاہ منہا جودۃ انتقاء و اجادۃ انشاء۔

چند تصانیف درج ذیل ہیں:

- الاعلام باخبار البخاری
- مشیخۃ ابو القاسم بن حبیش
- کتاب الاربعین
- کتاب الأبدال
- المسلسلات من الأحادیث و الآثار
- جہد النصیح و حظ المنیح

Marfat.com

- السباعیات من حدیث الصدفی
- مفاوضۃ القلب العلیل
- نکتۃ الامثال و نفثۃ السحر الحلال
- الاکتفاء فی مغازی المصطفی و الثلاثۃ الخلفاء
- کتاب معرفۃ الصحابۃ و التابعین (مکمل نہ کر سکے)
- المعجم فیمن و افقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من الصحابۃ
- مصباح الظلام۔ اس میں انھوں نے القضاعی کی کتاب الشہاب کا منہج اختیار کیا۔

وفات: جیسا کہ بیان ہوا دشمن کے خلاف ایک معرکے میں لڑتے ہوئے۔ ۶۳۴ھ میں شہید ہوئے۔ وہ ساتھیوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دے رہے تھے اور کہتے تھے: أعن الجنۃ تفرون؟[1]

ابوعبداللہ زکی الدین محمد بن یوسف بن ابی یداس البرزالی الاشبیلی (۵۷۷ھ۔۶۳۶ھ)

ابوعبداللہ اشبیلیہ میں ۵۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اندلس کے مشہور قبیلیہ برزالۃ سے تعلق تھا۔ تحصیل علم کا شوق تھا، ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ ۶۰۳ھ میں اسکندریہ گئے وہاں علم حدیث حاصل کرنے اور احادیث کو لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ ۶۰۵ھ میں دمشق آئے۔ ۶۱۰ھ سے قبل فریضہ حج ادا کیا۔ مشرق کے مختلف شہروں کا سفر کیا تا کہ وہاں مقیم اجل شیوخ سے استفادہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں وہ نیشاپور، حران، اربل، اصبہان، تکریت، بغداد وغیرہ گئے پھر دمشق میں مقیم ہو گئے۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی تعداد کثیر تھی، چند درج ذیل ہیں:

- علی بن المفضل المقدسی (م ۶۱۱ھ)
- ابوالیمن زید بن الحسن الکندی (م ۶۱۳ھ)

۱- تکملۃ ابار، ۴/۱۰۰ ترجمہ ۲۹۰؛ ذیل اوسی، ۴/۸۳ ترجمہ ۲۰۳؛ صلۃ زبیر، ۳/۳۶۰؛ ترجمہ ۸۴۷؛ الاحاطۃ، ۴/۲۵۴؛ تکملۃ منذری، ۳/۴۶۱ ترجمہ، ۲۷۷۰؛ الدیباج، ۲۰۰؛ تاریخ ذہبی، ۴۶/۱۹۰؛ سیر اعلام، ۲۳/۱۳۴؛ النجوم، ۶/۲۹۸؛ الرسالۃ، ۱۶۱؛ کشف الظنون، ۱/۱۴۱، ۲/۱۷۰۶

Marfat.com

- یونس بن یحییٰ الھاشمی (م ۶۰۸ھ)
- خضر بن کامل الدمشقی (م ۶۰۸ھ)
- ابومحمد عبدالعزیز بن الاخضر (م ۶۱۷ھ)
- ابوالبرکات ابن عساکر (م ۶۲۷ھ)
- زینب الشعریہ (م ۶۱۵ھ)
- ابوالحسن المؤید الطوسی (م ۶۱۷ھ)
- زاھر بن رستم (م ۶۰۹ھ)
- ابوعلی منصور بن عبداللہ (م ۶۴۰ھ)
- ابوبکر قاسم بن عبداللہ بن عمر الصفار (م ۶۱۸ھ)
- زاھر بن طاہر الشحامی النیشاپوری (م ۵۳۲ھ)
- قاضی القضاۃ ابوالقاسم عبدالصمد بن محمد الانصاری (م ۶۱۴ھ)
- ابوروح، عبدالمعز بن محمد بن ابی الفضل الھروی (م ۶۱۸ھ)

زکی الدین منذری (م ۶۵۶ھ) کا قول ہے کہ ان کے اور البرزالی کے بہت سے شیوخ مشترک تھے۔ منذری اور برزالی نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جن کا تعلق مختلف اقطار وامصار سے تھا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوالحسن الجمال ابن الصابونی (۶۴۰ھ)
- منذری (م ۶۵۶ھ)
- ابوالفضل بن عساکر (م ۶۱۰ھ)
- مجدالدین محمد ابن العدیم (م ۶۲۷ھ)
- ابوعلی بن الخلال
- عمر بن یعقوب الاربلی

Marfat.com

○ محمد بن یوسف الذھبی

علمی مقام: البرزالی مغرب ومشرق میں اپنے علم وفضل کی وجہ سے قابل احترام تھے۔ مختلف ذمہ داریاں نبھائیں۔ مشھد عروہ کی ذمہ داری سنبھالی۔ مسجد فلوس میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مغرب سے آنے والے شائقین علم کے لیے مدد ومعاون ثابت ہوتے۔

علم کو ضبط تحریر میں لانے کا اہتمام کیا یہ اہتمام اپنے ذاتی استعمال کے لیے ہوتا اور وہ دوسروں کو بھی لکھ کر دیتے تھے۔ اہل علم نے ان کے حفظ وذکاوت کی تعریف کی۔ منذری لکھتے ہیں:

كان يحفظ ويذاكر مذاكرة حسنة، صحبنا مدة عند شيخنا أبي المفضل سمعت منه وسمع مني۔

ابن نقطہ لکھتے ہیں:

كان ثقة، يحفظ ويذاكر۔

منذری نے بھی ان کی ثقاہت اور حافظہ کی عمدگی کا اظہار کیا۔

ابن ابار لکھتے ہیں:

في شيوخه كثرة وفي روايته سعة وكان حسن الخط جيد الضبط، صحيح التقييد، معروفا بالحفظ، وجمع من الحديث شيأ كثيرا أو خرّج لأشياخه عوالي مفيدة وجمع لهم اسماء شيوخهم۔

ذھبی انھیں الشيخ الامام، المحدث، الحافظ، الرحال مفيد الجماعة کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

تالیفات: منذری کہتے ہیں انھوں نے کثرت سے لکھا۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

○ مجامیع۔ یہ شیوخ کے تراجم پر مشتمل تھی

○ الاربعين الطبية

Marfat.com

وفات: البرزالی کا حماۃ میں ۶۳۶ھ میں اچانک انتقال ہوا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بن خلفون الازدی الأونبی الاشبیلی (۵۵۵ھ۔ ۶۳۶ھ)

ابوعبداللہ کا مغربی اندلس کی بستی اُونبہ سے تعلق تھا۔ غالباً اونبہ میں ۵۵۵ھ میں ولادت ہوئی۔ ابن خلفون کے نام سے معروف ہوئے۔ اپنے وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوبکر بن الجد (م۵۸۹ھ)
- ابوالبقاء یعیش بن القدیم (م۶۲۶ھ)
- ابوعبداللہ بن زرقون (م۶۲۱ھ)
- ابوبکر النیار (م۶۵۶ھ)
- ابومحمد بن حوط اللہ (م۶۱۲ھ)
- ابوالعباس بن مقدام
- ابوالولید سعد بن سعد السعود بن عفیر الاموی (م۵۸۸ھ)

تلامذہ: ان کے چند تلامذہ کے نام ملتے ہیں جو یہ ہیں:

- ابوجعفر ابن الطباع (م۶۸۰ھ)
- ابن مسدی (م۶۶۳ھ)
- ابوبکر بن سید الناس (م۶۵۹ھ)
- ابومحمد ابن غلبون (م۶۱۳ھ)
- ابوالحسن الرعینی (م۶۳۲ھ)

۱۔ تکملہ ابار، ۲/ ۱۴۰ ترجمہ ۳۶۵؛ التکملۃ منذری، ۳/ ۵۱۴ ترجمہ ۲۸۹۳؛ تذکرہ، ۴/ ۱۴۲۳؛ تاریخ ذہبی، ۴۶/ ۳۰۷؛ شذرات، ۵/ ۱۸۲؛ النجوم الزاہرۃ، ۶/ ۳۱۴؛ سیر أعلام، ۲۳/ ۵۵؛ الاعلام، ۷/ ۱۵۰

Marfat.com

علمی مقام: ابن خلفون ثقہ اور متقن راوی تھے۔ اہل علم نے علم حدیث میں ان کے رسوخ اور ان کی ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

كان بصيراً بصناعة الحديث حافظاً لاسماء الرجال، متقناً۔

اوسی علم حدیث میں ان کی مہارت اور صدق وامانت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان من متقني صناعة الحديث، متقدماً في معرفة رواته وتمييز طبقاتهم واحوالهم، معروفاً بالصدق ۔۔۔ واتباعاً للسنة وتخلقا بما يستحسن من سير فضلا المحدثين۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

اعتنى بالرواية والنقل اعتناءاً تاماً وعكف على ذلك عمره، كان حافظا للأسانيد، عارفاً بالرجال۔

حافظ ذہبی بھی انھیں المتقن العلامۃ الحافظ کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

بعض انتظامی ذمہ داریاں بھی سنبھالیں۔ اندلس کے مختلف علاقوں میں قاضی رہے۔ وہ ایک متوازن اور عادل قاضی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ لوگوں کے درمیان مقبول تھے۔

تالیفات: ابن ابار کہتے ہیں: له تواليف مفيدة۔ متن حدیث اور سند پر ان کی دسترس کا اندازہ ان کی تالیفات سے ہوتا ہے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- علم الحديث وصفات نقلته
- المنتقى في رجال الحديث
- اربعون حديثاً
- التقريب في علوم الحديث
- مختصر الموطا
- اسماء شيوخ مالك
- شيوخ ابي داؤد

Marfat.com

- شیوخ الترمذی
- اغالیط یحیی بن یحیی فی موطأ
- شیوخ ابن الجارود
- المعلم فی شیوخ البخاری مسلم/المفهم فی شیوخ البخاری و مسلم [1]
- رفع التماری فیمن تکلم فیہ من رجال البخاری

وفات: ابن خلفون ٦٣٦ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ [2]

ابو عبداللہ، محمد بن علی بن خضر بن ھارون الغسانی المالقی المالکی (٥٨٤ھ۔٦٣٦ھ)

ابن عسکر کے نام سے معروف تھے۔ تعلق مالقہ سے تھا۔ اپنے وقت کے اجل علماء سے علم اخذ کیا۔

شیوخ: بلاد مغرب اور مشرق میں ان کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابو الحجاج ابن الشیخ (م ٦٠٤ھ)
- ابو الخطاب بن واجب (م ٦١٤ھ)
- ابو سلیمان بن حوط اللہ (م ٦٢١ھ)
- ابو محمد بن حوط اللہ (م ٦١٢ھ)
- ابو بکر بن قنترال (م ٦١٢ھ)
- ابو القاسم الملاحی (م ٦١٩ھ)
- ابو علی الرندی (م ٦٤٩ھ)
- ابو محمد بن القرطبی (م ٦١١ھ)

١۔ ابن ابار اور ذہبی نے کتاب کا نام المفهم بیان کیا ہے۔ مرتبہ نے ١٩٨٢ھ میں یہ کتاب مخطوط صورت میں مکتبہ ظاہریہ، قاہرہ میں دیکھی اور استفادہ کیا اس پر نام المعلم ــــ درج تھا۔ ممکن ہے دونوں ہی نام مولف نے دیئے ہوں۔ محمد مخلوف نے کتاب کا نام شرح البخاری و مسلم لکھا ہے جو غلط ہے۔ (شجرۃ النور، ١/١٨١)

٢۔ تکملۃ ابار، ٢/١٤١، ترجمہ ٣٦٦؛ ذیل اوسی، ٦/١٢٨ ترجمہ ٣٢٤؛ شجرۃ النور، ١/١٨١؛ معجم البلدان، ١/٢٨٣؛ تذکرۃ، ٤/١٤٠٠؛ تاریخ ذہبی، ٤٦/٣٠٣؛ سیر أعلام، ٢٣/٧١

Marfat.com

- ابوالحسن الشقوری (م ۶۱۶ھ)
- ابوالقاسم بن سجون (م ۶۱۰ھ)
- ابوزکریا الاصفہانی

تلامذہ: میسر مصادر میں ان کے تلامذہ میں سے صرف ایک شاگرد ابن ابار (م ۶۵۸ھ) کا تعین ہو سکا۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انھوں نے مغرب و مشرق کے شائقین علم کو ضرور مستفید کیا ہوگا۔

علمی مقام: حدیث، فقہ، ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ انھوں نے کبار محدثین سے استفادے میں تاخیر کی جس کا انھیں افسوس تھا۔ مالقہ کے دو بار قاضی رہے۔ لوگوں میں اپنے عدل و انصاف اور حسن اخلاق کی وجہ سے معروف تھے۔

ابن ابار ان کے علمی مرتبے کے اعتراف میں کہتے ہیں:

كان فقيها مجيداً لعقد الشروط، حافظاً للغة، أديباً بليغاً مشاركاً في العربية۔

اوی لکھتے ہیں:

كان مقرئاً مجوداً ... متفننا فی جملة معارف ذاحظ صالح من رواية الحديث، تاريخيا حافظاً ... متين الدين تام المروة سنيافاضلاً معظما عند الخاصة والعامة، حسن الخلق جميل العشرة۔

ضرورت مندوں کی حاجات کو پورا کرنے والے تھے۔ عفو و درگذر کرنے والے تھے حتیٰ کہ جو لوگ ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ان کے ساتھ بھی احسان و مروت سے پیش آتے۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

كان جليل القدر، ديناً، صاحب فنون، فقه و نحو و أدب و كتابة ...

شجرة الزكية کے مؤلف لکھتے ہیں:

العلامة المتفنن فی العلوم الفهامة المتين الدين المعظم عند الخاصة والعامة۔

تالیفات: صاحب تالیف تھے۔ ان کی چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- نزهة الناظر فی مناقب عمار بن ياسر

Marfat.com

- السلو عن ذهاب البصر
- ادخار الصبر فی افتخار القصر و القبر
- مطلع الانوار و نزهة البصائر و الابصار
- المشرع الروی فی الزیادة علی غریبی الهروی۔ امام ھرویؒ (م ۲۲۴ھ) کی کتاب الغریبین پر اضافے تھے۔
- الاتمام علی کتاب التعریف و الاعلام۔ یہ سھیلیؒ کی کتاب التعریف و الاعلام کا تتمہ تھا۔ محمد مخلوف نے کتاب کا نام صلة الأعلام لکھا ہے۔
- اربعین حدیثاً اس رسالہ میں انھوں نے اپنے شیخ اور صحابی رسول کے ہم نام ہونے کا اہتمام کیا۔

وفات: ابھی عہدہ قضاء پر تھے کہ انتقال ہوگیا۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے۔ ادباء نے وفات پر مرثیے بھی کہے۔ سال وفات ۶۳۶ھ ہے۔ (۱)

ابوالعباس احمد بن محمد بن مفرّج النباتی الحزمی، الاشبیلی الاموی (۵۶۱ھ۔ ۶۳۷ھ) (۲)

ابوالعباس اشبیلیہ میں ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ النباتی، العشاب اور الحزمی بھی کہلائے لیکن ابن الرومیہ کے نام سے معروف ہوئے۔ علمی و دینی ماحول حاصل تھا۔ حصول علم کا آغاز اپنے شہر سے کیا اور پھر مغرب اور مشرق کے مختلف علاقوں میں ممتاز شیوخ سے اخذ و استفادے کے لیے گئے۔ ۶۱۳ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ مکہ، مصر، موصل، دمشق اور دیگر اہم شہروں کے شیوخ سے ملاقات کی۔

شیوخ: ان کے اساتذہ میں سے چند درج ذیل ہیں (۳):

- ابوعبداللہ محمد بن سعید بن زرقون (م ۵۸۶ھ)

۱- تکملة ابار، ۲/۱۳۹، ترجمہ ۳۶۴؛ ذیل اوسی، ۶/۴۴۹ ترجمہ ۱۲۱۸؛ شجرة النور، ۱/۱۸۱؛ سیر أعلام، ۲۳/۶۵

۲- احمد بن محمد بن عمر اللخمی العشاب النباتی (۵۶۲ھ۔ ۶۳۷ھ) ایک علیحدہ شخصیت ہیں۔ صاحب ترجمہ اور ان کے والد کا نام اور صنعت و حرفت وغیرہ میں حیرت انگیز حد تک مطابقت کی وجہ سے بعض اہلِ علم کو مغالطہ ہوا اور دونوں کو ایک ہی سمجھا۔ رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۱/i/۶۴۰ ترجمہ ۷۱۷: تقابل کیجئے: ذیل اوسی، ۱/i/۶۵۲ ترجمہ ۷۵۸

۳- اوسی نے ہر علاقہ اور شہر کے شیوخ کی علیحدہ علیحدہ طویل فہرست دی ہے۔ دیکھیے: ذیل اوسی، ۱/i/۶۵۳۔۶۸۶

Marfat.com

- ابوبکر محمد بن عبداللہ بن الجد (م ۵۸۹ھ)
- عبدالمنعم ابن الفرس الخزرجی (م ۵۹۷ھ)
- ابوذر الخشنی (م ۶۰۹ھ)
- ابن الشیخ (م ۶۰۴ھ)
- ابن سجون (م ۶۱۰ھ)
- ابن العربی (م ۵۴۳ھ)
- ابوالقاسم الشراط (م ۵۸۶ھ)
- ابوسلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوعبداللہ الاندرشی (م ۶۲۱ھ)
- سعد السعود ابوالولید (م ۵۸۸ھ)
- ابوالقاسم السہیلی (م ۵۸۱ھ)
- یعیش بن علی ابن القدیم (م ۶۲۶ھ)
- ظفر بن محمد (م ۵۷۴ھ)
- اسعد بن بقا بن عبد بن بقا قا (م ۶۲۳ھ)
- ابوبکر محمد بن علی بن خلف التجیبی
- ابوعبداللہ الفراوی
- ابوزکریا الدمشقی
- احمد بن جمہور بن سعید القیسی
- ابوالولید بن عفیر
- ابراھیم بن محمد بن یوسف الانصاری

تلامذہ: مختلف علاقوں میں مقیم شیوخ سے استفادے کے بعد اندلس واپس آئے اور اپنے ساتھ وسیع علمی ذخیرہ لائے۔ اوی لکھتے ہیں:

Marfat.com

قفل الی بلدہ بروایة واسعة وفوائد جمة، وجلب کتبا نافعة وتصانیف غریبة۔

وہ اپنے تلامذہ کے لیے بڑے مشفق تھے، ان کی مالی مدد کرتے اور اپنی ذاتی لائبریری سے انہیں کتب بھی دیتے۔ ان کے چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابن الدبیثی (م ۶۳۷ھ)
- ابو اسحاق البلفیقی
- ابن نقطہ (م ۶۲۹ھ)
- ابوبکر المومنائی
- ابراھیم بن یوسف بن علی القیسی
- ابو النور محمد بن احمد۔ صاحبزادے
- ابوعلی حسین بن عبدالعزیز
- ابوالحسن بن محمد الرعینی
- اصحاب ابن ابار نے بھی ان سے سماع حدیث کیا

منذری کہتے ہیں کہ مصر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے وہاں اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ انہیں سماع کا موقعہ نہ ملا۔

علمی مقام: ابتداء میں مسلک ظاہری پر تھے لیکن جب ابوالحسین بن زرقون سے فقہ مالکی کا مطالعہ کیا تو مالکی مسلک اختیار کر لیا اور ابن حزم کے بارے میں متعصب ہو گئے۔ علم حدیث اور علم اسماء الرجال میں دسترس حاصل تھی۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

کان بصیراً بالحدیث ورجاله کثیر العنایة به۔

ابن نقطہ کا قول ہے:

کان ثقة، صالحاً، حافظاً۔

اوسی مختلف علوم میں ان کی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان محدثاً حافظاً ناقداً ذاکراً تواریخ المحدثین وانسابهم وموالد

Marfat.com

ووفياتهم وتعديلهم وتجريحهم۔

ذہبی انھیں الشیخ، الامام، الفقیہ، الحافظ، الناقد، الطبیب کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

ابن فرحون کہتے ہیں:

كان اماماً في الحديث حافظاً ناقداً۔

ابن الرومی کو صرف علوم دینیہ ہی سے شغف نہ تھا بلکہ وہ علم نباتات (Botany) کے بھی ماہر تھے۔ اس لیے انھیں النباتی اور العشاب (یعنی نباتات اور جڑی بوٹیوں کے خصائص کی معرفت رکھنے والا) بھی کہا گیا۔

تالیفات: انھوں نے علم حدیث سے متعلق مفید کتب مرتب کیں۔ ابن فرحون کہتے ہیں: وله تصانيف حديثية، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- الحافل في تكملة / تذييل الكامل۔ ابن عدی کی الکامل پر مفید اضافوں اور تعلیقات پر مشتمل تھی۔
- اختصار الكامل
- المعلم بمازاد البخاري على مسلم
- التذكرة في معرفة شيوخه / مشيخته
- حكم الدعاء في ادبار الصلوٰت
- كيفية الاذان يوم الجمعة
- اخبار محمد بن اسحاق
- غريب حديث مالك للدار قطني کا اختصار بھی مرتب کیا۔
- نظم الدراري فيما تفرد به مسلم عن البخاري

نباتات کے بارے میں ان کی معلومات بیش قیمت تھیں اور وہ اپنے زمانہ کے عجوبہ سمجھے جاتے تھے۔ موضوع پر تالیفات مرتب کیں۔ جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے تھے۔ ابن ابار کہتے

Marfat.com

ہیں کہ ان سے ان کی دوکان پر متعدد بار ملاقات ہوئی۔

وفات: ابن فرحون کا کہنا ہے کہ ابن الرومیہ ماہ ربیع الاول ۶۳۷ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوبکر محیی الدین محمد بن علی بن محمد بن احمد الطائی المرسی الصدفی (۵۶۰ھ۔۶۳۸ھ)

ابن العربی کے نام سے معروف ہوئے۔ مرسیہ میں ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ۵۶۸ھ میں اشبیلیہ منتقل ہو گئے جو اس وقت علم و ادب کا مرکز تھا اور ایک طویل عرصہ یہاں قیام کیا اور شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۵۹۸ھ میں علمی رحلات کا آغاز کیا۔ مصر، شام، موصل، مکہ مکرمہ گئے۔ ادئیگی فریضہ حج کے بعد دوبارہ دمشق آئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے۔

شیوخ: ان کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے چند درج ذیل ہیں:

- ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ)
- زاھر بن رستم (م ۶۰۹ھ)
- ابن صحاف، علی بن ابراھیم الغرناطی (م ۶۰۴ھ)
- عبدالمنعم، بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابوالفرج ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ)
- ابوالطاہر السّلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابن زرقون (م ۵۸۶ھ)
- ابوبکر ابن الجد (م ۵۸۶ھ)

تلامذہ: ابن العربی کے تلامذہ، معتقدین اور منتسبین کی تعداد بے شمار ہے۔ چند یہ ہیں:

- ابوبکر بن مسدی (م ۶۳۷ھ)

۱- تکملة ابار، ۱/۱۰۷ ترجمہ، ۳۰۴؛ تکملة منذری، ۳/۵۳۰ ترجمہ ۲۹۲۸؛ الدیباج، ۱۰۷؛ تذکرة، ۱۴۲۵/۴؛ شذرات، ۱۸۴/۵؛ ذیل اوسی، ۱/i/ ۶۵۲ ترجمہ ۷۵۸؛ سیر أعلام، ۲۳/۵۸؛ تاریخ ذھبی، ۴۶/۳۱۸؛ نفح الطیب، ۳/۳۴۱: مقری نے سال ولادت ۵۶۷ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

- ابوالعباس بن ابراہیم القنجایری
- ابوالقاسم محمد بن محمد بن سراقہ

علمی مقام: ابن العربی اپنے وقت کے تصوف کے شہسوار مانے جاتے تھے لہٰذا الشیخ الاکبر کا خطاب پایا۔ابن النجار لکھتے ہیں:

قد صحب الصوفية و أرباب القلوب و سلك طريق الفقر

انھوں نے متنوع علوم میں کتب تالیف کیں۔وہ صرف ایک صوفی و زاہد عالم ہی نہیں بلکہ مفسرِ قرآن اور ایک مستند محدث بھی تھے۔اپنے صوفی نظریے وحدۃ الوجود کی وجہ سے ایک متنازعہ شخصیت رہے اور پوری ملت اسلامیہ میں افتراق و اختلاف کا سبب بنے۔ذھبی کہتے ہیں:

ان له توسعاً فی الکلام و ذکاء و قوة خاطر، و حافظة، و توفیقاً فی التصوف۔۔۔لو لا شطحه فی کلامه و شعره۔۔۔

اوسی لکھتے ہیں:

کان ادیباً بارعاً کاتباً بلیغا۔۔۔ کتب بالاندلس عن بعض الامراء ثم تخلی عن ذلک زهداً ورغبته عنه۔۔۔ و مال الی التصوف و صحب أعلام رجاله غرباً و شرقاً و جدّ فی طلبه حتی برع فیه۔

ابن عربی ایک بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی رہے۔امراء و وزراء کا قرب حاصل رہا

تالیفات: ابن النجار نے ان کی تالیفات تقریباً دو صد کے قریب بتائی ہیں۔جن کے موضوعات میں تنوع ہے۔چند درج ذیل ہیں:

- فتوحات مکية۔تصوف کی معروف کتاب
- الاربعون من الاحادیث القدسية
- الجلال و الجمال
- فصوص الحکم
- مشاهدة اسرار القدسية

Marfat.com

- تفسیر القرآن الکریم۔ اس میں معتزلہ کے عقائد کا رد ملتا ہے۔ صوفیانہ پہلو غالب ہے۔
- ردمعانی الآیات المتشابہات الی معانی الآیات المحکمات

وفات: ابن عربی اندلس سے ۵۹۸ھ میں بلادِ مشرق آئے تو تا حیات دمشق رہے اور دمشق ہی میں ۶۳۸ھ میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔[۱]

ابوالقاسم، القاسم بن محمد بن احمد بن محمد الأنصاری الأوسی القرطبی (۵۷۵ھ۔ ۶۴۲ھ)

ابن الطیلسان کے نام سے معروف تھے۔ اپنے وقت کے اجل علماء سے استفادہ کیا۔ اساتذہ کی تعداد دو صد سے اوپر بتائی جاتی ہے۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن الشراط (م ۵۸۶ھ)۔ صاحب ترجمہ کے نانا
- فاطمہ بنت ابوالقاسم الشراط (والدہ محترمہ)
- ابومحمد بن عبدالحق الخزرجی (م ۶۲۵ھ)
- عبداللہ بن جرج (م ۶۱۱ھ)
- ابن الرومیۃ (م ۶۳۷ھ)
- ابومحمد ابن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)
- ابوالقاسم الملاحی (م ۶۱۹ھ)
- یحییٰ بن احمد بن مسعود الانصاری (م ۶۱۴ھ)
- ابوبکر عتیق بن قنترال (م ۶۱۲ھ)
- ابوالحکم بن حجاج

۱۔ تکملۃ ابار، ۲/ ۱۴۵ ترجمہ ۳۷۶؛ ذیل اوسی، ۶/ ۴۹۳ ترجمہ ۱۲۷۷! نیز ۶/ ۵۱۱ ترجمہ ۱۳۱۴؛ سیر أعلام، ۲۳/ ۴۸؛ نفح الطیب، ۲/ ۶۳، ۳۷۵؛ مفتاح السعادۃ، ۱/ ۳۱۱؛ شذرات، ۴/ ۲۳۹؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱/ ۶۰۵؛ ابن ابار لکھتے ہیں کہ ان کا انتقال ۶۴۰ھ کے بعد ہوا۔

Marfat.com

- عبداللہ بن مسلمہ
- عبدالرحمٰن بن القاسم بن سراج
- ابوبکر غالب (ماموں)
- عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ) بذریعہ کتابت روایت کی اجازت دی۔
- ابوالقاسم بن سحبون (م ۶۱۰ھ) بذریعہ کتابت روایت کی اجازت دی۔
- ابوبکر ابن ابی زمنین (م ۶۰۲ھ)، بذریعہ کتابت روایت کی اجازت دی۔
- ابوبکر بن حسنون، بذریعہ کتابت روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: قرطبہ اور اندلس کے دوسرے شہروں سے طلبہ کی کثیر تعداد استفادے کے لئے آتی۔ ضبط و اتقان میں مشہور تھے۔ علم کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر لیا۔ سماع حدیث کے لئے دور و نزدیک سے شائقین آتے۔ چند درج ذیل ہیں:

- ابوعبداللہ بن عیاش (داماد)
- ابوالحسن الرعینی (م ۶۳۲ھ)
- ابن ھارون الشاطبی (م ۶۰۹ھ)
- ابن یاسین

علمی مقام: ان کے تذکرہ نگاروں نے علم سے ان کی محبت، ثقاہت و ضبط کا اعتراف کیا ہے۔ ابن ابار لکھتے ہیں:

> کان مع معرفته بالقراءات و العربية متقدما فی صناعة الحديث معنياً بروايته وتقييده، معروفاً بالضبط والاتقان مشاركاً فی فنونٍ۔

اوی الذیل میں رقمطراز ہیں:

> وکان من جلة المقرئين المجودين وكبار المحدثين المسندين، عنى طويلاً أتم العناية بشأن الرواية واستكثر من الافادة واشتهر بالضبط والاتقان وانقطع الى خدمة العلم وتقييد الآثار۔۔۔ تصدر للاقراء واسماع الحديث والافادة بما كان

Marfat.com

عندہ وعرف بالثقۃ والعدالۃ والنزاھۃ وسراوۃ النفس وحسن الخط۔

تالیفات: ابن الطیلسان نے درس وتدریس کے علاوہ مفید کتب تالیف کیں، چند درج ذیل ہیں:

- ماورد من تغلیظ الأمر علی شربۃ الخمر
- الجواھر المفصلات فی الاحادیث المسلسلات
- بیان المنن علی قاری الکتاب والسنن
- زھرات البساتین (اجل شیوخ کے تذکرہ پر مشتمل)
- نفحات الریاحین فی غرائب أخبار المسندین ومناقب آثار المھتدین
- نفحات کا اختصار بعنوان اقتطاف الانوار بھی مرتب کیا۔
- اخبار الصالحین من الاندلسیین وقبورھم
- اقتطاف الانوار اختصار زھرات البساتین
- التبیین عن مناقب من عرف قبرہ بقرطبۃ من الصحابۃ والتابعین والعلماء الصالحین

وفات: ابن الطیلسان نے قرطبہ میں ۶۳۳ھ تک قیام کیا لیکن جب دشمنان اسلام نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا تو مالقہ آ گئے۔ مالقہ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مالقہ ہی میں ۶۴۲ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن سعید بن علی بن یوسف الانصاری الغرناطی المقری (۵۸۸ھ۔۶۴۵ھ)

الطراز کے لقب سے معروف تھے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ ابوعبداللہ النمیری کے نواسے تھے۔ غرناطہ میں ۵۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے علم کی تحصیل کا آغاز ہو گیا تھا۔

۱- تکملۃ ابار، ۴/۷۵، ترجمہ ۲۰۹؛ ذیل اوسی، ۵/ii/ ۵۵۷ ترجمہ ۱۰۹۰؛ (اوسی نے شیوخ کی طویل فہرست دی ہے)؛ صلۃ زبیر، ۳/۳۴۹، ترجمہ ۸۲۰؛ تذکرۃ، ۴/۱۴۲۶؛ سیر أعلام، ۲۳/۱۱۴؛ شذرات، ۵/۲۱۵

Marfat.com

شیوخ: ان کے شیوخ کی تعداد کثیر ہے۔ یہاں کچھ ممتاز اہل علم کا ذکر کرتے ہیں:

- عبداللہ بن سلیمان ابن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)
- داؤد بن سلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوالقاسم الملاحی (م ۶۱۹ھ)
- ابوعمر بن عات الشاطبی (م ۶۰۹ھ)
- علی بن احمد الغافقی الشقوری (م ۶۱۶ھ)
- عبدالصمد بن ابی رجاء البلوی (م ۶۱۹ھ)
- علی بن جابر الانصاری الدباج (م ۶۴۶ھ)
- ابوالبقاء یعیش بن علی (م ۶۴۳ھ)
- ابومحمد الزہری (۶۱۳ھ)
- محمد بن اسماعیل بن خلفون (م ۶۳۶ھ)
- عبیداللہ بن عاصم الرُّندی (م ۶۴۹ھ)
- علی بن محمد بن علی النحوی (م ۶۱۰ھ)
- ابوالخطاب بن واجب (م ۶۱۴ھ)
- ابوالحسین بن زرقون (م ۶۲۲ھ)
- ابوالقاسم بن سجون (م ۶۱۰ھ)
- ابومحمد بن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)
- احمد بن عمر ابومحمد ابن القرطبی
- ابوالیمن الکندی
- ابوعبداللہ الاَندرشی المعروف بابن البلنسی (م ۶۲۱ھ)

تلامذہ: الطراز کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں۔

- ابن الزبیر (م ۷۰۸ھ)

Marfat.com

- ابوعبداللہ الطنجالی
- ابواسحاق البلفیقی
- جعفر بن یحییٰ
- ابوجعفر الطباع
- ابوالحسن بن فرج الکاتب
- فرقد بن یعمر
- حمید القرطبی

علمی مقام: الطراز جامع العلوم تھے۔ علوم قرآن وحدیث، فقہ، علوم عربیہ وغیرہ پر کامل دسترس تھی۔

ابن الابار لکھتے ہیں:

کان شدید العنایة بالروایة معروفاً بالضبط والاتقان موصوفاً بالبیان والبلاغة۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

کان ضابطاً متقنا، ومفیداً حافلاً، بارع الخط، حسن الوراقة، عارفاً بالأسانید والطرق والرجال وطبقائهم۔ مقدماً عارفاً بالقراءات، مشارکاً فی علوم العربیة والفقه والاموال۔۔۔ ثقة، عدلاً۔

مراکشی لکھتے ہیں:

کان شدید العنایة بشأن الروایة کثیر الاهتمام بلقاء حملة العلم۔۔۔ کان صابطاً لماقیدوروی۔ ثقة فی مایحدث به۔۔۔ حافظاً للحدیث عارفاً رجاله

محمد بن مخلوف ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

المحدث الراویة المعروف بالضبط

علم حدیث سے خصوصی رغبت تھی۔ حدیث کے حفظ وضبط میں بہت محتاط تھے۔

تالیفات: الطراز نے شائقین کی کثیر تعداد کو مستفید کرنے کے ساتھ ساتھ مفید کتب بھی تالیف کیں۔

- مشارق الانوار (تعلیق وتھذیب) زندگی کے آخری سال اس کی تھذیب وتصحیح

Marfat.com

میں گزارے۔ یہ تھذیب بڑی نافع تھی۔ ابن فرحون لکھتے ہیں:

والکتاب فی ذاتہ لم یؤلف مثلہ

○ الفھرسۃ (شیوخ کے اسماء پر مشتمل تھی)

وفات: ابوعبداللہ الطراز ماہ شوال ۶۴۵ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

ابوالحسن، علی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن یحییٰ الغافقی الشاری السبتی (۵۷۱ھ۔ ۶۴۹ھ)

ابوالحسن الشاری کا اصلاً تعلق شارہ سے تھا۔ والد ۵۶۲ھ میں سبتہ چلے آئے اور سبتہ ہی میں ابوالحسن ۵۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ متدین علمی خاندان سے تعلق تھا۔ حصول علم کا آغاز بچپن ہی سے ہو گیا تھا۔ اندلس میں مقیم اجل اہل علم سے استفادہ کیا اس کے بعد علمائے مشرق اور فاس کے اہل علم سے اخذ و استفادہ کیا۔

شیوخ: چند ممتاز شیوخ درج ذیل تھے۔

○ ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ الغافقی (م ۶۲۴ھ) والدِ گرامی۔ ان سے تحصیل علم کا آغاز کیا اور بھرپور استفادہ کیا۔

○ ابن الرومیہ (م ۶۳۷ھ)

○ ابومحمد عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۹ھ)

○ ابوزید السہیلی (م ۵۸۱ھ)

○ ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)

○ نجبہ بن یحییٰ (م ۵۹۱ھ)

○ ابوعبداللہ محمد بن غازی السبتی (م ۵۹۱ھ)

○ ابوذر الخشنی (م ۶۰۹ھ)

۱۔ تکملہ ابن ابار، ۲/۱۳۹ ترجمہ ۳۸۵؛ ذیل اوسی، ۲۱۰/۶ ترجمہ ۶۱۳؛ تاریخ ذھبی، ۴۷/۲۹۳؛ الدیباج، ۳۹۰؛ سیر اعلام، ۲۳/۲۵۸؛ شجرۃ النور، ۱/۱۸۲

Marfat.com

- ابن القاسم بن الملجوم (م ۵۴۳ھ)
- ابن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن علی الفندلاوی الکتانی
- ابومحمد التادلی
- محمد بن حسن بن الکماد المقرئ
- ابن القطان علی بن محمد الکتامی الفاسی (م ۶۲۸ھ)
- ابن زرقون محمد بن حسین الانصاری الاشبیلی (م ۶۲۲ھ)
- ابوسلیمان، داؤد بن سلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)
- ابوالحسن ابن خروف الاشبیلی (م ۶۱۰ھ)۔ امام النحو
- ابوبکر یحیی بن محمد الھوزنی۔ ان سے علم قراءات حاصل کیا
- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ الرعینی الحجری (م ۵۹۱ھ)۔ ان سے الموطا، کتب خمسہ اور دیگر کتب کا سماع کیا۔

اہل علم کی کثیر تعداد سے ملاقات نہ ہوسکی اور بالمشافہ ان سے استفادہ کا موقعہ نہ ملا لیکن انھوں نے ابوالحسن کو اپنی مرویات وتالیفات کی روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: اس عالم بے مثل سے طالبان علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ میسر مصادر میں چند کا تعین ہوسکا جو درج ذیل ہیں۔

- ابوجعفر بن الزبیر (م ۷۰۸ھ)
- ابوالحسن الرعینی (م ۶۳۲ھ)
- منذری عبدالعظیم (م ۶۵۶ھ)
- ابن عیاش
- ابوالعباس بن علی الماردی
- ابوالزھر بن ربیع
- ابوعبداللہ الطنجالی

Marfat.com

○ ابن الابار (م ۶۵۸ھ) کو بذریعہ اجازت روایت کی اجازت دی۔

علمی مقام: ابوالحسن الشاری نے ساری عمر درس وتدریس میں گذاری۔ مہنگی اور مفید کتب کا حصول ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ کبھی کسی کتاب کے بارے میں معلوم ہوتا کہ فلاں علاقے اور فلاں شخص کے پاس ہے تو اس کے لیے سفر بھی اختیار کرتے۔ سبتہ میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں تمام علمی ذخیرہ جمع کرتے اور اس مدرسہ کے لیے اپنی تمام جمع پونجی اور بہترین املاک وقف کر دیں۔ قاضی مراکش عبدالکریم بن عمران (م ۶۴۳ھ) نے ۶۳۵ھ میں ان کے اس مستحسن اقدام کی تعریف کی اور اس عظیم خدمت پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس وقت بلادِ مشرق میں مخیر حضرات مدارس اور اوقاف کے قیام میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے جبکہ بلاد اندلس میں یہ رواج کم تھا۔

ابوالحسن نے اپنے والد اور اپنے شیخ ابو محمد الحجری کی صحبت کو لازم قرار دیا۔ الحجری کے سامنے الموطأ اور کتب خمسہ کا سماع کیا۔ اس کے علاوہ مسند ابوبکر البزار اور ابن ھشام کی السیرۃ النبویۃ کا بھی سماع کیا۔ سبع قراءات اجل علماء سے اخذ کیں۔ اہل علم نے الشاری کی علم دوستی اور راہ خیر میں انفاق کی مساعی کو سراہا۔ ان کے شاگرد رشید ابن الزبیر لکھتے ہیں:

كان ثقة، متحريا ضابطاً عارفاً بالأ سانيد والرجال والطرق، بقيةً صالحةً وذخيرة نافعة۔

المراکشی لکھتے ہیں:

كان محدثا ر اوية مكثرا ثقة عدلاً، ناقداً ذاكراً للتواريخ وأخبار العلماء واحوالهم وطبقاتهم قديماً وحديثاً شديد العناية بالعلم جاعلا الحوض فيه مفيداً أو مستفيداً أو ظيفة عمره۔۔۔

بدعات اور خرافات کے سخت مخالف تھے۔ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ وہ لوگوں کے بارے میں حسن ظن رکھتے اور طالبان حدیث سے خصوصی محبت کرتے تھے۔

ابن الزبیر ہی لکھتے ہیں:

كان منافراً لأهل البدع والأهواء۔۔۔ من اهل المروءة والفضل التام والدين القويم۔

Marfat.com

ذہبی معرفۃ القراء میں لکھتے ہیں:

عنی بالآداب عنایۃ لامزید علیہا۔

ابن ابار بھی ان کے شرف وفضل اور متعدد علوم وفنون میں مہارت کا ذکر کرتے ہیں۔

فتنوں کا دور تھا۔ اہل خانہ کو سبتہ میں چھوڑنا پڑا اور خود ۶۴۱ھ میں مریہ آگئے چند سال یہاں رہے ہر طبقہ کے لوگوں نے خوب استفادہ کیا۔ غالباً ۶۴۸ھ میں مالقہ آگئے وہاں بھی شب و روز روایت حدیث کے لیے مجالس علمی قائم کیں۔ ان کے شاگرد ابن الزبیر بتاتے ہیں کہ کبرسنی کے باوجود، دن کا بیشتر حصہ درس وتدریس میں گذارتے بعض تلامذہ رات کو بھی انہیں کچھ تالیفات سناتے۔

وفات: علم کا یہ محب اور خادم مالقہ میں رمضان کے مبارک مہینہ ۶۴۹ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔ (۱)

ابوالحسن، عبیداللہ بن عاصم بن عیسیٰ بن احمد الاسدی الرندی (م ۵۶۲ھ۔ ۶۴۹ھ)

ابوالحسن نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مغرب ومشرق کے علماء سے استفادہ کے لیے سفر کیے اور ازاں بعد اندلس اور باہر سے آنے والے نوجوانوں کو مستفید کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالقاسم بن حبیش عبدالرحمٰن بن محمد (م ۵۸۴ھ)
- ابوالقاسم بن شراط (م ۵۸۶ھ)
- ابوالولید بن رشد (م ۶۰۴ھ)
- ابوالحسن بن نجبہ بن یحییٰ (م ۵۹۱ھ)
- ابوجعفر بن مضاء (م ۵۹۲ھ)
- ابوزید السہیلی (م ۵۸۱ھ)
- ابومحمد بن جمہور (م ۵۹۲ھ)

۱۔ تکملۃ ابار، ۳/۲۵۱ ترجمہ ۶۳۲؛ صلۃ زبیر، ۳/۳۱۴ ترجمہ ۶۲۷؛ سیر اعلام، ۲۳/۲۷۵؛ تاریخ ذہبی، ۴۷/۴۲۴؛ ذیل اوسی، ۱/۸/۱۹۶ ترجمہ ۱۲

Marfat.com

- ابو القاسم الحوفی
- ابوبکر بن الجد، محمد بن عبداللہ (م ۵۸۶ھ)
- ابو عبداللہ بن زرقون محمد بن سعید الاشبیلی (م ۵۸۶ھ)

تلامذہ: ان کے تذکرہ نگاروں نے صرف چند تلامذہ کا تعین کیا لیکن اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انھوں نے کثیر تلامذہ کو مستفید کیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دوسرے علاقوں میں مقیم شائقین علم کو اپنی مرویات کی روایت کی اجازت دی۔ مشہور تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابو عبداللہ بن ابراھیم
- ابو علی بن ابی الاحوص
- ابو عبداللہ الطنجالی

ابن الابار لکھتے ہیں:

كان من اهل العناية بالرواية، حدث وأخذ عنه واجاز لبعض اصحابنا۔۔۔

ابن الابار کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہمعصر اور شیوخ نے بھی ان سے روایت کی اجازت لی۔

علمی مقام: ابوالحسن اپنے شاگردوں اور عوام الناس میں محترم تھے۔ مختلف حکومتی مناصب پر تعیناتی ہوئی۔ اندہ کی جامع مسجد کے خطیب رہے۔ حدیث وفقہ میں ان کو دسترس حاصل تھی۔

ابن الزبیر لکھتے ہیں:

كان خطيبا ببلده، معروفاً بالفضل والدين۔

وفات: اندلس کا یہ عالم ۶۴۹ھ میں خالق حقیقی سے جاملا۔[1]

۱- التکملة ابار، ۲/۳۱۵ ترجمہ ۹۱۵؛ صلة زبیر، ۳/۱۱۹ ترجمہ ۲۷۱؛ سیر أعلام، ۲۳/۲۵۰؛ النجوم الزاهرة، ۷/۲۴؛ رند کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، ۳/۷۳

Marfat.com

ابوالحسن، علی بن عبداللہ بن محمد بن یوسف الأنصاری، القرطبی (م ۵۶۳ھ۔۶۵۱ھ)

ابن قطرال کے نام سے معروف تھے۔ قرطبہ میں فاس کے اہل علم گھرانے میں ۵۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کچھ وقت دانیہ میں گذارا۔ اُبذہ بھی رہے، قرطبہ آ گئے اور پھر مراکش چلے گئے۔ حصول علم کا شوق انھیں اپنے وقت کے اجل علماء سے استفادے کے لیے مجالس علمی میں لے گیا۔

شیوخ: اساتذہ کی فہرست طویل ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

- ابوعبداللہ ابن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابوبکر ابن ابی زمنین (م ۶۰۲ھ)
- ابوخالد بن رفاعہ (م ۵۶۱ھ)
- ابوالقاسم بن شراط (م ۵۸۶ھ)
- ابن سعادۃ الشاطبی (م ۵۶۶ھ)
- ابومحمد ابن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)
- عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابن زرقون (م ۶۲۲ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابوالحسن بن کوثر
- ابوبکر ابن الجد اللبلی (م ۵۸۶ھ) نے روایت کی اجازت دی
- ابوعبداللہ ابن حفص۔ ان کی صحبت میں طویل عرصہ رہے۔ امام بخاری کی الجامع الصحیح زبانی یاد کر کے انھیں سنائی۔
- ابومحمد عبدالحق بن بونہ (م ۵۸۷ھ)۔ ان سے الموطأ کا سماع کیا۔
- ابوالعباس یحییٰ بن عبدالرحمٰن المجریطی (م ۵۹۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہتا۔ بخاری کی الجامع حافظہ کی مدد سے سنائی۔

تلامذہ: ابوعبداللہ المراکشی اپنی کتاب الذیل والتکملۃ میں لکھتے ہیں کہ مراکش میں طلبہ کی

Marfat.com

کثیر تعداد سماع حدیث کے لیے آتی۔ وہ اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ شیخ کی رہائش قریب ہونے کے باوجود ان کی خدمت میں حاضر ہوکر استفادہ نہ کر سکے وہ کہتے ہیں والسماع رزق یعنی جس طرح کھانا جہاں اور جتنا مقدر ہو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے سو یہی معاملہ سماع حدیث کا ہے کہ اللہ جس کو اور جتنی توفیق عطا فرمائے حاصل کرتا ہے۔ ابن الزبیر کہتے ہیں:

اخذ عنه عالم كثير

ان کے چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوعبداللہ محمد (م ۶۴۵ھ)۔ صاحبزادے[1]
- ابومحمد عبداللہ۔ صاحبزادے
- ابن الابار (م ۶۵۸ھ)
- ابوالحسن الرعینی (م ۶۳۳ھ)
- ابوالحسن بن عبداللہ (پوتا)
- ابویعقوب بن ابراہیم بن عقاب
- طاہر بن علی
- ابن صالح الشاطبی
- ابوالقاسم العزفی

علمی مقام: اخلاص کے ساتھ علم حاصل کیا اور پھر اسے عوام الناس تک پہنچایا۔ اپنے علم و فضل اور دیانت و تقویٰ میں معروف تھے۔ متعدد حکومتی عہدوں پر سرفراز ہوئے۔ مختلف سالوں میں شریش، جیان، قرطبہ، سبتہ، فاس وغیرہ کے قاضی رہے۔ مراکش میں ایک اہم عہدہ کی ذمہ داری سنبھالی، جو عورتوں کے مسائل و معاملات سے متعلق تھا یعنی قضاء النساء کے عہدہ پر رہے۔ خطة المناکح کے بھی مدیر رہے۔ مراکش کے مختلف شہروں میں قضاء کے عہدہ پر فرائض ادا کیے۔

صاحب الذیل لکھتے ہیں:

1- صاحبزادے ابوعبداللہ محمد بن علی کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶/ ۴۴۸ ترجمہ ۱۲۱۲

Marfat.com

كان محدثا، راوية عدلا، صحيح السماع۔

ابن ابار لکھتے ہیں:

كان من رجال الكمال علما و عملاً يشارك في فنون ويتميز بالبلاغة والادراك في الكتابة۔

ابن الزبیر صاحب صلة الصلة لکھتے ہیں:

كان عدلاً جليلا مشكوراً، من بقايا الناس، وعدول القضاة، أخذ عنه عالم كثير۔

ذہبی نے انھیں القاضی، العلامة، القدوة کے عظیم خطابات سے نوازا۔ وہ آگے لکھتے ہیں:

كان من رجال الكمال علما و عملا، بشارك في عدة فنون ويمتاز بالبلاغة۔

قید و بند کی صعوبتوں سے بھی گزرے۔ اندلس کے مختلف علاقوں میں مختلف امراء کی حکومتیں قائم تھیں دشمنان اسلام آہستہ آہستہ ان کو اپنے دائرہ اختیار میں لیتی جا رہی تھیں۔ ابذہ میں قاضی کے عہدہ پر تھے کہ رومیوں نے ابذہ پر قبضہ کر لیا اور ۶۰۹ھ میں قید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی طرح اس قید سے آزاد کیا تو شاطبہ آ گئے اور وہاں قضاء کے عہدہ پر ۶۲۲ھ تک رہے۔ پھر مراکش گئے دوبارہ اندلس آنے کے بعد مختلف علاقوں کے قاضی رہے۔ شاطبہ کے قاضی کے عہدے پر دوبارہ متعین ہوئے۔ اہل علم نے ان کی فضیلت علمی کا اعتراف کیا۔

وفات: علم وادب کا یہ مایہ ناز شخص ۶۵۱ھ میں مراکش میں انتقال کر گیا۔ (۱)

ابوالخطاب، محمد بن احمد بن خلیل بن اسماعیل بن عبدالملک السکونی (م ۶۵۲ھ)

اصلاً تعلق لبلة سے تھا۔ لیکن نشوونما اور سکونت اشبیلیہ میں ہوئی۔ صاحب علم خانوادے سے

۱- تکملة ابار، ۳/۲۴۱ ترجمہ ۶۰۴؛ صلة زبیر، ۳/۳۰۲ ترجمہ ۷۳۳؛ تاریخ ذہبی، ۴۷/۴۲۳؛ سیر اعلام، ۲۳/۳۰۴؛ النجوم، ۷/۳۳؛ شذرات، ۲/۲۵۴؛ شجرة النور، ۱/۱۸۳

Marfat.com

تعلق تھا۔ان کے والد[1]، چچا،عم زاد ماموں وغیرہ سب اہل علم تھے۔ بھائی جن کے نام بھی محمد بن احمد بن خلیل تھےلیکن کنیتیں مختلف تھیں یہ سب معروف عالم وفاضل تھے۔[2]

شیوخ: ابوالخطاب نے اجل علماء سے جن میں والد، بھائی، چچا اورعم زاد وغیرہ تھے ان سے استفادہ کیا۔چند اور اساتذہ درج ذیل تھے:

- ابوزکریا بن ابی الحجاج (ماموں)
- ابن الصائغ (م ۶۴۳ھ)
- ابن الفخار (م ۵۹۰ھ)
- ابن زرقون (م ۶۲۲ھ)
- ابومحمد بن حوط اللہ (۶۱۲ھ)
- ابوالقاسم بن بقی (م ۶۲۵ھ)
- ابن قطرال (م ۶۵۱ھ)
- ابن المرخی/ المرجی (م ۶۵۶ھ)
- ابنِ قنترال (م ۶۱۲ھ)
- عبدالجلیل بن عفیر
- ابوالحکم بن حجاج

اہل علم کی کثیر تعداد سے بالمشافہ اخذ نہیں کیا لیکن انھوں نے روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ بھی کثیر تھے۔

- ابوجعفر بن الزبیر (م ۷۰۸ھ)
- عبدالحق بن خراط (م ۵۸۱ھ)
- ابوعلی بن رشیق

۱۔ والد احمد بن خلیل (م ۵۸۱ھ) کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوی، ۱/۱/۲۹۷ ترجمہ ۱۴۸

۲۔ بھائیوں کے لیے دیکھئے: ذیل اوسی، ۵/ii/۶۳۰، ۶۳۵، ۶۳۶ تراجم ۱۱۹۹، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲

Marfat.com

○ ابوبکر السلاقی

علمی مقام: بلاغت وفصاحت میں ممتاز تھے۔ادب وشعر سے لگاؤ تھا۔امراء وسلاطین کی محافل میں برجستہ خطاب کرتے اوران کی برائیوں پر ٹوکتے۔قدیم وجدید واقعات وحوادث کی تواریخ ازبر تھیں۔اوسی کہتے ہیں:

كان فصيح اللسان، بارع التعبير... كاتباً بليغاً شاعراً مجيداً خطيبا مصقعا... يرتجل الخطب البليغة... وبأبى الخطاب ختم شان الخطابة والبلاغة فيها بالاندلس۔

ابن الزبیر کہتے ہیں:

كان روضة معارف، متقدماً فى العلوم الادبية، لم ألق مثله... وكان مشاركاً فى العلوم... وكان عالى الرواية ثبتاً، له معرفة بالرجال... كان من الاسخياء الجواد۔

تالیفات: ابوالخطاب نے اپنے شیوخ کے بارے میں ایک تفصیلی یادداشت مرتب کی لیکن اشبیلیہ میں جب حالات خراب ہوئے اوردشمنان اسلام نے اس پر قبضہ کیا تو وہاں سے نکلنا پڑا اور یہ تالیف ضائع ہوگئی (۱)۔ازاں بعد اسی طرز کی ایک اور کتاب بعنوان:

○ التذكرة تالیف کی۔جس میں نوے سے زیادہ شیوخ کے حالات اوران سے اخذ علم کے طریقے وغیرہ کے بارے میں تفصیلات تھیں (۱)۔

○ ناظمة الفرائض فى عقد العقائد

○ النفحة الدارية

وفات: یہ بے مثل خطیب اورنڈر عالم ۶۵۲ھ میں انتقال کر گیا۔(۲)

۱- نامساعد حالات کا اظہار اشعار میں کیا لیکن رب کے بے شمار احسانات اورنعمتوں کا جونہی خیال آیا اپنے رب سے توبہ کی۔(ذیل اوسی، ۵/ii/ ۶۳۳)

۲- ذیل اوسی، ۵/ii/۶۳۰ ترجمہ ۱۲۰۰؛ سیر أعلام، ۲۳/ ۲۹۹

Marfat.com

ابوالقاسم، عبدالرحیم بن احمد بن علی الخزرجی الشاطبی السبتی (۵۸۵ھ-۶۵۵ھ)

ابن علیم کے نام سے معروف تھے۔ اہل علم نے ان کو امین الدین کا خطاب دیا۔ اصلاً شاطبہ سے تھے لیکن سبتہ میں سکونت اختیار کی۔ اس سے قبل وہ مراکش میں تھے۔ اندلس کے مسلمانوں کے مسلسل فرنگیوں سے مقابلے ہو رہے تھے۔ جب مراکش کے مجاہدین مسلمانان اندلس کی مدد کے لیے آئے تو ان میں ابن علیم بھی تھے۔

۶۱۳ھ میں حج کے لیے گئے وہاں اہل علم سے استفادے کے ساتھ ساتھ بلادِ مشرق کے دیگر شیوخ بشمول علمائے اندلس کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- ابوالقاسم احمد بن بقی (م ۶۲۵ھ)
- علی بن البناء المکی (م ۶۲۲ھ)
- عبدالقوی بن الجباب (م ۶۲۱ھ)
- ابن الزبیدی (م ۶۰۹ھ)
- شھاب الدین السھر وردی (م ۶۳۲ھ)
- ابن عماد (م ۶۳۲ھ)
- ابوالوقت (م ۶۲۵ھ)
- السّلفی (م ۵۷۶ھ)
- ابوالحسن ابن الاثیر المورخ (م ۶۳۰ھ)
- الفخر الفارسی (م ۶۲۲ھ)
- ابومحمد بن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)۔ ان سے ۶۰۹ھ میں سماع کیا

تلامذہ: مراکش اور اندلس میں ان کے تلامذہ کثیر تھے۔ ابن الابار لکھتے ہیں کہ جب وہ ۶۴۲ھ میں تونس آئے تو ان سے روایات سنیں اور انہوں نے تحریری طور پر بھی روایت کی اجازت دی۔

Marfat.com

علمی مقام: جب وہ تونس آئے تو اپنے ساتھ بہت سی تصانیف لائے۔ جہاں جاتے احادیث روایت کرتے۔ الشریف عزالدین کہتے ہیں:

کان یعرف بالمحدث، وکان صدوقاً، صحیح السماع، محبا فی ھذا الشأن

ذہن کی حالت درست نہ رہنے کی وجہ سے عمر کے آخری حصے میں روایت حدیث سے رُک گئے تھے۔

وفات: عظیم محدث نے ۶۵۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔[1]

ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی الفضل السلمی المرسی (۵۷۰ھ۔۶۵۵ھ)

علم وفضل کی بدولت شرف الدین کے لقب کے مستحق قرار پائے۔ مرسیہ میں ۵۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ وہیں نشوونما پائی اور علم کے حصول کا آغاز اپنے شہر سے کیا۔ ابھی بیں (۲۰) سال کے تھے کہ الموطأ کا سماع کیا۔ بلادِ مغرب کے اہل علم سے استفادے کے بعد ۶۰۷ھ میں بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ مصر، حجاز، بغداد، نیشاپور، ھرات اور مرو بھی گئے تا کہ وہاں کے علماء سے استفادہ کرسکیں۔ حج بیت اللہ ادا کیا اور پھر بغداد آئے مدرسہ النظامیہ سے علم کی تحصیل کی۔

شیوخ: ان کے ممتاز شیوخ درج ذیل ہیں:

- عبدالمعز بن محمد ابوروح الھروی (م ۶۱۸ھ)
- زینب الشعریہ (م ۶۱۵ھ)
- ابوالقاسم بن حبیش (م ۵۸۴ھ)
- ابومحمد عبدالمنعم بن الفرس (م ۵۹۷ھ)
- ابوالحسن الموید بن محمد الطوسی (م ۶۱۷ھ) سے امام مسلم کی الجامع کا سماع کیا۔
- ابومحمد بن محمد بن عبیداللہ الحجری الغرناطی (م ۵۹۱ھ) سے الموطأ کا سماع کیا۔ یہ سماع ۵۹۰ھ میں تھا۔

۱۔ التکملۃ ابن ابار، ۳/۶۵ ترجمہ ۱۵۱؛ تاریخ ذھبی، ۴۸/۲۰۵؛ سیر اعلام، ۲۳/۳۳۵

Marfat.com

- منصور بن عبدالمنعم الفراوی النیشاپوری (م ۶۰۸ھ) سے بیہقی کی السنن الکبری اور خطابی کی غریب الحدیث کا سماع کیا۔

تلامذہ: ان کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

- ابراہیم المقدسی (م ۶۱۴ھ)
- ابن النجار (م ۶۴۳ھ)
- محب الطبری (م ۶۹۴ھ)
- دمیاطی (م ۷۱۴ھ)
- محمد بن یوسف الاربلی الذہبی
- سعدالدین یحییٰ بن سعد

جب دوبارہ بغداد آئے تو منصور الفراوی سے مسموع کتب حدیث یعنی بیہقی کی السنن الکبری اور خطابی کی غریب الحدیث لوگوں کو روایت کیں۔ مصر، شام، عراق، حجاز جہاں بھی گئے وہاں کثرت سے روایت کیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ پچاس سال تک مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، شام آتے جاتے رہے۔ جس شہر جاتے وہاں کے اکابر عزت و احترام سے پیش آتے اور ان سے ملاقات کے لیے بھی آتے۔ علمائے مشرق نے انھیں شرف الدین کا لقب دیا۔

علمی مقام: علم حدیث، تفسیر، فقہ، لغت و نحو پر دسترس تھی۔ خصوصی شغف علم حدیث سے تھا۔ ابن النجار ان کے شاگرد رشید لکھتے ہیں:

ما رأیت فی فنه مثله و کان شافعی المذهب، کان مکثراً شیوخاً و سماعاً ... وهو من الائمة الفضلاء فی جمیع فنون العلم له فهم ثاقب ... وهو زاهد متورع کثیر العبادة، فقیر، متعفف۔

کتابوں سے خصوصی محبت تھی۔ جہاں جاتے وہاں کتب خریدتے۔ وفات کے وقت دمشق کا ذخیرہ کتب بطور ودیعت موجود تھا۔ سلطان وقت نے اسے فروخت کرنے کا حکم دیا۔

ابوشامہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

کان متقناً، محققاً، کثیر الحج، مقتصداً فی امورہ، کثیر اللکتب، محصلا لھا معتنیا بالتفتیش عنھا متورع و کان قد اعطی قبولا فی البلاد۔

ابن النجار ہی کا بیان ہے:

وھو من الائمۃ الفضلاء فی جمیع فنون العلم و لہ فھم ثاقب و تدقیق فی المعانی۔

اوسی کا بیان ہے:

و کان شیخاً محدثا راویۃ مکثر اً عدلاً ثقۃً۔

ذھبی لکھتے ہیں:

ھو زاھد متورع کثیر لعبادۃ، فقیر، مجود متعفف قلیل المخالطۃ۔

مقری لکھتے ہیں:

کان من الأئمة الفضلاء فی جميع الفنون من علوم القرآن، والحديث والفقه والخلاف والنحو واللغة، و لہ فھم ثاقب و تدقیق فی المعانی۔۔۔

ان کے شخصی اوصاف بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

کان زاھداً متورعاً، حسن الطریقۃ، متدیناً کثیر العبادۃ، متعففا، قلیل المخالطۃ لأوقاتہ، طیب الاخلاق، متودداً کریم النفس۔

صاحب ثروت تھے۔ ابوحیان بیان کرتے ہیں کہ کبر سنی میں سفر میں تھے تو انھوں نے غالباً رفیق سفر کو کہا کہ تکیہ کے نیچے کچھ درہم ہیں وہ آپ لے لیں۔ جب دیکھا تو سونے کے چالیس دینار نکلے جو انھوں نے لے لیے۔

تالیفات: بہت زیادہ سفر کرنے اور تدریس کے کام میں مشغول رہنے کے باوجود چند مفید کتب تالیف کیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی معروف کتب درج ذیل تھیں۔

- ری الظمآن۔ قرآن حکیم کی تفسیر
- التعلیق علی الموطأ
- التفسیر الأوسط

Marfat.com

- التفسیر الصغیر
- الضوابط الکلیة۔ یہ کتاب علم نحو سے متعلق تھی۔

وفات: مصر سے شام جاتے ہوئے الزعقہ اور العریش کے درمیان ۶۵۵ھ میں انتقال کر گئے۔تل زعقہ میں دفن ہوئے۔[1]

ابوالعباس، احمد بن عمر بن ابراھیم بن عمر الانصاری، القرطبی (۵۷۸ھ۔۶۵۶ھ)

ابوالعباس ۵۷۸ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ابن المزین کے نام سے معروف ہوئے۔اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا اور بہت جلد مشرق و مغرب میں ان کے علم و فضل کی شہرت پھیل گئی اور ضیاء الدین کا لقب پایا۔کہا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر میں اپنے والد عمر کے ساتھ علمی رحلات کے لیے قرطبہ سے نکلے اور مختلف مشرقی ممالک میں شیوخ سے استفادہ کیا۔والد عمر بن ابراھیم نے اپنے صاحبزادے میں ذہانت و ذکاوت کے آثار پائے اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف بھرپور توجہ دی۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں سے چند یہ ہیں:

- ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن التجیبی (م ۶۱۰ھ)
- ابومحمد قاسم بن فیرہ الشاطبی (م ۵۹۰ھ)
- عبدالحق الخزرجی (م ۵۸۱ھ)
- ابوجعفر بن یحییٰ
- ابوالاصبغ عبدالعزیز الدباغ (م ۶۰۰ھ)
- ابوالقاسم، عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن ملجوم الازدی
- ابوالحسین مرتضی بن العفیف المقدسی

۱۔ تکملة ابار، ۲/۱۵۲ ترجمہ ۳۹۱؛ ذیل اوسی، ۶/ ۳۰۲ ترجمہ ۷۸۹؛ طبقات السبکی، ۸/۶۹؛ نفح الطیب، ۳/۱۰؛ الوافی بالوفیات، ۳/۳۵۴؛ شذرات، ۵/۲۶۹؛ تاریخ ذھبی، ۴۸/۲۱۱؛ سیر أعلام، ۲۳/۳۱۲

Marfat.com

- ابوالحسن علی بن محمد الیحصبی (م ۶۰۷ھ)۔ان سے متعدد بار امام مسلم کی الجامع پڑھی۔
- ابومحمد، عبداللہ بن سلیمان بن حوط اللہ (م ۶۱۲ھ)۔ان سے بھی صحیح مسلم کا سماع کیا۔

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا جن میں کبار اہل علم بھی تھے۔ان میں سے چند یہ ہیں:

- ابوعبداللہ بن الابار (م ۶۵۸ھ)
- ابومحمد الدمیاطی (م ۷۰۵ھ)
- ابوالحسن بن یحییٰ القرشی
- محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرج القرطبی (م ۶۷۱ھ)۔صاحب الجامع لاحکام القرآن

علمی مقام: ابوالعباس نے مغرب و مشرق کا علمی اسفار میں خوب اخذ و استفادہ کیا۔حرمین شریفین، القدس، قاہرہ وغیرہ میں متنوع علوم میں دسترس حاصل کی۔فقہ مالکی کے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔علم حدیث اور متعلقہ علوم پر خوب دسترس تھی۔علومِ عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔قرطبہ سے نقل مکانی کی اور اسکندریہ میں علمی مجالس بڑے اہتمام سے منعقد کیں۔مختلف علاقوں کے اہل علم استفادے کے لیے آئے اور مختلف مسائل و احکام پر تبادلہ خیالات ہوا۔

ابوالعباس متقی اور طریقہ اسلاف کے پیروکار تھے۔وہ بدعات کے سخت مخالف تھے۔بناوٹی تصوف اور صوفیاء کے خلاف ان کا قلم یوں چلتا جیسے سیف صارم (تیز تلوار)۔کچھ لوگوں کو یہ وہم پیدا ہو گیا تھا کہ شرعی احکام کے صرف عوام مکلف ہیں اور اشرافیہ و خواص ان کے مکلف نہیں اور یہ طبقہ جو کچھ کرتا ہے وہ برحق ہے۔ابوالعباس نے اپنی تحریر و تقریر سے اس غلط مفروضے کا رد کیا اور کہا کہ جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کافر اور موجب قتل ہو جاتا ہے۔

اہلِ علم نے ان کی علمی فضیلت کا اعتراف کیا۔

امام ذہبی ان کی جلالت علمی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الفقیہ، المحدث، المدرس، الشاھد

ابن فرحون لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان من ائمة المشهورين والعلماء المعروفين جامعاً لمعرفة علوم منها: علم الحديث والفقه والعربية

صاحب شذرات لکھتے ہیں:

المحدث الشاهد ــــ كان من كبار الائمة

محمد مخلوف ان کے تبحر علمی کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

الامام، العمدة العلامة، الفقيه المحدث المتفنين الفهامة

تالیفات: ابو العباس ابن المزین نے مفید تالیفات مرتب کیں۔ یہ تالیفات ان کے علمی تبحر کی شاہد عدل ہیں۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم

ابن فرحون اور دیگر اہل علم نے اس کتاب کو بنظر تحسین دیکھا اور کہا:

أحسن فيه وأجاد۔

ذھبی لکھتے ہیں:

أتى فيه بأشياء مفيدة۔

- اختصار صحيح البخاری۔ بعد میں آنے والے شارحین علم اور بالخصوص امام نووی نے شرح مسلم میں اس سے استفادہ کیا۔
- تلخيص صحيح مسلم
- مختصر الصحيحين
- الاعلام بمعجزات النبي عليه الصلاة والسلام
- كشف القناع عن حكم مسائل الوجد والسماع

شاگر درشید میاطی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

اجاد فيه وأحسن

- جزء في حكم الطلاق ثلاثاً بلفظه واحدة۔

Marfat.com

- شرح التلقین تالیف قاضی عبدالوہاب (م ۴۲۲ھ)
- کتاب فی اصول الفقہ

وفات: ابن المزین ۶۵۶ھ میں اسکندریہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن ابی بکر بن عبداللہ القضاعی البلنسی (م ۵۹۵ھ۔۶۵۸ھ)

ابوعبداللہ، ابن الابار/ابن ابار کے نام سے معروف ہوئے۔ اسلاف کا تعلق اندہ سے تھا۔ بلنسیہ کے علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے، ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز والد سے کیا جو خود اپنے وقت کے عالم تھے۔ اندلس کے مختلف شہروں میں مقیم اجل اہل علم سے ملاقات اور اخذ و استفادے کے لیے سفر کیے۔

شیوخ: ان کے چند اساتذہ درج ذیل تھے:

- ابو محمد الابار عبداللہ بن عبداللہ۔ صاحب ترجمہ کے والد
- قاضی ابوعبداللہ بن نوح الغافقی (م ۶۰۸ھ)
- ابن واجب القیسی (م ۶۱۴ھ)
- ابوعبداللہ بن سعادۃ (م ۵۶۶ھ)
- ابوعبداللہ ابن الیتیم (م ۶۲۱ھ)
- ابوعبداللہ بن مردنیش (م ۵۶۸ھ)
- نذیر بن وھب (م ۶۳۶ھ)
- ابوطاہر السلفی (م ۵۷۶ھ)۔ ان کے تلامذہ سے ان کی مرویات اخذ کیں۔
- ابوسلیمان داؤد بن سلیمان بن حوط اللہ (م ۶۲۱ھ)

۱۔ ذیل اوسی، ۱/۱/۵۲۴ ترجمہ ۸۴۴؛ تاریخ ذہبی، ۴۸/ ۲۲۴؛ نفح الطیب، ۳/۳۵۸؛ الدیباج، ۱۳۰؛ شجرۃ النور، ۱/ ۱۹۴؛ شذرات، ۵/ ۲۷۳؛ الاعلام، ۱/۱۸۶؛ مقدمۃ المحقق لکتاب المفہم، ۱/۳۱۔ المفہم، محی الدین دیب مسو اور ان کے رفقاء کی تحقیق و حواشی کے ساتھ دار ابن کثیر دمشق سے ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ میں شائع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

- ابوالربیع سلیمان بن سالم (م ۶۳۴ھ)۔ ان کی صحبت میں طویل عرصہ رہے۔
- ابوبکر بن حمزۃ۔ انہوں نے روایت کی اجازت دی۔

تلامذہ: ابن ابار نے شائقین علم کی کثیر تعداد کو مستفید کیا۔ میسر مصادر میں درج ذیل تلامذہ کے نام ملتے ہیں:

- ابوالحسین عیسیٰ بن لب (م ۶۸۶ھ)۔ داماد[1]
- محمد بن احمد بن سید الناس (م ۶۵۹ھ)
- احمد بن یحیٰ الشیخ (م ۵۹۹ھ)
- ابن قطرال (م ۶۵۱ھ)
- محمد بن احمد بن حیّان الأوسی
- ابوبکر عبدالرحمٰن بن برطلہ

علمی مقام: ابن ابار فصیح و بلیغ خطیب و شاعر تھے۔ اس کے علاوہ علم حدیث سے ان کو خصوصی رغبت تھی۔ اسماء الرجال کے ماہر تھے۔ ابوجعفر بن الزبیر کہتے ہیں:

هو محدث بارع، حافل ضابط، متقن و كاتب بليغ و اديب حافل حافظ۔۔۔ كان متفننا متقدماً في الحديث و الاداب سنيا متخلقا فاضلاً۔

اوسی لکھتے ہیں:

كان آخر رجال الاندلس براعة واتقاناً، وتوسعا في المعارف وافتناناً، محدثاً مكثراً ضابطاً، عدلاً، ثقة ناقداً يقظاً۔۔۔ مستبحراً في علوم اللسان نحواً و لغة وادباً، كاتباً بليغاً، شاعراً مفلقاً مجيداً۔

راویان حدیث کے بارے میں مہارت رکھتے تھے۔ ذھبی کہتے ہیں:

كتب العالي والنازل۔۔۔ كان بصيراً بالرجال المتأخرين، مؤرخاً حلو التترجم، فصيح العباره وافر الحشمة، ظاهر التجمل۔۔۔

۱۔ ابن لب کے لیے رجوع کیجئے: صلۃ زبیر، ۳/۲۲۸ ترجمہ ۵۳۴؛ ذیل اوسی، ۵/ii/۵۰۴ ترجمہ ۹۲۹

Marfat.com

ان کی ذات شخصی خوبیوں کے ساتھ ساتھ علم وفضل سے متصف تھی۔

تالیفات: ابن ابار نے کئی مفید منثور اور منظوم کتب تالیف کیں، مثلاً:

- الاربعون: اس انتخاب کی خوبی یہ تھی کہ انھوں نے چالیس احادیث اپنے چالیس شیوخ سے، چالیس اربعین کے مجموعوں سے منتخب کیں۔ اس کے علاوہ یہ احادیث چالیس تابعین کرام اور چالیس صحابہ کرام سے مروی تھیں جن کا تعلق چالیس مختلف قبائل سے تھا۔
- الحلة السيراء في اشعار الامراء
- تحفة القادم في شعر الاندلس
- قصد السبيل في المواعظ والزهد
- الشفاء في تمييز الثقات من الضعفاء
- معجم شيوخه
- التكملة لكتاب الصلة
- معجم اصحاب أبي عمر بن عبدالبر
- معجم اصحاب أبي علي الغساني الصدفي
- الماخذ الصالح في حديث معاوية بن صالح
- درر السمط في خبر السبط عليه السلام۔ یعنی امام حسین پر ایک جز مرتب کیا۔
- التكملة لكتاب الصلة۔ ان کا سب سے بڑا اور اہم علمی کام ابن بشکوال کی کتاب الصلة کا تکملة ہے۔ ہمارے استعمال میں جو طبع ہے وہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اپنی اس کتاب میں اضافوں کے ساتھ ساتھ ابن بشکوال پر استدراکات بھی کیے ہیں۔

وہ خود لکھتے ہیں:

وهو كتاب (يعني الصلة) في فنه خطير القيمة، ضروري الاستعمال لا يستغني أهل الفقه عن التبلغ به والنظر فيه والاحتجاج منه، وأغلاطه الواقعة له فيه قليلة

Marfat.com

وقد نبهت علی اکثرها فی کتابی (یعنی التکملة لکتاب الصلة) و استدرکت ما اغفل و تممت ما نقص۔۔۔۔

وفات: جب بلنسیہ پر نصاری نے قبضہ کر لیا تو صاحب ترجمہ تونس چلے گئے۔ بادشاہ تونس کے پاس دشمنوں نے شکایت کی کہ یہ ہمارے اکابر کے لیے نازیبا زبان استعمال کرتا ہے۔ تونس کے بادشاہ نے بغیر تحقیق کے اس عالم بے مثل کو قتل کرا دیا اور اس کی کتب نذر آتش کروا دیں۔ یہ جانکاہ واقعہ ماہ محرم ۶۵۸ھ میں ہوا۔ (۱)

۱۔ ذیل اوسی، ۶/۲۵۳ ترجمہ ۷۰۹؛ سیر اعلام، ۲۳/۳۳۶؛ شذرات، ۵/۲۹۵؛ نفح الطیب، ۳/۳۴۴

Marfat.com

Marfat.com

آٹھویں صدی ہجری

Marfat.com

Marfat.com

۞

ابوعبداللہ، محمد بن عبدالملک بن سعید الاوسی المراکشی (۶۳۴ھ۔ ۷۰۳ھ)

ابوعبداللہ مراکش میں ۶۳۴ھ میں اہل علم اور ذی وجاہت وثروت خاندان میں پیدا ہوئے۔ اسلاف کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا۔ یہ خاندان مراکش آبسا تھا۔ نجیب الطرفین تھے۔ والد محمد بن عبدالملک (م ۶۵۱ھ) مراکش کے ممتاز قاری اور عالم تھے۔ والدہ فاس کے معروف عالم محمد بن احمد الفاسی (م ۶۵۳ھ) کی صاحبزادی تھیں۔ ننھیال کے واسطے سے حاکم مراکش سے بھی رشتہ داری تھی۔ ابوعبداللہ کے ماموں عمر بن محمد بن احمد الفاسی بھی ممتاز اہل علم میں سے تھے۔ ابوعبداللہ نہایت ذہین تھے۔ ان کے والد گھر میں مجالس علمی منعقد کرتے تو یہ بھی اس میں بڑے ذوق وشوق سے شریک ہوتے۔ اپنے والد سے استفادہ کیا لیکن جلد ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ اپنے علاقے میں موجود مدارس ومکاتب کے علماء سے بھی اخذ واستفادہ کیا۔ علم کی طلب انھیں اندلس اور مغرب کے مختلف شہروں مثلاً آسفی، درعہ، سلا، اَزمورہ تلمسان وغیرہ لے گئی۔ بلادِ مشرق نہ جاسکے لیکن علماء مشرق جب اندلس یا مراکش آتے تو ان سے اخذ واستفادہ کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد سو (۱۰۰) تک پہنچتی ہے۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

Marfat.com

- محمد بن عبدالملک (م ۶۵۱ھ)۔ والد (۱) جن سے قرآن حکیم اور علم قراءات پڑھا۔
- ابوعبداللہ محمد بن علی الشریف (م ۶۲۸ھ)
- ابواسحاق التلمسانی (م ۶۹۰ھ)
- محمد بن ابراہیم بن یربوع السبتی (م ۶۹۴ھ)
- ابن دقیق العید (م ۷۰۲ھ)
- ابوالحجاج یوسف بن احمد البلسنی (م ۶۵۴ھ)
- ابوالحسن الجیانی الاشبیلی (م ۶۶۳ھ)
- ابن الزبیر الغرناطی (م ۷۰۸ھ) (۲)
- محمد بن ابی بکر بن رشید البغدادی
- ابوالقاسم ابن الطیب الخضراوی (م ۷۰۱ھ)
- ابوالقاسم العزفی السبتی
- ابوالقاسم احمد بن محمد البلوی (م ۶۵۷ھ)۔ ان سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا۔
- ابوالحسن الرعینی (م ۶۶۶ھ)۔ ان سے خوب استفادہ کیا۔
- ابوالولید محمد بن اسماعیل بن عفیر اللبلی (م ۶۶۷ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن علی بن ہشام القرطبی المراکشی (م ۶۷۱ھ)
- ابوزکریا یحییٰ بن احمد بن عتیق۔ ان سے سبع قراءات سیکھیں۔
- ابومحمد حسن بن القطان۔ ابوالحسن بن القطان صاحب الوہم والایہام کے صاحبزادے
- ابوعبدالہ ابن الحنبلی الدمشقی۔ ابن الجوزی کے خلیفہ

۱۔ اوسی کے والد محمد بن عبدالملک کے حالات زندگی میسر مصادر میں یکجا تو نہ مل سکے لیکن صاحبزادے ابن عبدالملک نے الذیل میں وارد بعض تراجم سے ان کے شیوخ اور احباب کا تعین کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے بہترین قاری، فقیہ تھے۔ القاسم التجیبی انہیں الفقیہ المقرئ اور شریف النفس انسان کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔
دیکھیے: الذیل اوسی، ۸ /۲۴۱ ترجمہ ۳۵؛ ۶ /۶۲ ترجمہ ۱۳۳؛ ۸/۱/۱/۵: ۲۲ /۴۲۲ ترجمہ ۷۱۷؛ الذیل، ۵

۲۔ دیکھیے: کتاب ہذا صفحہ ۴۱۸

Marfat.com

○ ابو محمد، عبد الواحد بن مخلوف المشاط

تلامذہ: ابن عبد الملک الاوسی کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

○ ابو عبد اللہ محمد بن محمد الأوسی (م ۷۴۳ھ)(۱)۔ صاحبزادے۔ والد کی کتاب روایت کی۔

○ ابو القاسم احمد بن محمد الأوسی۔ صاحبزادے

○ ابن عذاری المراکشی (م ۶۹۵ھ)

○ ابو جعفر احمد بن صفوان المالقی (م ۷۶۳ھ)

○ ابو القاسم عبد الرحمٰن العزفی (م ۷۱۷ھ)

○ القاسم بن یوسف التجیبی (م ۷۳۰ھ)۔ اپنے شیخ سے الذیل کے کچھ اجزاء روایت کیے۔

○ ابو الحسن علی بن موسی المطماطی۔ شیخ سے الموطا کا کچھ حصہ سماع کیا جبکہ باقی حصے کی روایت کی اجازت لی۔

علمی مقام: اوسی نے موحدین اور بنو مرین کی حکومت کا دور پایا۔ اندلس میں غرناطہ اور مغرب میں فاس اور مراکش علمی و ادبی سرگرمیوں کا مرکز تھے۔ ساتویں صدی کے آخر اور آٹھویں صدی ہجری میں نمایاں علمی شخصیات پیدا ہوئیں۔ مثلاً ابن قطرال، ابن الکماد، ابن الحاج، ابن رشید وغیرہ صاحب ترجمہ کے ہمعصر ہوئے۔ ابن عبد الملک اندلس اور مغرب کے بیشتر علاقوں میں اہل علم سے ملاقات، استفادے اور کتب و مخطوطات کے حصول کے لیے پہنچے۔ ابن زبیر کی مہیا کردہ معلومات کے مطابق وہ علوم دینیہ اور شعر و ادب پر عبور رکھتے تھے۔ ثقہ روایات کو جمع کرنا ان کی اولین ترجیح تھی۔ ان کی مشہور تالیف الذیل سے اندازہ ہوتا کہ وہ مغرب کے ان چیدہ اہل علم میں سے تھے جنھوں نے اپنی توانائیاں (جسمانی و مالی) اس وقت کی سیاسی، معاشی و معاشرتی، علمی و ادبی سرگرمیوں سے متعلق معلومات جمع کرنے اور نقد و جرح کی کسوٹی پر پرکھنے میں صرف کیں کیں۔ اوسی اپنے وقت کے اجل عالم تھے، مطالعہ کے بہت شوقین تھے اور اپنے اس شوق کی تشفی کے لیے جہاں جاتے وہاں سے کتابیں/مخطوطات خریدتے۔ اس صحتمند شغل کے نتیجے میں معروف کتب اور مخطوطات کا نادر ذخیرہ ان کی اپنی لائبریری میں جمع

۱- صاحبزادے کے لیے رجوع کیجئے: الاحاطۃ، ۲/۳۷۵؛ نفح، ۸/۲۲۵

Marfat.com

ہو گیا تھا۔ وسعت مطالعہ کے نتیجے میں نقد و تبصرہ کا ملکہ اور نقطہ نظر میں بھی وسعت پیدا ہوئی۔

ابن عبد الملک اوسی کی ذہانت و فطانت کا زمانہ طالبعلمی ہی میں اعتراف کیا گیا۔ ان کے اہم شیخ ابوالحسن الرعینی نے ان کے علم و فضل اور فطانت کی وجہ سے صاحبی اور محل ابنی کا مقام عطا کیا۔ دوران درس تلمیذ رشید اوسی زیر بحث مسئلہ و موضوع کو نہ صرف سیکھتے اور سمجھتے بلکہ دوران درس شیوخ کے سامنے اہم اور نادر نکات بھی پیش کرتے۔ ان کے شیخ البلوی کا قول ہے:

أفادنیها الطالب الأنجب ابو عبد الله بن عبد الملک حفظه الله

ان کے ہمعصر اور دوست محمد بن محمد بن سعود العبدری، انہیں الفقیه، الأدیب الأوحد القابات سے یاد کیا۔

ان کے معروف شیخ ابوجعفر الغرناطی نے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ ان کا قول ہے کہ ان کو متنوع علوم میں دسترس حاصل کی۔ علم حدیث سے بھی خاص رغبت تھی۔ ان کا قول ہے:

کان رحمة الله نبیل الأغراض، عارفاً بالتاریخ و الأسانید، نقاداً لها۔۔۔ ادیباً بارعاً، شاعراً مجیداً۔

ایک عرصہ مراکش میں قاضی رہے۔ ابن فرحون ان کی علمی فضیلت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الامام، العلامة، الأوحد، الأدیب، المفتی المقرئ، الحافظ، المؤرخ۔

انھوں نے اپنی کتاب الذیل میں حاصل شدہ معلومات کو محدثین کے پیمانوں پر جانچا و پرکھا اور ازاں بعد اپنی معروف کتاب الذیل میں درج کیا۔

تالیفات: ابن عبد الملک اوسی درس و تدریس مطالعہ کتب اور رحلات کے ساتھ ساتھ ایک متقن مؤلف بھی تھے۔ ان کی درج ذیل تالیفات مشرق و مغرب دونوں میں معروف ہوئیں۔

Marfat.com

- الجمع بین کتابی ابن القطان و ابن المواق (۱)
- الذیل و التکملة (۲)۔ یہ کتاب اہل علم کے تراجم کے ساتھ ساتھ اس وقت کے حالات کی ترجمان ہے۔

وفات: ابن عبد الملک اوسی ایک بامقصد زندگی گذارنے کے بعد محرم ۷۰۳ھ میں تلمسان میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۳)

۱۔ تالیف الجمع کا تعلق علم حدیث سے ہے۔ عبد الحق الخراط (م ۵۸۱ھ) نے ایک اہم کتاب الاحکام الکبریٰ تالیف کی تھی جس میں انہوں نے احکام سے متعلق احادیث و آثار کو جمع کیا تھا۔ ساتویں صدی ہجری کے معروف عالم ابوالحسن، علی بن محمد بن عبد الملک القطان (م ۶۲۸ھ) نے اسی کتاب کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ انہوں نے اس کتاب میں وارد بعض اوہام و شبہات کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ بعض مستند احادیث احکام کا اضافہ کیا اور اسے بیان الوھم والایھام الواقعین فی کتاب الأحکام کا نام دیا۔ ابن القطان کی اس کتاب پر ان کے شاگرد ابن المواق (م ۶۴۲ھ) نے بعض تعقبات و استدراکات کیے۔ ہمارے صاحب ترجمہ ابن عبد الملک الاوسی جو علوم حدیث پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ انہوں نے درج بالا دونوں کتب کا مطالعہ کیا اور سابق مؤلفین کی کاوشوں اور تالیفات میں جو احادیث و نکات رہ گئے تھے۔ ان کو شامل کرنے کے لیے ایک اور کتاب بعنوان الجمع بین کتابی ابن القطان و ابن المواق مرتب کی۔ گویا کہ الجمع ماقبل تینوں کتب کا تکملہ وتتمہ ہے۔ ابن عبد الملک اپنی اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں: انه لم یؤلف فی بابه مثله۔

۲۔ الذیل و التکملة، ان کی نہایت اہم تالیف ہے۔ یہ مؤلف کی ساری عمر کے مطالعے، مشاہدے اور تجربے کا نچوڑ ہے۔ ابن عبد الملک کی یہ کتاب ماقبل دو اہم کتب یعنی ابن الفرضی کی تاریخ علماء الاندلس ابن بشکوال کی الصلة اور ابن ابار کی تکملة الصلة کا تسلسل ہے۔ لیکن مختلف پہلوؤں سے ماسبق کتب تراجم سے فائق ہے۔ اوسی کا دور بڑا پرآشوب دور تھا۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں اندلس اور مغرب میں قائم حکومتوں کے دور میں نمایاں اہل علم اور ان کی تالیفات کو محفوظ کر دیا ہے جبکہ ان میں سے بہت سی دست برد زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہو رہی تھیں اور ازاں بعد معدوم ہو گئیں۔ اس کتاب کے متعدد اجزاء عرب اہل علم کی توجہ کا مرکز بنے اور انہوں نے اندلس کے اس نایاب علمی ذخیرے کو بڑی محنت اور تندہی سے تلاش کرنے کے بعد زیور طباعت سے آراستہ بھی کیا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

۳۔ تاریخ قضاة الأندلس، ۱۳۰؛ الدیباج، ۳۱۵؛ الأعلام، ۷/ ۳۲۔ ہماری بیشتر معلومات کا ماخذ الذیل کے مطبوعہ اجزاء کے محققین کا مقدمہ ہے۔

اسفی: مغرب اقصیٰ میں بحر محیط کے کنارے شہر (معجم، ۱/ ۱۸۰)؛ درعة: سجلماسہ کے قریب ایک چھوٹا سا شہر (معجم، ۲/ ۱۴۵)؛ أزمورہ: مغرب کا ایک شہر (معجم، ۱/ ۱۶۰)؛ سلا: مراکش کے قریب مغرب اقصیٰ کا ایک شہر (معجم، ۳/ ۲۳۱)؛ تلمسان: مغرب میں ایک شہر (معجم، ۲/ ۴۴)

Marfat.com

ابوجعفر احمد بن ابراھیم بن الزبیر بن الحسن الثقفی الجیانی الغرناطی (۶۲۷ھ-۷۰۸ھ)

ابوجعفر کا تعلق جیان سے تھا۔ غرناطہ سکونت اختیار کی۔ ابن الزبیر کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کا خاندان اندلس کے ممتاز خانوادوں میں سے تھا۔ نسب کعب بن مالک صحابی رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے جا ملتا ہے۔ لسان الدین لکھتے ہیں: نسبه بها كبير، وحسبه أصيل وثروته معروفة۔ ابن الزبیر اندلس کے ممتاز عالم، ماہر علوم قرآن وحدیث اور عربی لغت وادب کے امام مانے گئے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ علمی اسفار کا آغاز ۶۴۶ھ میں ہوا۔ انھوں نے مشرق و مغرب کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی تعداد چار سو (۴۰۰) بتائی جاتی ہے۔ معروف شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوبکر بن احمد بن العاص۔ ان سے سبع قراءات پڑھیں
- ابوالحسن علی بن محمد الشاری (م ۶۴۹ھ)۔ ان سے امام نسائی کی السنن الکبیر کا سماع کیا۔ کہا جاتا ہے کہ شاری اور صاحب ترجمہ کے درمیان چھ (۶) واسطے پائے جاتے ہیں۔ جن میں یہ منفرد ہیں:
- ابوعبداللہ بن احمد السماتی
- ابوالخطاب محمد بن احمد بن خلیل (م ۶۵۲ھ)
- ابن دقیق العید (م ۶۸۵ھ)
- عزالدین بن عبدالسلام (م ۶۶۰ھ)
- ابوبکر بن سید الناس (م ۶۵۹ھ)
- جمال الدین یوسف بن مسدی (م ۶۶۳ھ)
- اسماعیل بن یحییٰ الازدی (م ۶۴۹ھ)
- عثمان بن عبدالرحمٰن بن عتیق الربعی
- ابوالیمن عبدالصمد
- ابوعمر محمد بن حوط اللہ

Marfat.com

- ابو یحیی عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن الفرس (م ۶۶۳ھ)
- محمد بن عبدالرحمٰن بن جوبر (م ۶۵۵ھ)
- اَحمد بن حامد بن احمد الارتاحی۔صاحب ترجمہ کے بھتیجے کے صاحبزادے
- ابوالحسین احمد بن محمد بن سراج (م ۶۵۷ھ)۔ روایت کی اجازت دی
- ابوبکر محمد بن مشلیون۔روایت کی اجازت دی

تلامذہ: اندلس کے عظیم محدث اور ماہر قرآنیات کے تلامذہ کی تعداد کثیر تھی۔اوسی لکھتے ہیں:

روى عنه جماعة من اهل بلده وطائفة من الراحلين اليه من اقطار الاندلس وغيرها۔

چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابوحیان محمد بن یوسف (م ۷۴۵ھ)۔صاحب البحر المحیط
- ابوالقاسم محمد بن احمد الغرناطی (م ۷۴۱ھ)
- ابوالقاسم محمد بن محمد بن سھل
- ابن الشراط
- محمد بن الاشعری (م ۷۴۱ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک الاوسی (م ۷۰۳ھ)۔صاحب الذیل والتکملة۔ان کی اولاد کو بھی روایت کی اجازت دی۔

علمی مقام: ابن زبیر عربی لغت پر کامل دسترس رکھتے تھے۔علوم قرآن بالخصوص علم قراءت میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔وہ بڑے صبر و تحمل سے سارا دن تلامذہ کو مستفید کرتے۔ان کی مجالس علم کے موضوعات قرآن حکیم، احادیث رسول ﷺ، عربی اور فقہ ہوتے۔اوسی ان کے علم وفضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

وهو من اهل التجويد والاتقان عارف بالقراء ات، حافظ للحديث، مميز لصحيحه من سقيمه ذاكر الرجاله وتواريخهم، متسع الرواية، عنى بها كثيراً۔

Marfat.com

لسان الدین ہی لکھتے ہیں:

انھوں نے علمی مجالس غرناطہ کے علاوہ اندلس کے دوسرے شہروں میں بھی منعقد کیں۔

الذھبی انھیں الامام، الحافظ، العلامة شیخ القراء والمحدثین بالاندلس کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

ذھبی ہی لکھتے ہیں:

أفاد الناس فی القراءات وعللها ومعرفة طرقها، وأحكم العربية وتصدر مدة وتخرج به الأصحاب۔

كان خاتمة المحدثين وصدور العلماء والمقرئين، نسيج وحده فی حسن التعليم والصبر على التسميع والملازمة للتدريس۔۔۔ انتهت اليه الرياسة بالاندلس فی صناعة العربية وتجويد القرآن، ورواية الحديث، الى المشاركة فی الفقه۔

ابن فرحون ان کے شخصی اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان كثير الخشوع والخشية، مسترسل الغبرة، صليباً فی الحق، شديداً على أهل البدع، ملازماً للسنة، مهيباً جزلاً مهيبا عند الخاصة والعامة۔

ابن زبیر کے علم وفضل اور مقبولیت کی وجہ سے بہت سے حاسدین پیدا ہوئے جس کی وجہ سے انھیں پریشانی اٹھانی پڑی مالقہ چھوڑنا پڑا، اور گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنی تالیفات کی تکمیل کی۔

تالیفات: ابن زبیر نے جو اس وقت کے جید علماء کے بھی شیخ تھے درس وتدریس کے ساتھ انھوں نے مفید کتب بھی تالیف کیں۔ ابن فرحون لکھتے ہیں: وتآليفه حسنة۔

ان کی تالیفات کے موضوعات میں تنوع ہے۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- البرهان فی ترتيب سور القرآن
- سبيل الرشاد فی فضل الجهاد
- معجم شيوخه

Marfat.com

- ردع الجاھل عن اغتیاب المجاھل
- برنامج روایاته
- شرح الاشارۃ۔ابوالولید الباجی کی تالیف الاشارۃ کی شرح تھی۔
- صلة الصلة۔یہ کتاب ابن بشکوال کی کتاب تکملة الصلة کا تکملہ تھا۔
- کتاب الاعلام بمن ختم به القطر الاندلسی من الأعلام

وفات: اندلس کا یہ عظیم عالم غرناطہ میں ۷۰۸ھ میں خالقِ حقیقی سے جاملا۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے جنازے میں دور ونزدیک سے بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ ان کے محاسن کا ذکر ہوا اور مرثیے بھی کہے گئے۔[۱]

ابوعبداللہ، محمد بن عمر بن محمد بن عمر بن رشید الفہری السبتی (۶۵۷ھ۔۷۲۱ھ)

ابوعبداللہ سبتہ میں ۶۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ابن رشید کے نام سے معروف ہوئے۔اپنے وقت کے بلند پایہ خطیب اور محدث تھے۔ ۶۸۳ھ میں حج کے لیے گئے۔حج کے فریضہ کی ادائیگی کے بعد بلادِ مشرق گئے۔اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے استفادہ کیا۔صاحب شجرۃ کہتے ہیں:

وفی مشیخته کثرۃ۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- احمد بن ھبۃ اللہ بن عساکر الدمشقی (م ۶۱۰ھ)
- عبدالعظیم المنذری (م ۶۵۶ھ)
- ابن بقی
- ابوالیمن بن عساکر
- عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی

۱- ذیل اوسی، ۱/۱/۲۳۱ ترجمہ ۳۱؛ تذکرۃ، ۴/۱۴۸۴؛ شذرات، ۶/۱۶؛ الدیباج، ۱۰۶؛ شجرۃ النور، ۱/ ۲۱۲؛ الأعلام ۱/۸۶؛ الأحاطة، ۱/۷۲

Marfat.com

- ایضاح المذاھب
- خطب
- قصائد

وفات: ابن رشید فاس میں قیام پذیر تھے کہ ۷۲۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔[1]

ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن محمد ابن ابی بکر بن سعد الاشعری المالقی (۶۷۴ھ۔۷۴۱ھ)

ابوعبداللہ، بلج بن یحیی تابعی کی اولاد میں سے تھے جن کا شجرہ نسب صحابیِ رسول ﷺ ابوموسیٰ اشعری سے جاملتا ہے۔ بلج خلیفہ اول عبدالرحمٰن کے دور میں اندلس آئے اوران کا خاندان وہیں آباد ہو گیا۔ ابوعبداللہ جو ابن بکر کے نام سے معروف ہوئے اندلس کے ممتاز اہل علم میں سے تھے۔ مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور بہت جلد ان کی شہرت بلادِ مشرق تک پہنچ گئی۔ طلب علم کے لیے سفر کیے اور اپنے وقت کے ممتاز شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابو محمد، عبدالواحد بن ابی السداد الباھلی (م ۷۰۵ھ)۔ ان سے قرآن حکیم، حدیث نبویؐ اور عربی لغت کا علم حاصل کیا۔
- ابوعبداللہ بن رشید (م ۷۲۱ھ)
- ابوجعفر بن الزبیر (م ۷۰۸ھ)
- الشرف عبدالمؤمن الدمیاطی (م ۷۰۵ھ)
- ابوعبداللہ بن الکماد (م ۷۱۲ھ)
- ابواسحاق التلمسانی
- محمد بن محمد بن سید الناس الیعمری (م ۶۵۹ھ)

۱۔ الاحاطة فی أخبار غرناطة، ۳/۱۰۲؛ الدیباج، ۳۰۰؛ شجرة النور، ۱/۲۱۶؛ الدرر الکامنة، ۴/۱۱۱؛ الرسالة المستطرفة، ۱۳۶؛ الأعلام، ۶/۳۱۴

Marfat.com

○ ابوالحسن ابن اللباد المدنی (م ۶۵۸ھ)

○ ابوفارس، عبدالعزیز بن الھواری التلمسانی

○ ابوعبداللہ محمد بن عباس / عیاش الخزرجی القرطبی

تلامذہ: شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ شاگردِ رشید لسان الدین ابن الخطیب لکھتے ہیں کہ وہ شفیق و مہربان استاد تھے اور وہ ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے۔ چند تلامذہ درج ذیل تھے:

○ لسان الدین ابن الخطیب (م ۷۷۶ھ)

○ ابوالحسن بن الحسن النباہی (م ۷۹۳ھ)

○ ابوجعفر الشقوری (م ۷۴۱ھ)

○ ابوسعید بن لب (م ۷۸۳ھ)

علمی مقام: مالقہ کے معروف عالم تھے۔ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرم رہتے۔ عہدہ قضاء کی نازک ذمہ داری ادا کی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مصعب بن عمران کی طرح فیصلوں میں مقلد نہیں تھے۔ اہل بدعت کے سخت مخالف تھے اور سحنون بن سعید کی طرح ان کے ساتھ فیصلوں میں سختی کرتے۔ اہل علم کی قدردانی کرتے۔ علوم قرآن، علوم حدیث، فقہ، انساب اور عربی پر دسترس تھی۔ غرناطہ گئے تو ۷۳۰ھ میں وہاں خطابت اور قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے۔ لسان الدین عائد الصلة میں ان کی فضیلت علمی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من صدور العلماء وأعلام الفضلاء۔۔۔ عارفاً بالأحكام والقراءات، مبرزاً في علم الحديث تاريخاً واسناداً وتعديلاً و تجريحاً، حافظاً للانساب والاسماء والكنى، قائماعلى العربية۔۔۔ محبافي العلم والعلماء۔

شجرة النور کے مؤلف ان کے علم و فضل کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

الامام، المحدث العمدة العالم القدوة الفقيه المتفنن المحقق المتقن

جب قضاء کے عہدہ پر تھے تو مبنی بر انصاف اور جرأت مندانہ فیصلے کرتے۔ قاضی ابوالحسن بن الحسن کا کہنا ہے:

Marfat.com

أما شیخنا ابو عبد اللہ بن ابی بکر صاحب عزم و مضاء۔۔۔ و کان له مع کل قولة صولة

ان کے برحق فیصلوں کو ناپسند کیا گیا اور بہت سے مخالفین پیدا ہو گئے لہذا ابن بکر اس عہدے سے فارغ ہو کر تعلیم و تدریس میں مصروف ہو گئے۔

خطیب لکھتے ہیں:

تصدّر لبث العلم بالحضرة، یقری فنوناً منه جمة، فنفع و خرّج و درس العربیة والفقه والأصول واقرأ القرآن۔۔۔ و عقد مجالس الحدیث شرحاً و سماعاً

ابن بکر اسلاف کے طریقہ پر چلنے والے تھے۔ ان کی نماز اور خطبے بڑے مؤثر اور خشوع و خضوع والے ہوتے جو سامعین کو اشک بار کر دیتے۔ قرآن حکیم بڑی پرسوز آواز میں پڑھتے۔ عموماً فجر کی نماز میں طویل سورتیں پڑھتے اور مقتدی ان کی قراءت سے خوب محظوظ ہوتے۔ جب امور آخرت سے متعلق آیات کریمہ کی تلاوت کرتے تو ان کی چہرہ کی رنگت بدل جاتی اور آنسوؤں کو نہ روک سکتے۔

مریض کی عیادت اور نماز جنازہ میں شرکت ان کے روز کے معمولات میں سے تھا۔ اسی طرح مصیبت زدہ اور پریشان حال کی خبر گیری اور مددان کی اولین ترجیحات میں سے تھی۔

تصانیف: زرکلی نے ان کی درج ذیل ایک کتاب کا ذکر کیا ہے:

- التمهید والبیان فی مقتل الشهید عثمان

وفات: ابن بکر ۷۴۱ھ میں دشمنان اسلام کے خلاف ایک معرکے میں شریک تھے۔ یہ معرکہ طریف کے مقام پر پیش آیا اور انھوں نے اس میں جام شہادت نوش کیا۔(۱)

ابوالقاسم، محمد بن احمد بن محمد بن جزی الکلبی (۶۹۳ھ۔۷۴۱ھ)

ابوالقاسم کے اسلاف کا تعلق ولبہ سے تھا۔ جو اندلس کی فتح کے بعد آغاز میں آنے والوں میں

۱۔ الاحاطة، ۲/۱۰۶؛ تاریخ قضاة الاندلس، ۱۴۱؛ نفح، ۷/۳۵۹؛ الدرر الکامنة، ۴/۲۸۴؛ الأعلام، ۷/۱۳۸؛ شجرة النور، ۱/۲۱۳

Marfat.com

سے تھے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ صاحب ثروت وجاہت خاندان سے تعلق تھا۔ ان کے داداجیان میں اہم عہدہ پر بھی رہے۔ خطیب لکھتے ہیں:

من ذوی الاصالة والنباهة والوجاهة

ابوالقاسم کا خاندان غرناطہ میں مقیم تھا ان کی پیدائش اسی شہر میں ہوئی۔ بچپن ہی سے حصول علم کا شوق تھا۔ ذہین وفطین تھے اپنے دور کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوجعفر بن الزبیر (م ۷۰۸ھ)۔ ان سے قرآن، حدیث، فقہ اور عربی ادب سیکھا۔
- ابوعبداللہ بن الکماد (م ۷۱۲ھ)
- ابوعبداللہ بن رشید (م ۷۲۱ھ)
- ابومحمد عبداللہ بن احمد ابن المؤذن
- ابوالقاسم، قاسم بن عبداللہ بن الشاط (م ۷۲۳ھ)
- ابوالمجد بن أبی علی بن أبی الأحوص/ الأحوط
- ابوعبداللہ بن بُرطال
- ابن ابی عامر بن ربیع
- ابوعبداللہ الطنجالی
- ابوزکریا البرشانی
- سھل بن مالک

ابوالقاسم ابن جزی نے تحصیل علم کے بعد مجالس علمی منعقد کیں۔ شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان کی مجالس اور تالیفات سے استفادہ کیا۔

تلامذہ: چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- ابوبکر، احمد بن محمد بن جزی (م ۷۸۵ھ)۔ صاحبزادے[1]

۱۔ صاحبزادے کے لیے دیکھیے: الاحاطة ۱/ ۵۲؛ نفح ۸/ ۶۱، ۷۰؛ شجرة النور ۱/ ۲۳۱

Marfat.com

- ابوعبداللہ، محمد بن محمد بن جزی (م ۷۵۷ھ/۷۵۸ھ)۔ صاحبزادے[1]
- ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن احمد بن جزی۔ صاحبزادے[2]
- لسان الدین بن الخطیب (م ۷۷۶ھ)
- ابراہیم الخزرجی

علمی مقام: ابن جزی اپنے علم وفضل اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے دور ونزدیک مشہور ہوئے۔ مختلف علوم وفنون میں ان کو دسترس حاصل تھی۔ لسان الدینؒ اپنے شیخ کے تبحر علمی کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

كان رحمه الله على طريقة مثلى من العكوف على العلم۔۔۔ والاشتغال بالنظر والتقييد والتدوين، فقيها حافظاً، قائماً على التدريس، مشاركاً في فنون من العربية، والفقه، والأصول، والقراءات والحديث، والأدب۔

عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ لوگوں سے محبت رکھتے اور ان کی بات توجہ سے سنتے۔ ابن جزی فن تفسیر میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ کتابوں کے شوقین تھے۔ لسان الدین لکھتے ہیں:

جماعة للكتب، حسن المجلس، ممتع المحاضرة، صحيح الباطن۔

کم سنی میں غرناطہ کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض ادا کیے۔ ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ عمدہ شعر بھی ان کی طرف منسوب ہیں۔

تالیفات: تدریس اور خطابت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ متنوع موضوعات پر مفید کتب تصنیف کیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- الأنوار السنية في الكلمات السنية
- الفهرسة
- تقريب الوصول الى علم الأصول
- النور المبين في قواعد عقيدة الدين

۱۔ ابوعبداللہ کے لیے رجوع کیجئے: الاحاطة، ۲/ ۱۶۳؛ نفح، ۸/ ۷۰؛ شجرة، ۱/ ۲۱۳

۲۔ ابومحمد کے لیے دیکھیے: نفح، ۸/ ۸۴

Marfat.com

- المختصر البارع، فی قراءة نافع
- اصول القراء الستة غير نافع
- وسيلة المسلم فی تهذيب صحيح مسلم
- كتاب القوانين الفقهية فی تلخيص مذهب المالكية
- التنبيه علی مذهب الشافعية والحنبلية والحنفية
- كتاب الدعوات والأذكار۔ کتب احادیث سے مستند احادیث کا انتخاب

وفات: واقعہ طریف جو دشمنانِ اسلام اور بنو مرین کے درمیان پیش آیا اس میں شرکت کی اور اپنے ساتھیوں کو جہاد کی رغبت دلائی۔ مسلمانوں کو اس میں شکست ہوئی اور ایک بڑی تعداد شہید ہوئی جن میں ہمارے صاحب ترجمہ بھی تھے۔ یہ جانکا واقعہ ۷۴۱ھ میں پیش آیا۔ [1]

ابوالحسن، علی بن محمد بن سلیمان بن علی بن حسن الأنصاری الغرناطی (۶۷۳ھ-۷۴۹ھ)

ابوالحسن غرناطہ میں ۶۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اندلس کے معروف عالم اور عمدہ اوصاف کے مالک تھے۔ ابن الجیاب کے نام سے معروف ہوئے۔

شیوخ: اپنے وقت کے نامور شیوخ سے استفادہ کیا۔ چند شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید (م ۷۲۱ھ) [2]
- ابوجعفر احمد بن ابراہیم بن الزبیر (م ۷۰۸ھ) [3]
- ابوالحسن علی بن احمد بن محمد الخشنی البلوطی (م ۷۵۰ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن عیاش الخزرجی القرطبی
- ابومحمد عبداللہ بن علی الغسانی السعدی

۱۔ الاحاطة، ۳/۱۰؛ ديباج، ۳۸۸؛ نفح الطيب، ۸/۵۸؛ شجرة النور، ۲/۲۱۳؛ الأعلام، ۵/۳۲۵

۲۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۴۲۱

۳۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۴۱۸

Marfat.com

- ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن سعید العنسی
- ابوالحسن، فضل بن محمد
- ابوعبداللہ محمد بن مالک بن المرحل
- ابومحمد عبدالمولیٰ

اہل علم کی کثیر تعداد سے ملاقات تو نہ ہو سکی کہ بالمشافہ استفادہ کرتے لیکن اس کے باوجود ایسے شیوخ نے ان کو روایت کی اجازت دی، مثلاً:،

- ابوالعباس بن الغماز احمد بن محمد (م ۶۹۳ھ)
- ابوفارس عبدالعزیز الھواری
- ابوعبداللہ بن صالح الکنانی
- ابوعلی حسن بن طاہر بن ابی الشرف رفیع الحسنی

تلامذہ: اندلس کے شائقین علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ ان میں چند نام نمایاں ہیں:

- برہان الدین ابن فرحون (م ۷۹۹ھ)
- محمد ابن عرفہ التونسی (م ۸۰۳ھ)
- لسان الدین بن الخطیب (م ۷۷۶ھ)[1] نے ابن الجیاب سے خوب استفادہ کیا۔

علمی مقام: ابن الجیاب اندلس کے ان علماء میں سے تھے جو متنوع علوم میں مہارت نامہ رکھتے تھے، عربی زبان وادب، تاریخ وتصوف وغیرہ سے خصوصی دلچسپی تھی۔ ان کے شاگرد لسان الدین لکھتے ہیں:

صدر الصدور الجلة، وعلم أعلام هذه الملة، وشيخ الكتابة وبانيها كان رحمه الله على ما كان عليه من التفنن والا مامة فى البلاغة۔۔۔ شيخ طلبة الأندلس، رواية وتحقيقا، ومشاركة فى كثير العلوم۔۔۔ عارفاً بالقرا ءات والحديث، متبحّراً فى الأدب والتاريخ مشاركاً فى علم التصوف۔۔۔ حامل راية المنظوم والمنثور

ا۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۴۳۴

Marfat.com

اہم حکومتی مناصب پر خدمات سرانجام دیں۔ پچاس سال سے زیادہ غرناطہ میں نصری حکومت کے دور میں عہدہ کتابت پر کام کیا۔ مختلف ممالک کے درمیان سفارت کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ ان کی تبحر علمی اور متانت وسنجیدگی کے چرچے دور ونزدیک پھیل گئے۔ عوام وخواص کے درمیان عزت واحترام کا مقام حاصل کیا۔ موقعہ ومحل کی مناسبت سے نظم ونثر دونوں میں اظہارِ خیال کی قدرت رکھتے تھے۔

تالیفات: ابن الجیاب نے نظم ونثر دونوں میں کثیر علمی وادبی سرمایہ چھوڑا۔ لسان الدین کہتے ہیں کہ میں نے ان کے اشعار کو مدون کیا۔

وفات: ابن الجیاب کی وفات ملک وملت کے لیے ایک بڑا خسارہ تھا۔ فاس میں ۷۴۹ھ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کی وفات پر لسان الدین اور دوسرے ہم عصر اہلِ علم نے مرثیے بھی کہے[1]۔

ابوالقاسم، محمد بن احمد بن محمد بن احمد الحسنی/الحسینی السبتی (۶۹۷ھ-۷۶۰ھ)

ابوعبداللہ ابوالقاسم سبتہ میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں ان کی نشوونما ہوئی۔ شریف ونجیب خاندان سے تعلق تھا۔ شریف کے لقب سے معروف ہوئے۔ پہلے اپنے شہر کے اہلِ علم سے استفادہ کیا، ازاں بعد دوسرے شہروں میں مقیم شیوخ سے استفادے کے لیے گئے۔

شیوخ: ان کے چند نمایاں شیوخ درج ذیل تھے:

- ابوالعباس احمد بن محمد الشریف۔ والد محترم جن سے علوم قرآنِ حکیم حاصل کیے۔
- ابوالحسن اسحاق الغافقی۔ ان سے بھی علم قراءت سیکھا۔
- ابوعبداللہ بن ھانی۔ عربی لغت، صرف ونحو سیکھی۔
- ابوعبداللہ بن حریث

۱۔ الاحاطة، ۹۹/۴؛ الدیباج، ۳۰۱؛ ابن فرحون نے ابن الجیاب کے بجائے ابن الخباب لکھا ہے جو دیگر مصادر کی روشنی میں درست نہیں۔ نفح الطیب، ۴۰۷/۷؛ ۴/۸، ۴۳؛ شجرۃ النور، ۲۱۴/۱؛ الأعلام، ۶/۵

Marfat.com

- القاضی ابوعبداللہ القرطبی
- ابوالقاسم بن الشاط (م ۷۲۳ھ)
- ابوعبداللہ بن جابر
- ابن رشید (م ۷۲۱ھ)

تلامذہ: الحسینی نہایت ذہین وفطین تھے۔ مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد شائقین علم کو مستفید کیا۔ چند معروف تلامذہ درج ذیل تھے:

- لسان الدین بن الخطیب (م ۷۷۶ھ)
- ابواسحاق الشاطبی (م ۷۹۰ھ) (۱)
- القاضی ابوالمعالی۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے
- ابن زمرک (م ۷۹۵ھ)
- ابن خلدون (م ۸۰۸ھ)
- القاضی ابوالعباس احمد۔ صاحب ترجمہ کے صاحبزادے

علمی مقام: اپنے علم وفضل اور وجاہت وشرافت میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ شعروادب اور خطابت میں درجہ کمال حاصل تھا۔ نظم ونثر دونوں میں طلیق اللسان وبیان تھے۔ غرناطہ میں ان دنوں نصری حکومت تھی۔ ابوالحسن بن الجیاب رئیس الکتاب تھے۔ الشریف الحسینی اور ابن الجیاب میں رشتہ مودت واخوت قائم ہوا۔ ابوالحسن نے مختلف علوم وفنون میں الشریف سے مذاکرے کیے اور ان کی تبحر علمی سے متاثر ہوکر اپنے مقربین میں شامل کرلیا۔ مختلف مناصب پر فائز ہوئے۔ مالقہ میں قاضی رہے۔ ۷۳۷ھ میں غرناطہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ شاہی خطوط کی کتابت اور سفارت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ ان کے عدل وانصاف اور شرافت ونجابت کا خوب شہرہ ہوا۔ ۷۴۷ھ میں حاکم وقت نے بغیر کسی سبب کے اس منصب سے معزول کردیا۔ غرناطہ آگئے اور درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔ وادی آش میں قاضی کے

۱۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۴۳۸

Marfat.com

عہدہ پر فائز ہوئے، کچھ عرصہ اس نازک منصب پر ذمہ داریاں ادا کیں پھر غرناطہ بلا لئے گئے اور وہاں کے قاضی مقرر ہوئے۔نباہی اپنی کتاب تاریخ قضاۃ الاندلس میں ان کے تذکرہ کا آغاز ان القابات سے کیا:

من أعلام القضاة بالأندلس، وصدور النحاة، الشيخ الفقيه المتفنن الشريف المعظم۔۔۔

ان کے علم وفضل اور شرافت کے بارے میں یہی مؤلف لکھتے ہیں:

وكان نسيج وحده براعة وجلالة وفريد عصره بلاغة وجزالة، الى الشيم السنية التي التزم اهداءها والسير الحسنة التي لا ينازع في شرف منتهاها۔

زہد وانکساری میں اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے والے تھے۔مظلوم کی دادرسی اور ظالم کو بغیر کسی خوف کے سزا دینے میں مشہور تھے۔الشریف کے شاگردِ رشید لسان الدین خطیب ان کے خصائل حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذا الفاضل جملة من جمل الكمال، غريب في الوقار والحصافة۔۔۔ معتدل الطريقة حسن المداراة۔۔۔ كثير المواساة۔۔۔ ممتع المجالسة، متوقد الذهن۔۔۔ تقدماً في الفقه وبراعة في الاحكام واتقان التدريس۔۔۔ حاضر الذهن فصيح اللسان۔

ابن قنفذ کہتے ہیں:

لم يكن بعده أحد مثله في الأندلس۔

صاحب نفح الطیب ان کی تبحر علمی کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

كان هذا الشريف آية الله الباهرة في العربية والبيان والأدب۔

محمد مخلوف ان کی علمی فضیلت کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

المتبحر، حامل لواء البلاغة وحلة التبريز والفصاحة، شيخ الدنيا جلالة وفضلاً وعلماً ووقاراً المتقدم في نثره وترسلاته وشعره۔

Marfat.com

تالیفات: تنظیمی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک صاحب طرز مؤلف اور ادیب بھی تھے۔ان کی تالیفات کے بارے میں لسان الدین لکھتے ہیں:

وتصانيفه بارعة۔

چند تصانیف درج ذیل ہیں:

- شرح الخزرجية۔علم عروض پر خزرجی کی کتاب کی شرح۔مقری کہتے ہیں:

یکفیه فضلاً أنه شرح الخزرجية۔

- رفع الحجب المستورة عن محاسن المقصورة۔المقصورة ابوالحسن حازم بن محمد القرطاجنی کا مدحیہ قصیدہ ہے۔مقری کہتے ہیں:

وفيه من الفوائد مالا مزيد عليه۔

محمد مخلوف لکھتے ہیں:

وهو أول من حل مشكلاتها وشرح مقصورة۔

- رياضة الآى فى قصيدة الخزرجى
- تقييد على كتاب التسهيل
- تقييد على درر السمط فى خبر السبط۔مکمل نہ کر سکے۔لسان الدین اس تصنیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

محاسنه جمة وأغراضه بديعة۔

وفات: غرناطہ میں قاضی کے عہدہ پر تھے کہ ۷۶۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔(۱)

ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن سعید بن عبداللہ السلمانی اللوشی الغرناطی (۷۱۳ھ-۷۷۶ھ)

ابوعبداللہ لوشہ میں ۷۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔خاندان کا تعلق یمن کے قبیلہ قحطان سے تھا۔یہ

۱۔ الاحاطة، ۲/۱۱۰؛ تاريخ قضاة الأندلس، ۱۷۱؛ الديباج، ۲۹۰؛ شجرة النور، ۱/۲۳۳؛ كشف الظنون، ۲/۱۸۰۷؛ الأعلام، ۵/۳۲۷

Marfat.com

خاندان اندلس کی اموی حکومت کے دورِ آغاز میں لوشہ آبسا تھا۔ جدِ اعلیٰ لوشہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے پھر دادا نے بھی خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس طرح یہ خاندان بنوخطیب اور اہم حکومتی عہدوں پر متعین رہنے کی نسبت سے بنووزیر کے نام سے معروف ہوا۔ دادا سعید ۶۸۳ھ میں لوشہ سے غرناطہ منتقل ہوئے اور رشتہ مصاہرت کے ذریعے قصرِ شاہی سے تعلقات استوار ہوئے۔ والد عبداللہ بن سعید [1] م ۷۴۱ھ غرناطہ کے اکابر میں سے تھے۔ خاندان کے دیگر افراد بھی معروف اہل علم ہوئے۔ جب غرناطہ میں نصری حکومت قائم ہوئی تو وہ اسماعیل بن فرج النصری اور اس کے بیٹے ابوالحجاج یوسف بن اسماعیل کے دور میں حکومت کے اعلیٰ مناصب پر متعین ہوئے۔

ابوعبداللہ المعروف بلسان الدین ابن الخطیب کی نشوونما اور تعلیم وتربیت غرناطہ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے ذہین وفطین تھے، خاندان میں علم وادب کا چرچا تھا لہٰذا بہت جلد اپنی خداداد صلاحیتوں اور کبار شیوخ کی صحبت اور ان سے استفادہ کی بدولت شہرت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے۔

شیوخ: ابن الخطیب نے مختلف اقطار وامصار کے اجل اہلِ علم سے استفادہ کیا، جن میں چند درج ذیل تھے:

- ابوالحسن علی بن عمر القیجاطی (م ۷۳۰ھ)
- ابوالقاسم بن جزی الکلبی (م ۷۴۱ھ)
- ابومحمد عبدالمھیمن الحضرمی (م ۷۴۹ھ)
- ابوزکریا یحیٰی بن ھذیل التجیبی (م ۷۵۳ھ)
- ابوعبداللہ بن الفخار الالبیری (م ۷۵۴ھ)
- ابوسعید فرج بن لب (م ۷۸۲ھ)
- ابوالحسن بن الجیاب (م ۷۴۹ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن یحیٰی بن بکر (م ۷۴۱ھ)
- ابوبکر محمد بن محمد بن الحکیم الرندی (م ۷۵۰ھ)

۱۔ والد کے لیے دیکھیے: الاحاطۃ، ۳/۲۹۴؛ نفح الطیب، ۷/۱۳

Marfat.com

- ابو بکر بن شبرین محمد بن احمد (م ۷۴۷ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق التلمسانی
- ابوعبداللہ بن عبدالولی العواد
- ابوالبرکات ابن الحاج البلفیقی (م ۷۷۱ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن محمد بن ہبیش العبدری (م ۷۵۳ھ)
- ابوعبداللہ محمد بن محمد بن احمد القرشی التلمسانی (م ۷۵۶ھ)

تلامذہ: لسان الدین ابن الخطیب نے متنوع علوم میں ماہر اجل اہل علم سے استفادے کے بعد شائقین علم کو مستفید کیا، جن میں سے چند یہ ہیں:

- عبداللہ بن محمد۔ صاحبزادے
- علی بن محمد۔ صاحبزادے
- محمد بن محمد۔ صاحبزادے
- احمد بن سلیمان بن فرکون
- ابو محمد عطیہ بن یحیٰی المحاربی
- علی بن محمد۔ سلطان احمد المرینی کے مصاحب رہے
- ابن زمرک (م ۷۹۳ھ)۔ نصری حکومت میں اہم مناصب پر متعین رہا۔ اپنے استاد ابن خطیب کے مخالفین اور حاسدین کا سرغنہ تھا۔

علمی مقام: لسان الدین متنوع علوم وفنون میں ید طولی رکھتے تھے۔ ان کی ذکاوت، فہم وفراست، انشاپردازی اور شعروادب میں مہارت بے مثل تھی۔ غرناطہ کے حکمرانوں نے ان کی فہم وفراست کو دیکھتے ہوئے اہم مناصب پر فائز کیا۔ دو اہم عہدوں یعنی وزارت اور اطلاعات پر کام کیا اور اس نسبت سے ذوالوزارتین مشہور ہوئے۔ نصری حاکم ابوالحجاج یوسف بن اسماعیل کے وزیر رہے۔ اس کے بعد ابو الحجاج کے بیٹے الغنی باللہ محمد بن یوسف بن اسماعیل نے اپنے دور میں ان کو پہلے سے زیادہ عزت وتکریم کی۔ ابوالحجاج اور بیٹے دونوں کے دور میں مختلف مغربی ملکوں میں بطور سفیر گئے اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا

Marfat.com

منوایا۔ الغنی باللہ کا بھائی جب غرناطہ کا حکمران بنا تو اس دور میں حاسدین کا حسد عروج پر پہنچا۔ لسان الدین کو جب اپنے اردگرد سازش کا احساس ہوا تو انھوں نے غرناطہ چھوڑنے کا عزم کیا۔ تلمسان کے امیر عبدالعزیز بن علی المرینی کو صورتِ حال سے باخبر کیا تو انہوں نے تلمسان بلا لیا یہ سفر ۷۷۳ھ میں اختیار کیا۔ امیر تلمسان بہت عزت واکرام سے پیش آیا کچھ عرصے بعد امیر تلمسان کی کوششوں سے خطیب کے اہل خانہ بھی تلمسان آ گئے۔ عبدالعزیز کے بعد اس کے بھائی کے دور میں تلمسان ایک سفارتی وفد آیا جس میں ابن زمرک بھی تھا۔ سازش یہ تیار کی گئی کہ ابن الخطیب پر زندقیت کا الزام لگایا جائے۔ نتیجتاً وہ جیل میں ڈال دیئے گئے اور دشمنوں نے انہیں جیل ہی میں قتل کر دیا اور اسی پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ دشمنوں نے ان کی کتب بھی جلا دیں۔

تالیفات: لسان الدین نے متنوع موضوعات پر مفید کتب تالیف کیں۔ مقری ان کی تالیفات کی تعداد ۶۰ (ساٹھ) بتاتے ہیں۔ چند تالیفات درج ذیل تھیں:

- الاحاطة فی تاریخ غرناطة
- طرفة العصر فی دولة بنی نصر
- معیار الاختیار فی ذکر المعاہد والدیار
- الاشارة الی ادب الوزارة
- الاعلام فی من بویع قبل الاحتلام من ملوک الاسلام
- صلة العائد۔ ابن زبیر (م ۷۰۸ھ) کی کتاب صلة الصلة کا تکملہ
- ریحانة الکتاب

وفات: اندلس کا یہ مایہ ناز عالم حاسدین کے حسد (أعاذنا الله) کا نشانہ بنا اور جیل میں گلا گھونٹ کر ۷۷۶ھ میں شہید کر دیا گیا۔ مقبرہ باب المحروق میں دفن کیے گئے۔(۱)

۱۔ لسان الدین نے الاحاطة میں تفصیل سے اپنے حالات بیان کیے ہیں، دیکھیے: الاحاطة، ۴/ ۴۳۸-۵۵۴؛ نفح الطیب، جزء۸، ۱۰۹/۷/۱۳۷؛ الأعلام، ۶/ ۲۳۵

Marfat.com

ابواسحاق ابراھیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبی الغرناطی (م ۷۹۰ھ)

ابو اسحاق اندلس کے معروف عالم و محقق تھے الشاطبی کے نام سے معروف ہوئے۔ انہیں مختلف علوم میں رسوخ حاصل تھا۔

شیوخ: اپنے وقت کے اجل شیوخ سے استفادہ کیا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابن الفخار الالبیری (م ۷۵۴ھ)
- ابوعبداللہ البلنسی
- ابوعبداللہ الشریف التلمسانی (م ۷۷۱ھ)
- ابوسعید فرج بن قاسم ابن لب (م ۷۸۲ھ)
- الخطیب ابن مرزوق محمد بن احمد (م ۷۸۰ھ)
- ابوالعباس القباب (م ۷۷۸ھ)
- ابوجعفر الشقوری (م ۷۴۱ھ)

تلامذہ: ابواسحاق سے شائقین علم کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ چند تلامذہ درج ذیل ہیں:

- ابوبکر بن عاصم
- ابویحییٰ محمد بن موسیٰ
- عبداللہ البیانی

علمی مقام: ابواسحاق اندلس کے ان اہلِ علم میں سے ہیں جن کی علمی خدمات نمایاں ہیں۔ تذکرہ نگاروں نے ان کے علم و فضل اور شرافت و تقویٰ کا اعتراف کیا۔ شجرۃ النور کے مؤلف لکھتے ہیں کہ وہ أحد الجهابذة الأخيار تھے۔ متنوع علوم میں دسترس تھی۔ وہ لکھتے ہیں:

کان له القدم الراسخ فی سائر الفنون و المعارف أحد العلماء الاثبات و أكابر الأئمة الثقات۔۔۔ المفسر، المحدث له استنباطات جليلة و فوائد لطيفة۔۔۔ مع الصلاح و العفة و الورع و اتباع السنة و اجتناب البدع۔

ابن فرحون لکھتے ہیں:

Marfat.com

الامام، العلامة المحقق القدوة۔۔۔ کان اصولیاً مفسراً، فقیها، محدثا۔۔۔ ورعاً صالحاً۔۔۔ له القدم الراسخ والامامة العظمیٰ فی الفنون فقهاً واصولاً وتفسیراً وحدیثاً وعربية وغیرها مع التحری والتحقيق، له استنباطات جلیلة ودقائق منيفة وفوائد اللطيفة۔۔۔ حریصاً علی اتباع السنة مجانباً للبدع۔

امام شاطبی اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ زاہد و عابد اور متقی و پرہیز گار تھے۔ بدعات کے سخت مخالف تھے۔ بدعتی گروہ کی طرف سے ان کو مسائل و مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کی استقامت میں خلل نہ پڑا۔

عربی زبان و ادب پر مہارت رکھتے تھے۔ اہم مسائل میں اپنے شیوخ سے بحث و مذاکرہ کرتے اور پھر کوئی رائے قائم کرتے۔

تالیفات: امام شاطبی نے متعدد کتب تالیف کیں۔ ان کی تالیفات ان کی علمی مہارت کی شاہد عدل ہیں۔ چند تالیفات درج ذیل ہیں:

- الاعتصام۔ علم العقائد کے موضوع پر بہترین کتاب شمار ہوتی ہے۔
- الموافقات۔ اصول فقہ کی چند چیدہ کتب میں سے ہے۔
- کتاب المجالس۔ امام بخاری کی الجامع کی کتاب البیوع کی شرح ہے۔
- الاتفاق فی علم الاشتقاق۔ علم صرف کے موضوع پر تھی۔

وفات: امام الشاطبی کا غرناطہ میں ۷۹۰ھ میں انتقال ہوا۔[1]

۱۔ شجرۃ النور، ۱/۲۳۱؛ الاعتصام (مقدمہ)؛ الأعلام، ۱/۷۵

Marfat.com

Marfat.com

محدثات

Marfat.com

Marfat.com

ابنة فائز قرطبیہ (م۴۴۶ھ)

والد فائز القرطبی [۱] اپنے وقت کے ممتاز مفسر تھے۔ عربی لغت اور شعر و ادب پر دسترس حاصل تھی۔ صاحبزادی نے والد سے علم تفسیر، عربی لغت اور شعر و شاعری کا ذوق پایا اور ان سے استفادہ کیا۔ اپنے وقت کے عالم ابو عبداللہ بن عتاب [۲] سے نکاح ہوا، ان سے علم فقہ حاصل کیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ موصوفہ کو علم قراءات کا ذوق تھا لہٰذا اپنے وقت کے معروف قاری ابو عمرو الدانی م ۴۴۴ھ [۳] سے استفادے کے لیے دانیہ گئیں تو ان کی موجودگی میں شیخ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد الدانی کے معروف شاگرد ابوداؤد بن نجاح (م۴۹۶ھ) سے بلنسیہ میں استفادہ کیا۔ ۴۴۴ھ کے آخر میں ان کے سامنے سبع قراءات میں قرآن حکیم پڑھا۔ حج کی ادائیگی کے لیے گئیں۔ ۴۴۶ھ میں حج سے اندلس واپس آ رہی تھیں کہ مصر میں خالق حقیقی سے جا ملیں۔ [۴]

۱- والد فائز کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۵/ii/۵۲۷ ترجمہ ۱۰۰۹

۲- شوہر ابوعبداللہ عتاب (م۴۶۲ھ) کے لیے رجوع کیجیے: کتاب ھذا صفحہ

۳- ابوعمرو الدانی (م۴۴۴ھ) کے لیے رجوع کیجیے: کتاب ھذا صفحہ

۴- ذیل اوسی، ۸/i/۴۹۴ ترجمہ ۲۸۲

Marfat.com

اسماء بنت ابی داود سلیمان بن نجاح المقریٔ الاندلسی البلنسی

اسماء نے اپنے والد سلیمان بن نجاح (۱) سے علم حاصل کیا۔ اور والد کے ساتھ ان کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔ عالمہ، فاضلہ اور متدین تھیں۔ سلیمان بن نجاح نے اپنے ایک ممتاز شاگرد احمد بن محمد بن محرز (۲) کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔ ابن ابار لکھتے ہیں کہ خود اسماء نے بھی دوسروں کو اپنے علم سے مستفید کیا۔ (۳)

ام الحسن بنت ابولواء سلیمان بن اصبغ بن عبداللہ بن وانسوس بن یربوع المکناسی

ام الحسن بنت ابولواء (۴) کا تعلق باا ثر خاندان سے تھا۔ دادا والد اور دیگر افراد خاندان اہم عہدوں پر رہے۔ تحصیل علم کا شوق تھا لہٰذا انھوں نے اپنے وقت کے مشہور محدث، فقیہ و عالم بقی بن مخلد سے سماع کیا اور ان کی صحبت میں رہیں۔ ابو عبدالرحمن بقی بن مخلد کی مجلس علمی میں ان کے صاحبزادے ابوالقاسم احمد بن بقی بھی ہوتے وہ شیخ کی کتاب ام الحسن کے لیے اپنے ہاتھ میں پکڑے رہتے۔ بقی سے خوب استفادہ کیا۔ حج بیت اللہ کے لیے گئیں۔ زاہد و عابد خاتون تھیں۔ رازی (مؤرخ) نے ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے حدیث اور فقہ دونوں کا سماع کیا۔ امیر عبداللہ الناصر کہتے ہیں۔ ابو عبدالرحمٰن کے مکان کے داخلی حصے میں بیٹھ کر بقی بن مخلد کے دروس و خطابات سنتی تھیں۔ رازی کہتے ہیں کہ بنو وانسوس کی خواتین نہایت مخیر اور عابدات و فاضلات میں سے تھیں۔ خاندان کی چھ عورتوں نے فریضہ حج ادا کیا جن کے نام یہ ہیں:

۱- والد ابوداود سلیمان بن ابی القاسم نجاح (م ۴۹۶ھ) اپنے وقت کے ممتاز قاری تھے۔ اجل اہل علم سے استفادہ کیا۔ تفصیل کے لیے رجوع کیجئے: الصلة، ۲۰۰/۱؛ بغية الملتمس، ۳۸۶/۲ ترجمہ ۷۸۰؛ معرفة القراء الكبار، ۸۶۲/۲ ترجمہ ۵۷۲

۲- شوہر احمد بن محرز ذہین و فطین تھے۔ دیکھیے: ذیل او سی، ۱/i/ ۱۳ ۷ ترجمہ ۸۲۳

۳- تکملة ابار، ۲۵۴/۴ ترجمہ ۷۰۵؛ ذیل او سی، ۸/i/۸ ۴۷ ترجمہ ۲۳۶

۴- والد ابولواء سلیمان کے لیے دیکھیے: الحلة السیراء، ۱۹۰/۱ (ابن ابار نے یہاں کنیت ابوایوب لکھی ہے) دعوة الحق، ۱۹۶۸ء

Marfat.com

- ام الحسن بنت ابی لواء
- کلیبہ زوجہ اصبغ بن عبداللہ بن وانسوس
- امت الرحمٰن بنت اصبغ
- رقیہ بنت محمد بن اصبغ
- عائشہ بنت عمر بن محمد بن اصبغ
- امۃ الرحیم بنت اصبغ

یہ تمام خواتین قرآن حکیم کی ماہر قاریات، اس کے معنی ومفہوم پر دسترس رکھتی تھیں اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہتیں۔ حج کے لیے مکہ مکرمہ گئیں اور وہاں انتقال کر گئیں۔ (۱)

ام السعد بنت عصام بن احمد بن یحییٰ الحمیری القرطبیہ

ام السعد، سعدونہ کے نام سے بھی جانی جاتی تھیں۔ متدین علمی گھرانے سے تعلق تھا۔ والد اور والدہ دونوں اہل علم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ سعدونہ تحصیل علم کی رغبت رکھتی تھیں۔ انھوں نے نہ صرف اپنے والد ابو محمد عصام بن احمد بن محمد بن یحییٰ الحمیری الکتامی (۲) سے اکتساب کیا بلکہ اپنے دادا ابو جعفر احمد بن محمد بن یحییٰ (م ۶۱۰ھ) (۳) جو اپنے وقت کے قرطبہ کے نامور خطیب تھے ان سے بھی روایت کیا۔ ام السعد نے اپنے نانا ابو الولید ھشام بن عبد اللہ بن ھشام الازدی (م ۶۰۳ھ) (۴) اور ماموں عامر بن ھشام الازدی القرطبی (۵) اور ابو بکر الکاتب سے استفادہ کیا۔ ادب سے ان کا خاص لگاؤ تھا۔ عمدہ اور بامقصد شعر کہتیں۔ کسی نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے نعلین مبارک سے متعلق شعر کہا انہیں معلوم ہوا تو اس کا ذیل لکھا۔

۱۔ تکملۃ ابار، ۴/ ۲۴۴ ترجمہ ۶۷۸

۲۔ والد عصام بن احمد الحمیری الکتامی (م ۶۳۱ھ) کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۵/i/۱۴۷ ترجمہ ۳۰۱

۳۔ دادا ابو جعفر احمد بن محمد الکتامی (م ۶۱۰ھ) کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۱/i/۵۶۸ ترجمہ ۵۶۴

۴۔ نانا ابو الولید ھشام بن عبداللہ الازدی کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۴/۱۴۵ ترجمہ ۴۲۲

۵۔ ماموں عامر بن ھشام الازدی کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۵/i/۱۰۶ ترجمہ ۲۰۲

Marfat.com

ان کی دوسری بہن مھجہ بنت عصام (م ۶۱۸ھ)[1] بھی فاضلہ عالمہ تھیں۔ شعروادب کا عمدہ ذوق رکھتی تھیں۔ انھوں نے بھی اپنے والد اور دادا سے علم حاصل کیا۔ ام السعد کا ۶۴۰ھ میں قرطبہ میں انتقال ہوا[2]۔

ام شریح بنت محمد بن شریح المقری الاندلسی الاشبیلی

ام شریح کے والد ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ[3] اور بھائی ابو عبداللہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخولانی ابن الحصار[4] دونوں عالم وفاضل تھے۔ ام شریح کی شادی اپنے وقت کے عالم مشہور قاری محمد بن شریح[5] سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں صاحبزادہ شریح بن محمد[6] عطا کیا وہ بھی اپنے وقت کے اجل عالم وقاری تھے۔ ام شریح پردہ میں رہ کر تلامذہ کو نافع کی قراءت میں قرآن حکیم پڑھاتی تھیں۔ ابو بکر عیاض بن بقی[7] نے ابو عبداللہ محمد بن شریح اور ام شریح سے سبع قراءت میں قرآن پڑھا۔ ابو بکر کو اس پر فخر تھا اور وہ شریح سے کہا کرتے تھے کہ انھوں نے ان کے والد اور والدہ دونوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔[8]

ام عبدالکریم فاطمہ بنت سعد الخیر بن محمد بن سھل الانصاری البلنسی (۵۲۲ھ۔۶۰۰ھ)

۵۲۲ھ میں اصبھان میں پیدا ہوئیں۔ والد تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور محدث تھے۔ صاحبزادی نے والدِ گرامی سے علم حدیث کا ذوق پایا۔ سعد الخیر اپنے ساتھ سماع حدیث کا اہتمام کرتے۔

۱۔ ہمشیرہ مھجہ کے لیے رجوع کیجیے: تکملة ابار، ۲۶۴/۴ ترجمہ ۷۳۳؛ ذیل اوسی، ۴۹۲/i/۸ ترجمہ ۲۷۷

۲۔ تکملة ابار، ۲۶۴/۴ ترجمہ ۷۳۶؛ ذیل اوسی، ۴۸۱/i/۸ ترجمہ ۲۴۲

۳۔ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ (م ۴۴۸ھ) کے لیے رجوع کیجیے: الصلة، ۵۰۷/۲: اوسی کا گمان ہے کہ یہ ان کی والدہ کے دوسرے شوہر تھے۔

۴۔ بھائی احمد بن محمد بن عبداللہ الخولانی (م ۵۰۸ھ) رجوع کیجیے: کتاب ھذا صفحہ

۵۔ محمد بن شریح (م ۴۷۶ھ) کے لیے رجوع کیجیے: کتاب ھذا صفحہ

۶۔ شریح بن محمد بن شریح (م ۵۳۹ھ) کے لیے رجوع کیجیے: الصلة، ۲۲۹/۱

۷۔ ابو بکر عیاض بن بقی کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۴۸۹/ii/۵ ترجمہ ۸۸۷

۸۔ ذیل اوسی، ۴۹۴/i/۸ ترجمہ ۲۸۴

Marfat.com

شیوخ: ان کے چند شیوخ درج ذیل ہیں:

- سعد الخیر (م ۵۴۱ھ) والد محترم (۱)
- ابو منصور القزاز (م ۵۳۵ھ)
- زاھر بن طاہر (م ۵۳۳ھ)
- ابو غالب بن البناء (م ۵۲۷ھ)
- ھبۃ اللہ بن الطبر (م ۵۳۱ھ)
- یحییٰ بن البناء (م ۵۳۱ھ)
- یحییٰ بن حبیش الفارقی
- الحافظ کریمہ بنت محمد بن احمد
- فاطمہ جوزدانیہ (م ۵۲۴ھ) سے المعجم الکبیر کا سماع کیا۔

اجل اساتذہ کی کثیر تعداد نے انہیں روایت کی اجازت عطا کی۔

تلامذہ: دمشق اور مصر میں روایت حدیث کے لیے مجالس منعقد کیں۔ ان کے چند تلامذہ درج ذیل تھے:

- الحافظ ضیاء المقدسی (م ۶۴۳ھ)
- عبدالرحمٰن بن مقرب (م ۶۴۳ھ)
- ابو عبداللہ خطیب مردا (م ۶۵۶ھ)
- محمد بن الشیخ الشاطبی
- ابو موسیٰ ابن الحافظ
- عبداللہ بن علان
- زکی الدین عبدالعظیم (م ۶۵۶ھ) نے بذریعہ اجازت روایت کیا۔
- محمد بن محمد بن الوزان

۱۔ دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ ۲۵۰

Marfat.com

علمی مقام: اپنے وقت کی ممتاز محدثہ تھیں۔ ان کی شادی ابن نجیہ (م ۵۹۹ھ) (۱) سے ہوئی جو ایک محدث اور خوش الحان واعظ تھے۔ کشائش کی زندگی بسر کی۔ اپنے والد سے خطیب بغدادی کی کتاب الجامع لأخلاق الراوی کا ۵۲۹ھ میں سماع کیا۔

حافظ ذھبی ان کے فضل وعلم کے اعتراف میں لکھتے ہیں:

الشیخة الجلیلة المسندة۔

وفات: ۶۰۰ھ میں قاہرہ میں وفات ہوئی اور المقطّم میں تدفین ہوئی۔ (۲)

ام العلاء، سیدہ بنت عبدالغنی بن علی بن عثمان العبدری الغرناطیہ (م ۶۴۷ھ)

والد اصلاً لاردہ سے تھے۔ آباء غرناطہ منتقل ہو گئے تھے لیکن عبدالغنی (۳) نے مرسیہ سکونت اختیار کر لی تھی۔ عبدالغنی اپنے وقت کے اجل عالم تھے۔ صاحبزادی سیدہ کو علم وادب سے محبت تھی۔ کم عمری میں والد کا انتقال ہو گیا، مرسیہ میں ان کی نشوونما ہوئی۔ قرآنِ حکیم سیکھا اور اس میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ ان کی تحریر (خط) بہت خوبصورت تھی۔ اندلس میں ان کا شہرہ ہوا عمر کے آخری سالوں تک دین کی خدمت کرتی رہیں۔ آخری تین سال گھر میں رہیں ان کی دو صاحبزادیوں کبریٰ اور صغریٰ نے قرآنِ حکیم کی تعلیم کو جاری رکھا۔ فاس چلی گئیں دوبارہ غرناطہ واپس آئیں اور پھر تونس چلی گئیں۔ امام غزالی کی الاحیاء کی اپنے قلم سے کتابت کی۔ تلاوت کلام الٰہی اور ادعیہ مسنونہ اور اذکار کی تمام عمر پابندی کی۔ سخی تھیں، ضرورتمندوں پر خرچ کرتیں اور دیگر اعمال صالحہ میں بھی آگے آگے رہیں۔ وہ قیدیوں کی رہائی کے لیے کوشاں رہتیں۔ تونس میں ۶۴۷ھ میں اس نیک اور مخیر خاتون نے انتقال کیا۔ تونس سے باہر مقبرۃ المصلی میں دفن ہوئیں۔ (۴)

۱۔ ابن نجیہ کے لیے دیکھیے: تکملة منذری، ۱/ ۴۶۳ ترجمہ ۷۴۲؛ شذرات، ۴/ ۳۴۰؛ سیرأعلام، ۲۱/ ۳۹۳؛ حسن المحاضرة، ۱/ ۲۶۴

۲۔ تکملة ابار، ۴/۲۶۲ ترجمہ ۷۳۰؛ تکملة منذری، ۲/ ۱۴ ترجمہ ۷۷۳؛ النجوم الزاهره، ۶/ ۱۸۷؛ سیرأعلام، ۲۱/ ۴۱۲؛ شذرات، ۴/ ۳۴۷؛ تذکرة، ۴/ ۱۳۶۹؛ تاریخ ذهبی، ۴۲/ ۴۶۹

۳۔ والد عبدالغنی کے لیے رجوع کیجیے: تکملة ابار، ۳/ ۱۳۷ ترجمہ ۳۳۵

۴۔ تکملة ابار، ۴/ ۲۶۵ ترجمہ ۷۳۷؛ ذیل اوسی، ۸/ ا/ ۴۸۷ ترجمہ ۲۶۱

Marfat.com

ام الھناء/ اُم ھانی امۃ الرحمٰن بنت ابوبکر عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمٰن

ام الھناء کے والد عبدالحق (۱) غرناطہ کے معروف محدث وعالم تھے۔ صاحبزادی امۃ الرحمٰن علم وادب سے محبت رکھتی تھیں۔ انھوں نے اپنے والد اور ان کے شیوخ سے سماع کیا۔ فہیم وعقلمند تھیں، ادب سے بھی لگاؤ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب ان کے والد کو مریہ کا قاضی مقرر کیا گیا تو وہ بہت رنجیدہ تھے اور اپنا شہر چھوڑنا ان کو پسند نہ تھا۔ بیٹی امۃ الرحمٰن نے جب والد کو افسردہ پایا تو انھوں نے فی البدیہہ چند اشعار کہے جن میں ان کو تسلی وتشفی کی جھلک نظر آتی ہے۔

جا ء الکتاب من الحبیب بأ نه سیزورنی فاستعبرت أجفانی

غلب السرور علی حتی بأنه من فرط عظم مسرتی أبکانی

یا عین صار الدمع عندک عادة تبکین فی فرحٍ واحزان

فاستبشری بالبشر یوم لقائه ودع الدموع للیلة الأحزان

ام الھناء کے بھائی ابو محمد حمزہ بن عبدالحق بن عطیہ بھی اپنے وقت کے عالم وفاضل تھے۔

ملاحی کہتے ہیں کہ ان کی شادی ابوعلی بن حسان القضاعی سے ہوئی تھی۔ بڑی سلیقہ مند مؤدب اور نیک خاتون تھیں۔ انھوں نے ایک کتاب بعنوان القبور والمحتضرین تالیف کی۔ یہ تالیف بڑی عمدہ اور اعلیٰ پائے کی تھی۔ ان کا خط عمدہ تھا۔ ملاحی کہتے ہیں کہ انھوں نے ان کی یہ تالیف دیکھی جس پر ان کے والد نے اصلاح کی تھی ازاں بعد یہ کتاب ان کے صاحبزادے مشہور ادیب ماہر طبیب ابوجعفر احمد بن حسن (۲) کے پاس تھی (۳)۔

۱- والد عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمن بن عطیہ م ۵۴۲ھ کے لیے دیکھیے۔ کتاب ھذا صفحہ

۲- صاحبزادے احمد بن الحسن بن حسان القضاعی (م ۵۹۹ھ) کے لیے رجوع کیجئے۔ تکملۃ ابار، ۱/ ۸۳ ترجمہ ۲۴۱؛ ذیل اوسی، ۱/۱/۲۷۵ ترجمہ ۱۰۴

۳- تکملۃ ابار، ۴/ ۲۵۷ ترجمہ ۷۱۷؛ صلۃ زبیر، ۳/ ۴۵۷ ترجمہ ۱۰۶۰؛ ذیل اوسی، ۸/۱/ ۴۷۷ ترجمہ ۲۳۵

Marfat.com

ام الولید بنت النضر بن سلمہ بن ولید بن ابوبکر محمد بن علی بن عبید الکلابی

النضر بن سلمہ (۱) اندلس کے معروف عالم واجل فقیہ تھے۔ اصلاً تعلق قبرہ سے تھا۔ امیر عبداللہ بن محمد والی شذونہ نے شذونہ کا قاضی مقرر کیا اور ان کی فراست وفصاحت اور علم وفضل کی وجہ سے اپنے مقربین میں شامل کر لیا۔ جب امیر عبداللہ بن محمد کو خلافت ملی تو امیر نے انہیں قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ ان کے اخلاق عالیہ اور عدل گستری کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اس ذمہ داری کے علاوہ امیر نے جمعہ وعیدین کے مواقع پر خطابت کی ذمہ داری بھی دی۔ النضر نے اخلاص اور پوری توجہ کے ساتھ مفوض ذمہ داریاں ادا کیں۔ امیر نے ایک موقعہ پر جب جامع کے وقف مال کو بیت المال منتقل کرنے پر نگرانی کے لیے حکم دیا تو النضر نے یہ حکم اس وقت تک ماننے سے انکار کر دیا جب تک اس معاملے میں اہل علم سے مشاورت نہ کر لی جائے۔ امیر کو یہ بات پسند نہ آئی اور ان کو معزول کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اُم الولید نضر بن سلمۃ کی یہ اکلوتی بیٹی تھیں۔ اندلس کی علمی روایت اور علمی خاندان کی فرد ہونے کی حیثیت میں حصول علم کی شوقین تھیں۔ ان کے والد جو اپنے وقت کے معروف عالم وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ اہم عہدوں پر متمکن رہے یقیناً انھوں نے اپنی صاحبزادی کی تعلیم کے لیے کوئی انتظام کیا ہوگا جس کی وجہ سے ان کی شہرت ہوئی۔ اپنے علم وفضل اور زہد وورع کی وجہ سے معروف ہوئیں۔ (۲)

حفصۃ بنت الاستاذ ابوعبداللہ محمد بن احمد السلمی (م ۵۸۰ھ)

حفصہ کے والد ابوعبداللہ محمد بن احمد السلمی (۳) ابنِ عروس کے نام سے معروف تھے۔ حفصہ نے اپنے والد ابن عروس سے سبع قراءات سیکھیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنے والد کو کتب حدیث اور ادبی کتب بھی سنائیں۔ والد سے الموطأ پڑھی۔ اپنے والد کے ماموں

۱- النضر بن سلمہ کے لیے رجوع کیجئے: الخشنی، قضاۃ قرطبہ، ۱۸۶

۲- تکملۃ ابار، ۴/ ۲۴۵ ترجمہ ۶۸۰

۳- والد ابن عروس (م ۵۹۰ھ) اپنے وقت کے ممتاز قراء میں سے تھے۔ جامع غرناطہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے (معرفۃ القراء، ۳/ ۱۱۰۳؛ ذیل اوسی، ۶/ ۳۴ ترجمہ ۶۰)

Marfat.com

ابوبکر یحییٰ بن عروس التمیمی (۱) کو کتب احادیث سنائیں۔

فصیح البیان خاتون تھیں۔ زبان ہر قسم کے سقم سے پاک تھی۔ اوسی کہتے ہیں:

كانت فصيحة، سليمة اللسان من اللحن، اقرأ الناس للكتاب ان صعب خطه وقل شكله ونقطه لاتتوقف ولا تتلعثم۔

عربی زبان میں اتنی مہارت تھی کہ وہ ان کتب کو بھی جو اعراب اور نقاط سے عاری ہوتے بغیر کسی توقف کے سلاست سے پڑھ سکتی تھیں۔ ابھی ستائیں برس کی تھیں کہ عالم شباب میں ۵۸۰ھ کو خالق حقیقی سے جاملیں۔ (۲)

حفصہ بنت الفقیہ القاضی ابوعمران موسیٰ بن حماد الصنہاجی

حفصہ کا سال ولادت ۵۱۹ھ ہے وفات کے بارے میں مآخذ خاموش ہیں۔ والد ابوعمران م بعد ۵۲۴ھ (۳) اندلس کے معروف ومقبول قاضی تھے۔ جب علی بن یوسف بن تاشفین اندلس کے امیر بنے تو انھوں نے غرناطہ کا قاضی مقرر کیا۔ قاضی ابوبکر محمد بن علی الغسانی المرشانی م ۵۷۵ھ (۴) جو غرناطہ کے معروف اہل علم میں سے تھے حفصہ ان کی زوجہ تھیں۔ حفصہ خواتین میں علم وفضل اور نیکی کاموں میں ممتاز تھیں۔ عمدۃ قاریہ تھیں، خط بہت خوبصورت تھا۔ علم الفرائض میں مہارت رکھتی تھیں۔ یہ علم انھوں نے اپنے والد قاضی موسیٰ بن حماد سے حاصل کیا۔

غرناطہ میں انتقال ہوا اور باب البیرہ کے مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ (۵)

۱- یحییٰ بن عروس التمیمی کے لیے رجوع کیجیے: صلۃ زبیر، ۳/۴۰۷ ترجمہ ۹۵۳

۲- ذیل اوسی، ۸/i/ ۵۶۷ ترجمہ ۱۱۴

۳- تاریخ قضاۃ الاندلس، ۹۷

۴- قاضی ابوبکر محمد بن علی الغسانی الغرناطی المرشانی کے لیے رجوع کیجیے: ذیل اوسی، ۶/۴۸۶ ترجمہ ۱۲۵۷

۵- صلۃ زبیر، ۳/۴۵۸ ترجمہ ۱۰۶۲ ک؛ ذیل اوسی، ۸/i/۵۸۶ ترجمہ ۱۱۳

Marfat.com

حمیدہ بنت معاویہ بن صالح قاضی الاندلس

حمیدہ کا تعلق اہل علم اور صاحب منصب گھرانے سے تھا۔ والد معاویہ بن صالح م ۱۵۸ھ (۱) اندلس کے ابتدائی محدثین میں سے ہیں۔ عبدالرحمن الداخل نے انھیں قرطبہ کا قاضی مقرر کیا۔ حمیدہ کا علم حدیث سے تعلق ایک فطری امر تھا۔ غالباً انھوں نے اپنی والد سے سماع کیا اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ معاویہ اپنی علم دوست بیٹی کو اپنے ساتھ دوسرے شیوخ سے سماع کا موقعہ بھی دیتے ہوں گے۔ شادی بھی اپنے وقت کے معروف محدث زیاد بن عبدالرحمٰن اللخمی م ۱۹۳ھ (۲) سے ہوئی۔ صاحبزادے اور پوتے بھی علم حدیث کے خادم بنے۔ ابن ابار نے تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا (۳)۔

خدیجہ بنت ابومحمد عبداللہ بن سعید الشنتجیالی

خدیجہ، ابومحمد عبداللہ بن سعید م ۴۳۶ھ (۴) کی صاحبزادی تھیں۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ساتھ ۳۹۱ھ میں مکہ مکرمہ گئیں جہاں انھوں نے والد کے ہمراہ ابوذر عبد بن احمد الھروی (م ۴۲۵ھ) سے امام بخاری کی الجامع کا سماع کیا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اندلس میں بھی اپنے والد کی ہمراہی میں وہاں کے شیوخ سے استفادہ کرتی ہوں گی۔ مکہ میں طویل قیام کے بعد ۴۳۰ھ میں والد کے ساتھ اندلس واپس آئیں طویل عمر پائی اور اندلس میں ان کا انتقال ہوا (۵)۔

۱- والد معاویہ بن صالح کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ

۲- شوہر، زیاد بن عبدالرحمن شبطون کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ، ؛ صاحبزادے اور پوتوں کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ حاشیہ

۳- تکملة ابار، ۴/۲۳۹ ترجمہ ۶۶۴؛ حمیدہ کے نکاح کا واقعہ، صاحب قضاة قرطبة نے بیان کیا ہے۔ دیکھیے: قضاة قرطبة، ۵۵

۴- ابومحمد عبداللہ بن سعید (م ۴۳۶ھ) اپنے وقت کے زاہد و عالم تھے۔ حصول علم کے بعد قرطبہ واپس آئے درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔ الصلة، ۱/۲۶۳؛ معجم البلدان، ۳/۳۶۷

۵- الصلة، ۲/۶۵۷

Marfat.com

رضیہ مولاۃ امام عبدالرحمٰن بن محمد الناصر لدین اللہ (م ۴۲۳ھ)

رضیہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں لہٰذا النجم کے نام سے معروف تھیں۔ عبدالرحمن بن محمد ناصر الدین اللہ کی کنیز تھیں۔ لبیب الفتی (۱) سے ان کی شادی ہوئی۔ ۳۵۳ھ میں اپنے شوہر کے ساتھ فریضہ حج ادا کرنے گئیں۔ مکہ مکرمہ میں اپنے شوہر کے ساتھ شیوخ سے استفادہ کرتیں اور مسموع روایات کو ضبط تحریر میں بھی لے آتیں۔ حجاز کے بعد مصر اور شام وغیرہ کا سفر کیا۔ مصر میں قرطبہ کے عالم شعبان القرطبی (م ۳۵۵ھ) اور دیگر اہل علم سے اخذ و استفادہ کیا۔

راضیہ سے روایت کرنے والوں میں صرف ایک نام ابو محمد بن خزرج (م ۴۷۸ھ) کا ملتا ہے جو خود بھی عالم تھے۔ ان کے پاس راضیہ کی مکتوب ذخیرہ بھی تھا۔ (۲)

رقیہ بنت تمام بن عامر بن احمد بن غالب بن تمام

تمام بن عامر ۱۹۴ھ۔ ۲۸۳ھ (۳) ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے عبدالرحمٰن الداخل کے لیے اندلس میں حکومت قائم کرنے میں بھرپور مدد کی۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ کے دور میں حجابہ اور قیادۃ کی ذمہ داری ملی۔ محمد بن عبدالرحمٰن اور اس کے صاحبزادوں منذر اور عبداللہ کے دور میں عہدہ وزارت سنبھالا۔ بیٹی رقیہ کو بھی اہم ذمہ داری ملی۔ رقیہ کے والد تمام بن عامر ام حکم والدہ عبدالرحمٰن کی مولی تھے۔ اہم مناصب پر متعین ہوئے۔ یقیناً تمام خاندان شاہی محل کے مختص حصے میں رہائش پذیر ہوگا۔ ان کی بیٹی یعنی رقیہ کی پرورش علمی و ادبی ماحول میں ہوئی ہوگی۔ امیر منذر بن محمد کی صاحبزادی کی سیکرٹری رہیں۔ ادیبہ، فاضلہ، متدین خاتون تھیں۔ (۴)

۱- لبیب الفتی کے لیے دیکھیے: الصلۃ، ۲/ ۴۵۱

۲- الصلۃ، ۲/ ۶۵۵

۳- تمام بن عامر کے لیے دیکھیے: الحلۃ السیراء، ۱/ ۱۴۳

۴- تکملۃ ابار، ۴/ ۲۴۵ ترجمہ ۶۷۹؛ ذیل اوسی، ۸/ i/ ۴۸۵ ترجمہ ۲۵۲

Marfat.com

زینب بنت ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمیری

اپنے والد ابن عبدالبر[1] کے ساتھ شرق اندلس میں سکونت رکھتی تھیں۔ علمی وادبی خانوادے سے تعلق تھا۔ والد گرامی اندلس کے معروف محدث وفقیہ اور صاحب تالیف تھے۔ ان کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ نیک وزاہدہ خاتون تھیں۔ اپنے والد سے علم اخذ کیا۔ تذکرہ نگاروں نے ان کے شوہر کا نام علی اللخمی لکھا ہے، ابن عبدالبر کے دونواسوں ابومحمد عبداللہ بن علی[2] اور ابوجعفر احمد بن علی اللخمی الخولانی کا ذکر کیا ہے۔ زینب اپنے والد ابن عبدالبر کی زندگی میں انتقال کرگئی تھیں[3]۔

عابدہ المدنیہ

عابدۃ المدنیۃ، مدینہ منورہ میں قیام پذیر ایک حبشی لونڈی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں علم سے محبت عطا فرمائی۔ لہٰذا امام مالک اور مدینہ منورہ کے دوسرے شیوخ سے استفادہ کیا۔ حبیب بن الولید المروانی جو دحون کے لقب سے معروف تھے حج کے لیے حجاز مقدس گئے تو ان کے چچازاد محمد بن یزید بن مسلمہ نے یہ خاتون ان کو ھبہ کردیں۔ حبیب بن الولید انہیں اپنے ساتھ اندلس لے آئے اور ان کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ سے بہت متاثر ہوئے۔ شریعت کی عطا کردہ سہولت کے مطابق وہ ان کی موطوءۃ بنیں اور ان سے اولاد پیدا ہوئی تو وہ ام ولد کہلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیک اور علم دوست اولاد عطا کی، بشر بن حبیب[4] پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے شیوخ میں شمار ہوئے۔ ان کی صاحبزادی عبدہ بنت بشر[5] بھی محدثہ ہوئیں۔[6]

۱- والد محترم ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ

۲- ابومحمد عبداللہ بن علی اللخمی (م ۵۳۲ھ)، تکملۃ ابار، ۲/ ۲۸۵ ترجمہ ۸۲۱؛ بغیۃ الملتمس، ۲/ ۴۵۲ ترجمہ ۹۴۳

۳- تکملۃ ابار، ۴/ ۲۵۳ ترجمہ ۷۰۳؛ ذیل اوسی، ۸/ا/۴۸۶ ترجمہ ۲۵۷

۴- بشر بن الحبیب کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۱/ ۲۸۲ ترجمہ ۶۰۳

۵- عبدہ بنت بشر کے لیے دیکھیے، تکملۃ ابار، ۴/ ۲۴۳ ترجمہ ۶۷۶؛ ذیل اوسی، ۸/ ۴۸۸ ترجمہ ۲۶۳

۶- تکملۃ ابار، ۴/ ۲۴۰ ترجمہ ۶۶۵

Marfat.com

عائشہ بنت القاضی ابوالخطاب محمد بن احمد بن خلیل الاندلسی

عائشہ کا تعلق متدین علمی گھرانے سے تھا۔ ان کے والد [۱]، تین چچا [۲] خاندان کے دیگر افراد اندلس کے اہل علم میں سے تھے۔ عائشہ نے اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ کہا جاتا ہے کہ دیگر اہل علم نے بھی ان کو روایت کی اجازت دی۔ واقعات واخبار سے خوب واقف تھیں۔ ذہین وفطین اور عالی رتبہ تھیں۔ [۳]

فاطمہ بنت ابوعلی حسین بن محمد الصدفی السکری (م ۵۹۰ھ کے بعد)

فاطمہ کے والد ابوعلی حسین الصدفی م ۵۱۴ھ [۴] میں قتندہ کے معرکے میں شہید ہوئے۔ جب والد جہاد کے لیے نکلے تو ابھی مدت رضاعت بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ کمسن بچی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ہدایت کی کہ گھر سے ان کی غیر موجودگی بچی کے معاملات پر اثر انداز نہ ہو۔ قدرت میں ان کے لیے شہادت کا رتبہ لکھا تھا سو یہ بچی پدری محبت وشفقت سے محروم رہی اور عظیم محدث وعالم کے علم سے بھی مستفید نہ ہوسکی۔

والدہ کی تربیت اور گھر کے ماحول نے فاطمہ کو عالمہ فاضلہ کے مقام پر پہنچادیا۔ وہ مرسیہ میں عابدہ، صالحہ اور زاہدہ کے طور پر جانی جاتی تھیں۔ حافظہ قرآن حکیم تھیں، احادیث رسول اوراذکار وادعیہ انھیں خوب یاد تھیں۔ ان کی شادی شہید والد کے شاگرد رشید ابومحمد عبداللہ بن موسیٰ سلیمان الازدی م ۵۶۳ھ [۵] سے ہوئی۔ وہ جب مرسیہ کی جامع مسجد کے امام بنے اس وقت انھوں نے فاطمہ سے شادی کی۔ ان سے فاطمہ کے اولاد ہوئی، ایک صاحبزادے ابوبکر عبد الرحمٰن بن عبد اللہ

۱- والد محمد بن احمد بن خلیل کے لیے دیکھیے کتاب ھذا صفحہ

۲- ان کے والد اور تینوں چچا ہم نام تھے صرف کنیتیں مختلف تھیں۔ رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۵/ii/۶۳۰، ۵/ii/۶۳۵، ۵/ii/۶۳۶

۳- ذیل اوسی، ۸/i/۵۶۸ ترجمہ ۱۱۵

۴- والد ابوعلی الصدفی کے لیے دیکھیے: کتاب ھذا صفحہ

۵- شوہر ابومحمد عبداللہ بن موسیٰ ابن برطلہ کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۲/۲۶۲ ترجمہ ۷۷۷؛ شجرۃ النور، ۱/۱۴۹

Marfat.com

م ۵۹۹ھ [1] کا ذکر ملتا ہے۔ ابوبکر نے اپنے خاندان کی روایت برقرار رکھی۔ علم وفضل اور دیانت داری میں معروف ومشہور ہوئے۔ اہم مناصب اور ذمہ داریوں پر بھی کام کیا۔

وفات: یہ عظیم بیٹی، دیندار عالم بیوی اور عالم وفاضل اولاد کی ماں ۵۹۰ھ کے بعد مرسیہ میں انتقال کر گئیں۔ [۲]

فاطمہ بنت ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن غالب الشراط

فاطمہ کا تعلق قرطبہ سے تھا۔ ام الفتح کنیت سے معروف تھیں علمی ودینی خاندان سے تعلق تھا۔ قرآن حکیم اور اس کے علوم سے رغبت تھی۔ اپنے والد الشراط م ۵۸۶ھ [۳] سے نافع کی قراءت میں قرآن حکیم پڑھا اور کئی بار والد کو سنایا۔ والد کے علاوہ ابوعبداللہ بن المفضل المقرئ (جو نابینا تھے) اور ابوعبداللہ الاندوجری الاندرشی سے مختلف قراتوں میں قرآن پڑھا اور ان سے خوب استفادہ کیا۔ انھوں نے اپنے والد کے سامنے الطلیطلی کی المختصر، قضاعی کی الشھاب اور مکی کی التنبیہ پڑھیں۔ علاوہ ازیں والد کے ساتھ امام مسلم کی الجامع، ابن اسحاق کی السیرۃ مبرد کی الکامل وغیرہ کا تقابلی مطالعہ کیا۔ والد جو شاعر وادیب تھے ان کے بہت سے اشعار جو زہد سے متعلق تھے فاطمہ کو یاد تھے۔

۱۔ صاحبزادے ابوبکر عبدالرحمن بن برطلہ کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۳/۴۱ ترجمہ ۱۰۰؛ شجرۃ النور، ۱/۱۷۰؛ صاحب شجرۃ النور نے والدہ کا نام خدیجہ لکھا ہے ہم نے ابن ابار اور الاوسی کے بیان کو ترجیح دی ہے جو ان کا نام فاطمہ لکھتے ہیں۔

۲۔ تکملہ ابار، ۴/۲۶۲ ترجمہ ۷۲۸؛ ذیل اوسی، ۸/۱/۴۸۹ ترجمہ ۲۶۷

۳۔ والد عبدالرحمن الشراط کے لیے دیکھیے: تکملۃ ابار، ۳/۳۸ ترجمہ ۹۶؛ صلۃ زبیر، ۳/۱۴۱ ترجمہ ۳۳۲

Marfat.com

صاحبزادے ابوالقاسم بن الطیلسان (۱) نے والدہ سے روایت کیا۔ قراءۃ ورش میں ان سے قرآن پڑھا صاحبزادے کو (نانا) یعنی اپنے والد ابوالقاسم کی تالیفات کی روایت کی اجازت دی۔ ابوالقاسم الطیلسان نے ابوالحسن الرعینی کو والدہ کے وہ اشعار سنائے جوانھوں نے اپنے والد الشراط سے سنے تھے۔ اشعار یہ تھے:

سئمت الحیا ۃ علی حبها وحق لذی السقم ان یسأما

فلا عیش الا لذی صحة تکون له للتقی سلما

یعنی زندگی جو محبوب تھی اب بیماریوں کی وجہ سے ناامیدی کا شکار ہوں زندگی کا مزہ صحت اور زہد وتقوی کے ساتھ ہی ہے۔

فاطمہ کا انتقال ۶۱۳ھ میں ہوا اور مقبرہ ام سلمہ میں اپنے والد اور بھائیوں کے قریب دفن ہوئیں۔ (۲)

فاطمہ بنت عبدالرحمن بن محمد بن حیوۃ الوشقی المقری

فاطمہ کا تعلق وشقہ سے تھا۔ والد نے سرقسطہ سکونت اختیار کر لی تھی۔ عبدالرحمٰن (۳) اپنے وقت کے بہترین قاری تھے۔ صاحبزادی فاطمہ جو طلب علم کی شوقین تھیں۔ انھوں اپنے والد سے سماع کیا۔ ۴۹۰ھ میں دانیہ کے معروف قاری ابوداؤد المقری سے بھی استفادہ کیا۔ والد واقعہ کائنہ میں ۵۰۳ھ میں شہید ہوئے۔ (۴)

۱- صاحب ترجمہ کے صاحبزادے کے لیے دیکھیے: صلة زبیر، ۳/۳۴۹ ترجمہ ۸۲۰؛ تکملة ابار، ۴/۷۵ ترجمہ ۲۰۹؛ سیر أعلام، ۲۳/۱۱۴؛ شذرات، ۵/۲۱۵؛ شجرة النور، ۱/۱۸۲۔ والد اور والدہ دونوں کے خاندان میں بلند پایہ اہل علم ہوئے۔ اس کی طرف راہنمائی قاسم بن محمد کے تذکرہ سے بھی ملتی ہے۔ دیکھیے: تکملة ابار، ۴/۷۵ ترجمہ ۲۰۹؛ صلة زبیر، ۳/۳۴۹ ترجمہ ۸۲۰

۲- تکملة ابار، ۴/۲۶۳ ترجمہ ۷۳۱؛ صلة زبیر، ۳/۴۶۰ ترجمہ ۱۰۶۲؛ ذیل اوسی، ۸/أ/۴۹۰ ترجمہ ۲۶۹

۳- ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن قرایش کے لیے دیکھیے: تکملة ابار، ۳/۱۲ ترجمہ ۴۸

۴- تکملة ابار، ۴/۲۵۶ ترجمہ ۷۱۲؛ ذیل اوسی، ۸/أ/۴۹۰ ترجمہ ۲۶۸

Marfat.com

فاطمہ بنت عتیق بن علی بن خلف بن احمد مالقیہ (م ۶۵۰ھ)

والد عتیق بن علی بن خلف [۱] کا سلسلہ نسب عبدالرحمن بن معاویہ الداخل سے جا ملتا ہے۔ والد عالم و فاضل تھے صاحبزادی فاطمہ حافظہ قرآن تھیں۔ وہ کثرت سے قرآن پڑھنے والی اور اعمال خیر کرنے والی تھیں۔ ان کی شادی مالقہ کے عالم عبدالواحد بن محمد تقی (م ۶۳۷ھ) [۲] سے ہوئی جو ان کے والد کے تلامذہ میں سے تھے۔ ان کے صاحبزادے ابوالحسن محمد بن عبدالواحد بھی اہل علم میں سے تھے۔ مراکش میں م ۶۵۰ھ کے قریب ان کا انتقال ہوا۔ [۳]

فاطمہ بنت یوسف بن یحیٰی بن یوسف الازدی (م ۳۱۹ھ)

فاطمہ کے والد یوسف بن یحیی المغامی [۴] قرطبہ کے معروف فقیہ و محدث تھے۔ انھوں نے علمائے اندلس کے علاوہ علماء مشرق سے استفادہ کیا۔ صاحبزادی فاطمہ نے اپنے والد سے سماع و استفادہ کیا اور اہل علم خواتین میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ ابن بشکوال اور ابن الزبیر ان کی فضیلت علمی اور زہد و تقوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كانت خيرة فاضلة عالمة فقيهة۔

وفات: فاطمہ نے ۳۱۹ھ میں قرطبہ میں انتقال کیا۔ محمد بن ابی زید نے نماز جنازہ پڑھائی اور الربض میں تدفین ہوئی۔ [۵]

۱- والد ابن قنترال (م ۶۱۲ھ) کے لیے رجوع کیجئے۔ ذیل اوسی، ۱۲۱/۱/۵ ترجمہ ۲۳۸ نیز کتاب ہذا صفحہ

۲- شوہر عبدالواحد بن محمد بن تقی کے لیے رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶۸/۱/۵

۳- ذیل اوسی، ۴۹۱/۱/۸ ترجمہ ۲۷۰

۴- یوسف بن یحیی المغامی کے لیے دیکھیے: کتاب ہذا صفحہ

۵- الصلة، ۲/ ۶۵۳؛ صلة زبير، ۳/ ۴۵۵ ترجمہ ۱۰۵۴؛ بغية الملتمس، ۲/ ۷۳۳ ترجمہ ۱۶۰۰

Marfat.com

لیلی (م اغلباً چھٹی صدی ہجری کا دوسرا عشرہ)

وزیر ابوبکر بن خطاب کی آزاد کردہ تھیں۔ تعلق مرسیہ سے تھا۔ قاضی ابوبکر بن ابی جمرہ کہتے ہیں کہ وہ علم و ذہانت اور فہم و ادراک میں اپنی ہم عصر خواتین پر فوقیت رکھتی تھیں۔ قاضی ابوالقاسم بن ہشام نے ابن ابی جمرۃ (۱) کو اس خاتون سے نکاح کے لیے آمادہ کیا کہ قاضی ابن ابی جمرۃ اپنے علم و فضل اور شرافت و دیانت میں اعلیٰ مقام پر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس خاتون کو زوجیت میں لینے کے لیے متعدد افراد نے پیغام دیا لیکن لیلیٰ نے انکار کر دیا لیکن ابن ابی جمرۃ کی زوجیت کو قبول کیا۔

قاضی ابن ابی جمرۃ کے غرناطہ قاضی مقرر ہونے سے پہلے ان کی زوجہ انتقال کر گئی تھیں۔ (۲)

نزھت بنت محمد بن احمد بن خلف بن عبدالملک الغسانی الغرناطی

نزھہ کے والد ابوبکر القلیعی (م ۵۱۰ھ) (۳) اندلس کے مشہور عالم تھے۔ ۵۰۸ھ میں غرناطہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ صاحبزادی نزھہ ادیبہ، شاعرہ، خوش گفتار اور خوش مزاج شاعرہ تھیں۔ (۴)

۱۔ ابوبکر محمد بن ابی احمد بن ابی جمرہ (م ۵۹۹ھ) مرسیہ کے ممتاز عالم و فقیہ تھے۔ رجوع کیجئے: ذیل اوسی، ۶/ ۵ ترجمہ ۱

۲۔ ذیل اوسی، ۸/i/۵۶۶ ترجمہ ۱۱۲

۳۔ والد ابوبکر القلیعی کے لیے دیکھیے: ذیل اوسی، ۵/ii/۶۲۵ ترجمہ ۱۱۹۰

۴۔ ذیل اوسی، ۸/i/۴۹۳ ترجمہ ۲۷۹

Marfat.com

ابن الابار، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ القضاعی البلنسی (م۶۵۸ھ)، التکملة لکتاب الصلة، تحقیق: ڈا عبدالسلام الهر اش، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

ابن الابار، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ القضاعی البلنسی (م۶۵۸ھ)، الحلة السیراء/السبراء، تحقیق: ڈا حسین مؤنس، دارالمعارف، قاہرہ، ۱۹۸۵ء۔

ابن الابار، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ القضاعی البلنسی (م۶۵۸ھ)، المعجم فی اصحاب الصدفی، تحقیق: ابراہیم الأبیاری، دارالکتاب المصری، بیروت و قاہرہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء۔

ابن بشکوال، ابوالقاسم خلف بن عبدالملک (م۵۷۸ھ)، کتاب الصلة فی تاریخ ائمة الأندلس وعلمائهم ومحدثيهم، تحقیق: السید عزت العطار، قاہرہ، ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء۔

ابن تغری بردی (م۸۷۴ھ)، النجوم الزاهرة فی ملوک مصر و القاهرة، القاہرہ، ۱۹۲۹ء۔۱۹۵۶ء۔

ابن حیان بن خلف بن حسین (م۴۶۹ھ)، المقتبس من أنباء أهل الأندلس، تحقیق: ڈا محمود علی مکی، قاہرہ، ۱۹۹۴ء۔

ابن خلکان، وفیات الأعیان، وانباء ابناء الزمان، بیروت، ۱۹۷۸ء۔

Marfat.com

ابن خیر الاشبیلی، محمد بن خیر (م ۵۷۵ھ) الفھرست، حواشی: محمد فؤاد منصور، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

ابن زبیر، احمد بن ابراہیم الغرناطی (م ۷۰۸ھ)، کتاب صلۃ الصلۃ، المجلد الثالث، تحقیق: شریف ابو العلا، مکتبہ الثقافہ الدینیہ۔

ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ (م ۴۶۳ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، تحقیق: الشیخ علی محمد معوض ورفقاءہ، مکتبہ دار الباز، مکہ المکرمہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

ابن فرحون، ابراھیم بن نور الدین (م ۷۹۹ھ)، الدیباج المذھب فی معرفۃ۔۔۔ دراسۃ وتحقیق: مأمون بن محیی الدین الجنان، دار الکتب العربیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

ابن الفرضی، عبد اللہ بن محمد بن یوسف (م ۴۰۳ھ)، تاریخ علماء الأندلس، تحقیق: د/ روحیہ عبد الرحمٰن السویفی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

ابن القوطیہ، محمد بن عمر القرطبی (۳۶۷ھ)، تاریخ افتتاح الأندلس، تحقیق: ابراہیم الابیاری، دار الکتاب المصری، قاہرہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء۔

ابو محمد الرشاطی (م ۵۴۲ھ) الأندلس فی اقتباس الانوار، المجلس الأعلی للأبحاث

العلمیۃ، مدرید (مجریط)، ۱۹۹۰ء۔

الأوسی المراکشی، محمد بن عبد الملک (م ۷۰۳ھ)، الذیل والتکملۃ لکتابی الموصول والصلۃ، المجلد الاول (السفر الاول) تحقیق: احسان عباس ورفقاءہ، دار الغرب الاسلامی تونس، الطبعہ الأولیٰ، ۲۰۱۲ء۔

الأوسی المراکشی، محمد بن عبد الملک (م ۷۰۳ھ)، الذیل والتکملۃ۔۔۔ تحقیق: احسان عباس، الجزء الرابع، والخامس (القسم الاول والثانی)، دار الثقافہ، بیروت، س۔ن۔

Marfat.com

الأوسی المراکشی، محمد بن عبدالملک (م ۷۰۳ھ)، الذیل والتکملة۔۔۔، السفر الثامن (القسم الاول): تحقیق وتعلیق، ڈاکٹر محمد بن شریفه، اکادیمیه للملکه المغربیه، ۱۹۸۴ء۔

الاوسی (م ۷۰۳ھ)، الذیل والتکملة۔۔۔ السفر السادس، تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس، دارالثقافه، بیروت، ۱۹۷۳ء۔

ڈاکٹر حامد الشافعی رباب، الکتب والمکتبات فی الأندلس، دارقباء، قاہرہ۔

حمیدی، محمد بن فتوح بن عبد اللہ (م ۴۸۸ھ)، جذوة المقتبس فی ذکر ولاة الاندلس، الدارالمصریہ، قاہرہ، ۱۹۶۶ء۔

خشنی، محمد بن الحارث بن اسد (م ۳۶۱ھ)، قضاة قرطبة، تحقیق: ابراہیم الابیاری، دارالکتاب المصریہ، قاہرہ، ۱۹۸۹ء۔

ڈوزی، رائن ہارٹ، عبرت نامه اندلس (اردو ترجمہ) محمد عنایت اللہ پانی پتی، ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء۔

ذھبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (م ۷۴۸ھ)، سیر أعلام النبلاء (۲۵ اجزاء)، شعیب الأرنؤوط، محمد نعیم العرقسوسی ورفقاء، مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۲-۱۹۸۸ء

ذھبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (م ۷۴۸ھ)، تذکرة الحفاظ، دائرة المعارف العثمانیہ، حیدرآباددکن، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء۔

ذھبی، محمد بن احمد (م ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر و الأعلام، تحقیق: ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمری، دارالکتاب العربی، بیروت، ۲۰۰۱ء-۲۰۰۴ء۔

ذھبی، محمد بن احمد (م ۷۴۸ھ)، العبر فی خبر من غبر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

ذھبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (م ۷۴۸ھ)، معرفة القراء الکبار علی الطبقات والأعصار، تحقیق: ڈاکٹر طیار آلتی قولاچ، مطبعہ مدیریہ، استانبول، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء۔

Marfat.com

ریاست علی، تاریخ اندلس، مکی دارالکتب، لاہور

زرکلی، خیر الدین، الأعلام قاموس تراجم لأ شهر الرجال والنساء، دارالعلم، بیروت، ۱۹۹۷ء۔

الضبی، احمد بن یحییٰ بن احمد بن عمیرہ (م۵۹۹ھ)، بغية الملتمس فی تأريخ رجال أهل الأندلس، تحقیق: ابراہیم الأبیاری، دارالکتاب اللبنانی، بیروت، قاہرہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء۔

عبدالرحمٰن الحجی، التاريخ الأندلسی (من الفتح الاسلامی حتی سقوط غرناطة)، دارالقلم دمشق، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء

علی بن محمد بن علی الرعینی الاشبیلی (م۶۶۶ھ)، برنامج شيوخ الرعينی، تحقیق: ابراہیم شبوح، دمشق، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء۔

عیاض بن موسیٰ القاضی (م۵۴۴ھ)، ترتيب المدارك و تقريب المسالك، تحقیق: ڈاکٹر احمد بکیر محمود، دارمکتبہ حیات، بیروت، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء۔

لسان الدین ابن الخطیب، محمد بن عبداللہ (م۷۷۶ھ)، الاحاطة فی أخبار غرناطة، تقدیم: ڈاکٹر یوسف علی طویل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

محمد احمد زبیری، اندلس میں علم حدیث کا ارتقاء (مطبوع مقالہ ایم فل)، دارالنوادر، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمنعم، صفة جزيرة العرب منتخبة من كتاب الروض المعطار فی خبر الأقطار، لجنۃ التالیف والترجمہ، قاہرہ، ۱۹۳۷ء۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمنعم الحمیری (م۸۶۶ھ)، مطبعة لجنة التاليف و الترجمه، قاہرہ، ۱۹۳۷ء

محمد عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۷ء۔

المقری، احمد بن محمد (م۱۰۴۱ھ)، نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب، تحقیق:

Marfat.com

مریم قاسم طویل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

محمد بن محمد مخلوف، شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة، المطبعة السلفیة، قاہرہ، ۱۳۴۹ھ۔

مجلس ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد (مرتبین)، اندلس کی اسلامی میراث، فکر و نظر (خصوصی شمارہ؛ جلد ۲۸۔۲۹)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

النباھی، ابوالحسن بن عبداللہ المالقی (غالباً م ۷۹۷ھ)، تاریخ قضاة الأندلس تحقیق: لجنہ احیاء التراث العربی، دار الآفاق الجدیدہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

ندوی ابو الحسن، ماذاخسر العالم با نحطاط المسلمین، دار القلم، کویت، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

یاقوت حموی، یاقوت بن عبداللہ (م ۶۲۶ھ)، معجم البلدان، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

Lane Poole, *The Moors in Spain*, Publishers United, Lahore.

Marfat.com